

بسم الله الرحمن الرحيم

مقتل كنوز اسرار الهي منشور لاجل النور عرف الامم في كل مكان طوبى لمن قرأه في بيتهم

بستان معری

شرح اردو

نویسندگان

تصنیف: مولف شریف عالم ربانی مہارسر ارجوانی حضرت مولوی عبدالمجید خاٹک صاحب پبلیکیشن

کتابخانه مطبع میثقی و کتب و اشیاء قیمتی و کتب و اشیاء قیمتی و کتب و اشیاء قیمتی

اطلاع۔ اس مطلع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور اس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیبل پچ کے تین صفحہ جو سادہ ہیں انہیں بعض کتب تصوف اردو و فارسی و ذخیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۳۰ روپيا	ترجمہ عوارف المعارف - کامل دو جلد میں	۱۰ روپيا	کتاب اخلاق و تصوف اردو
۳۰ روپيا	ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی مرحوم -	۱۰ روپيا	اردو ترجمہ غنیۃ الطالبین عربی قدیم مستند
۳۰ روپيا	تخریثہ دانش ہوشمندی کی تعلیم از مولوی کریم بخش	۱۰ روپيا	تصنیف غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر
۳۰ روپيا	سعدن تہذیب - مصنفہ مرزا حبیب حسین صاحب	۱۰ روپيا	جیلانی رض کا حامل المتن اردو ترجمہ کریم بخش
۳۰ روپيا	بی - ۱ - جلد خوش نما جلد پارچہ	۱۰ روپيا	ہو کہ ہر صفحہ میں دو کالم ہیں ایک میں عربی عبارت
۳۰ روپيا	مخزن الفصاحت - معروف بہ سہ س آخر	۱۰ روپيا	اسبقدر ہر جہدہ دوسرے کالم میں اردو ترجمہ کریم
۳۰ روپيا	بحر الحقیقت - اصلح نفس میں	۱۰ روپيا	جدید الترجمہ اور اس قدر مقبول ہوا کہ اگرچہ ترجمہ کریم
۳۰ روپيا	آبجیات - اخلاق و عفت میں نازشی کا مستطاب	۱۰ روپيا	مقوڑا زمانہ ہوا مگر دوسرا ایڈیشن طبع ہوا
۳۰ روپيا	کیمیائے حکمت - حصول بیان شریف علم ادب	۱۰ روپيا	جس کا کاغذ وغیرہ کل امور ایڈیشن اول سے
۳۰ روپيا	تہذیب الاخلاق - سولفہ مولوی نجم الحق	۱۰ روپيا	بمربہ ہا عمدہ ہیں
۳۰ روپيا	پیراہن یوسفی - اردو ترجمہ ثنوی مولانا روم کا	۱۰ روپيا	ایضاً - کاغذ زرہ
۳۰ روپيا	منظوم شعر شاعر و حاشیہ پر اردو میں حاصل مطلب	۱۰ روپيا	ایضاً - کاغذ درجہ دوم
۳۰ روپيا	ہر شعر کا معنی فوائد تصوف کامل دو جلد میں تفصیل ذیل	۱۰ روپيا	سیرت محمدیہ مطبوعہ غیر
۳۰ روپيا	جلد اول - ترجمہ دفتر ۲ و ۳	۱۰ روپيا	جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی
۳۰ روپيا	جلد دوم - ترجمہ دفتر ۴ و ۵	۱۰ روپيا	باب دانش - سولفہ مولوی محمد کریم بخش
۳۰ روپيا	اخلاق رضی - مصنفہ قاضی محمد رضی	۱۰ روپيا	ذخیرہ سعادت - ترجمہ بھامنی بھاس کی پیک
۳۰ روپيا	شجرہ معرفت محشی منتخبات ثنوی مولانا روم	۱۰ روپيا	و فصل اول و آخر کا تہذیب اخلاق میں
۳۰ روپيا	ترجمہ سید غلام حیدر صاحب	۱۰ روپيا	سولفہ لالہ لال جی صاحب
۳۰ روپيا	شان رحمت منظوم عبرت انگیز و حسب مضمون	۱۰ روپيا	اوقات عزیز - از سید غلام حیدر خان

فہرست مضامین بوستان معرفت و فہرست چہم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴	در معنی آیہ کریمہ فُخِّذَ لِقَائِهِ مِنَ الطَّيْرِ الخ۔	۲۶	قبلہ ڈھونڈنے والوں کے۔
۶	حدیث الکافریا کل فی سبتہ امعاء الخ۔	۲۷	بیان آیہ یا حسرة علی العباد۔
۸	کھولنا پیغمبر کا درجہ اور چھپ جانا۔	۲۸	فرجی نام رکھنے کا سبب ابتداء میں۔
۱۰	لوٹنا اُس کا فرکا اور دیکھنا آنحضرت کو وہ گندگی دھوئے۔	۳۰	مناجات۔
۱۳	نوازش کرنا مصطفیٰ کا اور مسلمان ہونا مہمان کا۔	۳۱	صفت طاؤس کی اور سبب مارنے ابراہیم خلیل کا اُسکو۔
۱۴	بیان اسکا کہ اعمال ظاہر بحیہ آدمی کے گواہ ہیں۔	۳۲	اس بیان میں کہ لطف میں قہر اور قہر میں لطف پوشیدہ ہیں۔
۱۵	پاک کرنا حقیقتی کا آپکو نجاست ظاہر سے۔	۳۳	بیان تفاوت عقول اصل فطرت سے خلافت مغزلہ۔
۱۶	پھر استغاثت آب کی حسبِ جہانہ و تعالیٰ سے۔	۳۴	حکایت لیک عرب کی کہ کُتِلَ اُسکا بھوک سے مرتا تھا اور اُسے اُسکور وٹی نہ دی۔
۱۸	اس بیان میں کہ گواہی غفل و قول بیرونی کی نور ضمیر پر ہو۔	۳۸	بیان اُسکا کہ کوئی چشم بد آدمی کو ایسا ضرر نہیں کرتی جیسے کہ چشم پسند ہی کی۔
۱۹	بیان اس نور میں کہ نے اختیار عارف حقانی سے ظاہر ہوتا ہو۔	۴۱	طاؤس پر اعتراض اور اُسکا جواب۔
۲۰	ایمان عرض کرنا حضرت مصطفیٰ کا مہمان پر۔	۴۲	صفا و سادگی نفس مطمئنہ کی فکروں مشوش سے ہو جاتی ہو۔
۲۱	اس بیان میں کہ جو نور غذا جان کی ہے غذا جسم اولیا کی ہو۔	۴۳	حدیث لارحبانیۃ فی الاسلام۔
۲۳	انکار کرنا اہل تن کا غذا لے روح سے۔	۴۴	بیان اسکا کہ ذواب عمل عاشق کا بھی حق سے ہو۔
۲۴	مناجات۔	۴۶	حدیث مامات من مات الا و تمنی ان قبل مامات۔
۲۵	تشبیہ عقل بجریل اور نظر اسکی غیب میں جیسے جبریل کی لہجہ میں۔		
	تفہیم روشن مختلف کی موافق اختلاف		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۶	پشیمان ہونا حکیم کا جو سوال طاؤس سے کیا تھا۔	۸۳	معنی حدیث لا بد من قرین بدفن منک و
۸۷	اس بیان میں کہ عقل و روح عالم علوی سے	۸۴	ہو جی و تدفن منہ و انت میت۔
۸۸	بیان مقید ہوئے ہیں۔	۸۵	معنی آیہ و ہو معکم اینا کنتم۔
۸۹	جواب دینا طاؤس کا مرد حکیم کو۔	۸۶	معنی حدیث من جعل الموم ہما و احدا کفاحہ اللہ
۹۰	اس بیان میں کہ ہنر و زیر کے بھی پر طاؤس	۸۷	سائر ہومہ۔
۹۱	کی طرح آفت ہیں۔	۸۸	در معنی رباعی گر را ہر شے را بہریت بکشاید۔ آخر
۹۲	اس بنجد کی صفت میں کہ بقائے حق میں	۸۹	قصہ اس شخص کا جس نے دعویٰ پیغمبری کیا۔
۹۳	خانی ہوا ہو۔	۹۰	جو شخص جس لائق نہیں ہو اس سے وہ بات کہنا
۹۴	اس بیان میں کہ سوا خدے قتالے کے	۹۱	یہودگی ہو۔
۹۵	سب آکل و ماکول ہیں۔	۹۲	بیان سبب عداوت عام اور بیگانہ جینا اسکا
۹۶	بیان اس سبب کا کہ ابراہیم نے زراغ کیون مارا۔	۹۳	ساتھ اولیاء کے کہ خدا کی طرف ہلاتے ہیں۔
۹۷	مناجات۔	۹۴	اس بیان میں کہ جب بدکار بدکاری پر
۹۸	بیان حدیث ارجو اثلا ثا عزیز قوم ذل الخ	۹۵	جم جاتا ہو اور نشان دولت نیکو نکادیکھتا ہو
۹۹	بیان صفت حقانیوں کا جو دنیا میں اہل دنیا	۹۶	شیطان کی طرح حسد اختیار کرتا ہو۔
۱۰۰	کے ساتھ ہیں۔	۹۷	مناجات۔
۱۰۱	حکایت محمد خوارزم شاہ کی جس نے شہر سبزدار کو	۹۸	سوال کرنا پادشاہ کا مدعی پیغمبر سے کہ کیا وحی
۱۰۲	گھیرا۔	۹۹	آنکھ کو آئی ہو۔
۱۰۳	بقیہ قصہ آہو در آخر خزان۔	۱۰۰	حکایت اس عاشق کی کہ اپنے معشوق کو
۱۰۴	معنی آیہ انی اری سبع بقرات سمان الخ۔	۱۰۱	وفا داریان اپنی جاتا تھا۔
۱۰۵	بیان سبب مارنے ابراہیم کا خردوس کو۔	۱۰۲	ایک شخص نے ایک عالم سے پوچھا کہ اگر نازین
۱۰۶	معنی آیہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔	۱۰۳	کوئی روئے تو ناناؤسکی باطل ہو جاتی ہے یا نہیں۔
۱۰۷	تفسیر آیہ الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات۔	۱۰۴	حکایت مرید کی جس نے اپنے پیر کو روئے دیکھا۔
۱۰۸	مثال عالم نیست ہست نما اور عالم ہست	۱۰۵	بقیہ قصہ مقلد در گریہ کا۔
۱۰۹	نرغما۔	۱۰۶	حکایت اس کنیزک کی جو اپنی خاتون کے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	یہ صورت قصہ کی ہر لائق اہل صورت کے۔		گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی۔
۱۵۵	حکمت نظر کرنا چارق و پوستان پر۔	۱۱۵	تمثیل تلمیق شیخ کی مریدوں کو۔
۱۵۶	بیان آیہ خلق الجان من مایع من نار۔	۱۱۶	ایک صاحب دل نے چلنے میں کیتا حاطہ غی
۱۶۰	اس بیان میں کہ ارنا الاشیاء لکما ہی۔		کہ اُسکے پیٹ میں بچے چلاتے تھے۔
۱۶۲	حکایت بیان اتحاد حقیقی عاشق و معشوق میں۔	۱۱۸	قصہ اہل خمر و ان۔
۱۶۴	پوچھنا ایک معشوق کا عاشق سے کہ تو آپ کو دوست رکھتا ہی یا بلجو۔	۱۲۳	عطا حق کی اور قدرت اُس کی موقوف
۱۶۶	آنا امیروں کا جو تمام غماز تھے مع سرنگوں کے اور کھولنا حجرہ ایاز کا۔		قابلیت پر نہیں ہو۔
۱۶۷	لوٹنا نامو کا آیا زکے حجرہ سے شرمسار۔	۱۲۵	بیان ابتداء خلقت آدم۔
۱۶۸	حوالہ کرنا شاہ کا قبول توبہ نامو کا ایاز کے۔	۱۲۷	آنا میکائیل کا دین پر واسطے لیجانے خاک کے۔
۱۶۹	فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ تو چاہے عفو اختیار کر چاہے بہ لے تجھ کو اختیار ہو۔	۱۲۹	قصہ قوم یونس علیہ السلام۔
۱۷۰	تعمیل فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حکم کو فیصل کر۔	۱۳۰	بھینا اسرافیل کا واسطے کف خاک کے۔
۱۷۱	خاموشی کی فضیلت۔	۱۳۲	حکم ہونا عزرائیل کو واسطے لانے مشیت خاک کے۔
۱۷۲	اس بیان میں کہ کوئی ایسی بات کہے کہ مناسب اُسکے دعویٰ نہ ہو۔	۱۳۵	اس بیان میں کہ مخلوق ایک اکہ اس کا ہو اصل وہ ہو۔
۱۷۳	پوچھنا عورت کا گھر پر اور جدا ہونا زہد کا کنیزک سے۔	۱۳۸	جواب حضرت عزت کا عزرائیل کو کہ جو نظر فرم تیر پر نہ رکھیگا وہ تجھ کو بھی نہ دیکھیگا۔
۱۷۴	توبہ نصوح کے بیان میں۔	۱۴۰	بیان مذمت چرب و شیرین دنیا کی چیز و مکا۔
۱۷۵	دعا عارف و اصل کی حق سے ایسی ہو جیسے در خواست حق کی آپ سے۔	۱۴۲	اس منفل کے بیان میں جو کہتا تھا کہ موت دنیا میں نہ ہوتی۔
۱۷۶	توبہ ڈھونڈنا نصوح کا اور آواز آنا کہ سب کو	۱۴۳	فیما یرجی من رحمۃ اللہ۔
		۱۵۰	قصہ ایاز اور اُسکے حجرے کا اور لوگوں کا گمان کہ اس میں دھیند رکھا ہو۔
		۱۵۲	اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۸	ڈھونڈ لیا اب نضوح کو لاؤ۔	۲۱۳	لیجانا رو باہ کا خر کو سامنے شیر کے۔
۱۹۱	لیجانا گوہر کا اور معافی حاجیوں کی نضوح سے۔	۲۱۵	اس بیانیہ کہ عہد و توبہ کا توڑنا بلا ہے۔
۱۹۲	اُس شخص کے بیانیہ کہ توبہ کرے اور پشیمان ہوے اور پھر اُس پشیمانی کو بھلا دے۔	۲۱۶	عقاب خر کا رو باہ سے۔
۱۹۳	تشبیہ کرنا قطب جو عارف واصل ہو رہا ہے۔	۲۱۷	جواب رو باہ کا خر کو۔
۱۹۴	مخلوق میں قوتِ رحمت اور معرفت سے۔	۲۱۸	جواب دینا خر کا رو باہ کو۔
۱۹۵	اطاعتِ شیری کی حکم کرنا رو باہ کا۔	۲۱۹	جواب رو باہ با خر۔
۱۹۶	دیکھنا گدھے سقا کا گھوڑوں تازی بانوا کا آخر پر اور تمنا کرنا اس نوا پر۔	۲۲۱	حکایت شیخ محمد شیرازی کی اور اُس کے پیشت کی
۱۹۷	جواب رو باہ کا خر کو۔	۲۲۲	آنا شیخ کا بعد چند سال کے غزنین میں اور
۱۹۸	جواب خر کا رو باہ کو۔	۲۲۳	زنبیل لیکر گدائی کرنا۔
۱۹۹	حکایت ایک زاہد کی جس نے ٹول کا امتحان کیا تھا۔	۲۲۴	حکایت درمینی لولاک لما خلقت الافلاک۔
۲۰۰	پھر جواب رو باہ کا خر کو اور تحریریں کتب۔	۲۲۵	جانا شیخ کا ایک امیر کے مکان پر گدائی کو۔
۲۰۱	جواب خر کا رو باہ کو۔	۲۲۶	گریبان ہونا امیر کا نصیحت شیخ سے۔
۲۰۲	اس بیان میں کہ خبر جو بیان کرے اور اُس کا اثر اُس میں نہ دیکھے تو قابلِ متسم کہنے کے ہو۔	۲۲۷	اشارہ ہونا شیخ کو کہ دو برس تو نے جا ہے
۲۰۳	فرق درمیان سخنِ کامل و اصل سخنِ ناصح مقلد۔	۲۲۸	حکم سے لیا اور دیا بعد اسکے نہ کسی سے لے نہ کسی کو دے۔
۲۰۴	حکایت غنٹ کی اور پوچھنا لوطی کا اس سے کہ تیری کمر میں خنجر کیوں ہو۔	۲۲۹	جاننا شیخ کا ضمیر سالکوں کو بد و ن کئے۔
۲۰۵	غالب ہونا مکر رو باہ کا گدھے پر۔	۲۳۰	بیان اس سبب میں جس سے ضمیر دل خلق جانا جا کے۔
۲۰۶	حکایت اُس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر میں گھس پڑا۔	۲۳۱	غالب ہونا مکر رو باہ کا اور عاجز ہونا گدھے کا حرص سے۔
۲۰۷		۲۳۲	تثبیل صبر و جماعت میں۔
۲۰۸		۲۳۳	حکایت ایک مرید حریف اور شیخ کی۔
۲۰۹		۲۳۴	حکایت اُس کا دُحریں کی کہ ہر روز صحرایہ حلف دیکھتی تھی۔
۲۱۰		۲۳۵	
۲۱۱		۲۳۶	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۷	لیجانار و باہ کا خرکوار مار لینا شیر کا۔	۲۴۳	دو پستین کی کر
۲۳۸	حکایت راہب کی جودن کو شمع لیے آدمی کی جستجو میں پھرتا تھا۔	۲۴۴	دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک گبر کو طرف اسلام کے زمانہ بائزید میں۔
۲۴۰	دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک مرغ کو اور جواب اسکا۔	۲۴۴	حکایت موزن بدآواز کی۔
۲۴۲	در بیان مشغیطان بردر گاہ رعلن۔	۲۴۶	رجوع بحکایت گبر یا مسلمان و ایمان بائزید۔
۲۴۳	جواب مومن سنی کا کافر جبری کو ثابت کرنے اختیار میں۔	۲۴۷	مثل لانا گبر کا بیان معنی و صورت بائزید میں۔
۲۴۸	اس بیان میں کہ درک و جدائی جیسے اختیار و اضطراب اور خشم و اضطراب بجائے جس کے ہر حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں۔	۲۵۰	حکایت اس امیر کی جسے غلام سے کہا شراب لے وہ گھر شراب کا لایا راہ میں زنا ہونے لگا توڑ ڈالا۔
۲۵۱	حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں۔	۲۵۳	حکایت ضیاء و تلج الاسلام۔
۲۵۲	حکایت جواب جبری اور ثبوت اختیار میں۔	۲۵۴	خبر یا امیر کا و خشم آلودہ زنا ہونے کے پاس جانا۔
۲۵۳	بیان معنی اشارۃ اللہ کان میں۔	۲۵۵	حکایت بات کرنا لنگ کا سید شاہ ترمذ کو پھر رجوع بہ حکایت امیر و زنا ہونے۔
۲۵۶	بیان معنی جت اقلم۔	۲۵۶	بیان بیطاعتی سالکونین۔
۲۵۹	حکایت اس درویش کی کہ ہرات میں عمید خراسانی کے علاموں کو آراستہ دیکھ کر کہا یہ کون ہیں۔	۲۵۹	جواب امیر کا سفارشین کو۔
۲۶۲	پھر جواب دینا کافر جبری کا مومن سنی کو۔	۲۶۰	باتھ پانچون چو منا امیر کے سفارشین زنا ہونے کا۔
۲۶۵	رجوع بحکایت آیا زموال سلطان۔	۲۶۲	پھر جواب امیر کا وسط دفع سوال سفارشین کے۔
۲۶۸	حکایت تسلی کرنا خلیفوں مجنون کا مجنون کو عشق لیلی سے۔	۲۶۳	دو بیان معنی آہ ان دارا آخرہ لہی الحیوان الہی۔
۲۷۰	حکایت جو چی کی کہ چادر اوڑھ کر عورتوں میں بیٹھتا تھا۔	۲۶۶	پھر خطاب شاہ کا ایاز کو۔
۲۷۲	فرمان شاہ کا دوسری بار ایاز کو شرح چارق۔	۲۶۷	حکایت ممان و کد خدا وزن کی۔
		۲۶۹	تمشیل فکر و ذہن کی۔
		۳۰۲	حکایت ایک خواجہ اورہ فخر کی جسے دختر کو حاملہ ہونے سے منع کیا تھا۔
		۳۰۴	حکایت صوفی جو غرا کو گیا تھا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۶	فیضیت مبارز و مکی صوفی کو کہ اب لڑائی مت کر	۳۲۶	کے گئے کہ کو غور و ن اور جھڑکری سی کو دین -
۳۰۷	حکایت عیاضی کی کہ نوسہ دفعہ لڑائی میں		جٹا تا خلیفہ کا پہلوان : کنیزک کو اور عقد کر دینا
	بامید شہادت اور شہید نہ ہو -		دور لڑکا -
۳۰۹	حکایت دوسرے مجاہد کی اور جانناڑی اسی -	۳۲۷	در بیان آیت بن قہنما -
	حکایت آتش فنی کی کہ واسطے نفس کشی کے	۳۲۸	دینا پادشاہ کا ایک گوہر وزیر کے ہاتھ اور
	ایک درم روز دیا میں ڈالتا تھا -		پھر کتنے میر و نگو کہ اسکو توڑو -
۳۱۰	حکایت ایک مجاہد و قتال کی -	۳۳۰	پہونچنا اس گوہر کا بعد دور ہاتھ میں آیا کہ
۳۱۱	حکایت خلیفہ مصر اور شاہ موصل کی -		اور بیان کیا ست ایاز -
۳۱۲	دینا شاہ موصل کا کنیزک کو -	۳۳۱	جواب تشنیع امیر دن کا کہ کون تو سہ لیا گوہر
۳۱۵	دینا پہلوان کا موصل سے اور صحبت کرنا		توڑ ڈالا -
	کنیزک سے -	۳۳۲	قصد کرنا شاہ کا واسطے قتل امیر و ن -
۳۱۷	وحیت پہلوان کی کنیز کو واسطے اخلا و راز کے		در معنی لاضیر اور خطاب فرعون کے ساحر و نکا
۳۱۸	پہونچنا ایک شخص کا کسی سے فرق حق و باطل کا		فرعون کیساتھ -
۳۱۹	در بیان صنعت عقل مکران بعث -	۳۳۸	مجرم چاننا ایاز کا آپ کو اس سفارش میں
۳۲۰	آنا خلیفہ کا پاس اس زن کے واسطے جال کے		اور عہد راس جرم کا چاہنا -
۳۲۱	جسٹا کنیزک کو قصد شہادت خلیفہ پر مقابل قوت	۳۴۷	خاتمہ الشرح -
	پہلوان کے -	۳۴۹	خاتمہ الطبع -
۳۲۵	عزم کرنا پادشاہ کا بعد و قوت اس خیانت		

مفتاح كنوز اسرار النبى شور لالاع النور معرفت اكابرى گل گلستان طريقت مرثا خا حقيقت اسماء

ضیف ثانیف شریف عالم ربانی مہر سر اسجانی حضرت مولوی عبدالمجید خاٹنساکن سہیلی بھیت

مطبع میثقی فکشی واقع لکھنؤ حسن و خوبی چھپی



قہولہ شہ حسام الدین کہ نور انجم است بہ طالب آغاز سفونجم است بہ ارضیا والحق حسام الدین راہ او ستادان صفارا
 اوستا و نہ گزیدوی خلق مجبور بہ کثیف بہ ورنہودی حلقہ تنگ ضعیف بہ ورنہدیت دادمنی دادی بہ غیر این منطق بے
 کشادہی بہ لیک لقمہ باز آن صعوہ نیست بہ چاہہ اکنون آب روغن کر نیست بہ شرح تو غیب است بر اہل جہان بہ عجول
 عشق دام ورنہان بہ مدح تو حیف است باز نہ انیان بہ گویم اندر معنی روحانیان بہ مدح تعریف است و تخریق حقایق فارست
 از مدح و تعریف آفتاب بہ مدح خورشید مدح خود است بہ کہ دو چشم روشن نامر دست بہ دم خورشید جہان دم خود است
 کہ دو چشم کو رو تار یک و بدست بہ اللغات سفر کتاب نامہ کثیف ضد لطیف سطر و تیرہ آب روغن نکلف کرنا تخریق
 پارہ کر نام مدبا لضم رد کردہ شدہ و رد لغتین سرخی چشم المعنی فراتے ہین بادشاہ حسام الدین کہ نور انجم کا ہر نئی آفتاب
 اسواسطہ کہ نور ستاروں کا اسی سے ہواب وہ طالب اس بات کا ہو کہ سفونجم اید و فرہونجم شروع کیا جائے لہذا مخاطب
 ہو کے کہتے ہین کہ ارضیا والحق حسام الدین تو ایک شخص فاسخ و جوافرو ہو اور جو اوستا و صفا کے ہین کہ ان سے لوگ
 صفا کی تعلیم پاتے ہین ان کا اُستاد کیا کروں اس مخلوق پر پردہ پڑا ہو اور کثیف و تاریک موٹی سمجھ والے بے بصیرت ہین
 اور خلق انکے تنگ ضعیف جنہیں بات کی گنجائش نہیں درمیں بھراٹھیں لگیہ بات انہیں نہ ہوتی تو تیری مدح میں حق
 معنی کا ادا کرتا اور سوا اس گفتگو کے کسی بات میں لپٹ کھولتا اب مجبور ہوں لقمہ باز کا مولا نہیں کھا سکتا بجز اسکے اور
 کیا بن آتا ہو کہ آب روغن کر دن یعنی نکلف شرح تیری صفت کی اہل جہان پر پوشیدہ ہو اور ہین اسکو مثل براہ عشق کے
 اپنے باطن میں چھپائے ہوے ہوں کہوں کو کس سے کہوں یہ اہل دنیا جو بوجہ بال دنیا جن کے زندانی ہین انہیں کہتے ضعیف
 آگاہ جہان معنی روحانیوں میں کہوں کہ وہ فرشتے اور اہل اللہ ہیں مدح تعریف ہی تو ہے یعنی کسی کو کسی کی ذات و صفات سے

شنا سا کرنا اور تخریق حجاب کہ وہ پردے پھاڑنا ہی جو مروج اور سامع کے درمیان میں ہوتے ہیں سو تو آفتاب ہر
تعریف و تخریق سے فارغ ادنیٰ اعلیٰ سب آفتاب کو جانتے ہیں اور وہ بذات خود ظاہر و باہر گیس درحقیقت جو کوئی
ملح آفتاب کا ہی پناہی علاج ہی یعنی جتنا تاہی کہ میری دونوں آنکھیں روشن ہیں رمد رسیدہ نہیں ہیں کچھ آفتاب پر
احسان نہیں ہوا ایسے ہی جو کوئی مذمت آفتاب کی کرتا ہی اپنی مذمت کرتا ہی بتاتا ہی کہ میری آنکھیں اندھی و بُری و
تاریک ہیں ہر کوئی کیگا کہ اسکو آفتاب سی شے نہیں سو جتنی قولہ تو بخشنا ہر کسے کا نہر جہان نہ شد حسود آفتاب
کا مران نہ تاندش پوشیدہ بیچ از دید ہا نہ در طراوت دادن بوسید ہا نہ یاز نور و یورش تانند کاست نہ بایفج جاہ اوتانند
خاست نہ ہر کسے کو حاسد کیہاں بود نہ آخذ خود مرگ جاویدان بود نہ قدر کو بگذشت اندر ک عقول نہ عقل شرح شمس
بوالفضول نہ گرج عاجز آمدن عقل از بیان نہ عاجز از جنبشہ باید دران نہ ان شیدا لایدرک کلمہ عالموان کلمہ لایترک
گرچہ نتوان خورد طوفان سحاب نہ کے توان کردن تبرک خود آب نہ آب دریا را اگر نتوان کشید نہ ہم بقدر تشنگی یا چشید
ناز را اگر می نیاری در میان نہ در کمارانہ کن در قشر آن نہ نقطہا نسبت بقدر نزدیک نہ پیش دیگر مغربانیکست
نیک نہ اللغات عقول جمع عقل و نیز مراد از عقول عشرہ کہ وہ دس فرشتے ہیں عقل اول و عقل ثانی ایسے ہی
ہا عقل عاشق کہ حکما کے نزدیک مخالف جملہ اشیاء کے ہیں المعنی او پر کے کلام سے جو کہ نسبت ذم کی طرف مروج کے
مترشح ہوتی ہے کہ جب ایسا شخص ہو تو اسکی ذم کون کرے گا اسکی دفع میں فرماتے ہیں کہ اگر چاہ و مراتب الون کے کسی قسم کا جاہ ہو
حاسد ضرور ہوتے ہیں بس ای مروج تو سپر رحم کر جو شخص جہان میں حاسد آفتاب کا مران کا ہی کہ اشارہ مروج ہی سے ہر جہلا
کوئی آفتاب کی کامرانی میں خلل ڈال سکتا ہی یا اسکو کوئی لوگوں کی آنکھوں سے چھپا سکتا ہی اور وہ جو ہر کہ نہ بوسیدہ کو
طراوت بخشنا ہی کیا اسکو پوشیدہ کر سکتا ہی یا اسکے نزدیک سے کچھ گھٹا سکتا ہی یا اسکا کوئی جاہ کھونے پر آمدہ ہو سکتا ہی
اوی مروج تیری قدر تو ایسی ہے کہ عقول عشرہ کے درک سے باہر ہی کچھ کسی کی عقل تمہارے بیان میں سوائے بوالفضل
ہونے کے اور کیا ہی آب فرماتے ہیں اس بیان سے اگرچہ عقل عاجز ہوئی لیکن مثل عاجزون ہی کے کچھ جنبش تو اس میں
خروج چاہیے جیسا کہ کہا ہی ان شیدا لایدرک کلمہ عالموان لایترک کلمہ تحقیق جس چیز کو کہ پورا پورا نہ پاسکے تو جانے
کہ بالکل اسکو چھوڑ دینا بھی نہیں چاہیئے مثلاً اگر امیر کے طوفان کو بالکل نہیں پی سکتا تو بقدر خوراک کے ترک کرنا بھی نہیں
بہتر ہی یا اگر آپ دریا کو کلی نہیں سوک سکتا تو تشنگی کے موافق ہی پینا چاہیئے ایسے ہی اگر ادا گو تو درمیان میں نہیں
لا سکتا ہی تو اسکے پوست ہی سے لوگوں کے درک کو تازہ کر اگرچہ ہمارے لطف و گوئی ان نسبت تیرے تو پوست
ہیں لیکن اور لوگوں کے سانس نہایت ہی اچھے متر ہیں قولہ آسمان نسبت بعرض آمد فروغ و نہ بس علیست
پیش خاک تو دہ سن بلکم وصف تو نامہ بر نہ پیش اذان کنوت آن حسرت بر نہ نور حق و بحر جالب جان و خلق
و کلمات دہند و مکان و شہر و تنظیم ست و تاین نور و شمس و گوہرین بید یگانہ راسر کش و نور یا بستہ تیز گوش

گوئی باشد عاشق ظلمت جو موش بنور میکش از حرلیت تیر کوش بگریز چون موش و ظلمت کوش پشیمت چشمانیکه شب جولان
کنند مے طواعت کعبه ایمان کنند بکتمتاس مشکل باریک شد بنطیع کور دین تاریک شد تا بکرا اید نهر راتار و پودین
چشم درخور شد نتواند کشود و پنچو نخل بر نیارد شاخها بکرموشان زمین سوراخا بن اللغات تجاذب بسیار کشنده المعنی
یعنی شعر کلام صدر کی نظیر جو که آسمان نسبت عرش کے بہت ہی پست و قرو و دور و خاک تودہ کی نسبت نہایت ہی
عالی و بلند جو آب میں بھی بنظر ان خیالات کے تیرا وصف کردن تو لوگ سراغ معنی کا لگائیں قبل اس سے کہ یہ امر عظیم
اُن سے فوت ہو یعنی معنی سے باہر وہ ہیں اور حسرت ایجا بین جی کی جی میں رہ جائے چنانچہ فرمایا کہ تو نور حق کا ہر اد جان
تیری جذبات حق کی خلوق و ہم و گمان کی ظلمت میں پیری ہو اس سبب اسکو نہیں سوجھا آب شرط تعظیم کی یہ کہ تیرا نور خوش
ان بیدیدون کی انگھ میں سرمہ لگا دے تا انگھ تیری عظمت و بزرگی سوجھے پھر کہتے ہیں یہ تو سب کچھ مگر تو بھی تو وہی بالاک
جو استعدا والا اوستیز کوش ہو اور موش کی طرح عاشق اندھیرے کا نہو اگر از حرلیت تیر کوش تو موش کی طرح نہیں ہو تو
نور کھینچے جا جہا تنگ ہو سکے جذب کر ظلمت میں مت کوشش کر ایسے کہ جو سست چشم ہیں رات کے دوڑنے
پھرنے والے وہ شعلہ ایمان کا طواف کرتے ہیں نہ گتے تو مشکل باریک ہیں اور جو کور دین ہیں اُنکے بند طبع تاریک پھر
اُنکو کیسے سوجھیں بس جب تک وہ اپنے علم و ہنر کا تانا بانا نہ درست کرینگے آفتاب کی طرف آنکھ نہیں کھول سکتے اور جھوٹ
موش کی طرح زمین میں سوراخ بنائے ہیں وہ مثل نخل کے شاخ و برگ سے کب سرسبز ہو سکتے ہیں اور مقامات
عالیہ شاخ در شلخ کو کمان ہو بیخ سکتے ہیں

در معنی آئیم کریمہ فخر بے من الطیر فصر ہن الیک پس ے تو چار پرند پھر ملا تو انکو طرف اپنے

قول چار وصف است این بشر ادا دل فشارت چار بیخ عقل کشے این چار تہ تحلیل و تقی او خوشیدیش نہ ایچھا راطیار رہن را
کیش زانکہ ہر مرغی از نیما ناغوش بہت عقل عاقلان زا دیدہ کش چار وصف تن چورغان خلیل بسلا ریشان ہجلا زاسیل
اخیلیل اندر خلاص نیک بد نہ سر بر شان تار ہد با ہا زسد نکل توئی جملگان اجزای توبہ بر کشا کہ بہت پاشان یابی توبہ از تو عالم روح
زاری میشود بہشت صد لشکر سواری میشود زانکہ این تن شد مقام چار چو نام شان شد چار مرغ فتنہ جو بد خلق را گر زندگی خواہی
ابد نہ سر بر این چار مرغ شوم بد نہ باز شان زندہ کن از نوع دیگر کہ نہا شد بعد از ان زالی شان ضرر نہ چار مرغ معنوی
راہزن نہ کردہ اندا ندول خلقان وطن بہ چون امیر مجملہ و لہا شوی بہ اندرین دوران خلیفہ حق توئی بہ سر بر این چار
مرغ زندہ را بہ سرمدی کن عمر ناپایندہ را بہ اللغات چار بیخ نوع از تعذیب او چار بیخ سے ہاتھ پاؤں بانہا
فشار فشار و ن سے مٹھی یا پاؤں سے کسی چیز کو دبانا پھوڑنا سبیل وقت مراد وقت سے المعنی یعنی چار وصف
جو قریب نہ کور ہوئے آدمی کا دل و بانے پھوڑنے والے ہیں اور اسکی عقل کے لیے چار بیخ کہ ہاتھ پاؤں اُس کے
اس چار بیخ سے بندھے ہوئے ہیں یا اسے عذاب میں ہو تو از خوشید و ش جو کنا یہ حمام الدین سے ہو اپنے وقت کا چھپ

خلیل ہو چھو جا بیٹے کہ ان چاروں پر ندوں کو جو سب رہن ہین خلیل کی طرح ہاڑ اس سبب سے کہ ہر مرغ ان سے
مثل نزع کے عقلمندوں کی عقل کی آنکھیں نکالنے والا ہو اور وہ چاروصفت تن کے جو مثل چار مرغ خلیل کے ہین وہ
ہین جنکا بسل مفت وراگ ان جان دیتا ہو بس خلیل اگر تو چاہے کہ نیک و بد سب ان سے خلاص ہو جائیں تو پہلے
ان چاروں کے سر کاٹنا اعلیٰ دیوار سے جو مانع اور حائل ہوا ہی ہو سب کے پاؤں جھوٹ جائیں اور آگے کو چلتا و
ہو جائیں کسو اسے کہ توکل ہو اور جملہ مردم تیرے اجڑاں تو اپنا پاؤں بڑھا کہ سب آگے ترچہ چلیں تیرا ہی پاؤں اُنکے
پاؤں ہین کل مراد و مرج سے ہو تو وہ ہو کہ تجھ سے عالم بوج ہوتا ہو اکتشت روح چنانچہ سوشکر کی پشت ایک سو اوہو ناہ
جس سے سب تقویت پاتے ہین یہ تن انسان کا مقام چار جو کہ چاروں نہرین امین جاری ہین در اخص نہروں کا علم چار
مرغ فتنہ جو ہو تو اگر خلقت کی زندگی چاہتا ہو تو ان چاروں مرغ غش بد کا سر کاٹ ڈال اور پھر انکو دوسرے طور پر
زندہ کر کہ بعد اسکے پھر ان سے کچھ ضرر کیونہیں ہو چھیکا اُغیں چار مرغ راہرن نے سارے مخلوق کے دین چلن کیا ہو پھر جب
میرجملہ دنوں کا تو ہی ہو اور اس دور میں خلیفہ حق کا بھی تو ہو تو ان چاروں مرغ زندہ کا سر کاٹ ڈال وریہ عمر جو نا پایندہ
لوگوں کی ہو اسکو سر ہدی کر دے قولہ بط و طاؤست و ذنا غت و خروش این مثال چار مرغ اندر نفوس و بط
حرص ست و خردس آن شہوتست و جاہ چون طاؤس نزع نیست ست و نیستش آن کہ بود عمر و زب طامع تا بید آن امید ساز و بط حرص
آنکہ لوکس و زمین و در در و خشک میجوید و دین و یک مان ہو و حطل آن گلوہ نشود از امر جز حکم کوہ و پوچھا جی کہ خانہ سے کند
نود و زو و انبان خود پر میکند و اندر انبان می فشار دینک و بدینہ و اندام و در و حیات نخود تا مبادا باغی آید و گرومی فشار د
و جوال خشک تر و وقت تنگ فرصت اندک و مخوف و در بغل نہر چہ دید آن ہو قوت و عمارت نیست بر سلطان خوش
کہ نیا دید طامعی آید پیش و لیک مومن را عمارت و انخیات و میکند غارت بہل مایات و نیست از قوت و از باغی کہ از دینا سدر
شمار بر عدو نیست از خواجہ تا نشان دگر کہ بیاندیش مراحم عرفہ و عدل شہ را بدید ضبط آسم کہ نہاند کہ و کس جس تمدن لاجم نشاند
ساکن بود از قوت خط و دامن بود پس تانی داد و صبر و شکست چشم سپر و موقت شک حیش کین تانی تیر و تو جان بود و آشناب
از ہر شیطاں بود تا کہ شیطاںش بر سامان فقر و بار گیر برابکشد و فقر از بنی ایشو کہ شیطاں در وعید و میکند تہدیت از فقر
شدید و ناخوری زشت و ہری زشت از شتاب و نہروت فی تانی فی ثواب لاجم کا فقر و دور ہفت بطن و دین دل تار یک
لا غر ف بطن و اللغات انیت آرزو تا بید ہمیشگی غار کر مثل فتنہ آستگ انا ت درنگ صرف فائدہ تانی مائل نہر و شہید
راجنبا نیند و جنبش عقرب الفتح کو پچین مارنا بمعنی آہ فرماتے ہین کہ وہ چار مرغ بط و طاؤس نزع و خردس ہین در مثل اُغیں
چار مرغ کے نفوس مردم ہین جنکو حضرت خلیل نے مارا تھا چنانچہ بط حرص ہو خردس شہوت جہا طاؤس نزع انیت ای
آندو بس نزع انیت کی تو ہی آرزو کہ عمر دراز ہو و ہمیشہ امید ساز و طامع اسی بات کا کہ چھو کہ تا بید ہا ہو ہمیشگی مرانہ چاہتا و ط
مرحک رہا کہ کہ خشک ہین غمہ ہی غمہ ہی رہتی ہو و غمہ ہین اسی کی کمال کی چاہتی ہو جیسے کہ اسی عادت ہی ہو ہم چھو اسی کا

بیکار نہیں گویا اُسے احکام الہی سے سوائے حکم کلاؤ کے اور کچھ سنا ہی نہیں یا جیسے لکھ کر کسی کا کھویران کرنا ہی اور جلدی جلدی جو کچھ بٹا کر اپنی تخریج میں بھرتا ہو کچھ اچھا برا ہوا اپنی ابنان میں ٹھونسا ہو چاہے موتی کے دانے ہوں چاہے پتے کے دانے اس خوف سے کہ ایسا خود سرا باغی آجائے اور وہ اپنی گون میں خشک تر چو پائے بھرے یا اس خیال سے کہ وقت تنگ ہو اور فرصت تھوڑی اور دل پر اس کے خوف باغی کا چھایا ہو اس کو کچھ اسنے پایا اپنی بغل میں پایا اور اس بیوقوف کو اپنے بادشاہ پر بھروسہ نہیں ہی یہ اسی خیال میں ہی کہ ایسا منو کوئی طمع آجائے لیکن ہوں اُسی کے بھروسے پر ان داکون کو ٹھٹھا ہی اس لیے آہستگی و درنگ سے لوٹتا ہو وہ بخت ہی اس بات سے کہ یہ مجھ سے جاتا نہ رہے اور نیز باغی سے اس واسطے کہ وہ غالب ہونا اپنے بادشاہ کا دشمن پر خوب بھیجتا ہی اور اس بات سے بھی بخوف ہی کہ میرے کوئی خواجہ تماش نہ آجائیں اور میرے مزاح ہوں اور میرا نفع مجھے لیجائیں اُسے اپنے بادشاہ کے عدل کو دیکھا ہو جیسا کچھ کہ عدل کا ضبط لشکر میں ہی کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا اس سبب سے یوں بہت سی دوز و صوب نہیں کرتا ساکن ہوتا ہی اور اپنے حصے کے فوت ہونے سے جو اسکا بادشاہ نے مقرر کر دیا ہو پیغم ہوا جرم وہ تامل و صبر و شکیب کھتا ہو چشم اسکی سیر ہو اور یقین الہی اور پاک حبیب اس واسطے کہ یہ تامل پر تو رحمن سے ہی جیسا کہ فرمایا التانی من الرحمن والتعجیل من الشیطان تامل خدا تعالیٰ سے اور شبابی شیطان سے موافق اسی کے مولانا نے فرمایا کہ شتاب جنبش شیطان سے ہی اس سبب کہ شیطان اُسکو محتاجی سے ڈھاتا ہو اور اُسکے صبر کو بارگیز اسکی کو خجین رہتا ہی اس قول کو ہمارے تو قرآن شریف سے سُن لے الشیطان یعلم انہ فی نفسہ انہ یفرکمتے کرتا ہو اور فقر شدید سے محکوم کا تاہی تاؤ نہ بردیکھے نہ بھلا دیکھے جو پائے کھاجائے اور جو پائے جلدی سے لیجائے اسوقت میں چھکون مروت ہونے تامل خیال شتاب لا جرم کا فریلا اتنا کھاتا ہی جتنا کہ سات پیٹ والا کھائے لہذا دل تجلی ریکٹ لاغر اور دین بھی تاریک لاغر البتہ پیٹ خوب مٹا اور سطر اس حکایت میں جو ذکر جادریغ اور حضرت خلیل کلاید فرمایا ہو فقر توضیح اسکی ہے کہ حضرت خلیل نے سب خلیل سے عرض کی تھی کہ ای رب میرے مجھ کو دکھا دے کہ تو حشر کے دن کیسے مردے زندہ کرے گا کہ کیا تو اس پر جان نہیں لایا کہ کیا کیوں نہیں لیکن میرے دل کو الطینان ہو جائے گا چار پر نرے لیے اور اُنکو اپنے اوپر خوب ہلا بس اُنھوں نے ایسا ہی کیا پھر عرض کی حکم ہوا اُنکے پر پیرے گوشت پڑی سب کو کھائے اُن سبکی جا گولیاں ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے اور پھر کسی کو چار دن بکلا بھر دے بلائیے چاروں گولیوں سے ریشہ ریشہ اُس پر نرے کا ٹکے اور درست ہو کے یہ بلائے نہیں پاتے تھے کہ وہ مرتب ہو کے اُنکے پاس آنا قائم رہیں یہی چاہتا تھا چنانچہ اُس پر یہی اذ قال رب اہیم رب انی کیف تجی الموتی قال اولم تو من قال بلی ما کن لطن قلبی قل فخر بقولہ من اہم فیض الیک ثم جعل علی کل جبل من ہن جزا ثم او من یا تنک سعیا اسی پر تفسیر ہی اور ترجمہ بھی اسکا اوپر کے بیان میں مذکور ہوا اب اس قول پر اپنے کہ کافر سات بطن میں کھاتا ہی موافق حدیث شریف کے نقل بعد مذکور فرمائی

الحديث الكافریا كل فی سبعة امعاء والمومن فی معاد

قولہ کافران مہمان پیغمبر شدند و وقت شام ایشان بسجہ آمدند و کادیم اسے شاہ ما انجا مقبلے تو

مہانداز ارکان افق بنیادیم و رسیدہ ماز دور بہین میفشان بر سر را فضل نورہ رو بیاران کرد آن سلطان باو بد و سنگیہ حملہ
شامیان عبادہ گفت ای بیاران من قسمت کنید کہ شما پیران من بخوی منید پیرودا جسام ہر شکر شاہ بہ زبان زنتدان تیغ براندا
جاہ بدو بخشم شہ زنی آن تیغمانہ ورنہ برانخوان چہ شتم آید ترا بد بر باد ریگناہی میزنی بدعکس شتم شاہ گزودہ نمی بد شدہ کی جان ست
شکر و زودہ روح چون آبست این اجسام جو آب روح شاہ چون شیرین بودہ جملگی جو باہر آفتابش بودہ کہ خیت این شد اندوہن و تخمین
فرمود سلطان عیس شاہری کی یاری کی مہمان گزیدہ در میان بدیک شکر زفت و عنیدہ جسم ضخیم دہشت کسل و رانہ بودہ ماند و مسجد چو اندر
جام دروہ مصطفیٰ بردش چو اماندا زہمہ نہ برفت بزہ شیردہ اندر رہہ نہ مقیم خانہ بودندی بزبان بہر دوشیدن بلای وقت خوان
نان و آتش شیر آن ہر ہفت بزہ خورد آن بوقطہ عوج این غرہ جملہ اہلیت شتم آو شدند کہ ہر دہ شیر بظلمع بدندہ معہ طبعی خوا
ہم چون ہل کرد قسم ہفدہ آدمی را و بخود اللغات ضخیم بزرگ جتنہ غرہ بالضم ایک کوم ہر ترکون سے غارتگر لمغی چند کافر ایک ہر
مہمان حضرت پیغمبر کے ہوئے اور شام کے وقت مسجد میں آئے اور کہا ای شاہ تم مہانداز تمام اہل عالم کے ہو تم بھی آپ کے مہمان
کے ہیں ہم محتاج مغلس ہیں دور سے چلے آئے ہیں آپ ہمارے سر پر نور فضل کا بٹوئے فضل اور مغلوب ہوئیں وہ سلطان کہ ہم جو سنگیہ
تمام بادشاہوں اور مخلوق کے تھے یا رونکی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ایار وانگو باہم تقیم کرو ہوا سطلہ کہ تم گھسے و میری خوش سے بھرے
ہو کہ گویا میں تم میں نکالیا ہوں جیسے ہر شکر کا جسم بادشاہ سے بھرا ہوا ہوا اسی سبب سے تو جو دشمن کی جاہ کا ہوتا ہوا سپر تیغ زنی
کرتے ہیں تو جو تلواریں لوگوں کے مارتا ہوا وہ سب تیرے بھائی تو ہیں کیسے آہہ جھکو غصہ آہہ کوہ غصہ بادشاہ کا ہر جھکین سما گیا ہوا
خیال تو کر اپنے بھائی بیگناہ پر کیسا گز بھاری وہ منی چلا تا ہوا ہر عکس باں دشاہ ہی کے غصے کا تو تجھ پر ای بادشاہ تھا ایک کیسا جان ہوا
اور شکر اس سے بھرا ہوا ایسی ہی روح مثل بانی کے ہوا در جسم مثل نہر کے اگر بادشاہ کی روح کا بانی شیرین ہوا تو تمام نہر میں
آب خوش سے بھری ہوئی ہیں اس واسطے کہ رعیت بادشاہ کے دین پر ہوتی ہوا ایسے ہی آنحضرت نے جو سلطان سورہ بھس قولی
کے ہیں فرمایا کہ اناس علی دین بلو کہم آدمی اپنے بادشاہوں کی وضع اور روش پر ہیں پس موافق حکم آنحضرت کے ہر ایک پارستے
ایک مہمان چھانٹ لیا اُن میں ایک شخص پیٹھا اور ملاو سرکش تھا اور بڑا بزرگ جتنہ ضخیم اسکو کوئی زمین لیکیا یہ مسجد میں ایسا رکھیا
جیسے پیالے میں گاد کہ صاف پی لیتے ہیں گاد چھوڑ دیتے ہیں جب سب اسکو پیٹھا دیکھلے چھوڑ دیا تو آنحضرت اسکو لیکلے
اور اسوقت میں ایک بکریوں میں سات بکریاں دودھ دیتی تھیں اور گھری پر ہستی تھیں تا وقت خوان دوی جاہیں ہر مہمان
جتنی روٹی اور سالن تھا اور ساتوں بکریوں کا دودھ سب کھا گیا آدمی کا ہیکو تھا قحط کا باب تھا کہ قحط بھی دوسرے کو کچھ نہیں
چھوڑتا یا عوج تھا جسل جسامت اور درازی قامت کی مشورہ ہوا بن غرہ تھا ای لیر کہ سارے گھر کا کھانا لوٹ کھلایا یہ حال
دیکھلے سب لوگ گھر کے ختم آو دھوئے کہ ان بکریوں کے دودھ کی سب سید رکھے تھے مودہ طبل خوار نے مودہ کو طبل بنایا
اور سترو آدمیوں کا کھانا خاص وہ اکیلا کھا گیا قولہ وقت خضن رفت و درجہ نشست پس کینک لغضب را بہ بست بہ
از برن نچو دلا و گنہ کار زوہ گنہ گری در دمنہ گبر را زیم شبتا صبحم نہ پس تقاضا آمد و در شکمہ از فراش خویش سوی در شافت بہ

دست برد چون نما و بسته یافت نہ در کشادن جیلہ کرد آخیلہ ساز نہ نوع نوع می نہ شد و بیچ باز نہ شد تقاضا بر تقاضا خانہ
 تنگ نہ ماند و حیران و بیدرمان و دنگ نہ جیلہ کرد و خواب اندر خرید نہ خویش را در خواب در ویرانہ دید نہ نالکہ ویرانہ بد
 اندر خاطرش نہ شد خواب اندر ہما بخا منتظرش نہ خویش در ویرانہ خالی چو دید نہ ادچنان محتاج در ویرانہ بید نہ گشت بیدار
 بیدہ آخامہ خواب نہ پر حدت دیوانہ شما را اضطراب نہ زاندر دن اوہر آمد صد خردش نہ از چنین سوئی چاک پوش نہ گفت خود
 بدتر از بیداریم نہ کہ خرم ز انسان زنیسان می ریم نہ بانگ میزد و تابو را و تابو نہ چو جان کافران و تفرگور نہ منتظر کہ کی شود این
 شہب پس نہ تا در آید از کشادن بانگ در نہ تا اگر نرید او چو تیری از کمان نہ تانہ بینہ بچکس در ادچنان نہ قصہ بسیار ست کوتہ
 میگویم باز شما کہ در بیدار در دوغم نہ اللغات قراش بستر شور خمران و ہلاکت و کمالی ملعی یعنی بچکائی کہ جو سونے کا
 وقت ہوا چوین جا کے بیٹھا چو کری کے غصے کے مارے کہ سب کھانا کھا گیا تھا دروازہ بند کر دیا یعنی باہر سے زنجیر ڈال دی اسلئے
 کہ اُس سے غصے میں بھری ہوئی اور در و درندہ بھی اب اس کے کایہ حال کہ ادھی رات سے صبح تک نہایت ہی تعاضا یعنی
 دست کی حاجت اور پیٹ میں درد شروع ہوا تا چار بستر سے اپنے دروازے کی طرف و دراجب دروازے پر ہاتھ رکھا دروازہ کو
 بند پایا لاجرم اُس جیلہ ساز نے اُسکے کھولنے میں قسم قسم کے چیلے کیے مگر دروازہ مطلق نہ کھلا اب اُس پر لیا تقاضا بر تقاضا ہوا کہ
 گھر کا رہنما دشوار ہو گیا اور حیران و دنگ تھا کوئی علاج نہیں بن پڑا تھا مجبور اپنے دل کو اور خیال میں بہلا کے پھر سو رہا خواب
 میں دیکھا کہ میں نے میں ہوں اس سبب کہ ویرانے کا خیال دل میں جما ہوا تھا وہی ویرانہ خواب میں بھی نظر آیا جب کسے
 ویرانہ خالی خواب میں دیکھا پس ویرانے کا تو متلج ہو ہی رہا تھا ویرانہ خالی پاتے ہی نور انگ یا آب جا کا تو دیکھا اور صفا
 بچھو نہا سب گنہیں بھرا ہی یہ دیکھکے شدت اضطراب سے دیوانہ ہو گیا اور دل سے سیکڑوں شور اُٹھے کہ یہ کبھی سوئی ہوئی
 جسکو چھینا نہیں سکتا کما خواب میرا میری بیداری سے بدتر ہو کہ بیداری میں اُس قدر کھایا اور خواب میں ایسا ہنگام اور چلا کھاتا
 واثور را واثور یعنی ہاے مرنے گیا بجائے بیداری کے جیسے کافر گور کے گڑھے میں پڑے واثور کہینے اس شور کو ایک تن میں
 صاف شور لکھا ہی جو جمع ہونے کی ہر بعضی ابلہ اور شور کے معنی ہلاکی و خسران اب شور کے معنی سمجھ جنہوں نے لکھا ہی چسپان
 کر لین تو ہم بھی بان لین اور جو شور کے معنی وہ لکھے میں خلاف لغت ہیں اور معنی لفظ وہ ہے موجود الغرض اس بات کا
 منتظر تھا کہ کب رات تمام ہوئے جو دروازہ کھلنے کی آواز آئے تو ایسا بھاگ جائے جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہو ایسے
 حال میں اُسکو کوئی نہ دیکھنے پائے اب مولانا فرماتے ہیں کہ یہ قصہ تو بہت ہی میں سے مختصر کرتا ہوں کہ دروازہ کھلا اور

یہ درد و غم سے چھوٹا

کھولنا پیغمبر صلعم کا در حجرہ اور چھب جانا ناشر منہ نہو

قولہ مصطفیٰ صبح آمد و در کشادہ صبح آن گراہ را و راہ داد و در کشادہ گشت نہمان مصطفیٰ تا نگو در شمسار آن بتلایا تا
 بردن آید رود گستاخ او نہ تانہ بیند در کشا را پشت و رو نہ یا نہمان شد و پس دیوار یا نہ از و شش پوشید و اماں خدا

صبرِ افندہ گاہ پوشیدہ کند پر وہ بچپنِ برانِ ناظر تندہ تانہ میں غصہ را پہلوی خویش بے قدرت قادرین بیشست پیشِ مصطفیٰ
میدید احوالِ شش بے لیک طبع بود فرمانِ ریش بے تانہ پیش از خطِ بکشاید رہی بے تانہ زانِ فضیحت در جی بے لیک حکمت بود
آسمان بے تانہ بیند خویش را اوچنان بے بس عداوتها کہ ان یاری بود پس خرابی بے تانہ چو نیکه کافرا بکشاود دید
هم ز ملک انمین برین جسد بجامه خواب پر حشر را از فنون قاصدا آورد پیش رسول تکریمین کرده است مہمانت باین شخصہ ز جبر
للعالمین اللغات جعفر اللہ ملت دین محمدی خطِ بافتح رشتہ خطِ اسود سیاہی شب خطِ ابیض روشنی صبح المعنی یعنی وہ کہ تو
اپنے حال میں تواضع کو حضرت مصطفیٰ نے اگر دروازہ کھول دیا اور اس کو راہ دیدی اور دروازہ کھول کے حضرت جیسا کہ
تا وہ بتلا شرمندہ ہو باہر نکل گئے اور پیدھڑک چلا جاسے اور درکشانی نہ پشت دیکھے نہ رو دیکھے یا خود بدولت دیواری کہ انمین
ہو گئے یا اس سے اُنکو دانا ان خدا نے چھپا لیا کبھی ملت محمدی جو رنگ خدا کا ہے پوشیدہ کرتی تو اوچنان ایک پردہ اسکے دیکھنے پر
پور تا تو شمع اگرچہ پہلو میں موجود ہو لیکن دیکھ نہ سکے اور یہ کیا قدرِ مطلق کی قدرت اس قسم سے بہت ہی بہت ہر شے سارا احوال
اُسکا جو رات میں گذر اسب دیکھتے تھے لیکن فرمانِ رب کا مانع تھا بابرین خاموش رہے اس واسطے کہ خطِ ابیض سے قبل انلی
راہ کھول دین کہ مبادا اس سوائی سے کسی چاہ میں نہ گر پڑے اور خاص حکمت امر آسمانی میں تھی کہ وہ اپکا اس حال میں دیکھ لے
ہو تھی اور کچھ بہت عداوتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انمین یاری ہوتی تو اور بہت خرابیوں میں آبادان کاری حاصل جب اس کل فرزند دروازہ
کھلا دیکھا آہستہ آہستہ اپنی گھات سے جو دروازہ کھولنے کی تھی لکھا اسکے کپڑے خواب کے جو گندگی آلود تھے ایک انفول آپ کے سامنے
لایا جسے حضرت واقف تھے اسنے یہ زیادتی اپنی طرف سے کی چو جانی ہوئی بات کو چٹایا اور کہا کہ تمہارے سامان نے یہ کیا ہوا آپ
کو رحمۃ اللعالمین ہن یہ سکر سنسے قولہ کہ بیا در طہرہ اینجا بہ پیش بے تابشوم جملہ را با دست خویش نہ ہر کسی می جست کہ بہر خدا بجا
ما وجہ ما قربان ترا بے تابشوم انجند را تو بجل نہ کار دست این کار جان دل بے تابشوم کہ مرزا جو عمر خاندہ پیش خلیفہ کو دو برس نشاندہ
ما برای خدمت تو میریم بچو تو خدمت میکنی پس اکیم نہ گفت سے دانم و لیکلین اقیست بے کا درین شش بخوشی حکمت بے منتظر
بودند کہین قول نیست بتا پدید آید کہ این امر حسبیت بے ادبجائی شست آن احوال خاص امر حق تقلید و ریاء نہ کش میگفت این را
توبشو بے کا درینجا است حکمت توبتہ اللغات مطہرہ بالکسر کتابہ وغیرہ طہارت المعنی یعنی بچہ بننے کے فرمایا کہ آفتابہ لاؤ اسکو
میں اپنے ہاتھ سے دھو کن ہر کوئی دوڑا آتا تھا کہ خدا کے واسطے ہمارا جسم و جان تمہارا قربان ہو تم اسکو چھوڑ دو ہم اسکو دھوینگے
یہ کام تو ہاتھوں کا ہے نہ جان دل کا اور تم جان و دل ہو تمکو خدا تعالیٰ نے لو کہ کہا اور کیسے پیار سے تمہاری عمر کی قسم کھائی کہ
اپنا خلیفہ کر کے کرسی پر بٹھایا ہم تمہاری ہی خدمت کیولے زندہ ہیں بچہ جب تم خدمت کرو تم کس کام کے ہیں کہا یہ سب
میں جانتا ہوں ایسے ہی ہیں لیکن یہ ایک وقت خاص ہی اور میرے اپنے اس موعنے میں ایک بڑی حکمت ہے جسکے سب لوگ
متظہر ہوئے کہ قول نبی کا ہر دیکھے کیا اسرا اس سے ظاہر ہو اور آپ بڑی کوشش و محنت سے اُس احوال کو دھو رہے
تھے اور خاص امر حق سے نہ تقلید و ریاء سے کسواسطے کہ دل اُنکا یہی کتا تھا کہ اسکو تو ہی دھو کہ اس موقع میں

حکمت تہ در تہ لوٹنا اُس کافر کا اور دیکھنا آنحضرت کو وہ گندگی دھوئے

قوله کافر کا پہلے بڑا یادگار بنا دیا اور گوشت اور پیرا نہ گفت آن حجر کہ شب جاد شتم بہیکل آنجا بنیہ شتم بکرچہ شرم
 بود حرص شرم برود حرص از در ہاست فی چیز نیست خوردنہ از پے ہیکل شتاب نہرویدہ دروناق مصطفیٰ و آن حال دینہ کان
 یداند آنحدث را ہم بخود خوش ہی شنوید کہ دورش چشم بہ ہیکلش از یاد رفت و شد پدیدہ اندر شوری گریبان دیدہ مینداد و دود
 را برود سرخ را میکوفت بر دیوار و درش آنچنان کہ خون زینبی و سرش بندہ روان و رحم کو آن بہتر ش فرما باز خلق کو اندر پوش گویان
 ایہا الناس اخرجوہ منہ و ابر سر کہ امی بقتل سرخ مینداد و بر سینہ کا و بیٹور بر رخ سجدہ میگردا و کل زمین بہ شمسارست انوائین
 جزوہ میں نہ لولہ کلی خاضع امر و فی بہ منکہ جزوم ظالم دلہ دغوی بہ تو کہ کلی خوار دل زانی نعت بہ منکہ جزوم درخلاف و در سبق اللغات
 ہیکل حامل خ تعویذ و صورت یادہ گم شدہ نہیں بالفتح ناچیز لہ بالفہم جمع الکرہ ترامعنی اُس کافر ناچیز کے پاس ایک ہیکل کیسی
 نشانی بھی دیکھا تو وہ نہیں ہوا سکو گم شدہ جان کے نہایت ہی عجیب ہوا خیال کیا کہ وہ حجرہ جہان میں نہ تھا بھول کے دہن چھوڑ آیا
 اگرچہ رات کے معاملے سے شرمندہ تو تھا لیکن حرص نے شرم اُسکی گھودی اسلئے کہ حرص کچھ ایسی سی چیز نہیں ہوا ایک تہا بزرگ ہر
 غرض اُس ہیکل کے واسطے جلدی سے دوڑا آنحضرت کے مکان کی طرف اور یہاں آ کے یہ حال دیکھا کہ وہ یداند اُس حالت کو خود اپنے
 ہاتھ سے خوش خوش دھو رہے ہیں کہ خدا اسے چشم بد دور رکھے یہ دیکھ کے ہیکل تو بھول گیا اور ایسا شور مچا کہ پیدل ہوا کہ گریبان ہٹا
 بھاڑٹا لا دون ہاتھوں سے مٹھا اور سوٹھتا تھا اور دیوار دور سے ٹکر مارتا تھا ایسا کہ ناک سر سے خون نکلنے لگا یہاں تک
 کہ آنحضرت کو بھی رحم گیا ایسے فرے مارتا تھا کہ لوگ اُسکے پاس جمع ہو گئے سب کتا تھا ای لوگو میرا حال دیکھو و خوف گرو
 کبھی سر پیٹ کے کتا تھا کیسا تو بیعتل سر ہو کبھی سینہ کو ٹٹا کہ کیسا توبے نور سینہ ہر سجدہ کر کے کتا تھا کہ کل زمین کے کہ ساری
 مخلوق تھا اسے ہی اجزا میں یہ جز ناچیز کہیں ہوں تھے نہایت شرمندہ ہوا اس سبب کے کہ کل ہو کے اس کے حکم سے ڈرتے ہوں
 کہ خرد ہوں ہوا یا ظالم اور گراہا ہو کتا بھی کتا تھا کہ تم باوصف کل ہو نیکی ایسے خدا کے سامنے آپکو خوار بنائے ہوے
 اور اُس سے لرزان و ترسان اور میں جزو ہو کے ایسا اُس سے خلاف اور بڑھا ہوا قولہ ہر زمان میگرد و بر آسمان بہ کہندارم
 روی این قبلہ جہان بہ چون بعد بیرون بلزید و طہید مصطفیٰ اش در کنار خود کشیدہ سا کشش کرد و بے ہوش شد دیدہ شاد و
 بدا و آشنا خشن نہ تا نگرید ابر کے خند و چمن نہ تا نگرید طفل کے چو شاد لب طفل کیوڑہ ہمیدان طری بہ کہ لکچہ تار سد و ایش شفیق نہ تو نیرانی کہ
 دایہ و الیگان نہ کہ دہبے گرہ شیرت رلیگان نہ گفت فلیکوا کثیرا کو شادانہ تابریر شیر فضل کردگار گویا ہرست و سوز آفتاب بہ ہستن دنیا
 ہمیں دور شتہ یاب نہ گریہ نودی سوز مہر و اشک بڑے کے شدی جسم بازفت و سطو کے بدی مہور این ہر چار فصل نہ گریہ نودی این لغت و
 این گریہ فصل نہ سوز مہر و گریہ ابر جہان نہ چون ہمیدار جہان را خوش نہان نہ آفتاب عقل نہ سوز دارہ چشم را چون ابر اشک فروزا
 اللغات استن جمع ستون چار فصل گریہ جابر بیع خریف المعنی اہر دم وہ گریہ آسمان کی طرف کرتا تھا کہ میں اس قبلہ جہان کی

مجانِب متوجہ کیوں نہیں ہوں جب حد سے زیادہ لرزا سڑا تو حضرت مصطفیٰ نے اُسکو آغوش میں لیا اور چھایا اور بڑی نوازش کی اور دیدہ معرفت اُسکو بخشے آپ مقولات اُنکے ہیں دیکھو حضرت نے اُسکے رونے پٹینے سے کیسی نوازش کی بس ایسا ہی حال ہو غور کرو جب تک ابرنہیں روتا چین نہیں کھلتا اور جب تک بچہ نہیں روتا دودھ نہیں چوس مارتا اور ذرا اُسکو تو سوچ کر ایک دن کا بچہ کیسی راہ شیر ملنے کی جانتا ہے کہ روؤنگا تو دایہ شفیق معلوم کر کے دودھ دے گی اور بھوکا سمجھیں گی تو یہ نہیں جانتا کہ وہ جو دایہ دایوں کی ہوا رحمت الہی وہ تجھ کو بے رونے صفت شیر کیسے دیدگی دیکھو تو قرآن میں وارد نہیں ہے فلیضحکوا طیلیلاً ویسکوا کثیراً چاہیے کہ ہنسو تھوڑا اور رو بہت تو اُسکو خوب کان لگا کے سن تو تجھ پر فضل کر دگا رکاشیر بٹوئے آب فرماتے ہیں کہ ابر کا گریہ اور آفتاب کا سوز یہی دو دوریاں ستون دنیا کی ہیں اگر یہ سوز مر و گریہ ابر کا نہوتا تو ہمارے چشم ایسے موٹے مضبوط کیسے ہوتے کیونکہ ہر شے گریہ ابر سے پیدا ہو اور ابر حرارت آفتاب کے بخارات سے متکون در کب یہ چار فضلیں گرمی جاڑا ریح خریف سے آباد ہوتیں جو یہ گرمی آفتاب کی اور گریہ ابر کا نہوتا کہ یہی اعلیٰ اصل ہیں جسکے یہ سوز آفتاب اور گریہ ابر جہاں کا جہاں کو ایسا خوش دہان رکھتا ہو یعنی اتنی خوشی تو تو بھی اپنے آفتاب عقل کو سوز میں کھاد اور اکھول کو مثل ابر کے اشک فروز مطلب یہ کہ مثل ابر کے منھ اشک کا برسایا کر قولہ چشم گریان باید ت چون طفل خرد نہ کم خور این نان را کہ نان آب تو برو نہ تن جو با بر گست روز و شب ازان بد شلخ جان دیر برگ ریزست و خزان بد برگ تن بے برگئی جالست زود نہ زین باید ترک تن طراز و نہ اقرض اللہ قرضہ زین برگ تن بد تا بروید و عوض درد دل چین بد قرضہ کم کن ازین بقمہ منت بد تا نماید وجہ لاعین رات بد تن نہ سرگین خوشی چون خالی کند بد ز گوہر ہاے اجلالی کند زین بلبیدی بر بدو پاکی برد از یطہر کم تن اور خورد بدیومی ترسانت کہ ہیں دہین بد زین پشیمان گردی دزار و غمین بد گردانی زین ہو سہما تو بدن بد بس پشیمان و غین خواہی شدن بد این بخور گرمست داروے فرج بد دان بیا شام از بے نفع و علاج

اللغات برگ ریزی بہت جھاڑ غنہیں صاحب نقصان غنہ نقصان راے المعنی یعنی تیری انگلیں تو بچوں کی طرح روئی چاہیں کہ ذرا میں رو دیتی ہیں تو اس روئی کو کم کھا کلاسے تیری آبرو کھوئی ہے جب تک تن تیرا کھانے پینے سے باہر گدنا ہو یعنی رات دن خوب کھاتا پیتا ہو جان لے کہ شاخ جان کا بہت جھاڑ ہو رہا ہو اور وہ اس سے خزان میں ہو برگ تن سے فوراً بے برگئی جان کی ہوتی ہے تجھ کو چاہیے کہ اسکے برگ و توشہ سے گھٹائے اور جان کا توشہ بٹھائے اور وہ یہ ہو جیسا کہ فرمایا و اقرضوا اللہ قرضا حسنا قرض دوا اللہ کو قرض نیک بسا کے توشے سے کاٹ اور قرض حسن میں صرف کر کہ فرو تجھ کو نفع کے ساتھ وصول ہو گا یعنی اس کے عوض سیکڑوں چین تیرے دل میں جینے لگے پھر کہتے ہیں دیکھ قرض دے اور اس نقمے سے اپنے تن کو گھٹا تو وہ صورت تجھ کو معلوم ہو جسکو کسی انگٹے نے نہیں دیکھا ہو خوب ثابت ہے جو کوئی اپنے تن کو سرگین سے خالی کرتا ہے گوہر اجلالی سے بھر لیتا ہے اس بلبیدی سے چھوٹ جاتا ہے پاک حاصل کرتا ہے اور دایہ انما یرید اللہ لیزب عظم الرحمن الہیت طہر کم طہیر اگرچہ البیت کی

شان سین ہو کر وہ بھی اس سے برتر قرار ہوتا ہے مگر جسمہ نہیں ارادہ کرتا ہو اللہ راہی اہلیت پیغمبر کہ تم سے
 جس ونا پالی کو دور کر کے پاک کر دے جو حق پاک کرنے کا ہی لیکن تجھ کو شیطان ڈراتا رہتا ہے کہ خبردار خبردار ایسا
 مت کر پور نہ پشیمان ہوگا اور لاغر ہو جائے گا خسارہ میں پڑے گا اگر ایسی ہوسون سے اپنے بدن کو گلے گا
 بہت پشیمان ہوگا اور نقصان میں پڑے گا تو یہ چیز کھا کہ گرم ہو اور تیرے مزاج کا علاج اور وہ چیز پی اپنے
 نفعے اور وارو کے واسطے قولہ ہم بین بیت کہ این تن مرکب است بنایخو کو دست آتش اصوب است بن
 ہین لکوان خو کہ پیش آید خلل بن دردماغ و دل بناید صد علل بنایخین تہدید ہا آمدی دون بن آرد و بر خلق خواند
 فسون بن خوش جالینوس ساند و در و اب تا فرید نفس ہیا تر بن کین ترا سودست از در و ونے بن گفت آدم را ہین
 در کند بن پیش آمد ہی ہی دہیات را بن در لیشہ پچید اولہیات را بن مچ لہای فرس در وقت فعل بن ناید سنگ
 را کتر ز فعل بن گو شہایت گرم او چون گوش اسب بن می کشاند سوے حرص و سوے کسب بن ہرزند بر پات فعل
 ترا شتباہ بن تا ہائی تو در د آراہ بن فعل او باشد تر و در دو کار بن این کم یا آن کم ہین ہو شدار بن آن کین کہ است
 مختار بنی بن آن کین کہ کروخون و صبی بن حفت الجنہ بچہ مقصود گشت بن بالکارہ کہ از وافر و دگشت بن صد فسون
 وار و ز حیلست دزد ہا بن کہ کند در سلہ کر مت اژد ہا بن کہ بود کو ہے چو کہ بر بایدش بن دستر و خوشتن نہایدش بن و بود آب
 روان بر بندوش بن و بود جبر زمان بر خندوش بن عقل را با عقل دیگر یا رکن بن اہم شوری بخوان و کار کن بن این سخن
 پایان ندارد آن عرب بن ما نذا لطاف آن شہ و رجب بن اللغات و لیشہ ہندی ڈھٹاری دہا بفتح زیر کی سلہ
 سانہون کا پٹا را المعنی یعنی کھانے پینے کو جو کچھ بتانا ہو اسمین یہ نیت بھی ہو کہ تن تیرا مرکب ہو جو عادت اسکی پڑی
 ہوئی ہو وہی اسکے حق میں بہتر ہو خبردار اسکی عادت کو مت بدلے ایسا نہ کہ کوئی خلل پیش آئے دل و دماغ میں
 مرض پیدا ہو جائیں اس قسم کی دھکیان وہ دیو کی نہ ڈھونڈھ کے لاتا ہو اور مخلوق پر سیکڑن افسون چھونکتا ہو
 کیسا جالینوس آپ کو دوا علاج میں بنانا ہو تو تیرے نفس ہیا کو فریب دے کہ تیرے واسطے درد و غم میں
 سود مند ہو ایسے ہی آدم کو گھبون کھلانے کے وقت دھوکے دیے تھے ہے کرتا جاتا ہو افسوس ہیات
 اور تیرے لبون میں ڈھٹاری لگائے جاتا ہو جیسے وقت غلبندی کے گھوڑے کے ڈھٹاری لگا کے بے بس
 کر لیتے ہین اور وہ ڈھٹاری سنگ کو لعل سے کتر کر دیتی ہو یعنی نکتہ تحیر گھوڑے کو جو مثل سنگ ہو مثل لعل
 اسی مطیع و رام گھوڑے کو نرم کر دیتی ہو جیسے گھوڑے کا کان پکڑے چاہے جدھر لچھاتے ہین ایسے ہی تیرے
 کان پکڑے یہ حرص و کسب کی طرف لیے جاتا ہو سوا اسکے تیرے بانوں میں ایسا نعل شتباہ کا باندھ دیتا ہو
 تا تو اسکے درمیں آلودہ ہو کے رہو ہی سے رہ جائے اور وہ نعل شتباہ یہ ہو کہ دو کام کے تر و میں تجھ کو
 ڈال دیتا ہو کہ یہ کر دن یا دہ کر دن تو ہوش رکھ اور وہ کہ جسکو بنی نے اختیار کیا ہے نہ کہ جسکو دیوانوں اور لکوں نے

اختیار کیا ہو جاہل دنیا میں یہ جو حدیث شریف ہے حفتِ الجنتہ بالکارہ یعنی چھپائی گئی ہو جنتِ مکرہات سے اس سے
 یہی مقصود ہے کہ جس قدر مکرہات اور ناخوشیاں اٹھائیگا اُسی قدر وہ بڑھیکے اور چھپاؤ اُسکا گھٹیکے سیکڑوں فسوں
 جیلوں سے اپنی زیرکی میں رکھتا ہو اس واسطے کہ تائیرے پٹارے میں جو ایک کٹر نفس کا ہو کہ ایک اژدہا عظیم
 ہو جائے اگر وہ ہو تو اُسکو یہ دیو کاہ کی طرح اٹھالیا جائے اور جھکو غلیہ اپنا دکھائے یہ وہ ہے کہ بستے دریا کی دھار باندھ
 دے اور اگر دانشمند جہان کا ہو تو اسیر ہٹے متحرکے بس تجھ کو لازم ہے کہ دوسرے کی عقل اپنی عقل کی مددگار کر اور اس
 آیت کو دامنِ شوریٰ بنیم حکم کر تو اُنکو مشورے کا درمیان اُنکے پڑھ اور اپنا کام کر انقض اس حکایت کی تو
 کچھ خد نہیں وہ عرب آپ کے الطاف دیکھ کے تعجب میں ہو گیا واضح ہو کہ اس داستانِ مین میں نے دو جگہ غلطی
 کاتب کی سمجھ کے بنا یا ہے ایک تو مخوف گشت کو مقصود گشت کہ میری دانست میں قافیہ نہیں ہوتا تھا دوسرے
 گرہست اژدہا کو گرہست اژدہا کہ سابق لاحق سے یہی مربوط ہوتا ہو اور گرہست اژدہا سمجھ میں نہیں آتا
 دیکھ اختیار

نوازش کرنا حضرت مصطفیٰ صلعم کا اور مسلمان ہونا مہمان کا اور تسکین دینا
 اُسکو کہ مظلوم و نادوم تھا

قولہ خواست دیوانہ شدن عقلش رمیدہ دست عقل مصطفیٰ باز نش کشیدہ گفت این سو آریا مدانچنان کہ کسی بخیر
 از خواب گران نہ گفت این سو آنگن ہین با خود آئے کا ندین سو ہست با تو کا رہا ہے آب بر روز و دامد در سخن بہ کا و شہید
 حق شہادت عرضہ کن بہ تا گو اہی بدیم و بیرون شوم بہ سیرم از ہستی دران ہامون شوم بہ مادرین دہلیز قاضی
 قضایا بہر دعویٰ السیم و بلا بہ چون بلے گفتیم آنرا از امتحان نہ قول و فعل ہا شہود ست و بیان بہ از چہ درم ہلیر قاضی
 تن زیم نہ سنے کہ ماہر گو اہی آمدیم چند در دیوان قاضی اے گو اہ بہ جس ہاشی وہ شہادت از لکاہ بہ زبان بخاندندت
 بدینجا تاکہ توبہ آن شہادت بدہی و ناری عتوبہ از لجل خورشید نہ شستہ اندرین تنگی لب کہ بستہ بہ تانہ بدہی این
 گو اہی اے شہید نہ تو ازین دہلیز کے خواہی رہید نہ یکر زمان کا رست بگزار دبتا نہ کار کوہ را لکن بہر خود را ز بہ خواہ دو صد
 سال خواہی بکرمان بہ این امانت داگزار دوار ہا بہ اللغات عتوبہ بضمین سرکشی کجای سینرہ دنا سازگارے
 المعنی یعنی حضرت کے آغوش میں لینے سے بسببِ شرمینہ جذبِ گنجینہ کے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جائے اسی
 عقل اُسکی بجاگ گئی بس آنحضرت کے دست عقل نے پھر اُسکو کھینچا کہ ادھر آج آتا تو ایسا آیا جیسے خواب گران
 سے اٹھا ہوا نشہ مستی میں سرشار تھک رہا ہو دست ہو آپ میں آخروار ہو بخودی کی طرف نہ جا ادھر آتھہ سے
 بہت کام ہین آوری پائی اُسکے ٹھہر مارا ہوش میں ہو کر کہا کہ اے شہید حق کے شہادت پیش کر و فی کلمہ شہادت
 جھکو ملقین کرو تو میں گو اہی دیکھ یہاں سے نکلا اٹلن اب میں اپنی ہستی سے سیر ہوں اور اسی جنگل کو جانا جا ہتا

ہوں جہاں تھا آب مقولے مولانا کے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ دنیا آستانہ قاضی قضا کا ہو ہمارا آنا یہاں بسبب اس
دعوت کے ہو کہ روز ازل میں جو معاملہ الست برکلم قالوبلی کا پیش ہوا تھا اسوقت میں ہم نے بے لکے لکے اقرار
اسکی ربوبیت کا کیا ہو اسکا امتحان کے لیے یہاں لے کر تا قول و فعل ہمارے اس اقرار کے گواہ و بیان ہوں ہم جو اس
دہلیز قاضی کے آنے پر راضی ہوئے ہیں کوئی بات نہیں ہی بجز اس کے کہ گواہی دینے کو آئے ہیں پھر کب تک اسے گواہ
اس دیوان قاضی میں مجبوس رہیگا صحیح ہی گواہی دیکے فارغ ہو جا اسی سبب تو جھکوا بلایا ہو کہ تو گواہی دے سرکشی
نہ کرے تو اپنے ہی لجاج و ستم سے یہاں بیٹھا ہوا ہو اور اس تنگی میں دست و لب بند کیے ہوئے ہیں نہ لب
ہلا تا یہ نہ ہاتھ سے کسی کو دیتا ہو پھر جب تک یہ گواہی قوی فعلی نہ دیکھا تو گواہی دینے والے اس دہلیز سے کب چھوٹے گا یہ
گواہی دم بھر کا کام ہو اسکو ادا کر اور اپنے اصلی گھر کو جو مبداء ہو بھاگ جا تھوڑے سے کام کو اپنے اوپر بٹھاتا
کیونکہ تو ہی چاہے اس کام کو دم بھر میں کرے چاہے دو برس لگا دے یہ تیرے ذمے امانت ہو لا جرم
اس امانت کو ادا کر اور خلاص ہو جا

اس بیان میں کہ اعمال ظاہر بھید آدمی کے گواہ ہیں

قولہ این نماز روزہ و حج و جہاد ہم گواہی داد نست از اعتقاد بن این زکوٰۃ دہیہ و ترک حسد ہم گواہی داد نست
از سر خود بنخوان و مہمانی پے اہلار راست بن کا مہمان ماہا شما ہستم ماست بن ہدیہ دارمغان و پیشکش شہ گواہ انگ
ہستم ما تو خوش بن ہر کسے کو شد بامالی یا فسون پیست دارم گوہری در اندرون بن گوہرے دارم رتقوی با سخا بن این
زکوٰۃ و روزہ ہمہ دو گواہ روزہ گوید کہ رتقوی از حلال بن با حرامش دان کہ بنود اتصال بن دان زکاتش گفت کو از
مال خویش بنید پس چون بدروز اہل کیش بن گریطاری کنند این دو گواہ بن جرح شد و حکمہ عدل آئند ہست صیاد اگر نہ
دانہ شمار بنے زرم وجود بل ہر شکار بن ہست گریہ روزہ دار اندر صیام بن خفتہ کردہ خویش بہر صید عالم بن کردہ بطن بن
کری صد قوم را بن کردہ بدنام اہل جود و صوم را بن فضل حق با آنکہ او کریمے تند عاقبت ز خجلہ پاکش میکند سبق بردہ حشر
آن عذر را بن دادہ نورے کان نہا شد بد را بن کوشش راستہ حق از احتلاط بغسل دادہ رحمت اور ازین خطا بن
تا کہ غفاری او ظاہر شود بن سیئات جملہ را غافر شود بن آب بہر آن بہار داز سماک بن تا پلید از کند از خبت پاک بن آب
چون بیکار گرد و شد بن جس بن تا چنان شد آب را زد کہ جس بن حق بہر دیش باز در بحسب اب بن ہا شستش زکرم آن آب
آب بن اللغات طرار زد و گردہ بر ویز زبان حج ریش و زخم خطاط بضم دیوانگی المعنی او پے جو فرمایا ہو کہ عبادات قوی
و فعلی گواہ اقرارات کے ہیں اسی کے موافق فرماتے ہیں کہ یہ نماز روزہ اور حج و جہاد بھی بجا لانا گواہی دیتا ہو اپنے
اعتقاد سے کہ اعتقاد اسکا اپنے رب کی طرف خوب مستحکم ہو اور زکوٰۃ دینا اور قربانی کرنا اور حسد چھوڑ دینا یہ بھی گواہی
دینا اپنے بھید کی ہو کہ باطن میں اس کے خوف پروردگار کا ہو جیسے خوان و مہمانی بزرگون اور سرداروں کے سامنے

لگانے سے اپنی راستی کا اظہار مقصود ہوتا ہے یعنی جتنا تاہر کہ ای بزرگوار ہم تمہارے ساتھ راستی و درستی رکھتے ہیں اور ہدیے اور تحفے اور نذرانے عزیز و احباب کو دینا بھیجنا اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم تم سے راضی و خوش ہیں بس جو کوئی مال یا فسون سے کہ مراد خوشامد سے ہو کوشش کرتا ہے یہ کیا ہے جتنا تاہر کہ میرے باطن میں ایک گوہر محبت و اعتقاد کا ہے میں اپنے بیچ میں گوہر تقویٰ و سخا کا رکھتا ہوں یہ زکوٰۃ و روزہ میرا دونوں باتون پر گواہ ہے روزہ تو کتنا ہے کہ اس نے حلال چیزوں سے آپ کو بچایا ہے پھر حرام سے اسکا اتصال کیسے ہوگا اور زکوٰۃ کتنی ہے کہ جب یہ اپنے مال سے اور دن کو دیتا ہے پھر اپنے دین دالوں کا مال کیوں چھوٹے گا مگر یہ دونوں گواہ صدق و سداد کے ساتھ ہوں اور اگر طراری یعنی دزدی و تیز زبانی سے ہونگے تو محکمہ عدلِ خدای تعالیٰ میں جرح ہونگے ای نامقبول و نامسموع ایسا شخص شکاری ہوتا ہے وہ دانہ شکار کے واسطے تصدق و نثار کرتا ہے یعنی بالفرض نہ واسطے رحم و جود کے اُس نے کوئی مطلب دینا کا سمجھا ہے اور جو روزہ ریاکار رکھا تو وہ روزہ دار مثل اس گربہ کے ہے جو شکار عام کی واسطے اپنی جان تو نین ڈال دیتی ہے اس نے اپنی اس کچی سے سیکڑن قوموں کو بدگمان کرایا اور جو دو صوم والے واقعی ہیں انکو بدنام کیا کہ سب ایسے ہی ہونگے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ایسا وسیع ہے کہ ہر چیز وہ کچی بھیلے ہوئے ہے انجام کار اسکو ان سب سے پاک کر دیتا ہے اور بموجب سبقت رحمتی علی غضبی کے اُسکی رحمت نے سبقت کر کے فریب و غاکو اُسکے ایسا نورانی کر دیا کہ بدریں بھی یہ نور نہیں کوشش کو اُسکی ایسے خلط و تملطون سے دھو دیا اور رحمت نے اُسکو اس دیوانگی سے غسل دیکر پاک کر دیا تاکہ غفاری اُسکی ظاہر ہو اور سب کے گناہوں کو چھپائے دیکھو بانی آسمان سے اسواسطے برستا ہے تو پلید و ن کو پلیدی سے پاک کرے پھر جب وہ بیکار ہو جاتا ہے زمین کے گرنے سے تو نجس ہو جاتا ہے اور ایسا جسکو تیری حس رو کرتی ہے اور پھینک دیتی ہے پھر اس نجس پھینکے ہوئے کو بحر صواب میں لیجاتا ہے تو اُسکے کرم سے بحر صواب نے اپنے آب سے اس آب کو دھو دیا اور یہ نیک پاک ہو گیا

پاک کرنا حق تعالیٰ کا آب کو نجاست ظاہر ہے

قولہ سال دیگر آمد ادا سن کشان نہی کجا بودی بدریای خوشان بہ من بخش نیا شدم پاک آدم بہ بستم خلعت سوے خاک آدم بہین بیامیدای پلیدے سوے من نہ کہ گرفت از خوے یزدان خوے من بہ و پذیرم جسمہ رشتیت را بہ چون ملک پالکی دہم عقریت را بہ چون شوم آلودہ باز آنجا روم بہ سوے اصل و اصل پاکیم شوم بہ دلق چرکین پر کیم آنجا نہر بہ خلعت پاکم دہا آنجا دگر نہ کا را و نیست کارن ہمین بہ عالم آرا نیست رب العالمین نہ کر بنودی این پلیدیمہاے نابہ کے بدی این باز نامہ آب را بہ کیسہاے زربزد دیدہ است او نہ میرود جو یان مقلس سو بسوے تابریز و گرگاہ رستہ نہ تابشود روے ہزار شستہ نہ تابگیرد بر سر او حال دانہ کشتی ہیدست و پاراد بخار

صد ہزاران دار و اندر سے نہان بنانکہ دار و زوید در جہان بن جہان ہر در و دل ہر دانہ پیمبر و در و در و چو دار
خانہ پز و تیان زمین پیر و رش پشنگان خاک را زوی خوش چون ناندایہ اش تیرہ شود پیمبر و چو ماہ اندر تین
خیرہ شود و نالہ از باطن بر آید کاخیزد پانچہ داوے دادم و ماندم گدا بن رنجیم سرمایہ بر پاک و پلید پانچہ سرمایہ وہ
ہل من مزینہ اللغات باز نامہ زائے مجھ و نیر برائے مہملہ اسباب و مجمل و منت و تفاخر جمال ہندی
بلہ دار المعنی یعنی جب دوسر سال ہوا تو وہی پانی بخش مستعدا من چڑھائے پھر آیا جب پوچھا کہ تو کمان تھا
کما ایک دریا سے خوش میں آفت لون خوشان میں زندہ ہو میں یہاں سے بخش ہو کے گیا تھا اب پاک ہو کے
اور خلعت طہارت کا پہن کے خاک کی طرف آیا ہوں خیر دار ہوا پلیدی اب میرے پاس آگہ میری خونے خورزدان
سے حاصل کی ہو جیسے وہ جس و نجاست گناہ کی پاک کرتا ہو میں بھی ہر پلیدی کو پاک کرتا ہوں ای پلیدی
تیری جملہ رشتی کو میں اٹھاؤں گا اور تجھ کو عفتی سے چھڑکے فرشتے کی طرح پاک کر دوں گا اور جب تھاری
رشتی و نجاست سے آلودہ ہو جاؤں گا پھر وہیں جاؤں گا جہاں میری صل ہو اور صل پاک ہوں کا ہو جاؤں گا وہاں چلے
یہ میلی گدھی اُٹاؤں گا وہاں لگاؤں گا تھائے پھر مجھ کو خلعت پاک عطا کرے گا اُس کا کام یہی ہو کہ وہ مجھ کو پاک کرتا ہو اور میرا کام یہی
کہ میں نجاست کو پاک کرتا ہوں کیسا عالم آرا ہو رب العالمین اب فرماتے ہیں اگر یہ پلیدی ان ہماری ہنوتین تو
یہ باز نامہ یعنی نخر و تفاخر اب کو کب ہوتا کہ تھیلیاں زر کی سی ہوں یا س ہیں اور سوسو مفلس کو ڈھونڈھتا
پھر تاہی اور ہر جگہ جاتا ہو جہاں کہیں گیاہ نورستہ ملے اُس پر زراشتانی کرے اور ہر ناشستہ کے رو کو شستہ کر دے
دریاؤں میں بلہ دار کی طرح کشتی بیدست دیا کو سر پر لیے پھر تاہی لاکھوں دوائیں اُسمین پوشیدہ ہیں اس واسطے
کہ دوائیں اُسی سے جہاں میں جہتی ہیں یہ اب جان ہر دو اور دل ہر دانے کا ہر نہروں میں دار و خانے کے مثل بہتا
چلا جاتا ہو اسی سے تیان خاک کی جو سب و غیرہ ہو پیدش ہو اور تشنگان خاک کی خوش اور جب یہاں ہو کے تیرہ
اور کد رہو جاتا ہو ماہ کے مثل زمین میں ڈوب جاتا ہو اور اپنے باطن سے نالہ اُٹھاتا ہو کہ خدا تو نے جو مجھ
مجھ کو دیا تھا میں نے اور دن کو دیدیا اب میں محتاج دگدا ہو گیا میں نے اپنا سرمایہ پاک و پلید سب پر بٹو دیا
پادشاہ میرے تو ہی سرمایہ بخش ہو اب مجھ پر میں سرمایہ بڑھا

پھر استعانت آب کی حق سبحانہ و تعالیٰ سے

قولہ ابر را گوید بہر جاے خوشش بہم تو خورشید را بہا لابر کشش پراہماے مختلف میراندش پرتار ساند سوی
پیر چیدش پخو عرض زمین اب جان اولیاست پگو غول تیرگیما می شماسست چون شود تیرہ غسل لہل فرش پ
باز کرد و سوسے پاکی بخش عرش پنازید ناظر و دامن کشان بن از طہارت حیط آرد نشان بن از عجم وار مانہ جملہ را پ
وزخرے طالبان قبلہ را بن از حلال خلق یا یہ عتلا بن زان سفر جوید کہ رحنایا بلال بن ای بلال خوش دواے

خوش صیل بہ ما ذہن بر روزن طبل رحیل بہ جان من رفت و بدن اندر قیام بہ وقت رجعت زان سبب گوید سلام بہ این
 مثل چون واسطہ است اندر کلام بہ واسطہ شریعت بہ فہم عام بہ اندر آتش کی رود ہیواسطہ بہ جز سمندر کو رہیہ از رابطہ
 واسطہ حمام باید مرزا بہ تا در آتش خوش کنی تو طبع را بہ چون نتانی شد و آتش چون خلیل بہ گشت حماست رسول آیت
 دلیل بہ سیری از حق ست لیک اہل طبع بہ کی رسد بے واسطہ نان در شیعہ بہ لطف از حق ست لیک اہل تن بہ در نیاید
 لطف بے پردہ چمن بہ چون غمناک واسطہ تن عجیب بہ بچہ موئے نورمہ تا بہ زحیب بہ این ہنر آب را ہم شاہد است بہ
 کا درونش پر ز نور ایزد دست بہ اللغات غسول بفتح شونیدہ تخری صواب جستن و قبلہ جستن یعنی جب
 آب خدای تعالیٰ سے ہدائل من مزید کی کرنا ہی تو وہ ابر کو حکم کرنا ہی کہ اسکو اچھی جگہ لیجا اور نیز آفتاب کو تو اسکو اوپر چھینچہ
 ابر لیے پھرتا ہی اور آفتاب اسکی غم کھینچتا ہی اور موافق حکم کے ابر مختلف راہوں میں جو عبارت ہر جگہ برسنے سے
 لیجا تا ہی اور بحرِ بجد کو جو سمندر ہی وہاں پہونچا تا ہی اور اسی آب سے جو ہر جان اولیا کا عرض ہی جو ٹھاری ترگیوں کو
 دھوتا ہی جو ہر قائم بالذات جیسے کپڑا عرض قائم بالغیر جیسے کپڑے کی رنگت ایسے ہی یہ آپ بھی پلیدیوں کو دھوتا ہی
 جب اہل فرش کی نجاست دھونے سے تیرہ ہو جا تا ہی پھر لوٹ کے اُسکی طرف جا تا ہی جو پانی بخشنے والا عرش
 کا ہی پھر اوصے دامن چڑھائے آتا ہی اور سمندر کی طہارت سے فرمان لاتا ہی کہ مثل سمندر کے پاک ہوں ساری
 مخلوق کو تم سے چھڑا دیتا ہی کہ یہ ہر جگہ موجود ہوتا ہی اور تخری سے طالبان قبلہ کو جو راہ نمازیوں سے ہو کہ اب
 طاہر وضو کے واسطے ڈھونڈتے ہیں اور آب باران سے طاہر تر کونسا آب ہی پھر جب آمیزش خلق سے
 اسمین علتین پیدا ہو جاتی ہیں اس سبب سے سفر ڈھونڈتا ہی جیسے آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ رَحْنَا یا بلال یعنی رحمت
 پہونچا یا بلال اور فرماتے تھے اے بلال خوش نو خوش آواز منارہ اذان پر جا اور نقارہ کو بجکا جس سے بانگ
 نماز راہی اور جب نماز میں کھڑے ہوے جان تو حضور حق میں سفر کر گئی بدن قیام میں رہ گیا اور جو سلام نماز
 میں مقرر ہی اسی سبب سے ہو کہ جان لوٹ کے آئے اور معمول ہو لوٹ کے آنے والا سلام کر تا ہی حاصل یہ کہ
 پانی جو اختلاط خلق سے مقل ہو کے سفر ڈھونڈتا ہی کیا عجیب حضرت بھی جب اختلاط عوام سے بس کرتے تھے
 بلال سے فرماتے تھے رَحْنَا یا بلال اور نماز میں جان سفر کر جاتی تھی قرب حق سے پھر تازہ ہو جاتی تھی
 وہ شتوں میں کا رَحْنَا یا بلال لکھا ہی میں نہیں جانتا کہ اس صورت میں کونسا صیغہ ہو اور صورت وزن شعر کی کیا
 میری سمجھ میں تو یہ کہ مثل ریح کے ہوا ریح سے کبار عین فرماتے ہیں یہ مثل آنحضرت کی جو ہم اپنے کلام میں
 لائے ہیں ایک واسطہ ہی واسطہ فہم عام کے کہ فہم عام کا اپنی سمجھ کے لیے واسطہ چاہتا ہی اور بے واسطے کے
 کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی آگ میں جانا چاہے تو سوا سمندر کے کہ وہ اسواسطے کے رابطے سے
 چھوٹا ہوا ہی کون بے واسطہ جا سکتا ہی اور واسطہ آگ میں جانے کے لیے تیرے واسطے حمام ہو تو لوگ میں اپنی

طبیعت کو خوش کرے اور جب تو خلیل کی طرح آگ میں نہیں جاسکتا یعنی فی نفس ذات الہی تک پہنچ نہیں سکتا تو تیرے واسطے رسول اُسکے واسطہ میں مثل حمام کے اور انکی آیات تیری دلیل دینا دیکھو سیری خدا کی طرف سے ہے لیکن اہل طمع بے واسطہ روٹی کے میری کو نہیں پہنچ سکتے اور چین جو برگ و بار و گل و ریحان سے شگفتہ و پر بار ہو تا ہی یہ خدا کے لطف سے ہو مگر اس لطف کو اہل تن بے پردہ چین کے کمان پاتے ہیں یہ تن بھی پردہ اور واسطہ ہو رہا ہو جب واسطہ تن کا نہ رہے تو حضرت موسیٰ کی طرح نور ماہ کا بی حجاب تیری جیسے چمکے کس یہ نہر چو پانی سے ظاہر ہوتے ہیں گواہ ہیں اس بات کے کہ دل اُسکا نور یزدان سے روشن ہو ہی حال آدمی کے قول فعل کا ہے

اس بیان میں کہ گواہی فعل و قول برونی کی نور ضمیر پر ہے

قولہ قول و فعل کہ گواہان ضمیر بزین دو بر باطن تو استدلال گیر بزچون ندارد سیر صورت در درون بز بنگراند بول رنجور از برون بز فعل و قول بول رنجوران بود بز طبیب جسم را بر بان بود بز وان طبیب روح در جانش رود زره جان اندر ایمانش رود بز حاجتش نبود فعل قول خوب بز اندر وہم ہم جو سیل القلوب بز این گواہ فعل قول انزوی بز جو بز بد ریاضت و عمل بز جو بز فعل و گواہ او بود بز کو بد ریاضت متصل چون جو بود بز بنگراند فعل او و قول او تاجہ دارد در ضمیر آن راز جو بز نورش اندر مرتبت چندست و حییت بز بر صید او دانہ باشد یا سنجست بز گرو بود صیاد از وی دور شود آن فسون فعل و قولش کم شنود در بود صدیق دست از وی مدارش تار ساند مر تر اسوس بجار بز لیک نور سالکی کو در گذشت بز پیر شد از نورش بیا بانہا در دشت بز شاہدیش فارغ آمد از شہود و ترکلفاے جانبازی و جود المعنی یعنی فعل قول ہی گواہ ہر شخص کے دل کے ہیں انھیں دونوں سے اسکے باطن پر دلیل ڈھونڈھ لے کسو اسکے کہ جب کسی کے درون میں سیر کی کوئی صورت نہیں ہو تو ظاہر اُسکے بول سے رنجوری کو دیکھو یہ فعل قول بھی ایسا ہو جیسے بیماروں کا بول جو طبیب جسم کے لیے دلیل ہو اور وہ جو طبیب روح کے ہیں وہ جان میں گھس جاتے ہیں اور جان کی راہ سے اُسکے ایمان میں آنکو حاجت قول و فعل خوب دیکھنے کی نہیں ہوتی لہذا اُسے ڈرتے بچتے رہو کہ وہ جاسوس دل کے ہیں یہ گواہ جو تیرے قول و فعل کے ہیں اُنکا طالب اُسکے ارشاد و ہدایت سے ہو جو دریا سے مثل نہر کے حاصل اور ملا ہوا ہو اور اُسکے قول و فعل اُسکے گواہ ہونگے کہ یہ دریا سے مثل نہر کے متصل ہی نہر اُسکے قول و فعل کو دیکھو تو معلوم ہو کہ اس راز جو کے دل میں کیا ہو نور اُسکا اپنے مرتبے میں کتنا اور کیسا ہو اسکے کیف مقام سے واقف ہو کہ یہ دانہ شکار کے واسطے بکھیرتا ہو یا بمقتضائے سخاوت شکاری ہو یا سخی ہو اگر صیاد ہو اُسکے پاس مت بچشک اور اُسکے افسون و فعل و قول ہرگز مت سن اور جو صدیق ہو اس سے الگ مت ہو کہ وہ بھگو دریاؤں کی طرف پہنچا دیگا لیکن وہ سالک جسکا نور حد سے گذر گیا ہو اور اُسکے نور سے جنگل و بیابان بھر گیا ہو اُسکی گواہی گواہوں سے فارغ ہو اُسکے گواہ قول و فعل نہیں ہو سکتے نہ اسکو تکلف و جانبازی کی

ضرورت ہر نہ جود کی

بیان اس نورین کہ بے اختیار عارف حقانی سے ظاہر ہوتا ہے

قولہ نوران گوہر کہ بیرون نافہ است بہ زین اسلسا فراغت یافتہ است بہ پس مجبوزی گواہ فعل و لغت بہ کہ از
ہر دو جان چون گل شگفت بہ این گواہی حییت اظہار نہان بہ خواہ فعل و خواہ قول و غیر آن بہ کہ عرض اظہار
تر جوہرست بہ وصف باقی دین عرض برعبرت بہ این نشان زر نمائند بر محک بہ زربانہ خوب فریبے ہر شگفتا
این صلوٰۃ و این جہاد و این صیام بہ چون نمائند جان بماند نیکنام بہ جان چنین افعال اقوالے نمود بہ بر محک مر جوہر
بسود بہ کا عقدا و راستست اینک گواہ بہ لیک ہست اندر گواہان اشتباہ بہ ترکیبہ باید گواہان زبانیان بہ ترکیبہ اشخاص
و موقوفی بران بہ حفظ لفظ اندر گواہ تو ہے ہست بہ حفظ عند اندر گواہ فعلی ہست بہ گر گواہ قول کہ گوید دوست بہ در گواہ
فعل کہ پوید بہ ست بہ قول و فعل بے تناقض بایست بہ تا قبول اندر زمان پیش آیدت بہ سیکشتی تناقض اندرید بہ
روزمید ز دید و شب بر میدرید بہ پس گواہی بانناقض کہ شنو بہ اولی کنند لطف و جود بہ قول و فعل اظہار سرست و ضمیر بہر دو پیدا
سیکند ستر ستر بہ چون گواہت ترکیبہ شد قبول بہ در نہ مجبوسیت اندر مول مول کہ تو بستیزی ستیزہ نگار و ن بہ فاعل ہم
انہم منظور بہ این سخن پایان ندارد مصطفیٰ بہ عرضہ کرد ایمان و پذیرفت آن فہی بہ آن شہادت را کہ فرخ بودہ است
بندہای بستہ را بکشودہ است بہ اللغات اسلس سالوسی کرنا موقوف ایستادہ کردہ شدہ میل در رنگ و امرست
بمعنی باش و تو بہ داناز المعنی یعنی جسکا نور کہ حد سے گذر گیا اور ظاہر چکا ہوا ہے اسنے اس سالوسی و مکر سے فرغت
پالی ہی پھر اس سے گواہ فعل و قول کے مت ڈھونڈھ اس سے تو دونوں جہان مثل گل کے شگفتہ ہیں اس واسطے کہ یہ
گواہی کیا ہے اپنے پوشیدہ کا ظاہر کرنا چاہے قول بہ چاہے فعل چاہے سوائے کیونکہ قول و فعل عرض ہیں واسطے
اظہار عید جوہر کے جو جان ہی جیسے جان کو جسم ظاہر کرتا ہے جو عرض ہو کس نصف عرض کی یعنی قول و فعل تو باقی ہیں
اور عرض اپنے گھاٹ سے جان کا جسکے یہ قول و فعل کیے تھے جیسے زر کا محک یہ رنگائے کیوقت نشان ہو جاتا ہے
پھر وہ نشان نہیں رہتا مگر زرخوب فرہ جاتا ہے جس میں کسی شک کو دخل نہیں ہوتا ایسے ہی یہ صلوٰۃ و جہاد و زہاد
جب جان نہیں رہتی تو انیکنام یہ رہ جاتے ہیں جسے معلوم ہوتا ہے کہ جان نے ایسے قول و فعل کیے ہیں اور امر خدا
کی محک پر ایسا اپنے جوہر کو گھسا ہوا دجنتا یا ہو کہ اعتقاد میرا راست و درست ہے یہ اقوال و افعال گواہ موجود ہیں لیکن گواہان
میں سے جھوٹے کا اشتباہ بھی ہوتا ہے لہذا گواہوں میں خوب ترکیبہ اور صفات اشتباہ سے کرنا چاہئے اور وہ ترکیبہ اشخاص ہو اور
ظلم رہنا اب جو گواہ قولی ہے اس میں حفظ لفظ کی ضرورت ہے اور جو فعلی ہے اس میں حفظ عمل کی کہ کوئی لفظ غلط بہودہ منہ سے نہ نکلتے
پائے نہ جو خدا تعالیٰ کے ہیں انہیں خلاف ہوا اگر گواہ قول کل کج بات کیگا تو رد ہے اور گواہ فعل کا یہ بھی چال چلا تو
بد عمل جرم قول و فعل دونوں یکساں ہوں بے تناقض نہ کہ قول و فعل اور اگر یکساں ہیں تو فوراً میرے سامنے قبول

ایکلی اور حق تعالیٰ فرماتا ہوا ان سے کلمہ شہدائی بیشک کوشش تھامی قسم قسم کی توبہ معلوم ہوا کہ تم متناقض ہیں ہون
میں ایک شے سے ہورات میں پھاڑ ڈالتے ہو یعنی بناتے بگاڑتے رہتے ہو پھر بتاؤ تو متناقض کی گواہی کون سناتا ہو
مگر ان یہ بات ہو کہ وہ اپنے لطف وجود سے حکم کے اسکا کوئی مانع نہیں مگر یہ قول دفعل تو چھپانے والے کی کبھی بات کو
ظاہر کر دینے والے ہیں اگر گواہ میرا تیرا تیرا کہ یہ ہوا تو گواہی قبول ہو ورنہ مول درمول اور درنگ در درنگ
تیری محبوبی و مقیدی ہو خوب جان لے اے سرکش اگر تو بڑے کا تو کار گزار قضا و قدر کے بھی تجھے لڑینگے
منتظر ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہو انتظار ہم انتظار ہم انتظار کرتے ہیں آپ
فرماتے ہیں یہ سخن توبے پایاں ہو وہ بات جسکا ذکر قضا و قدر یعنی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرایان عرض کیا
اور اس جوان نے بدل قبول کر لیا اور وہ شہادت ادا کی جو فرخ تھی اور جسے قیدوں شکل کو حل و آسان کیا ہو
اور شکل گزیر ہوں کو کھولا ہے

ایمان عرض کرنا حضرت مصطفیٰ صلعم کا مہمان پر

قولہ گشت مومن گفت اور مصطفیٰ کا شب ریکر تو شوہمان ماہ گفت داشت تا ابد اصفیت تو ام ہر کجا باشم ہر جا کہ روم
زندہ کوہ متقی و دربان تو بن جہان و انجمن بر خوان تو ہر کہ بگزیند جزین بگزیدہ خوان بن عاقبت در دگلوش استخوان بن
ہر کہ سوے خوان غیر تو روئے دیو باو دان کہ ہر کاسہ شود ہر کہ از ہمسایگی تو روئے دیو بیشک دان کہ ہمسایش شود بن
در روئے تو سفر او دور دست بن دیو بد ہماہ و ہمسفرہ و یست بن ورتشند بے تو برا سپ شریف بن حاسد باہست
دیو او را در لیت بن در کجہ گیر دان و دشمنان او دیو در نسلش بود انباز او بن در بنی شاکر کمو گفت است حق ہم در اموال او را ولاد
از سبب بن گفت پیغمبر خیب این را جلی بن در مقامات او را با علی بن یا رسول اللہ رسالت را تمام بن تو نمودے ہجھو
شمس بے غلام بن انجہ تو کردی دو صد ماہ در نکر بن عیسے و انوش با عاذر نکر بن از تو جانش از اجل نک جان بہر بن
عاذر ارشد زندہ ہم در دم بن گشت مہمان رسول انشب عرب بن شیر یک بن ہم خود دلب بہت بن کرد الحاحش
بخور شیر و رفاق بن گفت گشم میر و اندر بے نفاق بن این مکلف نیست بے ناموس دفن بن سیر تر گشم از آنکہ دوش من بن
و عجیب اندند جملہ اہلبیت بن پر شد این قذیل زان یک قطرہ زیت بن انجہ قوت مرغ با بلی بود بن سیری معہ چنین بلی
بود بن خججہ افتاد اندر مردوز بن قدر پشہ بخور دین بیلیٹن بن حرص دوم کافرے سرزیر شدہ از دہا از قوت مورے
سیر شدہ آن گدا چشے و کفر از دے برفت بن لوت ایمانش مکر کرد و رفت بن آنکہ از جوع البقر برمی طید بن ہجھو مرہم
جنت بچیدہ میوہ جنت سوے جشم شفاف بن معہ چون دوزخ آرام یافت بن اللغات متقی آزاد کردہ شدہ
شہناز عروس عاثر نام ایک شخص کا کہ کافر تھا چالیس برس بعد حضرت عیسے نے زندہ کر کے مسلمان کیا
رتاق ہندی چپائی تجھے و خججہ مبدل فحشہ سخن آہستہ کرنا جوع البقر ایک مرض ہو کہ تمام اعضا جو کھے ہو جاتے ہیں

المعنی یعنی جب وہ مومن ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گنج کی رات تو اور ہمارا سہمان ہو گا واللہ ابد تک آپ کا
 سہمان ہو چکا کہ میں رہوں میں تو زندہ کیا ہوا کہ وہ حیات ابدی ہو اور آزاد کیا ہوا وہ جہان کی قید سے
 تھا راہی ہوں اور تھا راہی رہاں تھا رہے ہی دروازے پر بیٹھنے والا اگر اس جہان میں ہوں جب اور اس
 جہان میں ہوں جب تھا رہے ہی خوانِ نعمت پر حاضر ہوں اور جو کوئی اس گزیدہ خوان کے سوا اور کسی خوان کو
 اختیار کرے اُسکے گلے میں ایسی ہڈی لگی کہ اُسکے گلے کو بچاڑ دے گی اور تھا راہی خوان چھوڑ کے اگر دوسرے کے
 خوان پر جائیگا دیو ضرور اُسکا ہم پیالہ ہم نوالہ ہو گا اور جو تھا رہی ہمایا کی چھوڑیکا بیشک اُسکا دیو ہمایہ ہو گا اور اگر
 سفر دور دست کو جائیگا یہ اُسکا ساتھی اور ہم سفر بنے گا اور اگر بے تھا رہے ہب شریف پر سوار ہو گا تو دیو جو حاکم
 ہمارا ہو اُسکا ردیف ہو گا حاکم اس سبب سے کہ آنحضرتؐ آدم سے اسے حسد کیا ہی دو ستون میں ہست کے
 بعد داو عطف غلط لکھا ہے فافہم اور اگر شہناز یعنی اسکی عروس اُس سے بچہ لگی اور عالم ہو گی اسکی نسل میں یہ شریک ہو گا
 شہناز کو بھی تن میں شہباز لکھا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہو وشارکم فی الاموال والاولاد شریک
 ہو تو اوی شیطان اُنکے مال و اولاد میں یہ سبق شراکت مال و اولاد کا اسکو ٹیڑھا دیا ہو اور یہ بات غیب میں بھی
 آنحضرتؐ نے حضرت علی سے جہان اور بائیں کی میں یہ بھی کہی ہے پھر وہی شخص کہتا ہی یا رسول اللہ تم نے رسالت کو
 ایسا تمام کیا جیسے بے ابر کا آفتاب کہ ہر کوئی دیکھتا جانتا ہے جیسی کچھ شفقت تم نے پھر کی سیکڑوں مادر نے ایسی کسی پر نہ کی نہ
 جیسی نے اور اُنکے افسوں نے عاذر کے ساتھ کی اسلئے کہ تم سے توجان میری بالکل اجل سے بچ گئی اور عاذر تو ذرا دیر کو
 زندہ ہوا پھر مر گیا القصہ اُس رات کو وہ عرب آنحضرتؐ کا سہمان ہوا اور ایک بکری کا نصف دودھ پیئے ہوئے
 بند کر لیے جب اُس سے ہالحاح کہا کہ دودھ چپاتی موجود ہے اسکو کھا گا واللہ میں سیر ہو گیا کچھ ظاہر دانی نہیں
 کرتا ہوں میں نہ کلفت کرتا ہوں نہ شرم نہ کوئی فن و کونین اُس سے زیادہ سیر ہو گیا جیسا کہ رات ہو تھا یہ دیکھ کے تمام بیت
 تعجب میں ہوئے کہ قدیل ایک قطرے سے روغن کے کیسے بھر گیا عجب ہے کہ ایک ابابیل کی قوت سے ایسے
 بیل کا معدہ سیر ہو جائے تمام مردوزن باہم کا ناچھوسی کرنے لگے کہ یہ بیل تن بقدر چھتر کے کھاتا ہو وہ جو حرص تھی اور
 کافری کا وہم کہ جائے پھر بلیگی یا نہیں سب کا سر زیر ہوا اور اڑدھا مور کی قوت سے سیر ہوا وہ گدا چشتی و کفر
 سب اُسکا جاتا رہا نعمت ایمان نے اُسکو فرہ اور موٹا کر دیا آتوہ جو ع البقر سے تربیتا تھا یا مریم کی طرح میوہ
 جنت کا چکھا حضرت مریم وقت وضع حمل کے ایک سوکھے درخت خرما کے تلے تھیں اُنکو حکم ہوا تھا کہ اسکو
 ہلاؤ اُس درخت سے خرے جنت کے گرے تھے یہ میوہ جنت کا جو ملا ایمان سے ہوا اسکے جسم میں بھی جب ہو گیا
 تو معدہ اُسکا جو دوزخ کی طرح بھڑکتا تھا چین پر ہو گیا

اس بیان میں جو نور کہ غذا جان کی ہر غذا جسم اولیائی ہوتا اُنکے جسم پر ہو جان کا

قولہ ذات ایمان نعمت و توقیت ہوں ہے اور قناعت کردہ از ایمان بقول ہے اگرچہ آن معلوم جائست و نظر
جسم را ہم زمان نصیب ست ای لیسر بنا کے اور قانع بنان و گندنا بہ با خود آو و نور ایمان کن غذا نہ گرنہ گشتی دیو جسم
آزرا کوں ہے اسلم الشیطان نصرمودی رسول ہے دیو زبان کوئے کہ مردہ حی شود تا نیا شامہ مسلمان کی شود و دیو در دنیا
ست عاشق کو و گرنہ عشق را عشقی و گرنہ و مگر از نہا سخا نہ یقین چون مے چشیدہ اندک نیک عشق رخت انجا کشیدہ یا
حریص البطن عرج کھذا بہ اتھا المتہاج تبدیل غذا بہ یا مریض القلب عرج للعلج بہ حمله التدریج تبدیل المزاج بہ ایہا الخوس
فی بہن الطعام بہ سوخت بخوان تحملت العظام بہ ان فی الجوع طعنا وافرناہ المتقدہا وارتج یا نافرناہ اغتدی ہا النور کن
بتمل البصر وافتی المالک یا خیر البشر بہ چون ملک تسبیح حق را کن غذا نہ تارہی ہمچون ملائک زادی بہ جبریل از سوی
جیفہ کم تندرہ و ابقوت کی زگر گس کم زرنہ نہ پیل اگرچہ در زمین آہستہ است بہ اول نشہ باز کو کی رستہ است بہ اللغات
ہوں غنیم جیفہ بالکسر مردار آوی ایند دینا المعنی فرماتے ہیں ذات ایمان کی ایک نعمت اور قوت عظیم ہے اور مخاطب
تو اسکو کیا جائے تو تو ایمان سے فقط قول بر قناعت کیے ہوے ہے یعنی صرف زبان سے کہہ لیا آمنت باللہ اگرچہ
وہ نعمت و قوت خوراک جان و نظر کی ہے لیکن جسم کو بھی اس سے حصہ ہے اب تک تو اس نان و گندنا پر قناعت
کیے رہیگا ہوش میں ہو اور نور ایمان کو اپنی غذا بنا آوریہ نہیں ہے اس غذا کو جسم بھی کھاتا ہے اگر نہ کھاتا تو حضرت
کیون فرماتے اسلم الشیطان علی یری سلمان ہو الشیطان میرے ہاتھ پر بس شیطان مرد و جسم سے ہے بھلا یہ دیو جسم کا اس
نعمت کو جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے جب تک نہ پی لیا مسلمان کب ہوگا دیو دنیا پر عاشق ہے اور اسکے عشق میں نہ جاہل ہو رہا ہے
یہ عشق اسکا منقطع نہیں ہوگا جب تک اسکو دوسرا عشق نہ ہو جب نہا سخا یقین سے شراب نے چلنے کی تھاہستہ آہستہ عشق
اسباب راحت اسکا وہاں لیکیا معانی اشعار عبیدہ ای حریص شکم کے عروج کر ایسے ہی جیسا کہ مذکور ہو اسواسطے کسوا
بدل ڈالنے غذا کے کوئی راہ نہیں ہے اور ای مریض قلب کے عروج کر اس واسطے علاج کے ساری تدبیر مزاج کا تبدیل کرنا ہے
اور قیدی رہن طعام کے جلدی نجات پالیکا تو اگر تحمل نور عظیم کا کریگا بیشک بھوک میں بڑے بڑے طعام میں پس لیں و فقر
کرنے والے اس طعام عروج کو ڈھونڈھا اور اسکا آمیدوار ہو تو غذا اپنی نور سے کر اور ایسا ہو جائیسے نور اور وقت کر
ساتھ فرشتوں کے اور خیر البشر کہ فرشتوں کی غذا ذکر الہی ہے اور خیر البشر کی غذا نورنا متناہی دونوں متنوں میں لغتہ
لکھا ہے اگر صیغہ امر کا ہو تو اغتذ ہونا چاہیے کسواسطے کہ حروف علت علامت جرم سے گر جاتا ہو پس جیسے فرشتوں کی غذا تسبیح ہے
تو بھی اپنی غذا تسبیح کہ تاجیسے وہ ایذا و عذاب سے چھوٹے ہوئے ہیں تو بھی چھوٹ جائے جبریل جو مرد و قلب سے ہو اگر مردار
کی طرف رجوع نہ کریگا جب بھی تو گر گس سے کم تمین اگر کیا جو سب پر ندون میں بلند پر داز ہو پیل عظیم البطن اگر جبہ میں ہے
آہستہ چلنا ہو اور نرم فٹاں ہو لیکن بتاؤ وہ پیشے سے جو غم و دل فوج پر آئے تھے انے کب بجا لینے اگر خوب کھا کھا کے
پیل کی طرح عظیم الجثہ ہوگا اور مٹاپے کے سبب سے ہلکے ہلکے جلیگا تو کیا ادے مخلوق اسکی بھلاک کرے گی

انکار کرنا اہل تن کا غذائے روح سے

قولہ جذب خوانی نہادہ در جہان بلیک از چشم خیسان بس نہان بگر جہان باغی پر از نعمت شود بے قسم مار و مور
ہم خاکی بود بے قسم شان خاکست گردی کر ہمار بے میر کو فی خاک چون نوشی جویاں در میان چوب گوید کریم چوب بے
مکر را باشد جنین حلوا سے خوب بے در میان خاک گوید کریم خرد بے انجین حلوا عالم کس بخورد کریم سرگین میان آن حدیث
در جہان نقلی نہاند جہنم بے نجاست ہیچ نشاند کلاغ بے شد نجاست مرد از چشم و چراغ بے اللغات میر کون سردار عالم دی
بالفتح ماہ خزان بے جنت نجاست بمعنی کیسا اچھا خوان جہان میں خدای تعالیٰ کا لگایا ہوا ہو لیکن بانی جہان کی نگاہ سے
نہایت ہی چھپا ہوا ہو اور جو یہ ہو کہ اگر سارا جہان ایک بلغ پر از نعمت ہو جائے حصہ مار و مور کا وہی خاک ہوگی کیونکہ
انکی قسمت میں خاک ہی ہے چاہے خزان ہو چاہے بہار لیکن افسوس تو یہ ہو کہ تو میر کون سردار عالم کا اور اشراف مخلوق کا
ہو تو مثل مار کے خاک کیوں کھاتا ہو مگر تیرا کیوں نہیں لکھی کا کیر لکھی میں ہی کتا ہو کہ ایسا حلوا خوب کسکو ملا ہوگا اور
خاک کا کیر خاک میں ہی کتا ہو کہ ایسا حلوا جہان میں کسی نے نہ کھایا ہوگا کہ کا کیر اس نجاست میں سوا سے
نقل و بیان جنت کے اور کچھ نہیں جانتا ناراغ کہ نجاست کھاتا ہو سوا سے نجاست کے اور کیسکو نہیں بچا تا
اسی کو اپنا چشم و چراغ لینے آنکھ اور آنکھوں کا نور جانتا ہے

مناجات طلب مقام خاصون اور ادراک معانی میں

قولہ ای خدای بے نظیر ایتار کن بگوش راجون حلقہ وادی زین سخن بگوش لکیر دوران مجلس کشان بکچر تبت میکشد این
سر خوشان بچون بجاوی رسانیدی ازین بے سر بند آن مشک لای رب دین بے از تو نوشند از دوز اذانات بے
بید ریغے در عطایا مستفات بے ای دعا نا کردہ از تو مستجاب بے دادہ دل را ہر دمی صد فحیاب بے چند حرفی نقش کردی از
رقوم بے سلما از عشق او شد بچو موم بے تون ابرو صا چشم و جیم گوش بے بر نوشے فتنہ صد عقل و ہوش بے زین حروف
شد خرو بار یک ریس بے نسخ میکش ای وادیب خوشنویس بے در خور ہر فکر لیستہ بر عدم بے دبم نقش خیالی بر رقم بے حرفی
طرفہ بلوح خیال بے بر نوشے چشم مار و خط و خال بے بر عدم باشم نہ بر وجود دست بے زانکہ معشوق عدم وافی ترست بے
عقل را خط خوان آن اشکال کو بے تادہ تدبیر یا راناں نور و اللغات نور و پندیدہ و در خود المعنی حضرت مولانا
دعا و مناجات کر کے کہتے ہیں کہ اے خدا بے نظیر اس بات سے جو او پر مذکور ہوئی تو نے ہمارے کان کو تو پر بے زینت
بخشی یعنی ہلکوسنائی آب اپنی بخشش و عطا سے یہ بھی کہ ہمارا کان پکڑ کے کشان کشان مجلس میں بجلی حسین تری
شراب شوق کے مست جمع ہیں جب تو نے اُس شراب کی بھلکوبہ بچائی ہو تو ای رب دین سر مشک کا بندہ دست کر
ہلکوبہ پلامے کے واسطے کہ جملہ مرد و زن تیری ہی نعمتیں نوش کرتے ہیں ایسا تو عطایات میں بید ریغے ہو بس ہماری جی
فریاد دہی کر اے مالک معنی تو وہ ہو کہ بے مانگے بھی سیکڑن چیزیں دیتا ہو اور ہر دم تو نے سیکڑن دروازوں کی کشود

دل کو دی ہو دین و دنیا کی مشکلات میں تو نے چند حرف اپنے رتوات سے ایسے کھے ہیں جنکے عشق سے پتھر سی سخت چیز ہو جاتی ہے مثلاً ازل ابر و صا و چشم و جیم گوش ایسے یہ حرف کھے ہیں جو سیکھوں عقل و ہوش کو دیوانہ بناتے ہیں کہ ان حرفوں سے تیرے میری خرد بھی باریک ریس ہو گئی ہے باریک کاتنے والی یعنی خیالات نازک باریک پیدا کرنے لگی تو ادا و دب خوشنویس ان سب پر خط نسخ کھینچ دے جیسے استاد خوشنویس بڑے حرف پر خط کھینچ دیتے ہیں اس ہی پر رقم تیری کہ بحقیقت عدم ہو گیا فعل موجود ہر کسی نے اپنی فکر کے لائق و مبہم نقش خیال کے جمائے ہیں تو نے جو یہ چشم و ابر و دھڑ و خال کے حرف بنا دیے ہیں انھوں نے ہمارے خیال کی لوح عجیب عجیب حرف بنا رکھے ہیں یعنی عجیب خیالات میں ڈال رکھا ہے میں یہ جانتا ہوں کہ اس موجود پر کہ دراصل عدم ہے و فانی مست نہوں عدم پر جو شاہ غیب ہو مست ہوں کہ وہ بے زوال و ربا و فانی تو نے بھی تو عقل کو ان شکلوں کا خط خوان کہ جنہیں وہ حرف کھے ہیں اسی واسطے کیا ہے تا اس پسندیدہ کو دیکھ کے اور تدبیر بن بھالے چنانچہ آئندہ فرماتے ہیں

تشبیہ عقل بچہ ریل و نظر اسکی غیب میں جیسے جہر ل کی لوح میں

قولہ چون ملک از لوح محفوظ اخذ ہر صباحی درس ہر روزہ بروی عدم تحریر ہا میں با بیان بن و رسوا دش حیرت سودا میں بن ہر کسی شد بخالی ریش گاؤں گشت بر سوداے گنجی گنج گاؤں از خیالی گشتہ شخصہ پر شکوہ بن روی آورد بعد نماز کوہ بن و زخیالی آن در گاہد مزہ و نہادہ سوی و ریا بگردنہ و اندک بہر تر سب در گشت بن وان کی بہر لھی سو گشت بن از خیال آن رہن رستہ شدہ بن و زخیالی بن مہمختہ شدہ بن و پر ی خوانی کی دل کردہ گم بن و نجوم آن دیکری نہاد سم بن آن کی در کشتی از بہر رباح بن وان کی در فسق دیکر با صلاح بن این روشنا مختلف بیندرون بن زان خیالات ملون زاندر ون بن این و ان حیران شدہ کان بحسبیت بن ہر چندہ راندر نا فست بن این خیالات اربند زان و تلف بن چون زہرون شد و غما مختلف بن قبلہ مجاز و چہنمان کردہ اند بن ہر کسے رجوابے آوردہ اند بن اللغات دیش گاؤں حتی گنج گاؤں جہشید کا نام ہر تر سب را سب ہونا و را سب پار سا و عابد تر سیاں کنشت بضم اول کسوں تجانہ و آشکدہ و معبدو درستہ بالفح بازار و راہ و صفت دکان و تلفت بالضم خر گرفته شونده و ساز و آرائندہ المعنی یعنی وہ خرد مثل فرشتے کے لوح محفوظ کو دیکھے جو کنایہ تقدیر سے ہی اور ہر صبح روزمرہ اسی کا سبق پڑھے اور یوں تو عدم میں بڑی بڑی تحریریں ہیں اور با بیان جسکی تحریر سے سوداے حیرت میں بڑے ہیں ہر کوئی ایک خیال کی حماقت میں گرفتار آوے گاؤں گنج کے سودا میں گنج گاؤں ہو رہا یعنی ایسا سودا میں بھرا جیسا گنج گاؤں مال تھا اور یہ گنج بہرام بادشاہ کے وقت میں ظاہر ہوا تھا اور اسمین گائیں اور پھینسین اور وحوش و طیور سونے کے مرصع بہت نکلتے تھے چنانچہ کوئی تو اس خیال پر شکوہ سے محدث کوہ کو متوجہ ہوا کہ بہت ساز و جواہر حاصل کروں دوسرا محنت و مشقت کی تلخی میں پڑا اور دیکھ واسطے دریا کی طرف گیا کوئی راہب بنے تجانے میں بیٹھا کسی نے حرص کے مارے کھیتی اختیار کی کوئی اسی خیال سے راہب بن گیا

کوئی مہم کسی خستہ کا ہوا کسی نے عمل اور برپا خوالی میں اپنا دل کھویا کسی نے نجوم پر اپنی فکر کے گھوڑے کا سم رکھا جوئی
ہوا کوئی فائدے کے لالچ سے کشتی میں بیٹھا کوئی فاسق و فاجر میں پڑا کسی نے صلح نیکی اختیار کی بس یہ روشنین
مختلف جو ظاہر ہو رہی ہیں انھیں خیالات رنگارنگ درونی سے ہیں اب یہ تو اس بات میں خود حیران ہو کر خیال
کس نہا پر ہوا کر کیا اسکا انجام اور ہر چندے کا جو اس منے کو بکھر رہا یہی حال ہے بالہنہ دوسرے کا نانی اسے دور
کرتے والا کہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا انقض یہ سب خیالات درونی ناموافق اور ناساز ہیں اگر موافق ہوتے تو ظاہر میں
انکی چالیں مختلف کیوں ہوتیں اور وجہ یہ ہو کہ وہ جو قبلہ جان کا ہوا اسکو سب نے چھپا دیا ہوا دھرجان کو متوجہ نہیں کرتے
اسکو چھوڑ کے ہر کسی نے ایک جانب بٹھک لیا ہوا اسی کو قبلہ جانتے ہیں

تمثیل روشن مختلف کی موافق اختلاف قبلہ ڈھونڈنے والوں کے

قولہ ہجو قوے کہ تحری می کنندہ بر خیال قبلہ ہر سومی نمنندہ چونکہ کعبہ رونامید صبح کا وہ کشف کرد کہ اگر وہ بہت راہ بہ
یا چون خواصان درون قعر آب بہ ہر یک چیزے ہی جیندہ شتاب بہ برآمدہ گوہر و در شین بہ تو برہ یسکند از ان میں چون آریہ
از نگ دریائے زرت بہ کشف کرد صاحب در شگرف بہ دانند کہ کوہ و در واریہ محرفہ دانند کہ اگر سگر یزہ شب بردہ بکذا
نبولکم بالساہرہ بہ فتنہ ذات افضل قاہرہ بہ پنچنین ہر قوم چون بہ انگان بہ گرد شمع یز زمان اندر جہان بہ خوشی بر نشی
بر میزندہ کہو شمع خود طواف می کنندہ بر آسید آتش موسے بہ نحت بہ کز لبیش سبز در گرد درخت بہ فضل آن آتش
شیدہ ہر رہ بہ ہر شر را آن گمان بردہ ہمہ چون بر آید محم نور خلود بہ و نامید ہر یکے چہ شمع بود ہر کہ بر سخت
نار شمع ظفر بہ بدہش نار شمع خوش ہفتاد پر بہ جوق پروانہ و دیدہ دوختہ نامند زیر شمع بدہ سوختہ بہ می طید اندر
پیشمانے و سوز بہ میسند آہ از ہواے چشم دوزخ شمع او گوید کہ سن چون سوختہ بہ کے برابر باغم از سوز و ستم شمع او گریان
کہ سن سر سوختہ بہ چون کنم من غیر را فروختہ بہ او ہی گوید کہ از اشکال تو بہ غہ گنیم ویریدیم حال تو بہ اللغات تحری قبلہ
ڈھونڈھنا تین ہفتہ تہی جوق بافتح فوج و گردہ مردم الطعمی یعنی ان لوگوں کا جو مذکور ہوے یہ حال ہر جیسے وہ قوم
جنگو قبلہ نہیں معلوم ہوتا قبلہ کو ڈھونڈھتے ہیں اور ہر طرف اپنے خیال کو دوڑاتے پھرتے ہیں اور اسی طرف کو
متوجہ ہوتے ہیں جب صبح کو کعبہ ظاہر ہوتا ہی تو کھلچا تا ہی کہ کس نے راہ گم کی ہر مطلب یہ کہ صبح قیامت کو یہ
حال کھلے گا کہ قبلہ سے برگشتہ کون تھا اسیلے کہ اُس دن ہر پوشیدہ ظاہر ہو گا یا جیسے خواص لوگ کہ قعر آب
میں ہر ایک جلدی جلدی ہر چیز کو بٹوتے ہیں اس اُمید پر کہ کوئی گوہر مکتا اور در شین ہاتھ آئے اچھا بڑا جو کچھ
لٹا ہو اُس سے اپنا تو بڑا بھرتے ہیں اور جب نہ دریائے زرت سے نکلتے ہیں تب کھلچا تا ہی کہ در حقیقت
نادر کس کے پاس ہوا اب اُنہیں کوئی ایسا بھی ہر جگہ پاس چھوٹے چھوٹے موتی ہیں در کوئی ایسا ہی کہ کنکاران اور
بوتھ لایا معنے شعر غریبہ کے ایسے ہی آزمائینگے ہم تمکو حشر کے دن کہ وہ دن ایک فتنہ اور آفت کا ہوا در و در سوانی کا

اور غالب تمپر ایسی ہی ہر قوم مثل پر دانوں کے جہان میں ایک شمع کے گرد کہ وہ عقیدہ ہو اڑ رہی ہیں اور آپ کو اُس شمع پر ڈالتی ہیں اور اسی کے گرد گھومتی قربان ہوتی ہیں اُنکو یہ اُمید ہے کہ یہ آتش ہماری موسیٰ بخت کی ہے یعنی جیسے حضرت موسیٰ ایک سے تجلی آئی کہ پوچھے تھے کہ جس آگ کے شعلے سے درخت سبز و تر ہو جائے بس اس گلے نے جو فضل اُس آتش کا سنا ہے ہر شر کو وہی گمان کیا ہے کہ اُنکو بقضاء اُنکی حماقت دیو نہایت کے کہا ہے اور یہ آتش پرست لوگ ہیں کہ صبح و شام تہی جلوائے اُسکی پوجا کرتے ہیں لیکن جب صبح کو جو صبح قیامت ہو تو رطلو و دھیشگی کا ظاہر ہوگا تو ہر ایک کو خدا لگا کر وہ شمع کیا تھی مگر جس شخص کا ایک پر بھی اُس شمع ظفر سے چل گیا ہے اُسکو وہ اُسی شمع سے سر پر عطا کرے گا اور جو گردہ کے گردہ پر دانے دونوں آنکھیں بند کیے ہوئے اُس شمع کی طرف دوڑے ہیں اور اُنکے پر جل گئے اور سوختہ ہوئے اسی شمع بد کے نتیجے رہ گئے اب اس پیشانی دسوز سے تڑپتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل کی چاہ نے کیسی ہماری آنکھیں بند کر دیں اور وہ شمع جسکو پوجتے تھے اُسے کہتی ہے کہ جب میں خود جل گئی تو تجھ کو اس سوز و ستم سے کیسے بچاؤں اور روتی ہو کہ میرا سر جل گئے تو خود سیاہ ہو گیا میں کسی کو کیسے افرختہ کروں اور وہ کہتا ہے کہ میں تیری شکستیں روشن و تابان دیکھ کے دھوکا کھا گیا اور فریفتہ ہوا اب بڑی دیر میں تیرا حال دیکھا اور جانا

یا حصرۃ علی العباد اس آیت کے معنی میں

قوله شمع مردہ بادہ رفتہ دلربا بنہ غوطہ خورد از رنگ کرشمینی ما بنظمت الارباح خسرو غایب شکی شکوی الی اللہ بالعینہ حبذا ارواح اخوان ثقات بہ مسلمات مومنات قاننات بہ ہر کسے روی بسوی بردہ اندہ دین عزیزان رو باین سو کردہ اندہ ہر کو تر سے پرورد مذہبے بہ دین کہو تر جانب بے جانے بہ ہر عقابے سے پر داز جا بجا بہ دین عقابان راست جیابے سرا بہ مانہ مرغان ہوائے خاکی بہ دانہ نادانہ بیدارگی بہ زان فرخ آمد جنین روزی ما بہ کہ دریدن شد قبا دوزے ما بہ المعنی نمراتے ہیں شمع کج گئی ای جان نہ رہی اور شراب دلربا جو عجز و کام ہوئی نہیں دونوں ہماری کرشمینی کی غیرت و تنگ سے ڈوب گئیں اب سوائے حسرت کے اور کیا رہا تھے شمر عوہہ جتنے فائدے تھے سب نقصان و زریان ہو گئے اب اندھے ہیں سے اللہ کی طرف شکوہ شکایت کرتا ہے کیسی خوش ہیں ارواحین اخوان ثقات کی کہ وہ مسلمان ہیں اور مومن و عجز و زاری کرنے والے سوائے اُنکے ہر کسی نے منہ ایک طرف کیا ہے مگر ان عزیزوں نے سب سے منہ پھیر کے اس طرف منہ کیا ہے ہر کو تر اپنی راہ مذہب میں اُترتا ہے اور یہ کہو تر جانب بے جانے کے اُٹھتے ہیں ہر عقاب ایک جگہ سے دوسری جگہ اُٹھتا ہے اور اُنکا گھر بچاؤ ہر جان جگہ کو دخل نہیں کہ وہ لامکان ہے اور بیدار ہونا ہمارا دانہ ہی ہم مرغ ہوا کے ہیں نہ خاکی لینے نہ اُڑنے والے نہ گھر کے رہنے والے یہ روزی فرخ ہنگو اس سبب سے ملی ہے کہ قبا کا بچاؤ نہ قبا دوزی

ہماری ہر جود دینے کو بگاڑنے اور بگاڑنے سے پہلے ہمارا ہی حصہ ہو

فرجی نام رکھنے کا سبب ابتدا حال میں

قولہ صوفیہ بدرید جبہ در حرج بہ پیشکش آمد بعد بدریدین فرج بہ گشت نام آن دریدہ فرجی بہ آن لقب شد
فانش از آن دو بجہ دین لقب شد فاش و صافش شیخ بردہ مانا اندر طبع خلفان حرف در نہ بچین ہر نام صافی
داشتہ است بہ اسم را چون دروئے پگہ شہت است بہ ہر کہ گھڑا رست دردی را گرفت نہ رفت صوفی سوے
صافی نا شکست بہ گفت لا بد درو صافی بود بہ زین دلالت دل بصفت میرود بہ درو عسرا فاش و صافش
یسر آن بہ صاف چون خرا و دروے یسر آن بہ عسرا یسر است ہین آیس ہباش بہ راہ داوی زین ہماست
اندر معاش بہ صاف خواہی جبہ بشکاف ای یسر تا ازان صفوت بر آری روز سر نہ ہست صوفی آنکہ شد
صفوت طلب نہ نہ لباس صوف و خیاطی دوب بہ صوفی کشتہ پیشین یام بہ الخیاط واللواط والسلام بہ
خیال آن صفا و نام نیک بہ رنگ پوشیدن نکو باشد و لیک بہ بر خیالش گر سوے تا اصل و نہ بچا آنکہ گرہ سوے
نان ہو بہ بوتلا و زہست ای جو یای عشق بہ بین زبوی یعقوب شد سیناے عشق بہ دور باش غیرت آمد خیال نہ گرد
بر گرد سر پر دہ جلال بہ بست ہر جویندہ را کہ راہ نیست بہ ہر خیالش پیش می آید کہ میست بہ جز کہ آن نیز گوش تیر ہوش
کہ بود از جیش نصر تماش جوش بہ بجد از تخم کلا سے شد شود بہ تیر شہ نگاہ و بیرون رود بہ ہر کہ را در دست تیر شہ بود بہ راہ
ما بد تا بنزل میرود بہ اللغات حرج بفتح تین گئی سختی فرج بفتح تین کشایش بضم خم صافی غم ناچیتہ دب بالفح نقش و
نگار خیاط جامہ سوزن کار لواط اغلام المعنی ایک صوفی سے جبہ اپنا تنگی میں یعنی حالت و جد میں بھاڑڈالا
بعد اس بھاڑڈالنے کے کشایش و آسایش اُسکے سامنے آئی لہذا اُس جبہ دریدہ کا نام فرجی ہوا اور یہ لقب
اس جے کا یعنی فرجی اُسی دروختات یافتہ سے مشہور ہوا اب فرماتے ہیں یہ لقب تو اس سے فاش ہوا اور اس
جبہ پوشی میں جو صاف تھا وہ اُسکو شیخ لیکیا لفظ جے کا جو مثل درد کے ہر مخلوق کی طبیعت میں چھوڑ گیا نام لینے کو
یہ رکھنے ایسے ہی جو نام کسی صاف کا رکھا ہو اُسے اپنے نام کو درد کی طرح چھوڑ دیا ہو اور وہ صاف اُس صافی کے
ساتھ گیا اب جو مٹی غورے ہیں اُنھوں نے اس وردی کو اختیار کیا اور جو صوفی ہر صافی کی طرف بے تعجب کیا
اُس کا قول ہر کہ درد میں صافی ضرور ہوتی ہر آخر درو صافی کا تو ہوتا ہر بس اسی رہنمائی سے آنکا دل صفا و
برگزیدگی میں بڑھتا ہوا وہ جانتے ہیں کہ اگر عسری یعنی سختی و تنگی کہ یہی درد ہوا اسکے ساتھ جو یسر لگا ہوا ہر آسانی و کشایش ہی
صاف ہر کہ مثل خرا کے ہوا اور وردی مثل بسری یعنی خرابی حام کے کہ بختہ ہو کے بسری خراب ہوتا ہر دیکھو تو اللہ تعالیٰ
فرمایا ان مع العسر یسر فان مع العسر یسر بیشک ساتھ سختی کے آسانی ہوا اور بیشک ساتھ اُسی سختی کے دوسری
آسانی ہر پھر جب ایک عسر کے ساتھ دوسرے میں توانا امید کیوں ہوتا ہوا یعنی معاش میں اس ہمت کو کیوں دے دی ہو

ایک غم معاش اگر تو طالب صاف کا ہو تو ایسی سرچے کو بچھاڑ تا جلدی صفت سے سرنگاے صوفی وہی ہے جو صفت
طلب ہو نہ طالب لباس صفت و سوزن کاری و نقش کا آب جو یہ لیم ہین فی زمانہ انکے نزدیک وہ صوفی ہے جو خیاط
اور لواط یعنی جہ سوز نکار پہننے ہو اور اخلاقی ہو آگے سلام اسی پر خاتمہ ہو وہ لوگ جنھوں نے رنگ ہین کے
ایہ ابرق کہا اکثر نظر پہنتے ہین صفا و نام نیک حاصل کیا اور انکو رنگ پہننا نیک و خوب ہے لیکن اُس
صفا کے خیال سے اُسکی اصل تک جانا چاہیے جیسے بلی روئی کی بو سے روئی تک پہنچتی ہے پس اس طالب
عشق کے یہ بوی تیری راہ پر دیکھ تو بوی سے یعقوب بینا عشق کے ہوے یعنی عشق نے انکو بینا کر دیا اُسکے
سوا جو تیرے خیال فاسد ہین وہ غیرت آتی کے دور باش ہین کہ سرایہ وہ جلال کو گرد آرد سے گھیرے ہوے
ہین وہ خیال ہر جو میندہ کو رد کرتے ہین کہ بیان تیری راہ نہیں ہو اور ہر خیال سامنے آجاتا ہے کہ بس ہین کھڑا ہو جا
آگے مت بڑھ کر گمان وہ جو تیرے گوش اور تیرے ہوش ہو لشکر نصرتوں سے پر جوش وہ خیالات سے الگ ہو کے
بے شہ ہو جاتا ہے شطرنج کی سی شہ نہیں کھاتا جو پریشانی ہین پڑے بعض نسخ ہین بجائے بے شہ کے ہاشم ہین
اُسکے معنی صاف ہین اُسکے پاس تیرا دشاہ کا ہو وہ تیرا دشاہ کا دکھلے کے صاف نکل جاتا ہے معمول ہے اگر
کوئی شخص حریف کے لشکر کا آلتا ہو اُسکو پادشاہ اپنا تیر دیدیتا ہے اُس تیر کو دیکھ کے کوئی اُس سے فراع نہیں
ہوتا بس فرماتے ہین جسکے ہاتھ میں تیرا دشاہ کا ہوتا ہے وہ مثل تکہ ہا یا تا ہو اُسکی کچھ روک ٹوک نہیں ہوتی بے تکلف بلکہ آنا

مناجات

قولہ او قدیم رازدان ذوالمنن ۛ در رہ تو عاجزیم و متمن ۛ ہر دل سرگشتہ را تدبیر بخش وین کمانہای دو تو را تیر بخش ۛ جرعه
بر ریحی زان خفیه جام ۛ بر زمین خاک من کاس الکلام ۛ جست بر زلف درخ از جوہ نشان ۛ خاک شاہان ہمے لیند از ان ۛ
جرعه حسنت کاین خالست خوش ۛ کہ بہ صدر در دزد شب مے یسپش ۛ جرعه خاک آمیز چون مجنون کند ۛ
مر شما را صاف اوتا چون کتہ ۛ ہر کسے پیش کلوخے جامہ چاک ۛ کان کلوخ از حسن آمد جرعه ناک ۛ
جرعه بر ماہ و خورشید و حمل ۛ جرعه بر عرش و کرسی و زحل ۛ جرعه کوئی او عجب یا کیمیا ۛ کہ دما سیش فنا کرد و بقا ۛ
جد طلب آسیب ادا سے ذوقنوں ۛ لایس ذاک الا الطاہرون ۛ جرعه بر لعل ۛ ہر زرد و زرخ ۛ جرعه بر بحر و نقل
و غر ۛ جرعه بر درے خوبان لطاف ۛ تا چگونہ باشد اور اذوق صاف ۛ چون ہے مالی زبان را بر زمین ۛ چون شکی
چون بینے آن را بے زطین ۛ اللغات سخن آزمودہ شدہ و امید المعنی ۛ مولا نا نجات کر کے فرماتے ہین
کہ او قدیم ہمید جاننے والے صاحب منن و احسان ہم تیری راہ میں عاجز ہین اور آناے ہوئے کہ ہمیشہ عاجزی ہے
ہر دل سرگشتہ کا تدبیر بخشے والا بھی تو ہی ہو اور ان کما نون کا تیر بخشے والا بھی تو ہی ہو کما نون سے ہو جو بسبب مجزو
ضعف کے دہرے ہو رہے ہین انکا سیدھا کر دینے والا تو ہی ہو تو نے اپنے خفیه جام سے ایک جرعه ارشاد میں پڑا

قسم کاس الکریم سے جیسا کہ کہا ہے الارض من کاس الکریم نصیر ربہ واسطے زمین کے پیالہ کرہوں سے حصہ ہے اور اکثر مہواری کے وقت سلاطین و امرا ایک دو جرعے زمین پر ڈال دیتے ہیں اسی جرعے سے بادشاہوں کے رزق و مرغِ محبوبان میں پتایا یا ہر کاس خاک کو وہ چاہتے جو مٹے ہیں اور تو جو اس خاک کو رات دن چوستا چاہتا ہو خوش ہو ہو کے اور سیکڑوں امیدین اُسکی رکھتا ہو بھی ایک جرعہ اُسی کے صُن کا ہو جو یہ خاک خوب و خوش ہو رہی ہو اب خیال تو کرو جب جرعہ خاک آمیز تمکو ایسا جنون و دیوانہ بناتا ہو تو صاف سے کھار کیا حال ہوگا ہر کوئی اس کلوخ کے سامنے غلبہ عشق سے جو کپڑے پھوڑتا ہو وہ جیہی ہو کہ اس کلوخ میں جرعہ حسن کا بھرا ہوا ہو اور یہی جرعہ ہو جو خورشید و ماہ و محل اور عرش و کرسی و ذل پر پڑا ہو جو ایسے روشن و تابان اور بلندی و علو دے ہیں محل نام برج جو بیت الشرف آفتاب کا چوآپ فرماتے ہیں اور عجب تو اسکو جرعہ کستا ہو یہ جرعہ ہی پاکیمیا ہو کہ جو فنا کو بقا سے منتطب کر دیتا ہو ایدہ اسکا آسیب ہو تو کوشش کر اور اذ و ذنون اس آسیب کو دشمن و تھیرہ آسیب ہی جسکو سوا سے ظاہر دن کے اور چھو نہیں سکتے مصرعہ ثانی مقبتس ہی آیہ لایحمد الا المظہرین سے جو قرآن شریف کی تعظیم میں نازل ہی یعنی چاہئے کہ نہ چھوئیں اُسکو مگر طہارت واسے اور یہ جو لعل زر اور درو گوہر ہیں اور خمر اور نقل و ثمرانیر بھی وہی جرعہ پڑا ہو جو ایسے رنگین و پر آب و تاب اور ہوش ربا اور پر لذت ہو رہے ہیں اور وہی جرعہ ہی جو خوبان لطیف پر پڑا ہو جسکو دیکھ کے لوگ بے خود ہوتے ہیں پس جو صاف ہی اُسکا فہ کیسا ہوگا ذرا تو سوچ اور جب تو اُس جرعے کے سبب سے زبان خاک لٹا اور خاک کو چاہتا ہو اگر بے خاک کے صاف دیکھے تو نہ معلوم تیرا کیا حال ہو قولہ چونکہ وقت مرگ آن جرعہ صفا بہ زمین کلوخ تن بدون شد جدا بنیخ می ماند کنی ز نفس تو زود یکین چنین زشتی بدان چون کشتہ بود بن جان چوبے تن جیفہ بناید جمال بن کے تو انم گفت لطف آن وصال بن سر چوبے این ابر بناید ضیاء شرح نتوان کرد ازان کارو کیا بن جدا آن مبلغ پر نوش و قدید کہ سلاطین کا سہ لسان وین بن جدا آن خرمن صحراے دین بن کہ بود ہر خرمن اور خوشہ چین بن جدا دریاے عربے غے بن کہ بود و ہفت دیبا شنبے بن جرعہ چون ریخت سلقے الست بن بر سر این شورہ خاک زیر و ست بن جوش کرد آن خاک با ازان چو شیم جرعہ دیکر کہ بس کو شیم گر و بد نہالہ کرم از عدم بنور بنو دین گفتنی یک تن ز دم بن اللغات کارو کیا کیا خداوند کا کا سہ لیس جریص یعنی اور جہان وقت مرگ کے وہ جرعہ صفا کا بہ سبب مرنے کے اس کلوخ تن سے جدا ہوا ہو کچھ رہتا ہو اُسکو چھٹ پٹ تو دفن کرتا ہو کہ یہ ایسی ہرشتی اُسکے ساتھ میں کیسے ہو گئی تھی جس پر فریفتہ تھا اُس سے ایسا بیزار ہوا تھا جان کا حسن تو نے کمان دیکھا ہو کچھ دیکھا ہو اُسی مردار تن کے ساتھ دیکھا ہو اگر بے اس مردار کے خاص وہ اپنا جمال دکھائے تو اُس وصال کا لطف میں کمان بیان کر سکتا ہوں وہ ایک ماہ ہو

اس بار میں چھپا ہوا اگر ہے اس کے اپنی ضیاء کھائے تو اس کام و کام دے کا کچھ بیان ہی نہیں ہو سکتا
کیا ہی وہ بیچ پر نوش و قند ہو کہ جملہ سلاطین و ہاں کے پیاے چاہنے والے ہیں کہ اس رستے کو پہونچے ہیں
اور کیا ہی خوب وہ عزمین صحرا سے دین کا ہر جسکے سارے عزمین دنیا کے خوشہ چین ہیں اسکی خوشہ چینی سے
یہ کچھ حاصل کیا ہو اور کیسا اچھا وہ دریا عمر بنیم کا ہو جس سے یہ ساتون دریا امی سمندر ایک ادنیٰ شبنم ہیں اور
اسی ساقی است نے ایک جرعه اس خاک شور زیر دست پر ڈالاکہ یہ خاک جوش میں آئی اور ہم اس
جوشش میں ہیں کہ دوسرا جرعه بھی ملے تاہم کوشش کریں ورنہ بے کوشش ہیں اب فرماتے ہیں کہ یہ جو
ہم نے کہا کہ دوسرا جرعه بھی ملے اور عدم سے کہتے چلے آتے ہیں یہ معلوم روایا مارا اگر روای تو کئے جائینگے اور

اگر کہنے کی بات نہیں ہو تو ہم ابھی چپ ہوے جاتے ہیں

صدق طاؤس کی اور سبب مارنے ابراہیم خلیل کا اسکو

قولہ این بیان بطرحی شنی ست بذخلیل آموکان بطاشتی ست بہست در بطغیر این پس خیر و شر
ترسم از فوت سخما سے دگر آہیم اکنون بطاؤس دورنگ بذکوند جلوه براسے نام و رنگ بہست او صید
خلق از خیر و شر بذنتیجہ فائدہ آن بخیر و بخیر چون دام میگردد شکار بذام راجع علم از قصد و کار بذام راجع ضرر و
نفع از گرفت بذین گرفت بیدہ اش دارم شکفت بذای برادر دوستان افراشتی بذاد و صد و لمار سے
وبگذشتی بذکارت این بودہ است از وقت ولادہ صید مردم کردن از یوم الولادہ زنان شکار رہے باد و بد دست
و کرن راجع یا بے مار و بد و بیشتر فقست و بیگا ہست روز بذتو بد و صید خلفائے ہنوز آن کی میگردد این سیل
ز دام بذان دگر ا صید میکن چون لیام بذباز این را سیل و بد و گزشت اینت لب کوکان بخیر بذالفاظ شنی ہم
و ثاے مثلثہ مفتوح سرنگون و دو تا ولادہ پیدایش و داد و دوستی اینت بمغنی عجب ا لطفے فرماتے ہیں
یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا کیفیت بطرحی سرنگون و دو تا کی تھی اب تو کسی خلیل سے اس بطکے مارنے کو سیکھ
کہ یہ قابل مارنے کے ہی اور سوا اسکے اس بطمین اور بست نیک بدہین انکو اس خیال سے بیان نہیں کرتا
کہ اور باتیں فوت ہو جائیں گی اسوا سے اب ہم طاؤس دورنگ کی طرف رجوع ہوے کہ وہ اپنا جلوه نام و رنگ
کے لیے کر رہا ہو اسکا قصد دلی ہی ہو کہ مخلوق کو خیر و شر سے شکار کردن اور اسکا نتیجہ فائدہ سے بخیر و اور ایسا
بخیر و جیسے دام شکار تو بکرتا ہی اور اسکو اسکا علم نہیں کہ اس کام سے مقصود کیا ہو اور اسکو اس گرفت کا نفع و ضرر
بھی نہیں معلوم کہ کیا ہو پس میں اسکی گرفت یہودہ سے تعجب میں ہوں آری برادر خیال تو کرتے کیسے کیسے دست
اپنے افراشتہ کیے سیکڑن و لدار کی کے ساتھ اور بچہ چھوڑ دیے تیرا تو وقت پیدایش سے یہی کام رہا کہ تو اپنی دوستی
و محبت سے لوگوں کو شکار کرتا رہا ہی کس وہ شکار سب نبوی باد و بد و بدگی کے تھے اب ہاتھ ڈال کے دیکھ تو کوئی

نماں پورا سکا ہو تو خیال نہیں کرتا بہت سادہ تو گزریا تھوڑا ہی کیا ہے اور بہت ہلکا ہے تو گویا ادھر تو ابھی ویسے ہی مخلوق کے شکار کرنے کی فکر میں ہو تو یہی کر رہا ہو کہ ایک پکڑتا ہو اور ایک کو جال سے چھوڑتا ہو اور دوسرے کو شکار بہت نظر تو ان کے شکار کرتا ہی پھر اسکو چھوڑ کے اور کوٹھوڑتا ہے یہ عجیب تیرا کھیل ہے تو ان بیچاروں کا سامنے تو اہم شب شود در دام تو یکا صید نے نہ دام بر تو جس صراع و قید نے نہ بس تو خود را صیدی کر دی ہر دم نہ کہ شدے محبوب و محرومے ز کام نہ در زمانہ صاحب دائی بودہ ہجو احمق کہ صید خود شوق چون شکار کوک اندر صید عام نہ بیچ بچد لشکر خوردن نان حرام نہ انگہ از دھیرا عشق است و بس نہ یکا اولیٰ گنجینہ در دام کش تو گرائے و صید او شوی نہ دام بگڈ کے ہدام اور وی نہ عشق بیگوید بگو شوق بہت است نہ صید پروردگار خوشتر از صیاد و است با گول میکن خویش را و فرخہ شوق آفتاب را را با کن درہ شوق پروردگار ساکن شود چنانہ باش نہ و ہر سہ ششمے کن یہ داندہ باش نہ تاب بینی چاشنی زندگی نہ سلفقت بینی ہندان در بندگی بینی باز گو نہ در ہسان نہ تختہ بندان را لقب آندہ شہان و بس طعابہ اندر کا و تاجدار شہین اندر چو کہ ایک با بیدار ہجو گور کا نران ہر چون غل نہ اندر دین تہر خدایے غریب ہوں چون قبول آئے محض کردہ اندر یہ وہ چندانہ پیش آوردہ اندر طبع مسکینست محض از ہنر ہنر خوش گل مو بے برگ و ثمر اللغات بہت بہت است آواز آہستہ آہستہ گل احمق نعل باز گو نہ کسی کو جتوہین ڈال کے سر گردان کرنا تختہ بند مقید و محبوس حلال بضم فتح لام جمع حلال لباس محض کی کردہ شدہ اطمینانی تو تو دن بھر شکار کے لیے جال لگائے رہا جب رات ہوئی تو جال میں ایک شکار بھی نہیں آوردہ جال ٹوٹ کے تیرا ہی درد سرا و تیری ہی قید ہو گیا شب مراد موت سے ہر بس ظاہر ہوا کہ تو اپنے ہی آپ کو شکار کر رہا تھا اور اپنے ہی واسطے جال لگایا تھا کہ آخر اس میں محروم از کام ہو کے چھٹا آب بتا تو زانے میں کوئی جال والا ہوا احمق ہو گا جو اپنے جال میں آپ جیسے جیسے شکار عام میں کہ ہر قسم کے جانور شکار کیے جائیں شکار کوک کا کہ رنج تو پھر اٹھائے اور نقد اس سے کھانہ سکے کہ حرام ہو لگایا جو شکار کرنے کے لائق یہ وہ عشق ہو اسکو شکار کر لیکن وہ خود ایسا کمان جو کسی کے جال میں اسکی سمائی ہو تو ہی آؤ اور اسکا صید ہو تو اپنا جال چھوڑے اور اسکی جال میں گھس آئیے کہ عشق میرے کان میں آہستہ آہستہ کہ رہا ہو کہ صیادی سے صید ہونا ہی بہتر ہے تو آپ کو احمق بنا اور دیوانہ بن آفتاب ست بن درہ ہو جا گھر بار سب چھوڑ کے میرے دروازے پر پڑا رہے دیوانہ ہو جا شمع ہونے کا دعوے مست کرتے تو مزہ زندگی کا چکیگا اور دیکھگا کہ ہنسکے میں کسی سلطنت چھیٹھی آس دنیا کا نعل باز گو نہ ہی یعنی اٹنا کارخانہ جو لوگ محبوس و مقید ہیں انکا لقب شاد کیا ہے پھر بھانسی تو اٹکے گلے میں پڑی ہے اور تاج رکھے ہوئے ہیں اور مخلوق انہو کے پاس مجمع اور انگو کہتے ہیں کہ بادشاہ تاجدار ہیں کہ ان ایسا ظل ہو جیسے کافروں کی قبر ظاہر ہیں تو خوب مذاق نہ وغیرہ لباس مکلف پڑے ہوئے ہیں اور اندر فقر خدا

غریب سے بھری ہوئی ہو چون لوگوں نے کہ قرون کو کچ سے بخت کیا ہی اُنھوں نے پردہ گمان کا اپنے سلسلے
توال دیا ہو اُنکے گمان میں مردیکے آرام کی صورت ہو ایسی ہی تیری طبیعت مسکین فن و ہنر کی کج سے بخت ہو رہی ہو
جو محض ان خود میکا ر جیسے موم کا درخت کہ جس میں نہ پتہ نہ پھل

اس بیان میں کہ لطف میں قہر اور قہر میں لطف پوشیدہ ہیں تو اہل معنی
و تمغیر ظاہر بینوں سے جدا و ممتاز ہو جائیں لیلو کم ایکم احسن عملا تا آ زمانے وہ
تم کو کہ تم سے کون عمل میں نیک ہو

قولہ گفت درویشے بد رویشے کہ تو بہ چون بدیدی حضرت حق را بگوئے گفت یحیٰ بن دیدم اما ہر قال
باز گویم مختصر اور امثال بد دیدم از سوے چپ او آفری بد سوے دست راست حوض کوثر کے بد
برایا رش بس جہاں سوز آتشے بد سوے دست راست جوے بس خوشے بد سوے آن آتش گرد ہے
برودہ دست بد بہر آن کوثر گرد ہے شاد و دست بد لیک فعل باز گو نہ بوخت بد پیش پایے ہر شقی و نیکخت بد
ہر کہ در آتش بھی رفت و شریہ از میان آب ہر کہ در سوے آب میرفت از میان بد اور آتش رفت
سے شد در زمان بد ہر کہ سوے راست شد آب دلال بد سر ز آتش برزد از سوے شمال بد و آنکہ شد
سوے شمال آتشین بد سر بردن میکرد از سوے عین بد کم کسے بر سر لہن مضمر زدی بد لاجرم کم کس بران آذر زو
جز کسے کہ بر سرش اقبال ریخت بد کور ہا کور آب و در آذر گر ریخت بد (معنی) ایک درویش نے ایک
درویش سے پوچھا کہ تو نے حضرت حق کو کیسے دیکھا کہا کیا کہوں کیسے دیکھا وہ یحیٰ بن اسمین کیسے اور ایسے
کی گنجائش نہیں ہو مگر کہنے کے لیے ایک مختصر سی مثال کہتا ہوں میں نے یہ دیکھا کہ اُنکے بائیں طرف ایک آتش
عظیم تھی اور دایہنی طرف ایک حوض کوثر تھا اسی کی تفسیر جو کہ دست چپ کی طرف نہایت ہی جہاں سوز ایک
آتش اور دست راست کی طرف ایک نہر خوش بس ایک گروہ نے تو اُس آگ میں ہاتھ ڈالا دوسرا
گروہ کوثر کے واسطے شاد و دست لیکن نہایت ہی اُلٹا معاملہ تھا سامنے ہر بد بخت و نیک بخت کے
کہ جو کوئی آتش و شر میں جاتا تھا وہ تو پانی سے سر نہکا لٹا تھا اور جو کوئی پانی کی طرف جاتا تھا وہ اُسی وقت
آگ میں پایا جاتا تھا یعنی جو کوئی دایہنی طرف آب زلال کی طرف گیا اُس نے بائیں طرف سر آگ سے نکالا
اور جو شمال آتشین کی طرف گیا وہ دایہنی طرف سے ظاہر ہوتا تھا بہت کم لوگ تھے جو راز پوشیدہ سے
واقع تھے لاجرم بہت اُس آگ پر گرتے تھے بس سوائے اُن لوگوں کے جنکے سر پر اقبال بنا اُنھوں نے
تو البتہ پانی چھوڑا اور آگ کی طرف بھاگے قولہ کردہ ذوق لقا را معبود خلق لاجرم زمین لعب مغبون ہو خلق
جو حق جوق و صف صفت از حرص و شتاب بد مختصر آتش گریزان سوے آب بد لاجرم ز آتش بر آوردند

سرہ اعتبارا لاعتبارا سے پھر بڑا ناگ میں آتش اسے گجوان و گول پمن نیم آتش منم آب قبول بہ چشم بندے
 کردہ انداہل نظر درین آویج مگر بڑا شرارت او خلیل انجا شرار و دود نیست بہ جز کہ سحر و دغدغہ فرود نیست بہ چون
 خلیل حق اگر فرزند آتش آب تست و تو پر داندہ جان پر فانی ہی دار و دندے بہ کاکے دریا خاصہ ہزارم پر ہی
 تا بھی سوزید نا آتش بی امان بہ کورے چشم و دل تا محران بہ بر من آرد رحم جاہل از خری بہ من ہر دوسم
 آرام از دانشوری بہ خاصہ این آتش کہ جان آبہاست بہ کار پر داندہ بعکس کارماست بہ او بہ ہیند نور و در
 تارے رود بہ دل بہ ہیند تار و در نورے شود بہ اللغات مخبون غبن کردہ شدہ ای زیان یافتہ المعنی
 خدای تعالیٰ نے حال موجود کے مزے کو معبود خلق کا بنا دیا تھا سبب لذت پرستی کے اس آب کو تریم
 کرتے تھے لاجرم اس حب میں ساری مخلوق زیاں کار ہو رہی تھی چنانچہ دنیا کو لعب لوفرا یا ہو پس وہ کوثر دنیا تھی کہ
 اُسکا گرا ہوا دوزخ کو گیا اور وہ آتش آتش عشق ہوگا اُسکا گرا ہوا کوثر کو سپہ بجا جوق جوق اور صفت صفت مخلوق کا
 یہی حال کہ مارے حرص و جلدی کے آگ سے بچتے تھے اور پانی کی طرف دوڑتے تھے لاجرم اس آب سے
 آگ میں پڑتے تھے بس اُسکے کاموں سے عبرت لے کر ٹپھ کرتا ہوں او پھر عبرت لے کر آتش لگا کر پکانے کے کہتی تھی
 او احمق نادان میں آتش نہیں ہوں میں آب قبول ہوں اہل نظر نے یہ چشم بندی کر دی جو آتش تمھاری نظر
 میں آتی ہوں تو بے دھڑک مجھیں جلا آدراں چنگاریوں سے مست بھاگ آؤ خلیل بیان شارب نہ دھوان تو
 سواے سحر و سوسہ فرود کے کچھ نہیں یعنی یہ سحر و دغدغہ اسی کیلے لگایا ہی جو فرود ہو اگر تو خلیل حق کی طرح
 فرزند ہی تو یہ آتش تیرے حق میں آب ہی اور تو اسی کا یہ روانہ آئے عاشق جو عاشق و پر فانی اس
 آتش کا ہو اُسکی جان سے تو یہی ندا نکلتی ہو کہ ہاے افسوس میرے لاکھوں پر ہوئے تو ایسے ہی اس آتش
 بے امان سے جلتے رہتے یعنی یہ وہ آتش نہیں ہی جس سے امان مانگی جائے خدا نامحرموں کے چشم و دل
 کو کرے جاہل جھکو دیکھ کر اپنے گدھے پن سے مجھ پر م کرنے ہیں کہ کیسا جل گیا اور میں دانشوری سے
 ان پر رحم کرا ہوں کہ یہ کیوں نہیں جلتے خصوص یہ آتش کہ سب آہوں کی جان ہی اس صورت میں کام پر لانے
 کا برعکس ہمارے کام کے ہی کو واسطے کہ وہ نور دیکھتا ہی اور نار میں جاتا ہی اور دل نار دیکھتا ہی اور لو میں جاتا ہی
 قولہ میں چنین لب آمد از رب جلیل نہ تاب بینی کیست انزال خلیل بہ آتشی راشکل آبے دادہ اندہ فاندہ
 آتش چشمہ بکشا وہ اندہ ساحرے صحن پر بکے رابض نہ می کند گرش میان انجن بہ خلنہ ناوہ نہ کردہ ما نمودہ
 از دم سحر خود آن کر دم نبودہ چونکہ جادوی نماید صہ چنین بہ چون بود و ستان جادو آفرین بہ لاجرم از سحر پزدان
 قرن قرن بہ اندر افتادند چون نلن زیریں بہ لاجرم از سحر پزدان مردوزن بہ رفتہ اندر چاہ خائے بے رشتہ
 ساحر آتش بندہ بود مد و غلام بہ اندر افتادند چون صوحہ بدام بہین بخوان قرآن میں سحر حلال بہ سرنگونی کلامی

قولہ میں تفاوت عقلہا را نیک دان بد و مراتب از زمین تا آسمان بدہست عقلی از ضیاء چون آفتاب بدہست عقلی کمتر از زہرہ شہاب بدہست عقلی چون ستارہ آتش بدہست عقلی چون چراغ سرخوشی بدہست لکن اگر از پیش از بد چون واحد نوریزدان این خود را پرورد بد عقلہا سے خلق عکس عقل او بد عقل و شکست عقل خلق او بد عقل کل و نفس کل مرد خداست بد عرش و کرسی را بدان کر وے جداست بد منظر حقست ذات پاک او بد زو جو حق را و از انیل مجوبہ عقل جزوی عقل را بد نام کر وے کام دنیا و را نا کام کر وے آن نصیدی حسن صیادی بدید بد دین نصیادی غم صیدی کشیدہ آن ز خدمت ناز مخدومی بیافت بدین ز مخدومی در راہ غربتافت بد آن ز فرعون نے اسیر آب شدہ و ناسیری بسطی از ارباب شدہ اللغات عقل کل جبریل عرش نفس کل کنلید از عرش غر و شنی و زمین بند نام بازی شطرنج کہ حرلیف کو وقت میں ڈالتی ہو المعنی آدب جو زہرہ بھر عقل کو بہتر کہا ہو اسی کا بیان ہو کہ خوب جان عقلوں میں بڑے تفاوت ہیں اور مراتب تفاوت کے زمین سے آسمان تک ایک عقل تو اپنے شہیار نیسے ایسی ہو جیسے آفتاب اور ایک عقل زہرہ اور شہاب سے بھی کمتر ہو ایک عقل ایسی ہو جیسے ستارہ آگ سا دھکتا ہوا اور ایک عقل جیسے چراغ سرخوش اپنی خوشی کا جلنے والا نہ تیر نہ مدھم آسوا سے کہ جب ابر حجاب تعلقات دنیا کا اسکے سامنے سے ہٹ جاتا ہو تو زرخدا کا جو مرد عقل کامل سے ہو عالی قدر مراتب اسکو بابتا ہو پس عقلین خلق کی عکس ہو تو اسی کی عقل کی بین اسکی عقل ایسی ہو جیسے مشک و عقل خلق کی جیسے اسکی اولاجم عقل کل اور نفس کل جو مجنہ جبریل و عرش کے ہیں مرد خدا کا ہو جس سے عرش و کرسی جدا نہیں ہو اسکی ذات پاک منظر حق ہو بس اُس سے حق کو ڈھونڈو دوسرے سے مت ڈھونڈو اس عقل جزوی نے جو اہل دنیا کی ہو عقل کو بد نام کیا ہو وہ عقل اور کچھ ہو یہ اور چیز اور دنیا کے مقصد نے آدمی کو اپنے اصل مقصد سے ہی مقصد کر رکھا ہو وہ عاقل تو صید سے صیاد کو دیکھتا ہو اور یہ اپنے شکاری پن سے غم شکار کا اٹھتا ہو آسنے خدمت کر کے ناز مخدوموں کا سا پایا لکھ ہر کوئی اسکا ناز بردار ہو اور یہ خود بخود مخدوم بن کے راہ روشن سے بھاگا وہ فرعون بن کے اسیر آب کا ہوا اور بسطی اسیر کے ارباب سے ہوے جیسا کہ نبی اسرائیل کو فرعون نے اسیر کیا عقلا قولہ لعب معکوسست و فرین بند سخت بد جیل کم کن کار اقبال است و سخت بد خیال جیل کم کن کار را بد کہنی رومہد ہر کار را بد کن در راہ نیکو خدمتے بد تانہوت یا بی اندر آستے بد لکن تا داری از کو خوش لکن تا دور گوی از حسد بد لکن تا لکترین بندہ شوی بد و رکی (افتی خداوندہ شوی بد و رہی و خدمت ای اگر گمن بد بیچ برقص خداوندی مکن بد لیک چون بر دانه بر آتش بتا بد کیسہ در بر بد و دپا کبار بد زور را بگذار نار بر آ لکیر بد خشم سوے نارے آید اے فقیر اگر گئے ناری بیابی رحم او بد رحم او در ناری خود باز جو بد نارے مضطر کہ تشنہ معنویت بد ناری سرور و ریغ آن غولیت بد اگر یہ اخوان یوسف جیلست بد کا درون شان پر ز شکست

غلطت باللغات فرزین ہند نام بازی شطرنج مراد وقت و شکل سے المعنی فرماتے ہیں بڑا لٹا کھیل ہوا اور
 بڑی رقت و شکل تو حیلہ مست کی جھلون کا کام نہیں ہو بہان تو اتنا بال و تخت کا کام ہو تو حیلے کے خیال پر تا فکر و مت
 کر اسکی ذات غنی و بے پرواہی اور غنی سکار کو پاس نہیں پھٹکنے دیتا ہاں وہ جو نیک خدمت ہو اسکی راہ میں لڑ کر کے
 اسکو حاصل کرنا مست جسکے نبوت پائے یعنی رتبہ فنا فی الرسول کو پہونچے ایسا لڑ کر کہ اپنے کرب سے چھوٹ جائے
 اور ایسا لڑ کر کہ جس سے حسد جاتا رہے اور تو حسد سے دور ہو جائے اور ایسا لڑ کر کہ بزرگانِ خدائیں کترین ہند
 ہو جائے اسلئے کہ جب کترین ہند بنے گا تو خداوند ہو جائے گا اور گرگ کسن تو رو بہا ہو اور خدمت کبھی خداوندی
 قصد سے مت کر کہ لڑ کر کے خداوند ہو جائوں پر دانے کے مثل لگ پر تو دو طریق ہیں کیسہ نہ رجوع کرنے کو مت سی
 پاکبازین ای کیسہ دوست و دونوں پاک صاف زور مست جتنا ناری اختیار کر اسوا سٹے کا حقیر رحم ناری
 کی طرف رجوع کرتا ہی اگر ناری کرے گا رحم اسکا پانچا اپنی ناری ہی میں اسکے رحم کو ڈھونڈھ مگر ناری بھی وہ
 ہو جو مضطر کرتا ہی کہ باطن اسکا تشنہ ہو جسکی نسبت فرمایا ہوا من عجیب المضطر اذا دعاہ و کشف اسو کو کون قبول
 کرتا ہو دعا مضطر کی جسوقت وہ اسکو پیکارتا ہو اور صداقت کر دیتا ہو رنج کو اور کشت و بخت ہوا اور جو ناری سر دہی
 سوز و گداز سے خالی وہ اس گمراہ کا دماغ ہی جیسے گریہاخوان یوسف کا کہ جیلہ ہی جیلہ تھا چنانچہ فرمایا
 و جاؤا اباہم عتار یسکون اور آئے رات کو روتے ہوئے پاس باپ کے اس سبب سے کہ دل انکار شک
 و علت سے بھرا ہوا تھا ایسی ناری اور ایسا گریہ کس کام کا

حکایت ایک عرب کی کہ گنا اسکا بھوک کے مارے مرتا تھا اور اس نے
 روٹی اسکو نہ دی

قولہ ان سگے مردو گریان آن عرب بذا شک می بارید و نے گفت از کرب بذاہین چہ سادہم مراد تیر چہ نیست
 زین پس من چون تو انم لے تو زیست بذا سائل بگذشت و گفت این گریہ چیست بذا نوح و زار سے
 تو از بہر چیست بذا گفت در لکم سگے بڈیکو بڈیک غمے میر و میان راہ او بڈروز صیام بڈو شب با سببان بڈ شیر نر
 بنا و نہ سگ ای پہلوان بڈ تیر چشم و خیم گریہ و زردان بڈ نیک خود با وفا و مہربان بڈ صید سیکروی و با سم و شتی
 زور و زندیک من نگذاشتی بذا گفت رغبت چیست زخمی خوردہ است بذا گفت جوع الکلب نازش کردہ است
 گفت صبرے کن برین رنج و مرض بذا برا ز الطفت حق بڈتد عوض بڈ بعد از انش گفت اے سالار حسرت
 چیست اندر پشت این ابنان بڈ گفت نان و زادوت دوش من بڈ نے کشم از بر قوت این بدن بذا گفت
 بچون مذہبی بدن سگ نان زادہ گفت تا نچند نام اتحاد باللغات جوع الکلب ایک مرض ہو کہ کتا ہی کھا
 سیر نہیں ہوتا المعنی فرماتے ہیں تو نے اس عرب کی نقل نہیں سنی کہ اسکا کتا مرتا تھا اور وہ روتا تھا اور بچکا

بیقرار ہو کے آنسو بہا لگتا تھا اور کتا تھا ہاے کیا کروں میرے لیے کیا تیر ہی تیرے مرنے کے بعد میں کیسے
 جیونگا اس میں ایک سائل نکلا پوچھا کیوں روتا ہے یہ نوحہ و ناری کس لیے کرتا ہے؟ کیا میری ملک میں ایک کتا
 نیچو تھا سو یہ دیکھ وہ اس راہ میں مرا جاتا ہے دن کو میرا شکاری تھا رات کو جو کیدا کرتا تھا اے پہلوان
 شیر نہ تھا تیر چشم خیم گیر جو کہ پوجانے والا نیک خوب دانا و مہربان شکار کرتا تھا میرے لیے رکھ چھوڑا تھا
 جو کہ میرے پاس نہیں چھٹکنے دیتا تھا کما اسکو سب کچھ کیا ہے؟ کیا کمین دخی ہوا ہے؟ کما جو ع الکلب اسکو ایسا نادر
 و ضعیف کر دیا ہے؟ کما خیر تو اس رنج و مرض پر اس کے صبر کر اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے صباروں کو خوش دیتا ہے
 پھر اس سے پوچھا کہ اے سردار آنا دیہ تیری بیٹی پر جو بانبان بھری ہوئی ہے اس میں کیا ہے؟ کما روٹی ہے اور توشہ
 سفر کا اور رات کی بھی نعمت کہ اس بدن کی قوت کو لا دے ہوے ہوں کما پھر اس کہتے کہ جو جھوک سے
 مرا جاتا ہے اس توشے سے کیوں نہیں دیتا کما ایسا اتحاد میں نہیں رکھتا ہوں تو لہ دست ناید بیدم در راہ
 نان ہا یک ہست آب و دیدہ را نگاہ گفت خاکت ہر سرائی پر باد مشک ہا کہ لب نان پیش تو بہتر نشان
 اشک خونت و بخر آبے شدہ بنے نیر زد خاک خون بیدہ ہا کل خود را خوار کرواد چون بلیس ہا پار و چون کل
 نباشد جو خیس بن من غلام آنکہ نقر و شد وجود ہا جز بدان سلطان با افضال وجود ہا چون بگرد آسمان گریان شود
 چون بنالہ چرخ یارب خوان شود ہا من غلام آن مس ہست پرست ہا کہ بغیر کیا نار و شکست ہا دست شکستہ
 برآورد در دعا سوے شکستہ پر و فضل خدا ہا گر ہائی بایست زین چاہ تنگ ہا اے برادر و برادر بید رنگ
 لکر حق را بین و لکر خود بھل ہا اے ز لکرش لکر کا ان غل ہا چونکہ لکرت شد فٹاے لکر ہا ہر کشای یک کمینی
 ہوا لعجب ہا کہ کمینہ این کمین باشند بقا ہا تا ابد اندر عروج دار تقا ہا از برای این کمین سیحہ کن ہا تا پرے ہوے
 و علم من لدن ہا کہ تو ہا احوال عروج خویش را ہا نیک دانے نیک باشند ترانہ المعنی ہا عرب کتا ہا کہ
 اگرین اتحاد کر کے روٹی اسکو کھلاؤں تو مجھ کو بے درم راہ میں کیسے لمبا نیکی لکر آنسو آنکھوں کے مفت ہن
 سوہ ہمارا ہوں کما خاک تیرے سر پر پڑے اے برادر بے آب مشک کہ روٹی کا کنارہ تیرے نزدیک
 اشک سے زیادہ ہے یہ اشک تو خون دل ہن جو غم سے پانی ہو گئے پھر خاک اس لائق کماں ہے جس پر
 بیہودہ خون بہائے اس شخص نے کہ جس کا ایک ٹکڑا تھی مثل گل کے نہوا سنے اپنے کل کو خوار و ذلیل کیا جیسے ابلیس
 اس نور کو بھی ڈبویا آخر خیس تھا کہ جزو اسکا مثل کل کے نہ تھا میں تو غلام اسکا ہوں جو اپنے وجود کو سوے
 اس سلطان کے جو بالکل فضل وجود ہوا دے کے ہاتھ نہ بیچے اسی کا غلام ہو رہے کہ اس کے رونے پر آسمان
 روئیکا اور حب نہ نالہ کرے گا چرخ یارب یارب پکارے گا یعنی آہن ماریکا اور میں غلام اسکا ہوں گو مس ہی ہو
 لکر لکر نیکی سے سواے کیا کے اور کے سامنے عجز و ناری نہ کرے اور وہی ٹوٹا ہا تھا دعائیں اٹھائے

کہ شکست کی طرف خدا کا فضل اڑ کے آتا ہو شکستہ سے مراد تفرع اور زاری تو جو اس چاہ تنگ دنیا میں مقید ہو رہا ہو اگر اس سے رہائی کا خواہاں ہو تو ای برادر جا اور آپ کو آد پر ڈال آذر مبدل اسی آد پر بدل کا ہو تن میں آذر بنال جھ لکھا ہو مگر لطفت تجنیس سے وہ بجز رہے تو آنکھیں کھول کے مگر حق کو دیکھو اور اپنا مگر چھوڑ کہ اسکے مگر سے مگر جملہ مکاروں کا شرمندہ ہوا ہو اور جب مگر تیرا کر ب میں فنا ہو جائے گا تو تو ایک ایسی کمین عجیب و غریب کھول لیگا کہ جسکی کمینہ شے بقاء ہو پس ابد تک عروج و ترقی میں رہے گا لا جرم اس کمین کے کھولنے میں خوب کوشش کرو تو بوعلم من لندن کی پائے یعنی وہ علم جو خدا کے نزدیک ہو پس اگر تو اپنے احوال کے عروج کو نیک جانے گا تو وہ تیرے ہی واسطے ہو

اس بیان میں کہ کوئی چشم بد آدمی کو ایسا ضرر نہیں پہونچائی جیسی کہ چشم پسندی کی مگر چشم اسکی نور حق سے بدل گئی ہو اور بے سمع و بے بصر ہو اور نہ بخود اور نہ معنی آئیہ وان یکا دین الخ

قولہ پڑا دست مبین پایش مبین بتا کہ سووال العین نکشای کمین بتا کہ بلغز کوہ از چشم بدان بتا کہ لقونک ز بنی برخوان بلان احمد چون کوہ لغزید از نظر در میان راہ بے گل بے مطربہ در عجیب در ماندن انقرش نصیبت بتا کہ نہ پندارم کہ این حالت تبت بتا بیا مدایہ و نگاہ کرد بتا کہ ان چشم بد رسیدت این بندہ کربدی غیر تو در دم لا شدی بتا صید چشم و سخوہ افنا شدی بتا معنی چشم بد آخر بادان بتا ان یکا و چشم بد نیکو بخوان بتا لیک آمد عصمتہ و امن کشان بتا دینک لغزیدی ہذا زہر کسان بتا عبرتے گیر اندران کہ کن نگاہ بتا برگ خود را عرض کن ای کم ز کاہ بتا یا رسول اللہ دران وادی کسان بتا میزنند از چشم بد بر کسان بتا از نظر شان کل شیر عین بتا و اشکا فدا کند آن شیر انین بتا ہر شتر چشم افگند بچون کام بتا وانگمان لغزستہ اندر پے غلام بتا کہ برو از پیہ این شتر بجز بنیداد و شتر سقط در راہ در بتا سر بریدہ از مرض آن اشتری بتا کو بتک با سپ میگردی مری بتا اللغات سووال عین چشم بد افتانست کرنا عین لغز و شتر آئین بفتح نالہ مری بفتحین برابر ہی تمام بکسر مرگ المعنی یعنی تو اپنے طاؤس وجود کے نقش نگار و پست کی پانوں اسکے دیکھو ای عیب و نقص تا بد چشمی اپنی کمین سے نہ نکلے اس واسطے کہ اگر تو اسکے بدوں پر فریفتہ ہوا اور اسکی پرورش کی تو عیب و نقص سب اس میں رہ جائینگے ہی سووال عین ہو اور یہ چشم بد ایسی چیز ہو جس سے پہاڑ بھی ڈنگ ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن میں لیز لقونک آیا ہو اسکو چڑھ کے جانے چنا چہ آئیہ کریمہ یہ ہو وان یکا و الذین کفروا لیز لقونک با بصرا رام اور نزدیک ہو وہ لوگ کہ کافر ہوئے عیسائین بھلو اپنی نظروں سے دیکھو تو احمد جیسے کوہ و قار اس نظر بد سے ڈنگا گئے کہ نہ کیچر تھی نہ پانی راہ جلتے ہوئے پھسل گئے اس حال سے شجب ہوئے کہ یہ انقرش کیوں ہوئی ہمارے گمان میں یہ حالت کسی سبب سے خالی نہیں

اسمین آیت آئی اور آپ کو آگاہ کیا کہ یہ صدمہ تم کو چشم بد کے محلے سے پہونچا اور یہ ایسا صدمہ تھا کہ اگر دوسرے کو پہونچتا تو نیست ہو جاتا اور شکار چشم بد کا اور بیکاری کا کہ بتا اب جانا تم نے چشم بد کے یہ معنی ہیں اور اس چشم بد کے دفع کو آئی ان کا وجوہ پرستور ہوئی خوب پڑھو اس سے تو اپنا اثر بچ کر لیا ہی تھا لیکن عصمت و امن چڑھنے کے پہونچی اس نے بچایا اور یہ جو اتنی لغزش تھو ہوئی یہ اور دن کے واسطے تھی کہ وہ دفع گئے اب تو اس نے بین کہ تو ان کو وہ وقار کو خیال کر اور غیرت کا بظاہر تو کاہ سے بھی کمتر ہو تیری کیا حقیقت تو اپنے اس برگ کاہ کو ان کے سامنے عرض کر اور خبر دے کہ یا رسول اللہ اس وادی میں ایسے لوگ ہیں کہ اپنی چشم بد سے گردن پر حملہ کرتے ہیں کہ ان سے بلند پر واز زیادہ کوئی پرند نہیں اور گردا دیتے ہیں ان کی ایسی نظر ہو کہ جس سے کلمہ شیر جنگل کا پھٹ جاتا ہے کہ وہ آہ و نالے کرتا ہے اور جب اونٹ پر نظر ڈالتے ہیں وہ نظر کیا ایک مرگ ہو اس کے ساتھ ہی غلام کو بھیجتے ہیں کہ جا اس اونٹ کی چربی مولے اجنب وہ جاتا ہے تو اونٹ کو مردہ راہ میں پڑا دیکھتا ہے اور سر رکٹا ہوا اس مرض سے وہ اونٹ تندرست چالاک جو تک و دو میں برابری لگوڑے سے کرتا تو قہر کر صدمہ چشم بد بے بیج شک و سیر و گردش را بگرداند فلک و آب پنهان است و دو لای آشکارہ لیک از گردش بود آب اصل کار چشم نیکو شد و واسے چشم بد چشم بد را لا کند زیرا کہ بد سبق رحمت است دین از رحمت چشم بد محصول قہر و لعنت است بد رحمتش بقوتش غالب شود بد چیرہ زان شد ہر چہ بر خصم خود بد کو نتیجہ رحمت و ضدہ از نتیجہ قہر باشد رحمت رونہ حرص بط کیست و ان بچاہ تاست بد حرص و شہوت مار و منصب از وہا است بد حرص بط از شہوت خلق است و فرج بد در ریاست است چنداں است درج بد از ان کہ ہست زہد و جہاد ذات بد طامع شرکت کجلا شد معاف بد زلت آدم زاشکم بود و باہ بد وان ابلیس از تکبر بود و جہاد بد اللغات درج بافتح بیچیدن چیزے را ہست بلا معنی اور جو بیان چشم بد کا کیا ہو فرماتے ہیں کہ اس میں کچھ شک ہی نہیں ہو صدمہ چشم بد سے آسمان اپنی سیر و گردش بدل دیتا ہے جیسے چرخ کوئین کا تو ظاہر ہو اور بانی چھپا ہوا ہو لیکن گردش چرخ سے اصل کار پانی ہو اور وہ اس چشم بد کی چشم نیک ہو کہ وہ چشم اہل شکر کی ہو چشم بد کو پا کون تلے کچل کے نیست و لا کردتی ہو اس واسطے کہ چشم نیک رحمت ہو اور چشم بد رحمت اور رحمت کو نہ رحمت پر سبقت ہو کس واسطے کہ وہ چشم بد محصول قہر و لعنت کا ہو بس رحمت اُسکی نعمت پر غالب ہوتی ہو اسی سبب ہر نبی باوصف ضعف و تنہائی ظاہری کے اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے ایسے کہ نبی نتیجہ رحمت کا ہو اور ضد اسکا نتیجہ قہر کا اور شہوت بس حرص بط کی کہری ہو اور حرص ریاست کی پچائش تھی یعنی نہ والی حرص و شہوت ایسے جیسے مار اور حرص منصب کی جیسے اژدہا بط کی حرص فقط خلق و فرج کے واسطے ہو اور ریاست کی حرص میں میں کوئی

ہرچ وہیٹ ہیں اس منصب وجاہ میں تو اہمیت کی شہنی مارنے لگتے ہیں جیسے فرعون وغیرہ گذرے ہیں کہ دعویٰ خدائی کا کرتے تھے پھر جو لایچی شرکت خدای تعالیٰ کا ہو وہ کب معاف ہوا ہو کما قال عز وجل ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك بيشك اللہ شرک کو نہیں بخشگا اور سوا مشرک کے سب بخش دے گا قولہ لاجرم از دووا استغفار کر دے این لعین از تو بہ استکبار کردہ حرص خلق و فرج ہم اربد گیسٹ ایک منصب نیست آن استگیست بنیخ و شاخ این ریاست را اگر بازگویم و قری باید و گزہ سپ سرکش را عرب شیطاناش خوانندہ نے ستوری را کہ در مرغی کا اندہ شیطنیت گردن کشی بدرفت باستی لعنت آمد این صفت بہ صدر خورندہ گنبد اندر کرد خوان بہ دور ریاست جو گنجی در جہان بہ ادخوا کہین بود بر پشت خاک بتا پس بکشید راز اشتراک بہان شہینستی کہ الملک عقیقہ ترک خویشی کرد ملک جو زہیم کہ عقیقت دور از زندگیست بنیخ آتش باشتش بیونہ نیست بہ ہرچ پیدا و لبوزہ در دہ چون نیا بدیخ خورلہ بخور دہ ہرچ شوارہ تیر اندندان او بہ رحم کم جواز دل سندان او بہ چون گشتی ہیخ از سندان ترس بہ ہر صباہ از فقر مطلق گیر دس بہ ہست اکوہیت رداسے ذوالجلال بہ ہر کہ در پوشندہ و گرد و وبال بہ تاج ازان اوست دان ماکہ داسے او کہ خود دارد گرد گشتست این پر طاووسیت بہ کاشتراکت دارد و قدوسیت بہ المعنی یعنی اس سبب کہ آدم کی نفش جاہ و غور سے نہ تھی آخون نے فوراً استغفار کی اور اس لعین نے اپنی بڑائی جتائے تو بہ نہ کی حرص خلق و فرج کی بھی اگر جو بدرگی ہو لیکن منصب نہیں ہو عجز و شکستگی ہو فرماتے ہیں اگر میں اس نکاح است کو جڑیاون سے بیان کروں تو اور ایک و فرود و سر جوہ میں ہمارے عرب کی عادت ہو سرکش گھوڑے کو شیطان کہتے ہیں ستور کو نہیں کہتے جو جہاگاہین رہتا ہو بس زبان عرب میں شیطنیت گردن کشی تھی لاجرم یہ صفت سرکش مستحق لعنت کی ہو آدے با ستارہ کہ سو کھانے والے ایک خوان کے گرد بیٹھ کے کھا لیتے ہیں اور دویا ست جو ایک جہان میں نہیں ہمارے ایک دوسرے کو نہیں چاہتا کہ یہ پشت زمین پر رہے یہاں تک کہ بیٹا باپ کو بخیاں اشتراک مار ڈالتا ہو تو نے یہ سنا ہو کہ الملک عقیقہ کہا ہو یعنی ملک بانجھ ہو اسی واسطے جو ملک کا ڈھونڈھنے والا ہو وہ خویشی و یگانگی کو ترک کرتا ہو کہ ایسا کوئی شرک پیدا ہو جائے بس یہ ملک عقیقہ ہو اسکا کوئی مندر نہ نہیں ہو اور آگ کی طرح اسکا کوئی بیونہ نہیں آگ جو کچھ پاتی ہو جلاتی ہو پھاٹی ہو اور جب کچھ نہیں پاتی ہو اپنے آپ کو آپ کھاتی ہو تو ہیچ بنے اسکے دانتوں سے چھوٹ جا اسکا دل سندان کے مثل سخت ہو اسمین جم کمان مگر جب تو ہیچ بن گیا تو سندان سے مت ڈر اور ہر صبح فقر مطلق کا سبق لیا کہ یہ اکوہیت رہا ذوالجلال کی ہو اسکو جو کوئی پھنستا ہو آسیر و وبال ہو جاتی ہو خوب سمجھے رہ تاج چو نشان پادشاہی کا ہو اسکی ملک ہو اور بکا جو علامت خدمتگزاری کی ہماری ملکیت ہو بس افسوس ہو آسیر جو اپنی حد سے گذر جائے پائے طاووسی

تیرے جو زیب و زینت شاہانہ تیرے حق میں فتنہ اور آفت ہیں کہ اسی سے تجھ کو شرک و قدوسی سو جتنی ہو
حکایت اسکی کہ طاؤس پر اعتراض کیا اور جواب اسکا

قولہ پر خود میکند طاؤسی بدست بیک حکیمی رفتہ بود آنجا بگشت بگفت طاؤس! چہین پرستی بیدریغ انہیچ چون بر
 میکنی بے خود دست چون میدہد با این جملہ بیکنی اندیش اندر جل بہر پرت را از غیری دلبستہ حافظان در طبع مصحف
 سے نہند بہر تحریک ہواے سودمندہ! پر تو باد بین می کنند! این چہ ناشکری و چہ بیباکیست بے تو نمی دانے
 کہ نقاش کیست بیاہمیدانی و نازی می کنی بے قاصدا قطع طراز سے کنے بے اے بسا نازا کہ گرد آن
 گناہ ہا افگند مر بندہ را از چشم شاہ بے ناز کردن خوشتر آید از شرک بیک کم خاییش کہ گرد صد خطہ ایمین آباد است
 آن راہ نیاز بے ترک نازش گیر با آن رہ بساز بے اللغات حل جمع حلقہ نازش میں شین مصدر کا ہو المعنی
 ایک طاؤس جگل میں اپنے پر نوچتا تھا اتفاقاً ایک حکیم بھی وہاں سپر کو گیا تھا کہا اے طاؤس! ایسے پر
 روشن بے افسوس جڑ سے کیوں اکھڑے ڈالتا ہو خود تیرا دل کیسے اسپر راضی ہوتا ہو کہ ایسے لباس کو
 تو نوچے اور کیچڑ میں ڈال دے تیرے کو ہر پر کو عزت و پسند کی راہ سے حافظ طے مصحف میں یعنی جہاں
 تک چڑھ لیتے ہیں بطور نشانی کے رکھ دیتے ہیں اسکے سوا لوگ واسطے تحریک ہوا مفید کے تیرے
 بیرون کا بیکھا بناتے ہیں تیری یہ کیسی ناشکری و بیباکی ہو تو نہیں جانتا کہ انکا نقاش کون ہو یا جانتا ہو
 اور اتراتا ہو اور قصداً اپنی آرائش قطع کرتا ہو لیکن اکثر نازا ایسا ہوتا ہو کہ گناہ ہو جاتا ہو اور بندے کو بادشاہ
 کی نظر سے گرا دیتا ہو ناز شرک کا کیسا خوش آتا ہو لیکن کھانے میں اسکے احتیاط رکھ کہ سیکڑن اندیشے
 ہیں ناز شرک کا سختی اسکی اور دیر میں ٹوٹنا مثل تبرزد و غیرہ کے اور ضرر بیٹھے کے مشہور ہیں پس ناز میں اندیشے
 ہیں سب سے بہتر نیاز کہ یہ راہ بڑی ایمین آباد ہو کوئی کھٹکا ہی نہیں لہذا ناز ترک کر اور نیاز کی راہ سے
 موافقت کر اس راہ میں چل قولہ اے بسا نازا اورے زویر و بال بے آخر الامر آن بر آن کس شد و بال بے خوبی
 نازا دے بغیر نہوت بے یم و ترس مضمرش بگذاروت بے دین نیازا چہ کہ لاغرے کند بے صدر را چون بدر
 اورے کند بے مردہ شوتا مخرج الحی الصمد بے زندہ زین مردہ بیرون آورد بے چون زمرہ زندہ بیرون میکشد
 ہر کہ مردہ گشت اودار دشد بے چون ز زندہ مردہ بیرون سے کند بے نفس زندہ سوے مرگے می تندر
 وے شوی بینی تو اخراج ہمارہ لیل گروی بینی ایلاج ہمارہ برکن این پر کہ نپذیر و ر فوہ روے
 مخراش از غزائے خور و بے آن چنان روے کہ چون شمس غماست بے آنچنان رخ را خاشیدن خطاست بے
 و غم ناخن بر چنان رخ کا فریست بے کہ رخ ساز فراق او گریست بے یا غے بیٹے تو روے خویش را بے ترک
 کن خوے لحاج اندیش را بے روے نفس مطمئنہ از حسد بے زخم ناخناے فکر می کشد اللغات

نام ماہِ خزان ایلاج ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا فعلی وقت چاشت لُجج ستیزہ و خوشامد المُنْعے
 پھر اسی حکیم کا قول ہوا احمق بہت ایسا ہوا ہے کہ ناز آوری میں بہت اُڑانیں اُڑیں ہیں آخر کار وہی اُڑانیں اُنکو
 واپس لے لیتی ہیں خوبی نازی اگر دم بھر کو تجھے بلندی بھی بخشنے تو کیا وہ جو خوف ڈراس میں پوشیدہ ہے کہ مبادا
 کسی وقت ناگوار ہو جائے تو وہ کلاتا ہی رہیگا بس نیاز ہی بہتر ہے گو وہ تجھ کو لاغر و ضعیف کرے لیکن تیرے
 سینے کو مثل بدر کے روشن کر دے گا لہذا تو مردہ ہو جا تو وہ جسکی صفت مخرج الحی من المیت ہے اور صلا
 مردے سے تجھ کو زندہ نکالے جبکہ وہ مردے سے زندہ نکالتا ہے لاجم جو کوئی مردہ ہوا وہی راہِ راست پائے ہو
 اور یہ صفت بھی اُسکی ہے کہ زندہ سے مردہ نکالتا ہے بس جو نفس زندہ ہیں وہ مرگ اختیار کرتے ہیں کہ مردے
 سے زندہ ہونا اچھا ہے نہ زندے سے مردہ ہونا اگر تو دے ہو جائیگا جو ماہِ خزان کا ہے جسمین درخت برگ بار سے
 مجرور و عاری ہو جاتے ہیں تو اسی خزان سے اخراج بہار کا دیکھیگا کہ کیسا پھل پھول سے پھولتا پھلتا ہے اور اگر تو
 رات بجا نیگا جو علامت ہم دُغم کی ہے تو ایلاج نہار کا پائیگا کہ کیسا دن اسمن گھستا ہے جسکو خوشی و دُختری سے تعبیر کرتے
 ہیں پھر قول اسی حکیم کا ہے کہ ان پر دل کو مست نورج کہ رفو نہیں ہو سکتے اور اگر خوب و تیری صورت جو خدا نے بھی
 بنائی ہے تو ماتم دنیا سے اسکو مست زخمی کر اسیلے کہ ایسی صورت کو جو مثل شمس الضحیٰ کے ہے تو جانا زخمی کرنا خطا ہے اور
 ایسی صورت پر جسکے فراق میں رخ ماہ کا رویا ہے زخم ناخن کے لگانا بڑی ناشکری ہے یا تو فی صورت ہی کو نہیں
 دیکھتا جو اسکا خیال ہو جائیے کہ اس عادت ستیزہ اندیش کو چھوڑ دے اب اُس خبر کی جسکو شمس الضحیٰ کہا ہے اور
 جسکے فراق میں ماہِ رویا ہے تفسیر یہ کہ وہ نفس مطمئنہ کا ہے کہ جس جسم کے سبب سے زخم تیرے ناخن فکر کے اٹھ رہا ہے
 بیان اسکا کہ صفا و سادگی نفس مطمئنہ کی فکر و مشغولیت سے ہو جاتی ہے جیسے آئینے
 لکھ کے دھوئے تو داغ نہیں رہتا

قولہ فکر بدناخن پر زہر دان بڑے خراشد در تعق روی جان بڑا کشاید عقدہ اشکال رابہ در حدت کردہ
 ہست ندین بال رابہ عقدہ را بکشادہ گیراے منتی بڑا عقدہ سُخت ہست بر کیستہ تی بڑا کشادہ عقدہ ہا گشتی تو بیتر
 عقدہ چندین دگر بکشادہ گیر بڑا عقدہ کان برگلوے ہست سُخت بڑا ندانی کہ خستہ یا نیک بخت بڑا گردانی
 کہ شقیے یا سعیدہ آن بود بہتر زہر فکرای عنیدہ حل این اشکال کن گزاردی بڑا خرج این دم کن اگر صاحب
 دی بڑا حد اعیان و عرض دانستہ گیر بڑا خود را دان کران نبود گزیر بڑا چن بدانی صد خود زین حد گزیر بڑا تا بہ عید
 درسی اے خاک نیز بڑا در محمول و در موضوع رفت بڑا بصیرت عمر در سموع رفت بڑا ہر دلیلے بے نتیجہ
 بے اثر بے باطل آمد و نتیجہ خود نگہ جز بمصنوع ندیدے صانع بڑا برقیاس اقرانی قائلے بڑا فزاید بڑا ساطع
 فلسفہ بڑا لائل ہا بڑا برعکس صفی بڑا این گزیر داز دلیل فا عجیب بڑا ز پے مدلول سرورہ عجیب بڑا گرد خان

اور دلیل آتش ست بے دخان مارا دین آتش خوشست بے خاصہ این آتش کہ در قرب و دلا با از دخان
نزدیکتر آید جا بد پس سید کا رکے بود رفتن ز دخان بے ہر تخیلات خوان سوے دخان بے برکن پر را دول
برکن از وہ زانکہ شرط اجتماع آمد عدوہ اللغات موضوع اصطلاح علمی وہ مقصود کہ اس سے کسی
علم میں بحث کریں منطقیوں کی اصطلاح میں ابتدا اور محمول اسکی خبر جیسے الانسان حیوان پس انسان موضوع
ہی اور حیوان محمول قیاس اقرانی وہ جسمین نتیجہ بالفعل مذکور ہو بالقوہ ہوگا لعالم متغیر کی تغیر حادث پس نتیجہ یہ کہ
العالم حادث جو ترتیب سے مذکور نہیں ہی اور ہیئت اسکی موجود ہی دسا لکھتے وسط مجتہہ وسیلہ عقلی برگزیدہ و
دوست صدائی المعنی یعنی فکریں بد جو دنیا کی ہیں کسی قسم کی ہوں انکو ناخن پر زہر جلانے کہ کچھ کچھ غور و فکر
میں ڈال کے تیری جان کی رو خاشی کرتے ہیں تو نہیں جانتا اسکے بازو زین ہیں اسنے اس خیال سے کہ شکل
امور کی گریہیں کھولوں اپنے بازو زین کو اس نجاست میں ڈالا تا آب فرماست میں او منتہی کما تھا علوم کو پہونچا
ہوا ہی تو ان عقدوں کو کھٹے ہوئے ہیں یا غیر کھٹے کھٹا ہوا ہی فرض کرے کہ میں نے کھول ہی لیے لیکن وہ عقدہ
سخت جو تیرے خالی کیسے پر ہی جب وہ کھٹے گا تو کیسا ہوگا تو انھیں عقدہ کشائیوں میں بوجھا ہو گیا چند روز
اور بہن اور چند عقدے کھول کے اسکی بھی کچھ فکر ہو جو تیرے کھٹے پر ایک عقدہ سخت ہو وہ یہ کہ تو نہیں جانتا کہ
میں خس نا چیز ہوں یا نیکی بخت اگر یہ نہیں جانتا ہی کہ میں شقی ہوں یا سعید ہوں تو تیرے حق میں ہر فکر میر کش
یہی جبر ہو کہ اگر آدمی ہو تو اس شکل کو حل کر اور جو عقل میں دم دعوی رکھتا ہی تو ایسا دم اس میں خرق کر تو جو
حد اعیان کی ہو کہ مراد جو ہر سے ہی اور عرض کی دھونڈھ رہا ہو اسکو بھی فرض کرے کہ میں نے سب
جان لین لیکن اپنی حد کو جان کہ اسکا جانا بہت ضرور ہی ہوا ان سے بعض اصطلاحات منطقی مذکور فرمائے
ہیں بس جب تو اپنی حد کو جان لے تو اپنی اس حد سے بھاگ تا ہی خالص چھاننے دے تو اس
تک جسکی ذات بید ہو پہونچ جائے تیری عمر موضوع محمول میں کٹی ہمیشہ مشتق کے قصے موضوع محمول سے
بنا تا رہا بصیرت ای بینائی دل کی کچھ کچھ ہمیدنی لوگوں ہی کی سنا کیا اسی میں مگر گذر گئی جو دلیل تھی محض بے نتیجہ
و بے اثر تھی اس کو غور کر کہ اپنے نتیجے میں باطل ہی نکلی تو ہمیشہ مصنوع ہی کو بکھتا رہا کبھی صلح کی طرت
متوجہ ہوا قیاس اقرانی ہی پر تیرا انکار رہا یعنی جو قرین قیاس اپنے پایا اسی پر پس کیا فلسفی کا قاعدہ ہے
ای صفی کہ جو امور واسطہ ہوتے ہیں انہر دلیلین بڑھاتے ہیں اور اسکا عکس کرتے ہیں اور وہ جو اپنی حد سے
بھاگے ہوئے ہیں وہ دلیل اور حجاب سب سے بھاگتے ہیں اور اپنے مدول کے لیے سرگرمیاں میں
جھکائے ہیں اگر فلسفی کے لیے دھوان دلیل آتش کی ہو ہمکو وہ آتش جو بے دھوئیں کی ہو وہ خوش ہو
خصوص یہ آگ کہ جس وقت ہمکو قرب و نزدیک ہی ہوتی ہو دھوئیں سے زیادہ تر ہمارے پاس خود آجاتی ہی

بھیر کسی سید کاری ہو کہ خوان سامنے اسکو چھوڑ کے خیالات خوان میں دھوئیں کی طرف جاتا تو پیرل کو مت اٹھ کر اپنے دل کو ان سے اٹھ کر کوسا سٹے کہ جما دیں دشمن کا ہونا شرط ہو

اس حدیث کے معنی میں کہ لارہبانیہ فی الاسلام

تو کہ چون عدد ہو جہاد کمال بہ شہوت ارنہو نہ باشد اتسال بہ صبر نہو چون نہ باشد میل تو بہ خشم چون نہو چہ حاجت خیل تو بہ بین مکن خود را خصے رہبان مشو نہ انا کہ عفت ہست شہوت را گرد نہ بے ہوا نہی از ہوا ممکن نہو نہ ہم غرا با مردگان نتوان نمود الفقوا گفت است بس کسی بکن نہ انا کہ نہو خرج بے ادخل کس نہ کر چہ آورد الفقوا را مطلق او نہ تو بخوان کہ اسکو ادا الفقوا نہ بچنین چون شاہ فرمود صبر وادہ رشتے باید کرد یا بے تو نہ پس کلو از ہر دام شہوت است نہ بعد اعلان لا تسرفوا از عفت است نہ چونکہ محمول نہ ہو نہ یہ نہ نیست مکن بود محمول علیہ نہ چونکہ نہو رخ صبر مر ترانہ شرط نہو پس فرمود نہاید جزا نہ جبہ ان شرط و شادان آن جزا نہ آن جزا نہ از و جا فقرانہ المعنی بتائید عدد فرمائے ہیں اگر دشمن نہو تو جہاد کمال ہو کس پر جہاد کرے جسے شہوت نہو تو نسل جاری نہیں ہو سکتی اگر تیری رغبت و خواہش نہو تو صبر کیوں ہو اور دشمن نہو تو لشکر کی کیا حاجت خبردار ہو تو آپ کو خصی و نامرد مت کر اور رہبان مت بن کہ یہ لوگ مروی کاٹ ڈالتے تھے و لارہبانیہ فی الاسلام اور اسلام میں رہبان بن نہیں ہو اس لیے عفت شہوت ہی میں کروہر اگر شہوت نہوگی تو عفت کس بات کی ہوگی حق تعالیٰ نے جو ہوا اور حرص سے نہی فرمائی ہو اگر ہوا نہو تو کس بات کی نہی ہوئی بھلا مردوں پر بھی کمین غرا ہو سکتی ہو اسنے الفقوا کہا ہو اس سے اشارہ کسب کا بھی ہو اسسا سٹے کہ خرج نہ پیرانی آمدنی کے نہیں ہو سکتا ہو اگر چہ اسنے الفقوا یعنی خرج کو مطلق ہے کسی قید کے کہا ہو لیکن تو اسکو اسکو ادا الفقوا یعنی کما و اور خرج کرو چھو کیسے ہی جب اس شاہ نے صبر فرمایا ہو تو رغبت و خواہش بھی چاہیے کہ رغبت سے تو اسکی تو جہاد بے بس کلا ہو اسنے کہا ہو یہ تو جہال شہوت کا ہو کہ اس سبب سے شہوت ہو اور پھر جو لا تسرفوا اپنے پیروہ مت خرج کر و کما یہ عفت ہو یا کد امنی قاعدہ ہو سبب تک محمول نہ تیرے پاس نہوگا محمول علیہ مکن نہیں جب کسی کے اٹھانیکا بوجھ تیرے پاس ہوگا تب ہی تو اسکا بوجھ کوئی اٹھانیکا ایسے ہی جب تک تجھکو نہوگا صبر تیرے لیے شرط نہیں ہو نہ اسکی جزا بھیر نازل ہو بس کیا ہی اچھی وہ شرط ہی یعنی رنج اور کسی خوش یہ جزا دی صبر کہ دلنواز و جا فقرانہ اور واقعی اگر صبر نہو تو آدمی رنج سے مر جائے اور جان و دل دونوں گھل کے فنا ہو جائیں

اس بیان میں کہ ثواب عمل عاشق کا بھی حق سے ہو

تو کہ عاشقان را شاد ملتے و غم اوست بہ دست فرد و اجرت خدمت ہم اوست نہ غیر معشوق ارتقا شانی ہو نہ معشوق نہو ہر نہ سودائی ہو نہ معشوق آن شعلہ ہست کو چون بر فروخت نہ ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت نہ ہو

تیغ لاد قتل غیر حق برآمدہ درنگ آخر کہ بعد لایچہ ماندہ ماندہ لا الہ الا اللہ باقی چلہ رفت بہ شاد باش ای عشق شرکت سوز قوت
 خود ہم او بود اولین و آخرین بہ شرک جزا دیدہ احوال ہمین بہ آن عجب حسی بود جز عکس آن بہ نیست این را
 ہمیشہ از غیر آن آن تنے لاکہ بود در جان خلل بہ خوش نباشد گر بگیرد در غسل بہ این کسے دائکہ روزی زندہ
 بودہ از کف این جان جان جامی رہودہ بمعنی تیغیہ جو کچھ او بر ہم نے بیان کیا یہ اردون کا حال بہ لگا عشق
 یہ حال کہ انکی غم و شادی دونوں وہی ہو نہ یہ کہ اُس سے ہو کہ اُس میں مغاکرت ہو اور فرودری و اجرت خدمت کی
 بھی نہی ہو کس واسطے کہ سوائے مشوق کے اگر اور کا تماشائی اور دیکھنے والا ہو تو وہ عشق نہیں ہو یہودہ
 سودا ہی ہو در نہ عشق تو وہ شعلہ ہو کہ جہاں یہ بچہ کا سوائے مشوق کے سب کو جلا ڈالنا ہو جیسا کہ کہا ہے عشق
 نا بھرق ماسوی محبوب اُسے تیغ لاسے قتل غیر حق کا کیا ہو لاسے ارادہ لا آکہ کے لاکا ہو آب کتے ہین
 دیکھ تو بعد نفی اس لاکے آخرین کیا رہا بس الا اللہ رہا باقی سب چلتے ہوئے لند خوش ہو کے دُعا
 کرتے ہین کہ ای عشق خدا تجھ کو خوش رکھے تو بڑا مضبوط شرکت سوز ہو اور اصل ہو بھی ہی کہ اولین بھی وہی ہو اور
 جو آخرین ہین وہ بھی وہی ہو اس میں جو کوئی شرک کرے وہ احوال دو ہیں ہو یک بین نہیں وہ عجب ایک حسن ہو
 کہ سوائے عکس کے اُس کو در جنبش کسی غیر سے نہیں این کا مشا لایہ خلوق ہو آب فرماتے ہین یہ تو سب کچھ ہی
 لیکن جس تن کی جان خلل ہو اگر اُس کو شہد میں ڈبو دو تب بھی خوش نہیں آتا یعنی کسی ہی شیرین باتوں سے بچھاؤ
 پسند نہیں کرتا اس بات کو تو وہی جانتا ہو کہ جس روز وہ زندہ ہوا اسی روز اُسے اس جانجان سے ایک نام ملے گا
 اور اُس کے عشق میں مست ہوا قولہ وانکہ چشم او ندیدہ است آن رخاں بہ پیش او جانست این تفت دغان
 چون ندیدہ او عمر عبدالعزیز بہ پیش او عادل بود حجاج نیز چون ندیدہ از مار موسی را ثبات بہ در حبال سحر پندار حیات
 مرغ کو ناخوردہ است آب زلال بہ اندر آب شور دار دیر و بال بہ جز بضر ضد را بھی نتوان شناخت بہ چون
 یہ بیند زخم بشناسد ز اخت بہ لاجرم دنیا مقدم آمدہ است بہ تابدانی نور اقلیم است بہ چون از نیجا دار ہے
 آنجا روے بہ در شکر خانہ ابد شاکر شوے بہ کوے آنجا خاک را می بچیم بہ زین جہاں پاکے بگرے ختم بہ
 گشتہ بودم قانع از گنج ہمارہ شادمان بودم رگزارے بخارے اسے دریغ ہمیشہ مازین بووی اجل بہ تا عذاب کم
 بدی اندر وحل اللغات عمر ابن عبدالعزیز نام ایک خلیفہ باذل عادل کا ہو خلفاے عباسیہ سے ایسی ہی
 حجاج بن یوسف کا شد ظالم تھا حبال السحر وہ رسیاں کہ فرعون کے ساحروں کے سحر سے ریتلٹی معلوم
 ہوئی تھیں المعنی فرماتے ہین جس نے اُس جانجان سے جام پایا اُس کا وہ حال ہو جو مذکور ہوا وہ جس نے
 وہ رخسار خوب جا افزا دیکھے ہی نہیں اُس کے سلنے یہ جان تفت دغان ہو جیسا کہ حکما روح کو بخانا ست
 غذا سے ٹھہرتے ہین اور یہ ایسا ہو جیسے کسی نے عمر بن عبدالعزیز کو نہیں دیکھا ہو وہ حجاج ہی کو عادل

سمجھتا ہے اور جس نے ثبات و قرار مار لیا کسی کا نہیں دیکھا وہ جادو کی رسیوں میں حیات خیال کرتا ہے حالانکہ وہ جادو کے سبب سے رنگتی خیالی میں آئی تھیں نہ زندہ تھیں نہ جیسے کسی مرغ نے اب شیریں نہیں دیکھا تو اب شور ہی میں پرواز ڈالتا ہے تو پس عند کو عند ہی پہچان سکتا ہے چنانچہ جب تک زخم نہیں کھاتا نوازش و مہربانی کو نہیں پہچانتا اسی سبب سے دنیا مقدم ہوتی ہے تا اس ظلمت کے میں نور است کا ڈھونڈھے اور جب تو یہاں سے چھوٹ کے وہاں پہنچے گا تو ایسے شکر خانے میں پڑے گا کہ اب تک شکر گزار رہے گا اور کیسا کہ میں دنیا میں خاک ہی پھاتا رہا اور اس جہان پاک سے بھاگتا ہی رہا میں گنج کو چھوٹ کے مار پر قلع ہوا اور گزار ترک کر کے خار پر راضی تھا آسے افسوس اس سے پہلے مرا ہوتا تو اس اندھن میں تھوڑے ہی عذاب بھگستا

بیان اس حدیث میں مامات من مات الا و تمی ان میوت قبل مامات و ان کان برا لیکون الی وصول البر ارجل وان کان فاجرا یقل فجوہ نہیں مرا جو کوئی مرا اگر حال یہ کہ تمنا کی اس سے یہ کہ مرنا وہ قبل سوقت سے کہ مرا ہی پس ل کر ہوتا وہ نیک تو بہت جلدی اپنی نیکی کو پہنچتا اور اگر ہوتا بدکار تو بدکاری اسکی تھوڑی ہوتی

قولہ مان بفرمودہ است ان نیکو رسول ہے کہ ہر آنکو فرود کو ذوق نزول ہے بود اور احسرت نقصان و موت ہے لیک ہا شد حسرت تقصیر و فوت ہے ہر کہ یہ وہ تمنا آید شہ کہ بدی زین پیش نقل و مقصد شہ کہ گردے بدتا بدے کٹر بدی ہے و رفتے تاخانہ زور آمدے ہے کز بیان بد بخیر من بودہ ام بد مبدم من پردہ سے افزودہ ام بگرا زین زور تر مر اسیر بدے ہے این حجاب د پردہ ام کتر بدے ہے از حریص کم دران روے قنوع ہے از تکبر کم دران چہر خوشوع ہے بچنین باز غل کم و رزی موجودہ و زلیسی چہرہ در فوت سجود ہے بر کن آن پر خلد آراے راہ بر کن آن پردہ پیاے راہ اللغات قنوع قناعت کرنا خوشوع عجز کرنا اسے لغتے اسی سبب سے رسول پاک نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مرا اور اپنے تن سے الگ ہوا اسکو ایسی حسرت نقصان اور موت کی نہیں ہوتی جیسے کوتاہی و فوت کی حسرت ہوتی ہے کہ کیوں اتنے دنوں یہاں سے الگ رہا اور یہاں کے آنے میں کوتاہی کی اور اتنے دن کھوئے جو کوئی مرنا ہے اسوقت میں خود اسکو تمنا ہوتی ہے کہ کاش اس سے پہلے میرا نقل اس مکان سے ہوتا اور یہ مکان مقصد میرا ہوتا اور مطلب یہ کہ اگر وہ بدی تو جلدی مر جانے میں بدی سے بچتا اور اگر بہیز گارتا اپنے گھر جلدی جہن سے آجاتا اور نیز کہتا ہے کہ میں اس بدے بیخبر تھا و مبدم اپنے لیے پردے ہی بڑھاتا رہا اگر مجھکو اس سے زیادہ تر

جلدی راہ ملتی تو یہ حجاب و پردے بھی میرے کم ہوتے کہ آن پر دون میں مارے حرص کے کوئی صورت
تقاعد کی نہیں تھی اور تکرے آسمین نہ چہرہ مشع کا لیسے یہ نہوا کہ خشوع سے چہرہ خاک پر رکھتے ایسے ہی
بخل سے جو نہیں اختیار کیا اور ابلیس اپنے سے سجدہ نہ کیا چہرہ فوت سجدہ ہی میں رہا پھر استیفات ہو حکیم کتابی
کہ یہ پتھر کے کیسے خوب صورت ہیں خلد آرا اور کیسے راہ پیماکہ جہان تو چاہتا ہی وہاں بیجا تے ہیں

ان کو مست لوح

پیشمان ہونا حکیم کا جو سوال طاؤس سے کیا تھا

قولہ چون شنید آن پند دروے بنگر یست بے بعد از ان در توحہ آمد میگریست بنوہ و گریہ دراز و در دست
ہر کہ آنجا بود در گریہ اش فگندہ و آنکہ می پرسید پر کندن ز چہ یست بنوہ ابے شد پیشمان میگریست بنوہ رضوی
من چہا پر سید مش بنوہ و زخم پر لودش و را نید مش بنوہ چکیدار چشم او بر خاک آب بنوہ اندرون ہر قطرہ مریح صد
جواب بنوہ چکیدار چشم او گریہ بخاک بنوہ گل می شد ز اشک سمناک بنوہ گریہ با صدق بر بہانہ نہ تا کہ چرخ
دعش را گریان کند بنوہ گریہ بے صدق بے شورش بود و دیوان بر گریہ اش خندان شود عقل و دہا
بے گمانی عرشیند بے حجاب از نور عرش میزیند اللغات تدبیر بالضم و فتح و ادرج کردہ شدہ اشقی
یعنی جب طاؤس نے یہ نصیحت سنی اُس حکیم کی طرف دیکھا بعد اسکے نوہ اور گریہ کرتے لگا اور ایسا نوہ و گریہ
در دمنہ لمبا کیا کہ جو کوئی دہان تھا اسکو بھی ملایا اور جسے پوچھا تھا کہ یہ کیوں آکھیرتا ہو وہ تو پوچھا اب پیشمان ہو کے بہت
ہی رونے لگا کہ میں نے کسی فضولی کی اور کیوں پوچھا اس سے یہ پوچھا یہ خود غم سے بھرا تھا میں نے کیوں اسکو
بھڑکا دیا اور طاؤس کی آنکھ سے پانی خاک پر ٹپکتا تھا اور اُسکے اشک سمناک سے خاک کچھ ہوتی جاتی
تھی سمناک سے یہ اشارہ ہو کہ ڈر تھانا معلوم اسکی گریہ پر درد سے کیا ہو جائے اُس سے یہ کہ جو گریہ سچا ہو وہ
جانوں پر اثر کرتا ہو اور جان کیا چرخ و عرش کو ہلاتا ہو اور جو گریہ جھوٹا ہو آسمین شورش نہیں ہوتی دیو اسکے
رونے سے اُس رونے پر ہنستا ہو خوب جان لو عقل و دل و دیوان میمان عرش میں اور یہ حجاب نور
عرش سے ہی اُنکی زندگی ہو

اس بیان میں کہ عقل و روح عالم علوی سے یہاں مقید ہو گئیں

قولہ بھی ہادت و جواروت آن دو پاک بے بستہ اندا نجا بجاہ سمناک بے عالم سفلی و شہوانے در مذہب اندرین چہ
گشتہ اندا جرم بندہ سحر و ضد سحر ابے اختیار بنوہ دوا منور نیکان و شرار نیک اول پند بہ ہدش کہ میں بنوہ
سحر از اسما منور و مجہین بنوہ تابیا موزیم این سحر ای فلان بنوہ از برای ابتلا و امتحان بنوہ کا امتحان را شرط باید اختیار بنوہ
اختیارے نبوت بے اقتدار بنوہ میلما ہچون سگان خفتہ اندا اندیشاں خیر و شر بنفستہ اندا چونکہ قدرت نیست خفتہ

این رده پہنچو ہمیں ہا ہا ہا تن زدہ ہا تاکہ مرداری در آید در میان ہا نفع صور حرص کو ہر سگان ہا چون دران
کو چہ خرمی مردار شد ہا صد سگ خفتہ بدان بیدار شد ہا حرصہای رفتہ اندر کتم غیب ہا تا فتن آورد دسر ہر زور
جیب ہا موی ہر سگی دندان شدہ ہا در برای حیلہ دم جنبان شدہ ہا نیم زیرش حیلہ ہا بال اغضب ہا چون
ضعیف آتش کہ او یا بحر طرب ہا شعلہ شعلہ میر سدا لامکان ہا میر و دود و اسب تا آسمان ہا صد چنین سگ
اندرین تن خفتہ اند ہا چون شکارے نیست شان ہفتہ اند ہا یا جو باز اندیدہ دوشہ ہا در حجاب ارشاق
صدیرے سوختہ ہا تاکہ برداری و بند شکار ہا انگلمان ساز و طواف کو ہزار ہا شہوت رنجو ساکن می شود ہا
خاطر ادسوی صحت میرود ہا چون ہر بیند نان و سبب و خرپرہ ہا در مصاف آمد مزہ خوف ہا در ہر بوسبار
دیدن سودا و ست ہا وان تنہج طبع مستش را تا کوست ہا و رہا شد صبر بسنا ویدہ ہا ہر تیر دورا ولی زمر و بے
زورہ ہا باز گرد کن حکایت را تمام ہا تا چہ گفت اندر جوابش والسلام ہا اللغات تحب لفتحتین ہمیں سختی تائب
ہندی لپٹ ہا ہفتہ گناہ و بد لا تنہج بروزن تامل کرد و غبار و ہوا ہا روت نام دو فرشتہ مرد و ہر
کہ قصہ ان کا نہرہ ہر فریقہ ہونے اور چاہ با بل میں قید ہونے کا مشورہ المعنی فرماتے ہیں عقل دل
جو ہم نے کہا کہ عرشی ہیں عرشی تو ہیں مگر ایسے جیسے ہاروت ماروت یہ دونوں فرشتے پاک یہاں چاہ سمناک
میں نقید ہیں کہ اس عالم علوی پاک سے اس عالم سفلی شہوانی میں اپنے جرم سے قید ہوئے ہیں اب سحر و قند
سحر کو ان دونوں سے نیک و شریر دونوں بے اختیار رکھتے ہیں صد سحر و جس سے سحر دفع ہوا اول تو یہ اس
سکھنے دے کو نصیحت کرتے ہیں کہ خردار ہو سحر سے مت سیکھ اور مت ڈھونڈو تا یہ سحر ہم جھکو و فلان اسطے
امتحان و آزمائش کے سکھائیں کہ تو آزمائش و امتحان میں بڑے کوسا اسطے کہ شرط امتحان کی یہ ہو کہ اختیار
ہونا چاہیے اور اختیار جھکو بے اقتدار کے نہیں ہر پھر اختیار و اقتدار کیوں پیدا کرتا ہے یہ رغبت و خواہشیں
ایسی ہیں جیسے سوتے کتے اور ان میں خیر و شر چھی ہوئی ہیں بس جب تک جھکو قدرت نہیں ہر میل و خواہش
خفتہ ہیں جیسے لکڑی کی چھٹیاں اور خاموش ہیں اس انتظار میں کہ کوئی مردار ہکو مل جائے جب مردار ملے تو
حرص ان کتوں ہر نفع صور کا حد نہ ہو بچائے کہ مردے سے زندہ کر دے پھر جب کوئی خراس کو چہ میں
مردار ہوا سینے دنیا کی رغبتوں میں آلودہ بس سیکڑوں کتے سوتے جاگ گئے اور وہ حصین جو پرہ غیب
میں تھیں سب دوڑ پڑیں اور سب نے اسکے گریبان سے سزکا لآب بال بال ان کتوں کے دندان ہونے
اسکے جھنجھوڑے کو مگر با فعل حیلہ کی وجہ سے دم ہار رہے ہیں تا اسے خوب رغبت کرے پیچھے پیچھے تو ہمیں حیلہ
اور اوپر اوپر غصب اور وہ حیلہ ایسے اسکو پیٹے ہوئے ہیں جیسے مچی آگ کہ سوکھی لکڑی پاکے اسکو لپٹی ہو
اب شعلے کے شعلے لامکان سے چلے آتے جھکا و ہوان او جہنکی لپٹ آسمان تک جاتی ہے بس فرماتے ہیں

کد ایسے سیکڑوں کتے تیرے اس تن میں سوئے ہیں با نفعل شکار نہیں پاتے چھپے ہوئے ہیں یا بازمین کہ آنکھیں
سی ہوئی اور اسی تجا بچشم میں عشق شکار سے جلے ہوئے کہ جہاں ٹوپی اٹھائی اور شکار دیکھا پھر دیکھو کیسے کوہ مبارک
میں اور کیسے انکے طواف یا جیسے خواہش داشتہ بھار کی رُک جاتی ہو اور دل انکا صحت کی طرف جاتا ہو کہ
صحت ہو جائے اور جب وہ نان و سبب و خیرہ دیکھتا ہو تو انکے فرے اور انکے گناہ میں جو انکا کھالینا ہو
ٹوٹی ہو جاتی ہو بس اگر بھار صبا ہو لینے اشتہا اُسکی جاتی رہے تو اُسکو انکا دیکھنا مفید ہو اس لیے کہ اُس کی طبع
سست میں جنبش و اعطان پیدا ہوئی ایسے شخص کے واسطے خوب ہو اور جو مدین بیصیر ہو تو انکا دیکھنا بھلا
اچھا نہیں اس واسطے کہ جو شخص زرہ نہیں پہنے ہو اُس سے تیر کا دور رسنا ہی اچھا و نواب فرماتے ہیں ان
باتوں سے لوٹ اور جو حکایت شروع کی تھی اُسکو تمام کر کہ طاؤس نے جواب میں کیا کہا و اسلام

جواب دینا طاؤس کا مرد حکیم کو

قولہ بشنوا کنون تو طاؤس آن جواب بہ تابدانی ہر نکوئی را خطاب بہ چون اکر یہ فارغ آمد گفت او بہ کہ تو اسی
رنگ و بلورے را گوئی آن نے بینی کہ ہر سوسد بلا بہ سوے من آید پہلے این بالما بہ اے بسا صیاد
بے رحمت مدام بہر این پر ہا ہند ہر سوے دام بہ چند تیر انداز بہر بالما بہ تیر سوے من کشد اندر بہر بہر چون
مدام زور ضبط خویشین بہ زین قضا و زین بلا و زین فتن بہ آن بہ آمد کہ شوم زشت و کریم بہ تابد مدام این درین کسا
تیمہ بہ بر کنہ پر ہاے خود را یک بیک بہ تائید از دوہام ہر کلک بہ نزد من جان بہتر از بال و پرست بہ جان
بماند باقی و تن ابراست بہ این سلاح عجب من شدای فتاہ عجب آمد مجہاں را صد بلا بہ اللغات کلک
شوم و نامبارک عجب بالضم غور عجب بالضم مغرور المعنی آب سن طاؤس کا وہ جواب تا تو بھی خوبی خطاب کی
جان جائے کہ جب وہ گریہ سے فانی ہو تو اُسے اُس سے کہا کہ تو رنگ و بو کا گرفتار ہے نہیں دیکھتا کہ
ہر طرف سے بلائیں میری جانب ان پر وہ ہی کی بدولت آئی ہیں اکثر شکاری بے رحمت ہمیشہ انھیں
پر وہ کے واسطے جال لگاتے ہیں اور تیر انداز انھیں بازوؤں کو تاک کے جب میں ہوا پر ہوتا ہوں تیر کھینچتے
ہیں پھر جب میں زور اپنی حفاظت کا نہیں رکھتا کہ اس قضا اور اس بلا اور ان فتنوں سے بچوں تو بہتر ہی ہو کہ
بد صورت و کدوہ ہو جائوں تا اس کُسا و جنگل میں محفوظ رہوں اسی واسطے میں اپنا ایک ایک پر نوچتا ہوں یہ
بہ بھلو ہر شوم نامبارک کے جال میں نہ ڈالیں میرے نزدیک بال و پر سے جان بہتر ہو اس لیے کہ جان
باقی چیز ہو اور بہتر ہیں یہ پر میرے غور کے اے جوان ہتھیار ہیں اور غور و غرور و ن کی جان

سیکڑوں طرح کی بلا

اس بیان میں کہ ہر وزیر کے بھی پر طاؤس کی طرح آفت ہیں

قولہ بس ہنر اندھا گشت خام را نہ کر سپہ دامنہ نہ بیند دام را نہ اختیار از آنکو باشد کہ او نہ مالک خود باشد اندرا اتقوا بہ
 چون نباشد حفظ و تقویٰ زینہار بہ دور کن آلت را کن اختیار جلوه گاہ اختیار امین پرست بہ برکت پر اگر قصد
 سرست نیست انکار پر خود را محبوبہ تا پیش بر نہ کند و رشو رشو را پس زیانش نیست ہرگز بر کن ہرگز سیر
 بہ پیش اگر دامن نہ لیک ہر نہ دنیا دشمنیست نہ چونکہ از جلوه گری صبر نیست نہ گریہ صبر و حفاظت را بہر
 ہر فروز اختیار کرد فرہم چو عظم یا چو مست اندر فتنہ نیست لائق تیغ اندر دست من نہ اگر غلطہ ہستی نہ ہر
 تیغ اندر دست من بودی فتنہ عقل باید نوردہ چون آفتاب نہ نازند تیغ کہ بنود جز صواب نہ اللہ است صبر
 بفتح نہایت صبر کرنے والا جہنم کسیر سیر نہ زجر کنندہ (محمی) قرآن ہے کہ اگر عقل رہنر ایسے ہوتے ہیں کہ خام
 آدمی کو ہلاکت میں ڈالتے کہ وہ دانے کی حرص سے دام کو نہیں دیکھتا بے اختیار چھس جاتا ہر اختیار اس کے واسطے
 اچھا ہو جو مالک اپنے نفس کا ہو رہا حکم اتقوا میں جیسا کہ فرمایا ہو یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاہ و ایمان والو کو
 تم اللہ تعالیٰ اسے جیسا کہ حق اُس سے کہنے کا ہو اور جب حفظ و تقویٰ نہیں ہو تو خبردار سامے آئے اور اختیار
 وہ کہہ کر دے میری جلوه گاہ اختیار کے یہی پرہیز اور میرے سر کھونے کا قصد کر رہے ہیں اسی سبب میں انکو
 اکھیر تا ہوں اور جو آدمی صابر ہو وہ اپنے بیرون کو اگر ہوں تو بھی نیست و معدوم جانتا ہوتا اسکو رشو رشو میں نہ
 ڈالیں پس اس کے لیے نقصان نہیں وہ کبھی نہ گھیرے اس واسطے کہ اس کے پاس سیر ہو اگر اس کو تیرا کیا تو وہ سپر ملنے
 کر دینا لیکن محیر تو یہ پر دنیا کے نہایت ہی دشمن ہیں جبکہ محکموں کی جلوه گری سے ذرا صبر نہیں ہو ان اگر فحشو صبر ہوتا اور
 حفاظت میری راہبر ہوتی تو دیکھتے اختیار میر کیسے کرو فرنگے بڑھاتا میں ایک طفل نادان یا ست ہوں کہ وہ بھی
 لای عقل ہوتا ہوا ان فتنوں میں اور تیغ لائق میرے ہاتھ میں نہیں ہو جو مرا عقل سے ہو اگر میری عقل گھر کہنے جگر کینوالی
 ہوتی تو میرے ہاتھ میں فتح و ظفر کی تیغ ہوتی عقل ایسی چاہیے کہ مثل آفتاب کے نور بخش ہو تو جب تیغ لگا سنے
 صواب ہی ہونہ خا قولہ چون ندام عقل تابان و صلاح پس چرا در جاہ ندام صلاح نہ دہر اندام کنون تیغ و مجن
 کین سلاح خصم من خواہ شمشان نہ چون ندام زور یاری و سند تیغ او بستاند و بر من زندہ زخم این نفس و سیمہ
 خورے را نہ کہ خوشم رو خراشد روے را نہ تا شود کم این جمال و این کمال نہ چون ندام رو کم اتم و وبال نہ چون بدین
 نیت خراشم بزدہ نیست نہ کہ زخم این روی را پوشیدہ نیست نہ کہ دم خورے ستیزی داشتی نہ روے خود جز صفا
 نہ فراشتی نہ چون ندیم زور و فرہنگ و صلاح نہ خصم دیدم نہ و شکستی سلاح نہ تا نگرد تیغ من اور اکمال نہ تا نگرد
 خجمر ہر من دبال نہ دیگریم تا نگم جنباں بودہ کے فرار از خوشی تن آسان بودہ انکا از غیری بود اور افرار نہ چون ازو
 برید او گیر و قرار نہ منکہ خصم ہم منم اندر گرینہ تا اہکار من آمد خیر خیر نے ہندست امین دے در میں نہ انکہ خصم
 دوست سایہ خویش نہ اللغات سند فتنہ تکیہ و تکیہ گاہ و قیچہ بفتح بے شرم را با بفتح مسافر خانہ اسے

بتائید صدر فرمایا کہ جب عقل روشن و مصلح میری زمین پر توین اپنے ہتھیار بچاہ میں کیوں نہ ڈالوں گے کل م کے میں
 ضرور ہے کہ اس تیغ و سپر کو چاہ میں ڈال دوں کہ یہ ہتھیار میرے میرے دشمن کے ہتھیار بنیں گے یہ گنہ گار جب بھگا
 زور ہو کسی یار کا نہ کوئی سند و بھر و سایہ شک و تیغ میری تجھ سے بھین بیگا اور بھی پر کا بیگا جس برخلاف اس نفس
 بے شرم خو کے میں اپنا تھو نوج نوج کے اس سے چھپانا ہوں کہ اگر میں نہ نوج کا تو یہ نوج کا جس جب میں خود نوج
 نوج کے اپنا یہ جمال و کمال نہیں رکھو گا تو وہ کیا نوج کا لہجہ میں اس کے وبال سے بچو گا اور ہر گاہ اس نیت سے نوج کا
 تو کو کٹا ہ نہیں ہر اسلئے کہ اس زخم سے بھگا پنا دشمن سے چھپانا ہوں نہ ناشکری سے اگر دل میرا عادت کسی ستیر
 کی رکھتا ہوتا تو میری یہ صورت خوب اپنے حق میں صفائی بڑھائی اب جو میں نے دیکھا کہ نہ زور ہر جہ عقل پر
 نہ صلاح اور دشمن سر پر موجود تو میں نے اپنے ہتھیار توڑ ڈالے تا میری تیغ اس کے لیے کمال ہو جائے اور میرا
 خنجر میرے لیے وبال نہ بنے اب میں اس لیے بھاگتا ہوں تارگ ست میری حرکت کرے جوش و ولولہ
 عشق کا پیدا ہو اور بھاگتا میرا اپنے ہی آپ سے ہو جو آسان کام نہیں اس لیے کہ جو غیر سے بھاگتا ہے جس سے
 الگ ہو جاتا ہے قرار پاتا ہے اور میں کہ خود ہی اپنا دشمن ہوں اور خود ہی آپ سے بھاگتا ہوں میرا کام تو اب تک
 خیر ہی خیر ہی یعنی ہر وقت بھاگ بھاگ تجھ سے شخص تو نہ ہندوستان میں بخت ہو نہ میں میں کہیں بھاگ کے
 جائے اس واسطے کہ جس کا اپنا سایہ دشمن ہو وہ کیسے بخت ہو سکتا ہے

اس بخود کی صفت میں کہ بقاے حق میں فانی ہوا ہے

قولہ چون فنا شد از فقر بیلایہ شود ہذا و مخدوار بے سایہ شود ہذا فقر فخری و فنا پیرا ہ شد ہذا چون زبانہ شمع او بے
 سایہ شد ہذا شمع شد جملہ زبانہ پا و سر ہذا سایہ را نبود ہذا و گندہ سوم از خویش و ز سایہ دیگر بخت ہذا در شعاع ابرہر
 آنکہ شمع بخت ہذا گفت از بہر فنایت ریخت ہذا گفت من ہم دفنا بگویم ہذا این شعاع فانی آمد فقرض ہذا شمع شمع
 باقی فی عرض ہذا شمع چون در نار کھلے شد فنا ہذا اثر یعنی شمع و فی ضیاء ہذا ہست اندر وقع ظلمت آشکار ہذا آتشے
 صورت ہوئے پاؤں ہذا برخلاف موم شمع جسم کان ہذا تا شود کم گرد و افزون نورانان ہذا این شمع باقی ہذا فانیست
 شمع جان را شعلہ را بنیست ہذا آن زبانہ آتشے چون نور بود ہذا سایہ فانی شدن زو و درود ہذا ابر را سایہ نیست
 ہذا میں ہذا سایہ نباشد ہذا ہشتین ہذا بخود کے بے ابر نیست اسی نیک خواہ ہذا ہاشی اندر بخود دی چون قرص ہذا ہذا
 باز چون ابر سے بیاید راند ہذا رفت نور از منہ خیالی ماند ہذا از حجاب ابر نورش شد ضعیف ہذا کم زادہ نوش
 آن بدر شریف ہذا اللغات فقرض فقرض کردہ شد شمع ہذا ہشتین موم و بکون موم ہی موم یا چون فی کجا
 بمصرف فارسیان المعنی جب فقر کا فقر سے فنا لباس ہو جائے اور اس سے آتش پرکش پاتا ہو
 تو جو صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم ہذا طرح بے سایہ ہو جائے ہذا ہوا صراحتاً نور ہو رہا ہذا جو نورانی ہذا فقر فقر

مقام فنا کا کسی پر ایہ ہوا اور جسے شمع کا شعلہ اسکا بھی سایہ نہیں ہوا اس لیے کہ شمع سر سے پانوں تک بالکل شعلہ ہو
پھر سایہ کا گردا سکتے کیسے گذر ہو شمع اصل میں موم ہوا اور موم آپ سے اور اپنے سائے دونوں سے شعلہ میں بھاگا
چنانچہ اس سے شمع ڈھالی گئی کہ وہ شعلہ میں پڑا جب شمع سے کہا کہ تجھ کو فنا کے واسطے میں نے ڈھالا ہے اسنے
کہا میں بھی فنا میں بھاگی ہوں گزشتہ شعلہ میں یہ بھاگی ہو وہ فانی و فرضی ہو نہ شعلہ شمع باقی کی جو یہ فرض ہو
اس کا قائم بالغ نہیں جیسے کہ شمع کی شعلہ کس واسطے کہ جب شمع آگ میں بالکل فنا ہو جاتی ہو تو پھر نہ اثر شمع کا رہتا ہے
نہ اس کی روشنی رہتی ہے نہ ظاہر ہو کہ شمع دفع ظلمت کا کرتی ہو یہی اسکا اثر ہے کہ ایک آتشی صورت ہو موم سے
قائم بر خلافت موم شمع جسم کے کہ جس قدر کم ہوتی ہو اسی قدر نور اس سے بڑھتا ہو جس سے شعلہ باقی ہو اور
وہ فانی ہو شمع جان کی ہو اسکا شعلہ ربانی ہو اور جو کہ وہ شعلہ آتشی ربانی نور ہو لہذا سایہ فانی ہونے کا اس
سے دوسرا اسکو فنا نہیں دیکھو ابر کا سایہ زمین پر پڑتا ہے چونکہ ماہ کا ہفتین نہیں ہوتا وہ بے سایہ ہو لاجرم
لے نیکو راہ خودی تیری ایک ابر ہو اور بخود ہی بے ابری تو بخود ہی میں ایسا ہو جیسے قرص ماہ اور جب
یہ ابر ماندہ خودی کا آگیا نور جاتا رہا ماہ کا ایک خیال ہی خیال رہ گیا اس ابر خودی کے حجاب سے نور
اسکا ایسا ضعیف ہو گیا کہ وہ بدر شریف ماہ تو سے بھی کم ہو گیا قولہ این خیالی می نماید زابر و گردن ابر تن مارا
خیال اندیش کردہ لطف مہ بنگر کہ انیم لطف اوست نہ کہ بگفت این ابر ہا مارا عدوست نہ مہ فراغت دارد
ازابر و غبار نہ بر فراز چرخ دارد مہ مدارہ ابر مارا شد عدو خصم جان نہ کہ کند مہ راز چشم نامان ہر طور این پردہ
زائے می کند بدرد کم از ہائے می کند ماہ مارا و کنار غر نشانہ دشمن مارا عدوے خویش خواندہ ابر تانا بے
اگر مست از مست نہ ہر کہ مہ خواند ابر را و اگر مست نہ نور مہ برابر چون منزل شدہ است نہ روے تار کش
ز مہ مہل شدہ است نہ گرجہ ہر نگ مست و دولست نہ اندر بار کن نور مہ عاریتست نہ در قیامت مہ و
مہ معزول شدہ چشم در صل ضیا مشغول شد نہ مابند ملک را دستعار وین رباط فانی از دار القرار نہ دایہ
عاریت بود روزے مہ چارہ دار مارا کو گیر اندر کنار نہ پرین ابر مست و پردہ است و کثیف نہ زانکاس
لطف حق شد و لطیف نہ بر کفم پر را و حسنش را زراہ نہ تاب نیم حسن مہ را ہم زماہ نہ من خواہم دایہ مادر خوشتر مست نہ
موسم من دایہ من مادر مست نہ اللغات عذاب لضم روشنی رباط مسافر خانہ انکاس عکس قبول کرنا اسلئے
لیجئے جب وہ بدر ہلال سے بھی کم رہ گیا تو اب خیال سا معلوم ہونے لگا جیسا کہ خیال ماہ نو کا جانہ دیکھنے کے
وقت نظر کے سامنے آجاتا ہو اور یہ اس ابر گرد کی بدولت ہوا جو ہمارا تن ہو لے ہلکے چاند سے چتر کے خیال اندیش
کر دیا اور دیکھو ماہ کا لطف کیسا کہ اسنے بقصناے لطف ہلکے چاند یا کہ یا بر میرا دشمن ہو اگر اسکی طرف منتقت
ہوگا مجھ کو نہیں پائیگا ہم نے اس لطف کی بھی قدر نہیں جانی ہر چند ماہ کا اس برو غبار سے کچھ بگاڑ نہیں ہوا رہی بگاڑ

ماہ کو اپنا مدار و جائے قرار چرخ پر رکھتا ہے جہاں یہ ابرو و غبار پہنچ گپ سکتے ہیں یہ ابرو ہمارا ہی دشمن اور ہمارے
جان کا ہو کہ ماہ کو ہماری آنکھ سے چھپا لینا ہی یہ وہ پردہ ہے کہ جو جیسی حسین و فزونی کو اپنی برصیا سے
ہترا و برد کو ہلال سے کمتر کر دیتا ہے تاکہ کے تو یہ احسان کہ اس نے ہم کو روشنی دے کے بغل میں چھلایا
اور جو ہمارا دشمن ہے اس کو اپنا دشمن کیا اب اس ابرو کو جو تنہا جو کچھ چمک دکھاتا ہے وہاں ہی سے وہ کہہ رہا ہے
ہر پھر جو کوئی اس ابرو کو ماہ کے وہ گمراہ ہے جیسے کہ حسینوں کو ظاہر میں مہر و ماہ کہتے ہیں تنہا ہی اسی ماہ کا
نور اس ابرو پر پڑتا ہے کہ اس کی صورت تاریک بدل کے ماہ کی سی ہو گئی ہے اب اگر چہ یہ ابرو ہر ماہ
ماہ کا ہے اور دولت حسن والا کیا خود دولت ہی ہے مگر نور اس کا عاریتی ہے جو ماہ سے پایا ہے اور اس
ماہ کا نور بھی عاریتی کہ اس نے اصل ضیا سے جو قدیم ہے پایا ہے کس واسطے کہ جب اصل ضیا
ظاہر ہوگی اور چشم مردم کی اس سے مشغول ہوں گی تو ماہ و مہر دونوں مغزول ہو جائیں گے
جیسے کہ قیامت کو تو ہر کوئی جان لے لے ملک کیا ہے اور استعار کیا ہے یہ نور مہر و ماہ کا اس اصل
ضیا سے مستعار تھا اور معلوم ہو جائے کہ دنیا سا فرخانہ تھا اور دارالقراری ہی ہے جیسے دایہ دنیا کی
دو چار روئے کے واسطے عاریتی ہے بس لے مادر مہربان جو مرد آخرت سے ہے تو اپنی آنکھ میں
مجھکے دایہ دنیا کو اس نظر سے کہ اس میں پیدا ہوا ہے اور چند روز اس کی آنکھ میں رہا بعد
مرے کے آخرت میں پیدا ہوگا اور وہاں ہمیشہ رہے گا جیسے ماں کے پاس بچہ ہمیشہ رہتا ہے پھر
طاؤس کی طرف سے فرماتے ہیں کہتا ہے میرے پر بھی ابرو ہیں اور پردہ کشف اپنے عکس لطف حق کا پڑا ہے
جو ایسے ہو رہے ہیں اس لیے ان یردن کو اور ان کے حسن کو اپنی راہ سے دور کرتا ہوں تا حسن ماہ کا
ماہ سے دیکھوں پردے سے کیوں دیکھوں میں دایہ کو نہیں چاہتا میں مادر سے خوش ہوں میں موسیٰ
ہوں میری دایہ بھی مادر ہی **لقل** ہے جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے انکی ماں نے فرعون کے خوف
سے ایک تابوت میں انکو نیل میں بہا دیا اتفاقاً فرعون نے اس تابوت کو لٹکوا دیا اور حسب مرضی
اسیہ کی انکا پرورش کرنا قرار پایا دایہ کی تلاش ہوئی تو اخصین کی ماں ملین اور یہی دایہ بن کے رہیں
قولہ من خواہم لطف حق از واسطہ کہ ہلاک خلق شد این رابطہ یا لنگر ابرے بگرد خوسے ماہ
تا لنگر واد و حجاب روے ماہ بہ صورتش بنماید و در وصف لایہ چھ بسم انبیا و اولیا بہ آن چنان ابرے
نہا شد پردہ بندہ پردہ در باشد یعنی سود مندہ آن چنان کا نہ صلیح روشنی بہ قطرہ می بارید و بالابرئی
معجز و پیغمبری بود آن سقاہ گشت ابر از لطف ہر رنگ سماہ گشتہ ریزان قطرہ قطرہ از سماہ گفتہ آمد
شرح آن در ماجرا بہد اور رفتہ اندوے خوے ابر و انجمنین گرد تن عاشق بصیرت تن بود اما ستنے

کم گشت از دہ گشتہ مبدل رفتہ از دہ رنگ و بدو پر پے غیر ست و سوز بہر من بخانہ سمع و بصر استون
 تن بہ جان فدا کردن براے صید غیر کفر مطلق و ان نو میدی زخیر دین شو چون قند بیش طویان و بلکہ نہی
 شو شوامین از زیان و تا پے احسنت و شایاش خطاب و خوشین مراد کن پیش کلاب و پس خضر
 کشتے براے آن شکست و تاکہ آن کشتے ز غاصب باز بست و فقر خضر بہر آن آمد سنی و
 تاز طاعان گریم در غنہ و گنہا را در خرابی زان ہند و تاز حرص اہل عمران و اہندہ و پرتانی کند رود ولت
 گرین و تا گروی جملہ خرج آن داین و زانکہ تو ہم لقمہ ہم لقمہ خوار و اکل و ماکول ایجان ہوشدار و
 اللغات سقا یانی پلانے والا احسنت کلمہ تحسین کلاب سگ غاصب چھینے والا طاع
 لالچی عمران بالکسر آبادی اکل خوردنی اٹھتی او پر جو کہا ہو بھکودایہ سے مادر خوشتر ہو
 موافق اسی کے یہ قول بھی ہو کہ میں لطف حق کا کسی کے واسطے سے نہیں چاہتا اس واسطے کہ یہ
 رابطہ جو تن کا ہو یہی باعث ہلاک خلق کا ہو ہو یاں اُس صورت میں کہ یہ ابر خواہ کی پکڑے مثل ماہ
 کے روشن ہو جائے تا حجاب روے ماہ کا نہ صورت تو اُسکی معلوم ہو لیکن ہو وصف لایم یعنی ظاہر
 تو جسم معلوم ہو مگر بحقیقت نیست و نفی ہو جیسے جسم انبیا و اولیا کا کہ ایسا ابر پردہ ڈالنے والا نہیں ہوتا بلکہ
 پردہ در اور سود مند ہوتا ہے جیسے کہ ایک روز صبح کی روشنی میں قطرے تو برستے تھے اور آسمان پر
 ابر نہیں معلوم ہوتا تھا وہ قطرہ باری و سقا حضرت پیغمبر کے معجزے سے تھے کبار لطف سے ہر رنگ
 آسمان کا ہو گیا یعنی ایسا لطیف جیسے آسمان کہ جنہیں ہر آسمان کے ستارے معلوم ہوتے ہیں حتی کہ فلک
 ہشتم تھا مگر قطرے بلندی سے گر رہے تھے چنانچہ اسکا بیان پہلے جو گند گیا اُس میں ہم نے کیا ہو
 یعنی و فراقول میں کہ ایک صحابی کو آپ دفن کرنے گئے تھے جب واپس آئے حضرت عائشہؓ
 آپ کے کپڑے دیکھتی تھیں کہ غمیدہ کیوں نہیں ہوئے اور مشرح ذکر اُسکا اُس دفتر میں ہی یہاں ماجرا سے
 اُسی کا اشارہ ہے کہ ابر تو تھا لیکن خوے ابر جو غلظت و کثافت ہو نہ تھی پس عاشق کا تن بھی صبر سے ایسا ہی
 لطیف ہو جاتا ہے اگرچہ ہو تو وہ تن لیکن صفت تن کی اُس سے جاتی رہتی ہو اور وہ بدل جاتا ہو کوئی رنگ
 و بو تن کی اُس میں نہیں رہتی ہو تو میرے غیر کے واسطے ہیں اور میرا میرے لیے اور استون تن کا خانہ
 سمع و بصر کے لیے پھر اپنی جان کو غیر کے شکار میں فدا کرنا محض کفر و مطلق نا اُسیدی خیر سے ہو کبھی خیر
 اسکو نصیب نہ ہوگی اور خبر وار طویون شکر خا کا قند مت بنے یعنی کسی مدوح مدح پسند کا مدح مت ہو کہ
 اسنے واسطے تو زہر ہو جاتا تو زیان دہوی و آخر وہی سے نچست ہو جائے نہ واسطے تحسین و تعریف کے
 اگر کوئی احسنت سکے اور کوئی شایاش کا خطاب کرے کسی کتے کے سامنے آپ کو نور و مست ہوتا ہے

لوگوں کو خضر نے کشتی بٹیوں کی اسی واسطے کو توڑی تھی کہ اُس بادشاہ فرامیب ست پچی رہے اور آخرت سے اٹھ کر علیہ وآلہ واصحابہ سے جو فقر و ہمار کما ہو ہی وجہ ہو کہ ان دنیا کے لالچوں کو چھوڑ کے وہ جو غنی ہو اُسکی طرف جھانکیں جنہاں کوڑے دیوانوں میں اسی عقیدہ سے گور رکھتے ہیں کہ آبادی سے کہ کو کون کی حرص سے بچے زمین ان زمینوں کو سکتا ہو تو جاگوں سے زمین بٹیرہ نہا کل خرچ آن دین کا نہ بجاوے آن دین کے مشاوریہ خاک و کرم گور میں اس سے بڑا کو فقر بھی ہو اور فقرہ عار بھی اکل بھی اور مال بھی بس اوجہان میں ابھی طرح اپنے ہوش ٹھکائے کر

اس بیان میں کہ سوا خدائی تعالیٰ کے سب کچھ ماکول ہیں

قولہ مرغے اندر شکار کرم بودہ گرہ فرصت یافت اور در بودہ اکل و ماکول پورا و بجز در شکار خود ریا و گرہ دزد گرچہ در شکار کالہ است بد شتخہ با خصمانش درد نہالہ ہست بد عقل او مشغول رخت و قفل و ریش غافلست از شتخہ و آہ سحرہ و دچنان غرق ہست در سودای خود بد غافل ہست از طالب وجہا سے خود بد گر حشیش آب زلائے می خورد بد معرہ حیوانش در پے می جروتہ اکل ماکول آمدن گیارہ ہچنین ہستی غیر کہ بد وہو بطعم و لایطم چو دوست بد نیست حق ماکول و اکل لحم و پوست بد اکل و ماکول کے ایمن بودہ زاکلے کا در کین ساکن بودہ امن ماکولان جذوب ماتمت بد وہان در گاہ کان لایطم ہست بد ہر خیا را خیالی می خوردہ فکر ان فکر دگر رامی چرد بد تو تمانے کر خیالی دار ہے بد یا غیبی تا انان بیرون جی بد فکر زبورست و آن خواب تو آب بد چون شوی بیدار باز آید ذباب بد چند زبور خیالی در پردہ میکشد این سو آن سوی بودہ کترین آکلان ہست این خیال بد و اندر گرا بار شناسد و الجلال بد میں گریزار جوق اکال غلیظ بد سوے او کہ گفت را بیت حنیفہ اللغات اکال بعیدہ مبالغہ بسیار خوردہ جذوب کشندہ ذباب مکس المعنی ایک مرغ ایک کیرے کے شکار میں مشغول تھا ناگمان بلی آئی اور فرصت پاکے مرغ کو لیکٹی یہ مرغ اکل و ماکول تھا اور اپنے شکار میں ایسا مشغول کہ دوسرے صیاد سے بچر تھا کہ میری بھی تاک میں کوئی ہو آسے ہی چور اگرچہ اسباب کے شکار کرنے کی تاک میں ہو لیکن نہیں جانتا کہ شتخہ اُسکے دشمنوں سمیت تیجھے لگا ہوا ہو ورنہ کی عقل تو اس میں مشغول ہو کہ دروازے کا قفل کیسے توڑوں کھولوں جو اسباب گھر کا ہاتھ آئے اور کوتوال سے اور آہ سحر سے غافل نہیں جانتا کہ کوتوال میری فکر میں ہو اور اگر کسی کی آہ چرکئی تو جان سے جانا رہوں گا وہ ایسا اپنے خط میں ڈبا ہوا کہ کہ اپنے طالب وجہا کی کچھ خبر نہیں اگر گیارہ آب زلال کھاتی ہو تو وہ ادھر آب کھا رہی ہو ادھر صحرہ کسی حیوان کا اُسکو چر رہا ہو بس گیارہ بھی اکل و ماکول ہوئی ایسے ہی سوا سے خدائی تعالیٰ کے ہر ایک کی

ہستی ہو کر اسکی ذات بطعم و لایطعم ہر یے کھلاتا ہر تکرار و نہین کھاتا ہر دہ نہ ماکول ہر نہ اکل کسی گوشت
 پوست کے اکل و ماکول کب بخوف ہو سکتے ہیں اس اکل سے جو انکی گھات میں لگا بیٹھا ہو بس جب
 سب اکل و ماکول ہیں تو ماکولوں کی اس کشتش باقمین ہر یے پہلے ہی سے آپ کو مار کے اپنا
 ماتم کرے اور اس درگاہ کی طرف رجوع کرے جو لایطعم ہو ایسا ہی حال ہر خیال کا ہو کہ ایک خیال
 دوسرے خیال کو کھالیتا ہو اور ایک فکر دوسری فکر کو چیر لیتی ہو مثلاً ایک خیال یا فکر پیدا ہوئی اُسپر
 دوسرا خیال غالب پڑا پہلا خیال سٹ گیا اور فکر محو ہو گئی یہی اسکا کھانا چلینا ہو تو خیال سے نہین
 چھوٹ سکتا ہو نہ بیداری میں نہ یہ کہ سو جائے تو چھوٹ جائے اور الگ ہو جائے فکر تو تیری ایسی ہو
 جیسے نہ ہو را و خواب ایسا جیسے پانی یا دریا کہ اکثر لوگ جب زبور یا گس غسل گھیرتی ہیں تو پانی میں
 گھس جاتے ہیں اور وہ اُنکے گرد ہوتی ہیں جہاں سر نکالادنگ مارنا شروع کیا ایسے ہی جہاں تو جاگا
 وہی کھیاں پھر لوٹ کے آمو جو ہوئیں غلے ہذا چند زبور تیرے خیال کی اُڑ ہی ہیں کہ غلے کھینچے کھینچے
 پھرتی ہیں کبھی ادھر لیجاتی ہیں کبھی ادھر لوریہ خیال تیرا کترا کالوں سے ہی یے خورندوں سے اور جو
 بڑے بڑے اکال ہیں انکو سوائے ذوالجلال کے کوئی جانتا پہچانتا نہین اب خبردار ہو اور اُن
 سخت اکالوں غلیظ کے گردہ سے اُسکی طرف بھاگ جنے فرمایا ہو کہ ہم تیرے حفیظ ہیں اور محافظ قول
 یا بسوے آنکہ او این حفظ یافت ہا کرتائے سوے آن حافظ شافت ہا دست را سپار جز در دست
 پیر ہا حق شدہ است آن دست اوراد سنگیر پیر عقلت کو دے خورودہ است ہا ز جوار نفس کا نہر پردہ است
 عقل کامل را کمین کن با خرویدہ تاکہ باز آید خردان خوی بد ہا چونکہ دست خود بدست اود ہے ہا پس
 ز دست اکلمان بیرون جھے ہا دست تو ازاہل آن بیعت شود ہا کہ ید اللہ فوق ایدیم بود ہا چونکہ دای
 دست خود در دست پیر ہا حکمت کو حکیم است و خیر ہا گونی وقت خویش است اے مرید ہا
 نانکہ از نور نبی آمد پدید ہا در حدیث شدہ حاضر بدین ہا دان صحابہ بیعتے را ہم قرین ہا پس زدہ یار
 بشر آمد ہا ہا ہا زردہ دھے خالص شدے ہا تامیت راست آید زانکہ مرد ہا کسے ہفتست
 کو را دست کرد ہا این جہاں و آن جہاں با او بود ہا دین حدیث احمد خوشنود ہا گفت المر مع محبوب ہا
 لا یفک المر من مطلوب ہا ہر کجا و است و دانہ کم نشین ہا اوز بون گیر از بون گیران بہین ہا تو ز بونے
 یاز بون گیرے عجب ہا باش تو ترسان و لرزان در طلب ہا اکل و ماکولے ای مرغ عجب ہا ہم تو
 صیدے صید گیر اندر طلب ہا حرص صیادی ز صید غفلت ہا میکند اود لہری دبیدست ہا بہین ایدی
 خلعہم سدا مہاش ہا کہ نہ بینی خضم را و ان خضم ناش ہا اللغات جوار ہمایہ و ہمایلی حدیث ہضم حای

وفتحِ دال و تشدیدِ یاء ثانی نام موضع کہلے سے دو کوس ہر مغفل بخیر و غافل اطمینانی یا اسکی طرف دودھ
 جس نے یہ حفظ اُس سے پائی ہو اگر اُس جانتی طرف نہیں دودھ سکتا ہو اپنے ہاتھ کو سوا پیر کے اور کے
 ہاتھ میں مت دے اسوا سٹے کہ اُسکے ہاتھ کا حق تعالیٰ دستگیر ہو تیری عقل اگرچہ پیر ہو لیکن نفس کی
 ہمسائیگی سے جو پردے میں چھپا ہو کو دکھو ہو گئی ہو اب کسی کامل کی عقل کو اپنی خرد کی گھات میں
 لگاتا تیری خرد خوے بد سے باز آئے خوب جان لے جب اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں دیدے گا
 ضرور اگلوں کے ہاتھ سے نکلیں گے جب تو ہاتھ اپنا پیر کے ہاتھ میں دیدیگا تو ہاتھ تیرا ان اہل بیعت سے
 ہو جائیگا جنکی شان میں ید اللہ فوق ایدیم نازل ہو لینے اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہو پھر فرماتے ہیں کہ گاہ
 ہاتھ اپنا پیر کے ہاتھ میں دے گا کہ وہ پیر حکمت ہو اور حکیم و خیر اور امیر یا اپنے وقت کا وہ نبی ہو اس
 سبب کہ وہ نور نبی سے ظاہر ہوا ہو تو یہ بیعت ایسی ہو جیسے حدیبیہ میں صحابہ بیعت دین کے لیے حاضر
 ہوئے تھے اور بیعت سے ہمعمر بن ہوئے ایسے پیر کی بیعت سے تو بھی مثل دس یا ربشر کے ہو جائیگا
 اور مثل زردہ دہی کے خالص و سرہ زردہ دہی زہر خالص و جید دس یا ربشر ابو بکر عمر عثمان علی سعد
 سعید ابوعبیدہ طلحہ زبیر عبد الرحمن یہی عشرہ مبشرہ طبعی جنتی ہیں تا بیعت تیری اُسکے ساتھ صادق آئے
 کسوا سٹے کہ مرو اسکا جفت ہوتا ہو جس نے اُسکو دوست بنایا ہو اس جہان میں اُسکے ساتھ ہو اس
 جہان میں بھی اُسکے ساتھ ہو گا چنانچہ حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحاب سے حدیث وارد ہو
 جو شعر بعد میں منظوم ہو کہ ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہو اور اپنے مطلوب سے جدا نہیں ہوتا
 اب پیر کی تصریح فرماتے ہیں کہ جہان جال لگا ہو اور دانہ جال میں بکھرا ہوا وہاں مت بیٹھے جو مراد
 مکار و دوغابازوں سے ہو جاو دو بون گیر ہیں اُن زبون گروں سے کسی کو دیکھ لے یعنی جواب کو بگاڑے
 ہوے اور زبونی اختیار کیے ہوے ہیں نہ مطراق دالے اور اے فلان عجب یہ کہ جو زبون گیر ہیں اُنکو
 بگاڑے ہوے تو اُن سے زبون ہو اُن کو مزاجنا ہو اگر طلب پیر کی رکھتا ہو تو اُن سے لڑاں
 ترسان رہ تو ایک عجب مرغ اکھل دما کول ہو پس اس طلب میں کسی کا خود شکار بن اور کسی کو
 شکار کر جس بھی ایک شکاری ہو مگر صید عقل کی شکاری جو اس سے پیچھے ہو اور آگاہ نہ سین
 خوب دلیری اس مغفل کی کرتی ہو اور وہ بھی اس پر عاشق و بیدل بس تو اُن میں سے مت ہو
 جنکی نسبت فرمایا ہو و جلنا سن بن ایدیم سدا من خلفہم سدا اور کی ہم نے سنے اُنکے دیوار اور
 پیچھے اُنکے دیوار تاپس و پیش اُن کو نہ سونچے اور اپنے دشمن کو نہ دیکھیں حالانکہ دشمن اُن کا ظاہر
 و ناش ہو تو کہ تو کم از مرغے مباش اندر نشید بن ایدے خلف عصفور سے بدیدے

لم زعصفور سے نہ بنگر کہ آن بزمین ایہ سے خلف چون بیند عیان بن چون بر نزدانہ آید پیش و پس بن چن کر و
 سرور آن نفس پاک کا عجب پیش و پسے صیاد ہست بتاکشم از بیم اورین لقمہ دست بتو بین پس لقمہ
 انجار را بن پیش بنگر یار را دجار را کہ ہلاکت داد نشان بے آتے بتو قرین تست در ہر حالتے بتحق شکنجہ
 کو در زود دست نیست بتپس بدان حق بے ید و حد اور یست بتانکہ مے گفتے اگر حق ہست گوہ
 در شکنجہ او مفرشتی کہ ہو بتوانکہ مے گفت این بعید ہست و عجیب بتاشک میرا ندوہے گفت القرب
 اللغات تشید بالفتح شعر ٹھننا اور آواز بلند کرنا اور راگ گانا عصفور بالضم کنجشک المعنی
 او پر فرمایا کہ دشمن تو میرا فاش ہو قطع نظر اسکے اس مرغ سے تو گھٹ کے مت ہو کہ جہان اسے
 تشید منی مثلاً سیٹی وغیرہ کسی صیاد کی بس گردن اٹھا کے آگے پیچھے اپنے کسی چڑیا کو دیکھا کہ آیا یہ تشید
 اسکی ہو یا اور کی ہو پھر تو کیا اس چڑیا سے کم ہو دیکھ تو وہ کیسی آگے سے جو عیان ہو پیچھے کو دیکھتی ہو اور
 جب وہ دانے کے پاس آتی ہو تو آگے پیچھے اس وقت چند بار سر رو پھرا کے دیکھ لیتی ہو اس
 خیال سے کہ کیا عجب ہو کہ میرے آگے پیچھے کوئی صیاد نہوتا میں اسکے خوف سے اس لقمے ہی سے
 باز رہوں اور ہاتھ رو کون ایسے ہی تو بھی اپنے پس و پیش کو دیکھ کہ میرے پیچھے لقمہ خجرا کا تو نہیں لگا
 ہوا ہو یعنی حرام اور سامنے یہ دیکھ کہ یہ لقمہ جو آگے میرے ہو قابل میرے یار و ہمسایہ کے ہو
 یا نہیں جو جان پاک ہو جس کی غذا لقمہ حلال اسوا سٹے کہ خجرا کو اللہ تعالیٰ نے ہلاکت دی ہو بے الٹی
 وہ بے سامانی سے اور جان ہر حالت میں تیری قرین و صاحب ہو حق تعالیٰ نے انکو شکنجہ اور عذاب
 کیا ہو اگرچہ وہ دست و پا سے بری ہو پس جان لے کہ وہ بیدست و حد کے حاکم ہو ہر عذاب کر سکتا ہو
 اور وہ جو کستا تھا کہ اگر حق ہو تو کمان ہو بتاؤ ہمارے لیے یہی زندگی دنیا کی ہو اور کچھ نہیں جسوقت
 اسکے شکنجے میں پڑینگے تو اقرار کرینگے کہ بیشک حق ہیں اور موجود ہو جیسا کہ فرمایا دلوترے اذ وقفا
 علی رہم قال الیس ہذا بالحق قالوا بلے در بتنا اور کبھی دیکھے گا تو انکو جو کھڑے کیے جائینگے اپنے رب کے
 سامنے اور وہ پوچھے گا آیا یہ حق نہیں ہو کسنگے بیشک ہو ہکو قسم ہو اپنے پروردگار کی اور جو انکو
 بعید و عجیب بتاتے تھے وہ روئیں گے اور کہیں گے کہ بعید و عجیب نہ تھیں بلکہ صحیح و قرین کما قال
 عز وجل وقالوا ان ہی الا حیوة الن دنیا و ما نحن بمبعوثین اور کہتے ہیں وہ نہیں ہو یہ مگر لفظ زندگی دنیا کی اور ہم
 پھر نہیں مبعوث و زندہ کیے جائینگے قولہ دل فرازا زدام واجب دیدہ ہست بتام تو خود بر پریت چنیدہ است
 برنم من بچ این نخوس دام بتاپے کا مے نباشتم تو کام بتو خور فہم تو گفتیم این جواب فہم کن در حق جوہر بر متاب
 بکسل این حیلے کہ حرص است و حسد بتا دکن نے جید ہاجل المسد بتانکہ حسد انکار حق کا شش

نبودہ بر دھرت عاقبت بے ہیچ سودہ در نگر احوال فرعونؑ نمودہ قوم لوط و قوم صلح قوم ہودہ حال نمرود
ستلمہ در نگرہ در مال قوم نوح افکن نظرہ در نگر تو قصہ شداد و عادیہ حسرت ایشان نگر یوم القنات و تہابانی
حق سمیع است و علیم ہذا غ سے از ترس و پاک از پاک و ہمہ این سخن را نیست پایان و فرغ ہذا
خلیل حق چرا گشتی تو زار غ بہر فرمان حکمت فرمان چہ بودہ اندکی از اسرار آن باید نمودہ اسے معنی پھر قول
طاؤس کا ہر میرادل تو عالم بالا پر ہوا اس نے ایک قسم دام واجب تعالیٰ سے دیکھا ہر مین اس دام کا
مرغ بنون گا تیرا جو دام ہر وہ کس کام کا کہ خود تیرے پر دن پر چپکا ہوا ہر جوڑنے نہیں دیتا تین اس
دام منخوس کی جڑ کھود کے پھینک دوں گا اور ہرگز تلخ کام نہوگا کہ یہ ادنے ایک مقصد ہوا اور وہ مقصد
عالی کس یہ جواب مین نے تیری سمجھ کے لائق کہا ہر تو سمجھ اور اس کی جستجو سے منہمت پھر تو اس
حرص و حسد کی رستی کو جو تیری گردن مین پڑی ہر تو زار در نے جید با جیل مین سد جو حق تعالیٰ نے
فرمایا ہوا سکو یاد کر کہ اسی حسد کے سبب سے ابولسب کی جو دروسی خرمائی گردن مین پڑی ہوئی کیسی
دو زح کی طرف کھینچی کر ہمیری جانیگی اور وہ جسکا کام سوائے انکار حق کے نہ تھا آخر حسرت ہی لے گیا
اور کچھ فائدہ نہوا آذرا احوال فرعون و ثمود اور قوم لوط اور صلح اور قوم ہود کو غور کر اور ایسے ہی حال
مزد ظالم کا دیکھ اور قوم نوح کے انجام پر نظر کر اور قصہ شداد عادیہ کا دیکھ کہ یہ سب کیسی حسرت
قیامت تک کو لینگے تا تو جانے کہ حق تعالیٰ سمیع و علیم ہوا کسی سے ڈرتا نہیں ترس و باک ہم سب
سے پاک ہوا اب فرماتے ہیں کہ اس سخن کی تو پایان نہیں نہ اس سے فرار نگر و خلیل بتاؤ تم نے
زار غ کو کیوں مارا موافق حکم کے اور اس حکم مین حکمت کیا تھی کچھ تھوڑا سا تو اس بھید سے ظاہر کرنا چاہیئے
بیان اس سبب کا کہ ابراہیمؑ نے زار غ کیوں مارا اور اشارہ جمع
کون سی صفت مذموم کا تھا

قولہ کل غ کل غ آن عہ زار غ سیاہ ہوا کہا باشد بدن را عر خواہ بہمچو ابلیس از خداے پاک فرودہ
تا قیامت عمر تن در خواست کردہ گفت انظر تے اے یوم الجزا بہ کا شکے گفتے کہ تب یا رہتا بہ
زندگی بے دوست جان فرسودن است بہ مرگ حاضر غائب از حق بودن است بہ عمر و مرگ مین ہر دو
با ہم خوش بودہ بے خدا آب حیات آتش بودہ این ہم از تاثیر لعنت بود گو بہ در چنان حضرت ہجی شد
عمر جوہ از خدا غیر از خدا را خواستن ہا ظن افزو نیست کلے کاستن بہ خاصہ عمرے غرق در یگانگے بہ
در حضور شیر رو بہ شانگے بہ عمر بیشم وہ کہ تا بستر روم بہ مسلم افزو نہ وہ کہ تا کمر شوم بہ تا کہ لعنت را نشانہ
اوشودہ ہر کسے باشد کہ لعنت جو بودہ عمر خوش در قوت جان پروردن است بہ عمر زار غ از بہر سرگین خوردن و لذت

عمر بیشم وہ کہ تاکہ سے خورم نہ دایم اینہم وہ کہ پس بدگوہم نہ گرد کہ نورست آن گندہ وہاں نہ گوید سے کز ناہم
تو درہاں بہ اللغات کا رخ آواز ناختمل بقتضین درنگ و آہستگی اسلئے پلئے یہ نازغ سیاہ کا
نعرہ جو کل رخ کا رخ ہو ہمیشہ عمر بدن کا خدا سے خواہاں ہی جیسے ابلیس نے خدا پاک فرد سے قیامت
تک کو عمر تن کی مانگی اور کہا انظر نے اے یوم بیعتون مہلت دے تجکو دن قیامت تک و رافوس یہ کہتا
تُب یا ربنا توبہ دے تو مجھکو ای رب میرے آس لیے کہ بیدوست کے زندگی کرنا مفت جان کا گھنا
کم کرنا ہی جو غائب حق سے ہی مرگ سے حاضر ہو وہ مودہ ہی ای کو بظاہر زندہ ہی عمر بھی ہو اور مرگ بھی ہو
دو فون باہم اچھے اس واسطے کہ بعد مرگ کے خدا سے واصل ہوتا ہو اور بے خدا کے اگر اچھا نہ ہو
تو آگ ہی ایذا دینے والا مگر یہ بھی اُسی لعنت کی تاثیر تھی کہ وہ ایسی بارگاہ ذوالجلال میں عمر کا
خدا شکار ہو اس واسطے کہ خدا سے سوا خدا کے خواستگار ہونا کلی گھٹ جانے کو افسردہ
گمان کرتا ہی خصوص وہ عمر جو خدا سے بیگانگی و جدائی میں گذرے اور شیر کے حضور میں رو بہ شانسیان
جٹائے ای کر و فریب اور اُس کے حاضر ناظر ہونے کا لحاظ نہ کرے بہت سی عمر مانگنے سے یہی غرض
تو کہ سب کے پیچھے جاؤں اور بہت سی مہلت ملے تو سب سے کتر ہو جاؤں آخر پیچھے چلنے والے
کتر ہی لوگ ہوتے ہیں اور پیچھے جانے میں یہ بات بھی ہو کہ سارے مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنے
پھر کیسا وہ بد ہی جو لعنت جو ہی عمر خوش وہ ہی جو جان پالنے کی قوت میں گذرے کہ وہ ذکر خدا کا ہو اور نازغ
کی عمر سرگین کھاتے کو حیف ہی خدا سے کہے کہ بہت سی عمر مجھکو دے تاکہ کھانا رہوں اور ہمیشہ ہی مجھکو دے
کہ میں نہایت بداصل ہوں اگر وہ گندہ دہن کہ خوار نہوتا تو ضرور خواستگار اسکا ہوتا کہ مجھکو نازغ پن سے چھڑائے

مناجات

قولہ ای مبدل کردہ خاکی را بر بزرہ خاک دیگر را نمودہ بوالبشر کا رتو تبدیل عیان و عطائے کارا سوست و نسیان
خطائے سو و نسیان را مبدل کن بعلیم من ہمہ جہلم مرادہ صبر و حلم ایک خاک شورہ لا توانا کنی یہ ایک نان مرده را تو جان
کنی نہا کر جان خیر را رہبر کنی یہ ایک برہ را تو پیغمبر کنی یہ اے کہ خاک تیرہ را تو جان دے یہ عقل حس را
روزے و ایمان دہی یہ شکر از تے میوہ از چوب آورے یہ از منے مرده بہت خوب آورے یہ
کل رنگ صفت زدل پیدا کنی یہ پیہ را بخشے ضیا و روشنی یہ می کنی جزو زمین را آسمان یہ میفرائے
وزمین ازا خزان بہر کہ سازد زمین جہان آب حیات یہ زو ترش اندیگران آید نجات یہ دیدہ دل کو
بگردون بنگر نیست یہ دیدہ کا بخاہوے مینا گر نیست یہ قلب اعیان است و اکسیر محیط یہ ای تلاف
خزقہ تن ہے عیظہ یہ آوازاں روز سے کہ در ہست آمدے یہ آتشے یا خاک یا بادے بد ہی یہ بگردان

حالت ترا بودی بقائے کے رسیدی مگر این ارتقاء در تبدیل ہستی اول نمائندہ ہستی دیگر بجائی
اول نشانہ پنجمین ترا صد ہزاران ہستیا بعد یکدیگر گردوم بہ نہ ابتدائے المعنی فرماتے ہیں اور مبدء و محجب
تیری قدرت کہ تو خاک کو زر سے تبدیل کرتا ہو اور ایک قسم خاک سے ابوالہشریغے آدم کو پیدا کیا
جنکی اولاد اشرف المخلوقات ہوئی تیرا کام تبدیل اعیان و عطا ہو یعنی ہر ذات کو تبدیل کرنا اور
ہر ایک پر عطا سبب دل فرمانا چنانچہ اس تبدیل و عطا کا آمندہ خوبیان فرمایا ہو اور ہمارا کام سہو و نسیان
و خطایغے تیری اس تبدیل و عطا کو بالکل بھولے ہوئے اور فراموش کیے ہوئے ہیں ہمارے
سہو و نسیان کو علم سے بدل دے ہم بالکل جبل و نادانی ہیں ہمکو صبر و حلم و عطا کر اور مبدء و تو خاک شور کو
روٹی بناتا ہو ظاہر غلہ خاک سے پیدا ہوتا ہو اور نان مردہ کو جان بناتا ہو جیسا کہ غلہ سے تولد
روح کی مقرر ہو اے مبدء تو ہی جان حیران کو رہبر کرتا ہو اور تو ہی بے راہ کو پیغمبر کرتا ہو جیسا
کہ فرمایا و وجدک ضالا فہدے یعنی پایا اسے تجھکو جھگھکتا ہوا سوراہ بتائی مطلب یہ کہ جب حضرت جان
ہوئے کفار کے راہ و رسم سے بیزار تھے اور اپنے پاس کوئی راہ و رسم نہ تھی لہذا اللہ تعالیٰ
نے دین حق نازل کیا مطلب ضالا سے یہ ہو اور عقل و حس کو روزی و ایمان دیتا ہو تو ہی ہو کہ فی سے
شکر پیدا کرتا ہو اور لکڑی سے میوہ اور مٹی مردہ سے کیسے بت خوب رو بناتا ہو مٹی سے گل دل سے
صفوت پیدا کرتا ہو اور چربی ناچیز کو کیسی روشنی و ضیا بخشتا ہو تو ہی جزو زمین کو آسمان بناتا ہو یعنی
انسان خاکی بنیان کو آسمان کا سا علو بخشتا ہو اور زمین میں ستارے پیدا کرتا ہو جو ادا انسان و گلون
سے ہو جو کوئی اس جہان سے آب حیات بناتا ہو اور اس جہان کو مایہ حیات سمجھتا ہو اسی کو سب سے
زیادہ جلدی موت آتی ہو اور دیدہ دل نے جو آسمان کی طرف دیکھا اور غور کیا تو جانکہ وہاں ہر دم
صناعی اور میناگری ہو اور وہ میناگری یہ کہ اعیان قلب ہوتی ہیں اور ہر ذات تبدیل ہوتی ہو اور محیط
اسے سمندر اس سے اکسیر پاتے ہیں کہ یہ درمجان اُن سے حاصل ہوتے ہیں اور خرتے تن
کے بے سوئی جوڑی سیسے جاتے ہیں اب یہی خیال کرے کہ جس روز سے تو عالم ہستی میں آیا اور
ہست ہوا خواہ خاک تھا یا آتش یا بادی اگر اسی حال پر تو رہتا تو یہ ترقی تجھکو کیسے ہوتی دیکھ تو
تیری ہستی جو اول تھی وہ ہستی اب نہ رہی اسکی جگہ دوسری ہستی قائم ہوئی ایسی ہی لاکھوں ہستیاں ایک
دوسری کے بعد اور دوسری پہلی سے بہت بہتر قولہ اُن مبتدل بین و ساطعا بان بکرو ساطعا
و درمانے فاصل اُن بہ واسطہ ہر جافزون شد و وصل جست بہ واسطہ کم و ذوق و وصل افزون
ترست بہ از سبب دانی شود کم حیرت بہ حیرت کہ رہ دہد در حضرت بہ این بقا ہ از فنا پایا فتنے بہ

از فنا کیش رو چہ ابر تافتے بڈالں فنا ہا چہ زیان بودت کہ تا بڈ بر بقا چسفیدہ اے بنیوانہ چون دوم از اوست
بہترست بڈلس فنا جوے دمبدل رلپرست بڈ صد ہزاران خیر دیدے اے عنودہ تالکون
ہر لحظہ از بدو وجود بڈ از حجادے بنجر سوے نما بڈ وز نما سوے حیات وابتلا بڈ یاز سوے عقل و
تمیزات خوش بڈ باز سوے خارج این پنج شش بڈ تالب بحر این نشان پایہا ست بڈلس
نشان یادردن بحر است بڈ باز منزلہاے خشکی ز احتیاط بہت دہما دوطنما و باطنہاے ^{المعنی}
بہ طبیعت صدر فرماتے ہین کہ تو اُس تبدیل کرنے والے کو دیکھ اور واسطون کو چھوڑ دے کس واسطے
کہ اگر واسطون میں پڑے گا تو اُسکی اصل سے دور ہیگا معمول ہی جہان واسطون کی ترقی و افزونی ہوئی
وصل اُن میں سے الگ نکل جاتا ہے کہ یہ غیر کے خیال میں پڑا اور یہ واسطہ کم ذوق و بیخبر چیز ہی وصل
اس سے بہت بڑھکے پھر تو کم ذوق کا خواہاں کیوں ہوتا ہے اگر بہت سی سبب دانی کے درپے ہو گا کہ
ہر شے کی علت و سبب سے واقف ہوں تو تیری حیرت کم ہوگی اور وہ حیرت جو تیری رہبری اُس
حضرت تک حیرت دو قسم پر مجبورہ و مذمومہ حیرت محمودہ ہی کو معرفت کہا ہے چنانچہ آنحضرت نے
فرمایا اللہم زدنی حیرۃ محمودۃ ای بار خدایا بڑھا مجھکو حیرت محمودہ اب خیال تو کر کیسی بقائیں تجھکو ان
فناؤں سے حاصل ہوئیں پھر فنا سے تو نے مجھکیوں پھیرا ہوا ان فناؤں سے تیرا کیا نقصان ہو گیا جو تو نے
بنیوانفس اس بقا پر چپکا ہوا ہے جب دوسری تبدیل اول سے بہتر ہوگی فاجب ہے کہ فنا کو ڈھونڈھ اور
مبدل کی طاعت و بندگی بجائے لاکھون خیر و بھلائیوں تو نے اسی سرکش ہر لحظہ ابتداء وجود سے اب تک
دیکھی ہیں چنانچہ اقل جمادی تھا خواہ لطفہ خواہ خاک جسکی تجھکو خبر نہیں پھر تو نما کی طرف آیا جیسا کہ جسم ہا عقد
پاؤن ہوے پھر نما سے حیات و آرائش کی طرف پھر عقل و تمیزات کی طرف پھر اس پنج شش کے
خارج کی طرف جو را دموت سے ہی اور پنج ارادہ پنج حواس شش سے شجبت کہ اُس دریا کے کنارے
تک کہ وہ موت ہی تیرے پاؤن کے نشان ہیں اور جب دریا میں گھٹا تو نشان پاؤن کے لاو
نیست ہو گئے اب کچھ بتا نہیں پھر منزلین خشکی کی ہیں از روے احتیاط کے جس میں گاؤن ہیں اور
وطن ہیں اور مسافر خانے قولہ وانکہ منزلہاے دریا در فزون بڈ دقت موجش پیچیدار و بیستون بڈ
ہاز منزلہاے دریا در دوق بڈ وقت موجش نے ستون و نے سقوط بڈ نیست پیدا اندران رہ پاؤ
کام بڈ نے نشان است اُن منازل را نہ نام بڈ ہست صد چندان میان مغربین بڈ انظر ان این تابالاس
این بڈ در فنا ہا این بقا ہا دیدہ بڈ بر بقاے جسم چون چسفیدہ بڈ ہین بدہ اے زلغ جان و باز باش بڈ
پیش تبدیل خدا جاننا ز باش بڈ تازہ می گیر و کس راے سپاہیکہ ہر اسالت فزون است از سہ پار بڈ

ورنباشی نخل وارا ایشارکن بنکمنہ برکمنہ نہ دانبارکن بنکمنہ دیو سیدہ دکنیدہ را پتھنہ می بربر ہر ناویدہ را بنکمنہ نو
دیداد خریدار تو نیست بصید حق است اگر رفتار تو نیست بن اللغات قرون جمع قرن جدار بکسر دیوار
سقوط جمع سقف چیت آبن بمعنی کمان المعنی یعنی منزلیں خشکی کی تودہ اور وطن و رہا طہین اب جان کے
کہ منزلیں دریائی اور قرون ہین یعنی صدیوں کہ جب موج اسکی اٹھتی ہو تو اسہین نہ دیوار نہ ستون پھر منزلیں دریا
کی دقت میں ہین کہ اسکی موج کی وقت میں نہ ستون ہین نہ سقف اسہین راہ پاؤ قدم کی ظاہر نہیں ہین نہ کچھ انکا نشان نہ
نہ کچھ ان منزلوں کا نام اور میان دونوں کا صد چندان ہی یعنی ایک سے دوسرے پر سو گونا فاصلہ بڑھا ہوا
فناؤں میں ایسی بقائیں تو نے دیکھی ہین پھر بقاے جسم پر کیوں چکا ہوا ہو کے اور غ اب تو نے
جانا خبردار ہو جان دے دے اور باز بنجا آخر پہلے حال سے دوسرا حال تو بہتر ہی ہوتا ہو اور
خدا کی تبدیل پر جان بازی کرتا رہے لیے جا اور میرا نا دیے جا کس واسطے کہ ہر سال کا حال پچھلے
تین سالوں سے زیادہ ہی ہو آؤ اگر تو نخل خرمائی طرح ایشارکن نہیں ہو تو کمنہ پر کمنہ رکھے جا اور
دھیر کرے جا اور پڑانے لگے شے کو کسی نا دیدہ کا تحفہ بناؤ جو تو دیدہ ہو وہ اسکا خریدار نہیں ہو وہ شکار
حق کا ہو تیرا اگر رفتار نہیں ہو قولہ ہر کجا باشند جوق مرغ کورہ بر تو جمع آئند اسے سیلاب شورہ نا فراید
کورے از شور اہما بن زانکہ آب شور بفراید عماہ اہل دنیا زان سبب اسے دلندہ شارب شورابہ
آب دگلندہ شور بخور کورے چردر جہان چون ندارے آب حیوان در تمان بن باجنین حالت
بقا خواہے زیادہ ہیچوزنگی در سیہ روئے تو شادہ در سیاہے رنگ ازان آسودہ است نہ کہ زرا
واصل زنگے بودہ است بنکمنہ روزے شاہدے خوشرو بودہ گر سیہ گردندارک جو بود بن
مرغ پرندہ چو ماند بر زمین بن باشند اندر نالہ و درد و حنین بن مرغ خانہ بر زمین خوش می رود بن دانہ چین
شاد و شاطرے دود بنانکہ او اصل بے پردا بود بن وان دگر ترپندہ پردا بود بن اللغات
شارب نوشندہ زنگ زنگے قاعدہ ہو اگر ایک شخص سے ارادہ کرتے ہین یاے نسبت
لگاتے ہین اور جو علی العموم تو بدون یا کے مذکور کرتے ہین المعنی یعنی یہ جو کمنہ کمنہ انبار تیرے
پاس تحفہ نا دیدوں کا ہو اس سبب سے جہان کین مرغ کور ہین اور سیلاب شور تیرے پاس گروہ کے
گروہ جمع ہوتے ہین تا انکو کوری تیرے شورا بون سے بڑھے اسواسطے کہ آب شورا ندھے پن کو
بڑھاتا ہو آؤ اسی سبب سے اہل دنیا کور دل ہین کہ شورابہ آب و گل کا پتے رہتے ہین یعنی
غذا چرب و نمکین کھاتے ہین جو شورابہ آب و گل سے پیدا ہوتی ہو آب بن جو شورابہ بے بھک و
مل گئے مزے سے کھائے جا اور کور ہن کے جہان میں چرے جا اس لیے کہ آب حیوان تو

یترے باطن میں ہونے پر نہیں پھر ایسی بد حالت میں عمر کی زیادتی چاہتا ہو اور رنگی کی طرح سیاہ روی میں خوش ہوتا ہو مگر وجہ یہی ہو کہ رنگ جو سیاہی میں خوش ہو اسکی پیدائش واصل ہی رنگی سے ہوتی ہے اصل بھی اچھی نہیں ہر آن جو شخص کہ دراصل کسی وقت میں خوش رہتا تھا اور معشوق وہ اگر سیاہ ہو جائے تو ضرور اپنی سیاہی کا تذکرہ جو ہو گا جیسے کوئی مرغ اڑنے والا ہو اور وہ زمین پر کسی وجہ سے رکھا اگر نہیں سکتا تو کیسا بچپن ہوتا ہو اور دونالہ میں مبتلا ہوتا ہو اور جو مرغ خانگی ہو وہ زمین پر خوش خوش چلتا پھرتا ہو دانہ بھی ٹونگتا ہو اور شاد و چالاک رہتا ہو اس واسطے کہ یہ دراصل بے پرواہ ہو اور وہ اصل میں اڑنے والا اور پر کشادہ

اس حدیث کے معنی میں کہ ارحموا ثلثا غنیر قوم ذل وغنی قوم افتقر و عالمنا یلعب بہ الجہال

قولہ گفت پیغمبر کہ رحم آرید بر بہ حال من کان غنیاً فافتقر و الذی کان غنیاً فافتقر و اوصفیا عالمنا بین المفتر گفت پیغمبر کہ براین سہ گروہ رحم آرید از سنگید از کوہ بآنکہ اوبعد از غنیرے خوار شدہ و آنکہ بد بال و بے دینار شدہ دان سوم آن علے اندر جہان بے مبتلا گردد میان اہلبان بے زانکہ از عزت بخواری آمدن بنا بچو قطع عضو باشد از بدن بے عضو گردد و مردہ کز تن دابریدہ نو بریدہ جہندمانا فی مذیت ہر کہ از جام الست او خوردہ پارہ ہستش اسال آفت رخ خمار بے دانکہ چون سگ تراصل کہدائے بودہ کے مرا و احرص سلطانے بودہ توبہ او جوید کہ کردست او گناہ بآہ او گوید کہ کم کردہ ہست راہ بے اللغات مدید و راز المعنی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر کس شخص کے حال پر رحم کرو جو غنی تھا پھر فقیر ہو گیا اور اس کے حال پر جو جوہر نہ تھا اور حقیر ہو گیا یا کوئی برگزیدہ عالم ہو اور وہ اید او ضرر پہونچائے والوں میں پھنسا ہو اور خود بھی حضرت مولانا نے اسکی تفسیر فرمائی ہو کہ حضرت نے فرمایا ہو کہ یہ تین گروہ خاص واجب الرحم ہیں انپر ضرور رحم کر دیا ہے کیسے ہی سخت دل ہو سنگ سے ہو چاہے پہاڑ سے ایک تو وہ جو بعد عزت کے ذلت و خواری میں پڑا دوسرا وہ کہ مالدار تھا پھر مفلس ہو گیا تیسرے وہ عالم جو جہان میں ہو اور احمقوں میں پھنس گیا ہو اس سبب کہ عزت یا کے ذلت میں پڑنا ایسا ہے جیسے کسی کے بدن کا کوئی عضو کاٹ ڈالا کہ جہان بدن سے جدا ہوا مرا اگر چہ دنیا کا ٹاپو جنبش و حرکت کرتا ہو مگر تھوڑی دیر نہ مدت دراز مطلب یہ کہ جو اپنی اصل سے جدا ہوا مرا اور جس نے جام الست کا پار سال پہا ہو وہ اسال بھی آفت رخ خمار میں ہو اور طالب دفع خسار کہ خمار بھی جام شراب ہی سے دفع ہوتا ہو یہ کیفیت مستان جام الست کی ہو اور جو کہتے کی طرح اصل ہی سے

کمدان ہو اسکو حرص سلطانی کی کب ہوگی اس لیے کہ توبہ وہی کرتا ہی جس نے گناہ کیا ہو اور آہ وہی کرتا ہی جو راہ بھولا ہوا ہی

بیان صفت حقانیوں کا جو دنیا میں اہل دنیا کے ساتھ ہیں اور معنی اس حدیث میں الاسلام بد اخریا و یعود کما بد اخریا فطوبی للغر بار قولہ آہوے راگرد صیادے شکارے و اندر آخر گردش آن بے زینہارے در میان آخر پرازدندان جس آہو کر چون استمگران آہواز وحشت بہر سومی گرخت آہو بہ پیش آن خزان شب گاہ ریخت و زجاعت و اشتہا برگاہ و خرد گاہ می خوردند همچون نیشکرے گاہ آہو میر میداز سوسو بے گاہ زود و گرد گہ می تافت روے ہر گاہ با ضد خود بگذاشتند آن عقوبت را چو مرگ انکاشتند تا سلیمان گفت آن ہند ہد اگر ہجرا عذرے نگوید معتبر بہ کشمش یا خود ہم اورا عذاب بیک عذاب سخت بیرون از حساب نہان کداست آن عذاب اسے مقدمہ در نقص بودن بغیر جنس خود نہین بدن اندر عذاب اسے پس بہ مرغ رحمت بستہ با جنس دگر نہ روح بازست و طبائع ناغماہ دارد از ناغان تن بس داغماہاد و بماند در بیان شان زار زارے ہجو بوبرے بشہر سوار اللغات جماعت گرسنگی آتش بضم خا ہندی تھان گھوڑون گدھون کا اسمعنے ایک آہو کو ایک شکاری نے شکار کیا اور اسکو ایک آخر میں کر دیا بے امان و بے پناہ اور ایسے آخر میں کہ گدھون سے بھرا تھا اس نے مانند ظالمون کے جیسے ظالمون کو سخت جگہ قید کرتے ہیں آہو کو قید کیا آہو بچارہ وحشت ہر طرف بھاگتا تھا صیاد نے ان گدھون کو رات میں گھاس ڈالی اس گھاس کو وہ بیل و گدھے مارے بھوکھ اور اشتہا کے ایسے کھاتے تھے جیسے نیشکر غبت سے کھاتے ہیں آہو کبھی ادھر بھاگتا تھا کبھی ادھر کبھی دوڑے کبھی گردے گھبرا کے منہ پھیرتا تھا بس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس کسی کو اپنی ضد کے ساتھ رکھا ہو اس ضدیت کے عذاب کو اس کے حق میں مرگ سمجھ لیا ہو اسی سبب سے حضرت سلیمان نے کہا کہ اگر ہند مجھے اپنے جلاہونے کا عذر معتبر نہین کیسکا تو میں اسکو مار ڈالوں گا یا خود اسکو عذاب دوں گا اور ایسا عذاب سخت جو حساب سے باہر ہو گا کما جاء فی القرآن و تفقد الطیر فقال نالے لا ارے المہدم کان من الغائبین لا لا بحجۃ ولا عذر بہ عذابا شدیداً اولیا یقنن سلطان میں کیا جستجو کی سلیمان نے پرندوں کی اور کہا کہ کیا ہی ٹھکے جو میں ہند کو نہیں دیکھتا یا وہی غائبون سے ہی ضرور ضرور فرج کروں گا میں اسکو یا سخت عذاب دوں گا یا لایگاہ میرے سامنے کوئی سند صریح بس عذاب شدید سے مراد نا جنس کے ساتھ قید کرنا ہی چنانچہ خود فرماتے ہیں خبردار ہوا یہ مقدمہ عذاب سخت

کون سا ہی وہی کہ غیر جنس کے ساتھ نفس ہیں رہتا کیسے ہی تیرا حال ہو تو بھی اوپر اس بد کے سبب عذاب میں ہو
تیری مدح کو بھی غیر جنس کے ساتھ قید کیا تو تیری روح باز ہو اور طبیعتیں نزع کہ یہ بازان نرا غن تن سے بڑے بڑے
نراغ رکھتا ہو اور اکثر نراغ باز کو مارتے ہیں آوردہ بازان نراغ تو نہیں نراغ تو نراغ جیسے بوکر شہر سبزواریں نراغ و خوار ہفتا
حکایت محمد خوارزم شاہ کی جس نے شہر سبزواری کو گھیرا آنکھوں نے امان چاہی
اُس نے ابو بکر نامی آن سے مانگا

قولہ شد محمد الپ الغ خوارزم شاہ بن در قتل سبزواری بیگناہ بن تنگ شان آورد لشکر بے او بن
اسپیش افتاد و قتل عدو بن سجد آورد و بد پیش کش کا لامان بن حلقہ مان در گوش کن و بخش جان بن ہر خراج
ہر صلہ کہ بایرت بن آن زمانہ موسمی افزایدت بن جان آن تو است ای شیر خوش پیش ما چند سے
امانت باش کو بن گفت نہ ہا نید از سن جان خویش بن تانیاریم ابو بکر سے بہ پیش بن تا مار ابو بکر نام از
شہر تان بن ہدیہ ناریدا سے رمیدہ آمتان بن بدروم تان ہجہ کشت اے قوم دون بن نے خراج استاخم
بنیم فسوں بن بس جوال زر کشیدندش براہ بن کر چین شہرے ابو بکر سے خواہ بن کے بود ابو بکر اندر سبزواری بن
یا کلون خشک اندر جو بار بن اللغات الپ الغ دیور و بزرگ خوارزم نام شہر سبزواری نام شہر جہان شیعہ
بہت ہیں املعے فرماتے ہیں جب محمد الپ الغ خوارزم شاہ قتل سبزواری بیگناہ کو گیا تو اسکے لشکروں
سبزواریوں کو نہایت تنگ کیا اور سپاہ اسکی دشمنوں کے قتل میں پڑی سجد سے اسکے سامنے
کرتے تھے امان مانگتے تھے کہ ہکو غلام بنائے اور ہماری جان بخشی کو جو خراج اور جو صلہ کہ ہم سے توجہ ہوتا ہو
ہم دینگے بلکہ ہر سال اُس سے بڑھتی ہماری جان او شیر خوشی ہی ملک ہو گو ہمارے پاس چند روز
امانت ہو گما مجھ سے اپنی جان نہیں بچا پاؤ گے جب تک میرے سامنے کوئی ابو بکر نامی نہ لاؤ گے
اور جس وقت تک تم اپنے شہر سے ابو بکر نام کوئی شخص ای رمیدہ اتلو بطور تحفہ نہ لاؤ گے میں تمکو ایسا
کاٹون گا جیسے کھیت کاٹتے ہیں تم ایک قوم ناچیز ہو میں نہ تمہارا خراج لون گا نہ تمہارا کوئی افسوں بانو نگا
غرض گوئیں کی گوئیں زر کی لا کر اسکی راہ میں لگائیں اور کما ایسے شہر سے کوئی ابو بکر است
طلب کر جھلا ابو بکر سبزواریں کمان یا جو بار بن سوکھا ڈھیلا کمان قولہ رو بتا نید از بد و گفت ای مغان بن
تانیاریم ابو بکر ار مغان بن ہجہ سودے نیست کو دک نیستم بن تانزد و سیم حیران نیستم بن تانیاری سجدہ
فرمے اے زبون بن در بہ پیما لے تو مسجد را بکون بن منہیان انکھت نماز چپ و راست بن کاندیرین بران
ابو بکر سے کجاست بن بعد سے روز و شب کا شتا فتند بن یک ابو بکر سے نزار سے یافتند بن
دیکھد بود بماندہ از مرض بن در یکے گوشہ خراب و پر حرص بن گوہرے اندر خراب بے عض بن خون دل بن

برخو و نشانده از مرض و خفته بود و در یک کج خراب و چون بدیدندش بگفتندش شتاب و خیز گین
 سلطان ترا طالب شده است و اگر تو خواهد شهر ما از قتل رست و گفت اگر پایم بدے و مقدمے
 خود بیایے خود بمقصد رفتے و اندرین دشمن کدہ کے مانندے و سوے شهر دوستان میراندے و
 تختہ مردہ کسان بفرشتند و برکتف ابو بکر را برداشتند و جانب خوارزم شہ جملہ ودان وے کشیدندش کہ
 تا بیند نشان و سبزو ارست این جهان و مرد حق و اندر خیا ضلع است و متحج و بہست آن خوارزم شہ
 شاہ جلیل و دل ہی خواہد این قوم رذیل و گفت لا انتظارے تصویر کم و فاقو اذا القلب فی تدبیر کم و
 اللغات احرص لفتحتین وہ مرض جو موت کو پہونچائے غرض رخت و متاع مقدم جائے و وقت
 قدم نہادن نہی خبر دہندہ المعنی یعنی پادشاہ نے اُس زر سے ٹھہ پھیر لیا اور کہا ای کافر و جب تک
 کوئی ابو بکر تھ نہ لاؤ گے کچھ فائدہ نہیں ہی میں کیا پیچہ ہوں جو بہت ساز و سیم تھا را و دیکھ کے حیران ہو جائوں
 اور اپنے قصد سے رکون جب تک سجدہ یعنی طاعت حکم کی نہ کر دے اے نا چیز و ہرگز نہ چھوٹو
 اور یوں تو ساری مسجد اپنی کون سے ناپ ڈالو اس سے کیا ہوتا ہے اب جاسوس و ہر کاری
 ادھر ادھر آمادہ ہوے اور پوچھتے پھرتے تھے کہ اس ویرانے میں کوئی ابو بکر ہو اگر ہو تو کمان تیر
 الغرض تین رات دن اسی جستجو میں دوڑتے پھرے بعد اس دوڑ وھوپ کے ایک
 ضعیف و بیمار و لاغریا یا راستہ تھا اور وہ مرض کے مارے وہاں عاجز ایک گوشہ خراب میں جو پہ
 حرص تھا پڑا ہوا تھا یعنی اُس گوشے میں وہ مرض بھرے تھے جو آدمی کو جلدی موت کے پاس
 پہونچا دین اور ایک گوہر تھا کہ اُس ویرانے میں بسبب مرض کے خون دل کا اپنے اوپر پڑا تھا
 یعنی لال لال آنسوؤں سے رو رہا تھا اُس وقت وہ ایک گوشہ خراب میں سوتا تھا ان
 منشیوں نے جب اُسکو دیکھا کہا جلدی اٹھ کہ یہ سلطان تیرا طالب ہوا ہے اور تیرے بدولت شہر بہارا
 قتل سے بچ جائیگا کہا اگر میرے پاؤں ہوتے یا قدم رکھنے کی قوت تو اپنے پاؤں آپ نہ اپنے مقصد
 کو پہونچتا اس دشمن کدے میں کیوں رہتا دوستوں کے شہر کو نہ چلا جاتا ان لوگوں نے ایک تابوت
 مردے کا سا بنایا اور اُس میں اسکو لٹا کے کندھوں کے اوپر اٹھالیا اور خوارزم شاہ کی طرٹ اُسکو
 اٹھائے دوڑتے ہوئے لیے جاتے تھے تا وہ نشان اُسکا دیکھے کہ وہی ہے اب فرماتے ہیں یہ جہان
 سبزو ار ہو اور جو مرد حق ہے وہ اس میں ضائع و باطل ہو رہا ہے اور جیسے وہ خوارزم شاہ تھا یہاں
 ایک پادشاہ جلیل ہے اور جیسے وہ ابو بکر کو مانگتا تھا یہ پادشاہ اس قوم رذیل سے دل مانگتا ہے جیسا کہ
 فرمایا ہو من جاء قلب سلیم یعنی جو شخص آیا ساتھ قلب نہ روگی کے اور فرمایا میں تمہاری صورتوں کو

نہیں دیکھتا کہ دھوڑھو کوئی صاحب قلب اپنی تدبیر میں قولہ من ز صاحب دل کم در تو نظر نہ نے
 بہ نقش سجدہ و ایثار زریہ تو دل خود را چو دل پنداشتی بہ جستجو سے اہل دل بگذاشتی بہ دل کہ گریہ قصد
 جو این ہفت آسمان بہ اندر او آید شود یادہ نمان بہ بچہ بین دل ریز ہار دل مگو بہ سبزوار اندر
 ابو بکرؓ جو بہ صاحب دل آئینہ شمش رو بود بہ حق دران از شمشخت ناظر شود بہ ہر کہ اندر شمشخت
 وار و مقرر نہ کند در غیر حق یکدم نظر نہ گر کند روش بر اسے او کند بہ و قبول آرد ہم او باشد سند بہ
 چونکہ او حق را بود در کل حال بہ برگزیدہ باشد اورا ذوالجلال بہ بیج بی او حق بکس نہ دہد نوال بہ شمع گفتہ
 از صاحب وصال بہ موہبت را بر کف دستش نہد و کفش از برابر حومان دہد بہ اسلئے یعنی جب جستجو
 ہماری تدبیر کی صاحب قلب سے ہلکو فرمائی ہی لہذا میں بھی کسی صاحب دل کے توسل سے تجھ میں نظر
 کردن نہ نقش سجدہ اور ایثار رے آؤ مخاطب تو نے اپنے دل کو مثل دل کے جانا ہی اسی خیال سے
 جستجو اہل دل کی چھڑوی ہی خوب جان سے کہ اہل دل کا دل ایسا وسیع و فصیح ہو کہ جیسے یہ ہفت
 آسمان ہن ایسے ایسے سات سوا اگر اس میں ٹپ جائیں تو ایسے گم جائیں اور چھپ جائیں کہ تو دھوڑھو
 تو نہ ملین اور یہ جو دل ریزے ہن ایسوں کو دل مت کہ یہ تو وہی بات ہو کہ سبزوار میں ابو بکرؓ کو مت
 دھوڑھو جو صاحب دل ہو وہ آئینہ شمش رو ہو کہ ہر شمش طرف سے حق اس میں ناظر ہو پس
 جس شخص کا شمشخت میں مقرر ہو وہ سوائے حق کے دم بھر کسی طرف کیون نظر کریگا اگر حق کسی کو رو کرے گا
 تو اسی کے واسطے کریگا اور جو کسی کو قبول کریگا تب بھی وہی سند ہوگا ایسی اسکی خاطر ہوگی اس لیے
 کہ جب وہ حق کا ہو گیا ہر حال میں تو برگزیدہ ذوالجلال کا ہو جائیگا من کان شکان اللہ نہ جو کوئی اللہ کا
 ہو گیا اللہ اسکا ہو گیا اب وہ بے اس کے کسی کو کچھ بخشش و نوال نہیں دیتا فرماتے ہن بس یہ جو کہا گیا
 ایک شمع ہو صفات وصال والوں سے موہبت اپنی اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہی پھر اسی کے ہاتھ سے
 ان مرحوموں اور مردوں دنیا کو دیتا ہی قولہ با کفش دریاے کل را اتصال بہ ہست بیچون و چگونہ
 در کمال بہ اتصالے کہ تلخجہ در کلام بہ گفتش تکلیف باشد والسلام بہ صد جوال زربیارے اسے غنی بہ
 حق گوید دل بیارے منھے بہ گزرتو را ضیست دل من را ضیم بہ درز تو معرض بود اعراضیم بہ ننگم در تو
 دران دل بنگم بہ تحفہ اورا را بجان در برم بہ باتو او چون ست ہستم من چنان بہ زیر پای مادران
 باشد چنان بہ مادر و با با واصل خلق اوست بہ اسے خنک آگس کہ دل ماند و پوست بہ تو بگوئے
 ننگ دل آوردم بتو بگویدت امین دل نیز دیک طوبہ آن دے اور کہ قطب عالمست بہ جان
 جان جان جان آدمست بہ از برے آن دل پر نور و بر بہ ہست آن سلطان دلما نظر نہ

تو بگردے سالما در سبزوارہ آن چنان دل را نیا بے ز اعتبار پے پس دل پوشیدہ پڑمردہ جان پڑ بر سر
تختہ نے آنسو کشان ہنکے دل آوردم ترا سے شہر یار بہ ازین دل نبود اندر سبزوارہ گویدت ایمن
گور خانہ است اے جرے ہنکے دل مردہ بدانجا آوردے پڑو میا در آن دے کو شاہ جوست پڑ
کہ اماں سبزوار کون ازوست پڑ کوئی آن دل زینجان نہان بود پڑ زانکہ ظلمت با ضیا خداں بود پڑ دشمنی
آن دل از روز است پڑ سبزوار طبع را میراثیست پڑ اللغات سخننے کو زہ پشت ہندی کب سڑا
اعراض بالکسر و گردانی اسلمعتے آس واصل کے ہاتھ سے دریاے فیض کل کا اتصال ہو اور وہ اپنے
کمال میں بیچون و چگون ہو اور ایسا اتصال جو گفتگو میں نہیں سنا لا بیان جسکا بیان بھی کروں تو تکلیف محض
اور کچھ نہیں اگر کوئی غنی تو گوین زر کی پیش کرے گا جب بھی حق تعالیٰ ہی کیلگا کلامی منحنی دل پیش کر زہ کیا چیز
اگر تیرا دل مجھے راضی ہو ای مطیع سرکش تو میں بھی اُس سے راضی ہوں اور اگر گردان تو میں بھی اُس
سے روگردان ہوں میں تجھ کو نہیں دیکھتا تیرے دل کو دیکھتا ہوں تو اے جان اُس دل کا تحفہ
میرے پاس لا وہ جیسا تیرے ساتھ ہو ویسا ہی تیرے ساتھ ہوں میں تو نہیں جانتا ہو کہ جنت زیر پای
مادان ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے الجنت تحت اقدام الامات جنت مانوں کے پائوں تلے ہے
یہ مان اور باپ کیا بلکہ اصل خلقت کی دل ہی ہے بس کیسا خوش وہ شخص ہے کہ دل اور پوست کو
جانتا پہچانتا ہو اور دونوں میں تمیز و تفرقہ رکھتا ہے جب تو کیلگا کہ یہ دل موجود ہے جو تیرے سامنے ہے
وہ کیلگا کہ یہ دل تو طسو بھر بھی کام کا نہیں وہ دل لا جو قطب عالم ہو ای مدار عالم اور وہ دل لا جو جان کی
جان جو ابوالحسن ہو اور آدم کی جان کی جان ہو ابوبشر ہو یعنی جن دانش جس کے واسطے مخلوق ہوے
بس ایسے دل پر نور و نگوئی کا وہ سلطان دہما منتظر ہے تو برسوں سبزوار دنیا میں پھر مگر ایسے دل کو
اعتبار کی راہ سے نہ پائے گا پھر کیسا ہوگا جو اُس دل پوشیدہ پڑمردہ جان کو بوبکر کی طرح تختے پر
ڈال کے اُس پادشاہ جلیل کے سامنے لیجا یگا اور کیلگا کہ اے شہر یار میں تیرے واسطے وہ دل
لایا ہوں کہ ایسا سبزوار میں نہیں وہ کسے گا کلامی جری یہ گور خانہ موجود ہے ایسے دل کو وہاں لیجا اور
جا وہ دل لا جو پادشاہ کا طالب ہے جس سے اماں سبزوار عالم کون کی ہو تو کسے گا وہ دل تو سبزوار
میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اس واسطے کہ ظلمت ضیا کی ضد ہے اور ایسے دل کی دشمنی طبع کے
ساتھ روز است سے میراثی ہے قولہ زانکہ ادبازست و دنیا اچھا زاغ بدیدن ہر جس برناضس داغ غم
ورکنہ نرے نفاتے میکند نہ استمال ارتفاتے مے کند پڑ کو بد آوازے نہ از ہر نیاز پڑ تاکہ
ناصح کم کند نصع و ساز پڑ ناکہ این زلغ محس مردار جو پڑ ضد ہزاراں مکروار کو ہونہ گزیرد آن نفاتے

مار ہیدہ شد نفاش عین صدق مستفید بنائے ان صاحب دے باکروفر ہست در بازار مایعوب
خرید صاحب دل جو اگر بجان نہ بجنس دل شوگر ضد سلطان نہ بآنکہ نرق او خوش آید مرتزبانہ اولی
تست نہ خاصہ خدا ہر کہ او بر خود و بر طبع تو زیست نہ پیش طبع تو ولتست و نہیست نہ رو ہوا بگذار
تا بوسے خدا نہ در مشامت در رسد اسے کچھ نہ رو ہوا بگذار تا خویت شود نہ وان مشام غبرین
ہویت شود نہ از ہوا رے دماغت فاسدست نہ مشک و عنبر پیش مغزت کا سدست نہ عاشقے
تو بر نجاست مچھو نزع نہ بوسے مشک سے نگہ دور دماغ نہ حد نداردین سخن و اہوسے مابے گریز داند
آخر جا بجا اللغات استمال بالکسر کسی کو اپنی طرف راغب و راضی کرنا اتفاق رفاقت کرنا بمعنی
یعنے وجہ دشمنی کی یہ کہ یہ دل تو باز ہو اور اہل دنیا مثل نزع کے بس ہر جنس کا شیوہ ہی کہ اپنے ناجنس کا
دیکھنا اس پر داغ ہوتا ہو اگر دل باز کا نرمی کرتا ہو تو یہ نزع اتفاق کرتا ہو اور جو اسکو اپنی طرف راغب
کرتا ہو تو رفاقت کرتا ہو اور جس وقت کوئی ناصح نصیحت کرتا ہو تو یہ نزع ایسا آواز مارتا ہے کہ وہ آواز
نیاز کی نہیں ہوتی بلکہ مکروریا کی جیسے مکار وقت و عطا و نصیحت کے ہوتی چاہتے ہیں تا ناصح اگر نصیحتیں
لمبی چوڑی کرنا چاہتا ہو تو کم کرے اور اسکی ہوتی سے چپ رہے اس سبب سے کہ یہ نزع ناچیز
مردار لاکھوں مکرتہ بہ رکھتا ہو لیکن جس نے اسے نفاق کو قبول کر لیا وہ اس سے چھوٹ گیا اور یہی نفاق
اس فائدہ پانے والے کا عین صدق ہو جو اس نزع کے خلاف ہو اور اسے نفاق سے فائدہ پانے والا
اس واسطے کہ جو صاحب دل باکروفر ہو وہ ہمارے اس بازار میں ایک معیوب خرید ہو تو صاحب دلو و صوٹ
اگر بوجان نہیں ہو اور جنس دل کی بن اگر بادشاہ سے موافق ہو در نہ اسکی ضد ہو وہ شخص کہ جس کا مکرو
نرق بھکوپت ہو وہ خاص تیرا ولی ہو نہ خاص بندہ خدا کا وہ جو کچھ کرتا ہو تیری خود طبیعت کے موافق
کرتا ہو نہ مخالف اس کے لہذا تیری طبیعت کے سامنے وہی ولی اور وہی نبی ہو کہ اُس نے اپنی عمر
تیری رضا جوئی میں گذرائی جائے کہ خدا تو اس ہو او کو جو تیرے سر میں بھری ہو چھوڑ تو تیرے دماغ میں ہو
خدا کی پہونچے پھر مکر فرماتے ہیں جا ہوا چھوڑ تو بوسے خدا تیری عادت و نحو ہو جائے اور دماغ تیرا
عنبرین ہو ہو جائے اسی ہوا سے رے تیرے دماغ کی فاسد ہو اور مشک و عنبر تیرے آگے کھوٹا
اور ناچیز ہو اور کیوں نہ ناچیز ہو تو تو کو توے کی طرح نجاست پر عاشق ہو تیرے دماغ میں ہو مشک
کی کیسے جھپکی اور اتر کرے گی آب فرماتے ہیں یہ گفتگو تو بید کر کمان تک کہوں لیکن آہو ہمارا گدھوں کے
آخر میں جا بجا بھاگتا پھرتا ہو اسکی خبر لین

بقیہ قصہ آہو در آخر خزان

قولہ روز ہا آن آہوے خوش نافت نہ در شکنجہ بود در اصطبل خرہ مضطرب در نزع چون ماہی بخشک
 در یکے حقہ معذب پیشک و مشک بیک خرش گفتے کہ ہاں اے ہوا و جوش بے طبع شاہان
 دارے و میران خموش ہا آن دگر تسخّر دے کہ جز و مدہ گوہر اور دست تارا زان دہد ہا آن
 خرے گفتے کہ ہا این ناز کے بے بر سر پرتاہ شو تو ستکے ہا آن خرے شد تجھ کو خوردن باندہ پس
 برسم دعوت آہور انجواندہ سرچنین کردا کہ بے رواے فلان ہا اشتہا یم نیست ہستم نا توان ہ گفت
 میدا تم کہ نازے مے کنی ہا یازنا موس اختر ازے مے کنی ہ گفت آہو با خراین طعمہ تو است ہ
 کہ اذان اجزائے تو زمرہ و نواست ہ من الیف مرغزارے بودہ ام ہ در ظلال روضہا آسودہ ام ہ کوثر قضا
 افگند مارا در عذاب ہ کے رودا آن طبع و خوے مستطاب ہ گر گدا گشتم گدا رو کے شوم ہ گر لبا سم
 کہنہ گرد و سن نوم ہ سنبل و لالہ سپر غم تیر ہم ہ با ہزاران ناز و نخوت خوردہ ام ہ گفت خراخس
 ہمیزان لاف لاف ہ در غریبے بس توان گفتن کراف ہ گفت نا فم خود گواہی میدہد ہنتی بر خود
 عنبرے ہند ہ لیک آرا بشنود صاحب شام ہ بر سر سرگین پرست آن شد حرام ہ جنکینہ جزوید در طوق
 مشک چون عرضہ کنم بر این فریق ہ بہر ان گفت آن رسول مستحب ہ رمز الاسلام فی الدنیا
 غریب ہ زانکہ خویشتان شہم ازوے میر مندہ گرچہ با ذاتش ملائک ہم منہ ہ صورتش راجس می بیند
 انام ہ لیک ازوے مے نیابند آن شام ہ بچو شیر در میان نقش گاؤ ہ دورے بینش دے
 اورا مکاؤ ہ در ہکاوے ترک گاؤ تن بگو ہ کہ بدرد گاؤ آن شیر خو ہ طبع گاوے از سرت بیرون کند ہ
 خوے حیوانے ز حیوان بر کند ہ گاؤ با شے شیر گردے نزد او ہ گرتو با گاوے خوشی شیرے مجو ہ
 اللغات پیشک بالکسر و بالضم ہندی ینگنیاں اونٹ وغیرہ کی چروید بڑھنا گھٹنا دریا کا
 الیف اُلفت گرفتہ شد سپر غم ناز ہا المعنی فرماتے ہین وہ آہوے نہ خوش نافت بہت دہون آن
 گدھون کے اصطبل میں شکنجہ عذاب میں تھا ایسا مضطرب جیسے کوئی نزع والا اور جیسے مچھلی خشکی میں اور
 عجب حال کہ ایک ڈبے میں ینگنیاں اور مشک جمع و معذب کوئی گدھا اس سے کہتا تھا
 کہ خبردار ای باب وحشیوں کے جو طبع شاہون اور میروں کی سی رکھتا ہ تو چپ کھڑا رہ وہ بھی چپ
 رہتے ہین دوسرا تسخّر کرتا تھا نہین یہ کوڑی محنت و مشقت سے ایک گوہر لایا ہو سو مفت دیکھا اور
 گدھا کہتا تھا کہ اگر ایسی طبع نازک رکھتا ہو تو جاکسی شاہ کے سر پر تکیہ لگا کے نہ بیٹھ دوسرا گدھا جب
 کھاتے کھاتے اچھر گیا ایسا کہ خود تجھ ای ہ بعضی ہو گیا اور کھانے سے بچ رہا تو بطور دعوت کے
 آہو کو بلایا کہ آمیرے پاس کھائے اُسے سر ملا کے کمانہین جا ا فلان مجھ کو اشتہا نہین ہر مین نا توان

ہو رہا ہوں گدھے نے کہا میں جانتا ہوں تو اتر آتا ہوں یا اپنی عزت و حرمت کی طرف نظر کر کے احتراز کرتا ہوں آہوئے گدھے سے کہا کہ یہ تیری خوراک ہے جس سے تیرے اجزا بدن زندہ اور تازہ ہو رہے ہیں میں تو کفٹ گرفتہ مرغزار کا ہوں اور باغون کے سائے کا آرام پایا ہوا اگر قضا نے مجھ کو اس عذاب میں ڈالا ہے تو کیا میری وہ طبیعت و خو برگزیدہ بھی جاتی رہی اگرچہ گدا اور محتاج ہو گیا ہوں لیکن گدا رو تو نہیں بنوں گا کہ جو دیکھے جانے کہ قدیمی گدا ہے اور گو لباس میرا کمسنم ہو تو وہو میں اپنے دل سے تو تازہ اور نیا ہوں میں نے تو سنبھل دلا لہ اور ناز بڑے ناز و غور سے کھائے ہیں یہ تیری گھاس کیا ہے گدھے نے کہا کہ تو ایسے ہی شیخی کی شیخی مارے جا مسافت میں ہر طرح کا لاف گزاف کر سکتا ہے کون جانتا ہے کتنا ف میری میرے دعوے کی گواہ ہے کہ اگر آپ کو ظاہر کرے تو خود و غیر پر احسان رکھے کہ وہ اُسکے آرزو مند ہیں لیکن اسکو وہ سونگھتے ہیں جو صاحب دماغ ہیں اور جو گدھے ہیں سرگین پرست ان پر حرام ہے اس لیے کہ گدھا ہی پیشاب گدھے کا جہان کمین راہ میں پاتا ہے سو نگھتا ہے میں اپنا شک ایسے فراق کے سامنے کیسے پیش کروں اسی واسطے اُس رسول مقبول مستحب نے فرمایا ہے کہ اسلام دنیا میں مسافر و غریب ہے اس سبب سے کہ خود اُسکے اپنے اُس سے بھاگتے ہیں اگرچہ اسکی ذات کے ساتھ ملائک ہمد ہوں مخلوق اُس کی صورت کو اپنی جنس جانتی ہے لیکن اُسکے شام کو کمان پاتی ہو وہ ایسا ہے جیسے بیلون کی تصویر میں شیر بس دور ہی سے اُسکو دیکھتا رہے مگر بہت اُسکی کوریڈت کہ تصویر بیلون کی مخلوق بہ نظر دنا ت دردنا ت یعنی ایک تو تصویر جس دوسرے بیل غرض بعقل اور اگر کوریڈے تو اپنی گاؤن کو ترک کر کہ وہ شیر خوار اُس گاؤ کو بھاڑ ڈالے گا اور طبیعت گاوی کو تیرے سر سے نکال ڈالے گا اور خوے حیوانی کو تیری حیات سے کھوے گا حیوان تجرک یا بمعنی حیات آور یہ بھی ہے کہ تو گاؤ ہی تو اُسکے قرب سے شیر ہو جائیگا اور اگر گاؤن میں تو خوش ہے تو شیر ہونے کی خواہش مت کر بیل ہی بنا رہے تھے اختیار ہے اس آیت کے معنی میں (انی ارمی سبع بقرات سمان یا کلہن سبع عجاف) دہلی گایون کو خدائی تعالیٰ نے یہ صفت شیر گرسنہ کے پیدا کیا تھا تو ان سات گایون کو جو فرہ تھیں باشتہا کھائی تھیں اگرچہ صورت گایون کی خیالات ہی لیکن تو شیر کے معنی میں خور کر

قولہ ان عنہ صریدی بخواب : چونکہ جیم عجیب باشد فحباب : ہفت گاؤ فرہ پس پرورے : خور دستان آن ہفت گاؤ لاغری : در درون شیران بُندان لاغان : بورنہ گاؤ آرا بنودندے خوران : خور

پس بشر آمد بصورت مردگار بلیک پنهان شیر و روے مرد خوار بے مرد را خوش و انور و فروش کسند
صاف گرد و در و اگر دروش کند بگاؤتن قربانی شیر خداست بگاؤترا با او سر صدق و صفا است ب
در کشتے مہمان ہمان کون خرے بگاؤتن را خواجہ تاکے پرورے بزمان سیکے در داؤر جملہ درد بان
وار ہد پا بر ہندا و بر سما بے شاہ گرد و اگزار د بند گے ببا بد و در مرد گے دل زندگی بچند گولے
ہجوزاغ پر نخوس بگاؤخلیل حق چرا کشتی خروس بے حکمت کشتن چہ بود آخر بگو بے تاج گروم آڑا موبو ب
اللغات کون خرم دم بے تمیز و احمق مسیح سبحان اللہ گویندہ المعنی وہ عزیز مصر جب اسے چشم غیب
یعنی چشم غیب بین کا دروازہ کھولا تو خواب میں کیا دیکھتا ہو کہ سات گائیں خوب فرہ نہایت پروردگار
انکوسات گایوں لاغر نے کھا لیا وہ ساتوں لاغر و روں کی تو شیر تھیں اور دندان کی لاغر تھیں ورنہ ان
فرہ گایوں کو کیسے کھا لیتیں پس اکثر بشر ایسے ہیں کہ بظاہر مردگار کے ہیں ای صناعت و اہل حسد نہ
لیکن پوشیدہ ان میں شیر مرد خوار چھپا ہوا مرد خوار ایسا کہ اسکو خوب کھا کے تن سے فرد و صاف
کردے اور اگر صاف ہو اور وہ چاہے کہ اسکو درد کردون تو درد کردے چنانچہ اکثر اولیا ایک
دوسرے کی کرامت کھینچ لیتے ہیں جو شیر خدا کے ہیں انکی قربانی ہی گاؤتن کی ہو اسی کو شہر بان
کرتے ہیں اگر تو اس سے خیال صدق و صفا کا رکھتا ہو تو بھی اسکو قربان کر اور اگر مہمان کش ہو کہ وہ
روح ہو جو چندے اس خانہ تن میں مہمان ہو تو بڑا بے تمیز و احمق ہو تو اسے خواجہ اس گاؤتن کو کبتک
پاے گا ہمیشہ تیرے پاس یہ کب رہیگی اور اگر اسکو قربان کیا تو یہ ایک ہی درد ہو اور ایسا درد کہ
اس درد کے بدولت جملہ دردوں سے چھوٹ جائے گا اور آسمان پر قدم رکھے گا یہ قیدہ جو بندگی
کی تجھ پر سب چھوٹ جائے گی خود شاہ ہو جائے گا اور اس مردہ ہونے میں دل کی زندگی پائیگا
دل زندہ ہو جائے گا آب فرماتے ہیں نازغ پر نخوست کا ذکر کمان تک کے جائیگا لہذا خلیسل
حق سے پوچھ کہ تم نے نازغ کی طرح خروس کو کیوں مارا اسکے مار ڈالنے میں کیا حکمت تھی بتا
تائیں اسکے بال بال پر سبحان اللہ سبحان اللہ کہوں

بیان سبب مارنے ابراہیم کا خروس کو کہ اشارہ طرف کون سی صفت
کے تھا صفات مذمومہ سے

قولہ گفت فرمان حکمت فرمان نخوان بے تا مسلسل گروم آزار من بجان بے شہوتے است او بس
شہوت پرست بے زبان شراب زہر ناک نثار مست بگاؤنہ بہر نسل بودے اسے و سے ب
آدم از نگش بگردی خود خصی بگفت البلیس لعین وادار را بے دام زفتے خواہم این اشکار را بے

زیرِ سیم دگلہ اسپش نمود کہ بدین تانے خلایق را ربودہ گفت شاہش و ترش ادبخت گنج بہ شد ترنجیدہ
 ترش ہجون ترنج بہ پس جواہر ہاز معدنہاے خوش بہ کرد آن پس ماندہ را حق پیشکش بہ گیر این دام دیگر را
 لے لعین بہ گفت ازین افزون وہ لے نعم المعین بہ چرب و شیرین و شراباے شہین بہ داو
 و بس جامہ ابریشمین بہ گفت یارب بیش ازین خواہم مدد بہ تا بہ بدم شان بجبل من سد بہ تا کہ
 مستانت کہ نزدیک دلند بہ مردار این بند ہا را بگسلند بہ تا بدین دام در سنہاے ہوا بہ مرد تو گرد زتا
 مردان جہاد اللفاف تملک بضم لا کہ الا اللہ گویندہ تہج بالضم لب ترنجیدہ ترش و پر چین شہین
 بیہوش کنندہ اسے یعنی جب میں نے پوچھا کہ ای خلیل حق خروس کو کیوں مارا کہا فرمان حق پھر
 کہا حکمت اس فرمان میں کیا تھی تا میں بھی ملل ہوں اور لا کہ الا اللہ بجان و دل کمون
 اور اسکی توحید کو جانوں کہ آیا یہ شہوتی ہو اور بڑا شہوت پرست اور شہوت کی شراب زہر ناک
 بیہودہ سے مست نہا اثر ایک گھاس ہو کہ اسکو کوئی جانور چاب نہیں سکنا گو گھاسی چابے بس
 مراد بیہودگی سے ہی ایسے ہی شہوت ہو کتنی نکالو بس نہیں کرتی اسے وصی اگر شہوت سے مقصود
 نسل نہوتی تو آدم صفی اسکے ننگ سے جو اسمین ہو خود آپکو خصی کرتے چنانچہ ابلیس لعین حضرت دادار
 سے خواستگار ہو کہ ایسا کوئی جال مضبوط چاہتا ہوں جس سے آدم کو شکار کروں اللہ تعالیٰ نے
 زور سیم اور گٹھے ٹھوڑوں کے دکھائے کہ اس سے ایسا تو مخلوق کو بیخود کر دے گا کہ اپنے آپ میں نہیں
 رہینگے ابلیس نے آفرین تو کی مگر ترش ہو کے ہونٹ لٹکالیے اور میرچیں و ترش مثل ترنج کے
 ہوا پھر جواہر اچھے اچھے جو کانون میں جمع تھے حق تعالیٰ نے اسکے پیشکش کیے اور کہا کہ لے
 لعین یہ دوسرا جال ہو اسکو لے لے آس سے بڑھکے دے ای اچھے مددگار پھر چرب و شیرین چیزیں اور
 شرابین بیہوش کرنے والی اور جامہ ابریشمین دیکھ کر کہا کہ ای رب میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں
 تو اس سے انکو جبل من سد سے باندھوں یہ تو جو لوگ تیرے ست و نیرو بردل ہیں وہ مردوں کی
 طرح اسکو توڑ ڈالینگے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان جالوں اور ان رسیوں میں خواہش کی باندھوں تو
 نامردوں سے مرد جدا ہو جائیں قولہ دام دیگر خواہم اے سلطان تخت بہ دام مردانہ از حیلست
 ساز سخت بہ خمر و جنگ آورد در پیش و نہاد بہ نیم خندہ زوہدان شد نیم شاد بہ سوے اضلال ازل
 پیغام کرید کہ بر آرزو ہر فتنہ گرد بہ نے یکے از بندگانت موسیست بہ پردہا در بجز او نہ گرد بست بہ
 آب از ہر سو عنان را در کشیدہ از تنگ دریا غبار سے شد پدید بہ دام محکمہ کہ تا گرد تمام بہ و اف گنم
 کام ایشان چون بجام بہ در کند آرم کشم شان کشکشان بہ تا کہ نتوانند سر پیچیدہ اذان بہ

چونکہ خوبی زنان با او نمودند کہ عقل و صبر مردان میرود بلیس و زو انگشتک برقص اندر فدا دیکہ پردہ زو تر
 رسیدم بر مرد و چون بدید آن چشمہا سے پر خمار دیکہ عقل و خود را در خمار داند صفای عارض آن
 دلبران دیکہ بسوزد چون سپند این دل بران دیکہ رو و خال و ابرو و لب چون عقیق دیکہ گویا خور تافت
 از پردہ رقیق دیکہ چون سرو خرامان چین دیکہ چون یاسمین و نترن دیکہ دید آن غنچہ برجست او سبک
 چون تجلے حق از پردہ تنگ دیکہ عالمے شد واد و حیران و دنگ دیکہ زنان کرشم و زنان دلال نیک شنگ
 اللغات غنچہ بالفتح کرشمہ و ناز شنگ بالفتح شدوخ المعنی ابلیس کہتا ہوں تو نامردوں سے
 تیرے مردوں کو جدا کرنا چاہتا ہوں لہذا اس سلطان تخت میں ایسا دام چاہتا ہوں کہ نہایت مرد اندازو
 حیلہ ساز ہو خدائے تعالیٰ نے شراب و جنگ یعنی گانا بجانا منگوایا اور اس کے سامنے رکھا اسکو
 دیکھ کے کچھ ہنسا اور کچھ خوش ہوا اضلال مصدر یہ بمعنی اسم فاعل اے مفضل یعنی خمر و جنگ اس کے
 سامنے رکھے پیغام کیا کہ اے اب تو دریا سے فتنہ کی تھاہ سے دھول اٹا اسنے کہا کہ اگر دریا میں دھول
 اٹرائی تو کیا تیرے بندوں سے موسے نہیں ہیں جنھوں نے دریا میں پروے گرد کے باندھے
 پانی نے ہر طرف روانی سے اپنی باگ روکی اور یہ دریا سے غبار ظاہر ہوا قصہ اسکا مختصر یہ ہو
 کہ حضرت موسے شکست کھا کے بھاگے فرعون نے تعاقب کیا جب رود نیل پر آئے اُنھوں نے
 حکم خدا عصا دریا پر مارا بارہ راہیں پیدا ہو گئیں اور تنگ دریا سے خاک اُڑنے لگی اور پانی مثل
 دیوار کے کھڑ ہو گیا یہ مع بارہ اسباط بنی اسرائیل کے اُن راہوں سے گذر گئے اور فرعون مع لشکر
 عساق ہوا بس ابلیس کہتا ہو کہ مجھکو کوئی جال ایسا حکم مضبوط دے کہ لگام کی طرح اُنکے
 منھ میں ڈالوں اور یورادام ہو کہ اس کندہ میں پھانسون اور کھینچتا پھردن اور یہ اُس دام سے
 نہ نکال سکیں تو اللہ تعالیٰ نے خوبی عورتوں کی اسکو دکھانی جب یہ اُس نے دیکھی جانا کہ عقل و
 صبر مردوں سے ضرور چھین لیجا بنگلی بس چٹکیان بجانے اور ناچنے لگا کہ ہاں یہ دام ہو یہ جلدی سے
 مجھکو دیدے کہ میں اپنی مراد کو پہونچ گیا جب اُس نے ان کی چشم پر خمار دیکھیں کہ جو عقل و جسم کو
 خمار میں ڈال دین پہلا خمار بمعنی نشے کے ہو دوسرے بمعنی آمار نشہ جو زیادہ ہوتا ہو اور وہ صفایا خمار
 اُن دلبروں کی کہ جس پر دل سپند کے مثل جلے اور صورت اور خال و ابرو و لب عقیق کے
 مانند جیسے پردہ باریک سے آفتاب کی جھلک تھا ایسے جیسے سرو خرامان چین کے خد ایسے
 جیسے نترن و نترن جس وقت اُس نے یہ ناز و کرشمے اُن کے دیکھے اُچھل پڑا گویا تجلے حق کی
 اس پردہ حقیقت سے دیکھی کہ اسی تجلے و کرشموں اور ناز و خوب و شوخ کا ایک عالم

عاشق و حیران رنگ هوا تو

اس آیت کے معنی میں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم بیشک پیدا کیا
ہم نے انسان کو اچھی صورت میں اور اس آیت میں ومن نعمہ تنسیہ
فی الخلق اور جو کوئی کہ غم دیتے ہیں ہم اسکو دراز نگاہ کرتے
ہیں شوق میں

تو کہ صدمہ پہ آدم رالک سا جدہ بنہا جو آدم باز معزول آمدہ بنہا جبریلش ہی کشاند موکشان بنہا کہ بروزیں
مستلزم دین جو خوشان بنہا گفتہ آسج بودستی نیستی بنہا گفت جبرمت انکہ افزون زیستہ بنہا گفت
بہ فرستہ این اذلال چیست بنہا گفت آن دادست و اینست داور یست بنہا جبریلما سجدہ میکردے
پہرستان بنہا این زمان میراثم تو از جان بنہا حلقہ می پر دین دراستخان بنہا بنہا برگ از شاخ در وقت خزان بنہا
از دستہ کمر تابہ ابدہ باہوار بنہا شدہ پیر سے بنہا پشت سو سمار بنہا وان سرو آن فرق کش شعلہ شدہ
وقت پیر سے ناخوش را صلح شدہ بنہا ان قدر قصان و نازان چون سنان بنہا گشت در پیری
ادہ بنہا چون گسان بنہا برف گشتہ موسے بنہا برف زار بنہا وز تشنچ روی گشتہ دل غ داغ بنہا رنگ لالہ
گشتہ رنگ رہزان بنہا زور شیرین گشتہ چون زہرہ زنان بنہا چشم چون نرگس شدہ پڑ مردہ بنہا
از دستہ افتادہ افسردہ بنہا انکہ مردے در بغل کردی بغن بنہا بے بگریزندش بغل وقت شدن بنہا
دین خود آثارم و پیر مرد گشت بنہا ہر یک زینہا رسول مرد گشت بنہا اللغات آو خ کلمہ تحو
افسوس المصی سیکرٹن فرشتوں نے کہ نوری تھے آدم جیسے کو کہ خاکی تھے سجدہ کیا یہ رتبہ
اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا پھر وہی آدم جو برائے چندے معزول ہوئے انھیں کو جبریل بال پکڑے
ہوئے کھینچتے تھے کہ نکلیا فاس خلد واس گردہ خوش اور جان لوگوں سے یعنی جنت کے
باشندوں سے آدم کہتے تھے افسوس یہ ہستی میری نیستی ہوتی یعنی پیدا نہوتا نیست ہی رہتا
کہا جرم تمہارا یہ کہ تم جیسے بہت اور بوڑھے ہوئے اور جنت میں بوڑھے کا کام نہیں چنانچہ
بعد بشر کے جتنے سب جوان ہوئے پوچھا بعد عزت کے یہ ذلتیں کیوں ہیں کہا وہ عزت داود عطا
تھی اور یہ تمہارے لیے حکومت و داوری ہے کہ اے جبریل تم وہی تو ہو کہ ٹھکڑو سجدہ جان و دل سے
کرستے تھے اور اسوقت میں ٹھکڑو جنت سے نکالتے ہو کہ میرا لباس میرے بدن سے خود بخود اُترا
جاتا ہے جیسے خزان میں پتہ درختوں کے شاخ سے گرتے ہیں اور وہ رخ جس کی چمک دمک
شل ماہ کے تھی بسبب پیری کے ٹھکڑو سٹ کے ایسا ہو گیا ہے جیسے گوہ کی پشت اور وہ سر دفری

جوشل شمع آفتاب کے تھا پیری سے گنجا اور ناخوش ہو گیا اور وہ تدرجاً نقصان اور حملہ آور مثل
سنان کے تھا بڑھاپے سے جھک کے کمان سادہرا ہو گیا وہ بال جو یزداغ کے مانند
سیاہ تھے برف ہو گئے اور منھ کھینچ سست کے داغ داغ ہو گیا یعنی اب اسکا حال دیکھ کر دل پر
داغ ہوتا ہے صورت جو رنگ لالہ سرخ تھی زعفران کی طرح ریز ہو گئی اور زور جو شیرون کا
ساتھا وہ عورتوں کا زہر ہو گیا کہ فرامین ڈر جاتا ہے آنکھیں جوشل نرگس کے تھین مر جھا گئیں
گر می اعضا کی سب ٹھٹھرا گئی وہ جو مرد کو بغل میں دبا لیتا تھا اب اسکا یہ حال کہ جب وہ چلتا ہے
تو اسکی بغل کو پکڑ لیتے ہیں کہ گر نہ جائے بس یہ سب نشان غم و پژمردگی کے ہیں اور
ہر ایک ان سے قاصد و پیغام آور موت کا کہ دنیا سے نکالاجائے گا جیسے آدم پیری میں
جنت سے نکالے گئے

تفسیر الاذین آمنوا وعملوا الصالحات مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے
و عمل کیے نیک

قولہ ایک اگر باشد قوتش نور حق نیست او پیرے و ناقصان و ذوق پذیرے او ہست
چون مستی مست بہ کاندان شستش رشک رستمست بہ گویم و استخوانش غرق ذوق پذیرہ و ترش
در شعل نور شوق بہ و آنکہ نورش نیست برگ بے ثمر کہ خزانہ می کند زیر و زبر نہ گل نماند خار ہا ماند سیاہ
زرد و بے مغز آمدہ چون تل کاہ بہ تاجہ ذلت کرد آن باغ اسے خدا بہ کہ ازو آن حلہ ہا گرد و جہاد
خویشتر را دید و دید خویشتر بہ زہر قتال ست ہن اسے متعین بہ شاہدے کو عشق او عالم
گر نیست بہ عالمش میر انداز خود جرم چیست بہ جرمش آنکہ زیور عاریہ بست بہ کرد و نحوے
این حطل ملک من است بہ و استانیم آنکہ تا داند یقین بہ خرم آن ہاست خوابان خوشہ چین بہ
تا بداند کان حطل عاریہ پو و بہ توے بود او ز غور شید و جود المعنی یعنی یہ سب تو پیغام مرگ کے
ہیں لیکن جسکا قوت و ہمنشین نور حق کا ہو اسکو پیری سے کچھ نقصان نہیں ہر نہ وقت اسکی مستی
جو پیری سے ہو وہ ایسی مستی ہے جیسے مستی کی کہ بہت حالت و جذبے سے مست ہو جاتا ہے
ورنہ اسکی مستی وہ ہے جس پر رستم کی چستی رشک کرے وہ اگر تباہ و تھپی تھی اسکی غرق ذوق ہوتی تو
اور ذرہ ذرہ اسکا شعل نور شوق میں آوے جسکا یہ نور ترن نہیں ہو وہ برگ بے ثمر ہو جسکو حزن ان
لوٹ پوٹ کرتی تو بس گل اس میں نہیں رہا خار سیاہ رہ گئے اور زرد و بے مغز جیسے تو وہ سوکھی گھاس کا
اب حیران ہوں کہ اس بلغ سے اسے بار خدا یا ایسی کون سی لغزش ہوئی کہ اس سے وہ بھٹے بہشتی

عجاہو گئے باغ مراد وجود انسان سے ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود بینی کی اور خود بینی ای متعین نہایت
 ہی زہر کشندہ ہے اس سے خبردار ہو جا آہ فرماتے ہیں وہ شاہد کہ جس کے عشق میں ایک عالم رویا
 اور وہی عالم آب اُسکو آب میں سے نکالتا ہے حیران ہوں اُسکا جرم کیا ہے ہاں یہ جرم ہے کہ اُس نے
 زیور سنگی کا پہنا تھا اور دعوے یہ کیا کہ میری ہی ملک میں ہی اسکا مالک مون بس اسی واسطے لیے
 لیتے ہیں تا یقین جان کے کہ خرمن کے مالک ہم ہیں اور معشوق لوگ خوشہ چین ہیں اور یہ جان لے
 کہ یہ زیور سنگی تھا اور اُسکا پر تو خورشید عالم وجود کا ہے قولہ اُن جمال و قدرت و فضل و ہنر و آفتاب
 حسن کرو این سو سفر بہ بازی گردید چون استار ہا بہ نور اُن خورشید زین دیوار ہا بہ پر تو خورشید شد
 تاجا لے گاہ بہ ماند ہر دیوار تاریک و سیاہ بہ آنکہ کرداد بر رخ خوابت و دنگ بہ نور خورشید بہت
 ازین شیشہ سر رنگ بہ شیشہاے رنگ رنگ اُن نور را بہ می نماید این چنین رنگت نما بہ چون ماند
 شیشہاے رنگ رنگ بہ نور بے رنگت کند ان گاہ دنگ بہ خوے کن بے شیشہ دیدن نور را بہ
 تا چو شیشہ بشکند بنود عجا بہ قانع باد انش آموختہ بہ وز چراغ غیر چشم فروختہ بہ او چراغ خویش
 بر باید کہ تا بہ تو بدانی مستعیری اوقتی بہ کہ تو کردی شکر و سعی محمد بہ غم خور کہ صد چنان بازت دہد بہ در
 نکر دے شکر اکون خون گرے بہ کہ شد ست اُن حسن از کا فر دے بہ امۃ الکفران اصل اعمالہ بہ
 امۃ الایمان اصلح بالعلم کہ شہ زبے شکر خوبی و ہنر بہ کہ دگر ہرگز نہ بید زان اثر بہ خویشی و بیخویشی
 و شکر و داد بہ رفت و انسان کہ نیابد شان بیا بہ المعنی یعنی اُس جمال و قدرت و ہنر نے
 آفتاب حُسن سے اس طرف سفر کیا تھا اور اُٹکا تھا آب وہ نور اُس خورشید کا جو ان دیوار و ہنر تھا
 ستاروں کی طرح لوٹ گیا اور وہ پر تو خورشید کا اپنے ٹھکانے کو گیا لا جرم ہر دیوار تاریک
 سیاہ رہ گئی اور وہ کہ جس نے خوبون کی صورت پر تجھ کو حیران و دنگ کیا ہے وہ نور خورشید کا ہے
 جو شیشہ سر رنگ میں جھلک رہا ہے شیشہ سر رنگ سترخ سپید سبز جو مراد حسن سترخ و سپید و
 سبز سے ہے یہ شیشے رنگ رنگ کے اُس نور کو ایسی رنگتوں کے ساتھ دکھا رہے ہیں اور جب
 یہ شیشے رنگ رنگ کے نہیں رہتے تو پھر وہ نور بے رنگت تجھ کو حیران و دنگ کر دے گا اسکی
 حقیقت کچھ نہیں رہی اب تو عادت اپنی بے شیشہ نور دیکھنے کی کر تا شیشہ جو ٹوٹی والی چیز ہے ٹوٹ
 جائے تو تو کو رواندھانہ رہ جائے تو اپنے علم و دانش پر قانع ہو رہا ہے جو سیکھ لی ہے اور غیر کے
 چراغ سے چشم فروختہ و روشن کیے ہوئے ہے جب وہ چراغ اپنا بجائے کاتب تو جانیکا کہ میں مستعیر تھا
 لے سنگی مانگنے والا اور اگر تو نے اس مستعار کا شکر کیا اور جہد بجالایا تو کچھ غم مست کر

اگر ایسے ایسے سیکڑوں وہ بھگو پھر دے گا اور جو تو نے ناشکری کی ہے تو آنسو خون کے روپا کر اس واسطے کہ
 وہ حسن کا فرادہ ناشکری سے بیزار ہو بس بڑی مصیبت کی بات ہے اس لئے کہ جو گروہ کفران
 والے ہیں وہ نہایت گمراہ اعمال ہیں اور جو گروہ ایمان والے ہیں وہ بڑے اصلح دل چنانچہ
 فرمایا اللہ تعالیٰ کفر و اوصد اعن سبیل اللہ اصلح اعمالہم جو لوگ کہ کافر ہوئے اور اللہ کی راہ سے
 پھر گئے وہ نہایت بدتر اعمال ہیں جو بے شکر ہو اُس لئے خوبی و نہر ایسا کم جاتا ہے کہ پھر وہ اسکا اثر و
 نشان نہیں پاتا اپنا نیت اور غیریت اور شکر دوستی سب کو وہ ایسا بھول جاتا ہے کہ کبھی اُسکو یاد ہی نہیں آتا
 قولہ کہ اصلح اعمالہم اے کافران! بد جستن کا مست از ہر کامران! بد جزا ہل شکر و اصحاب و فساد
 کہ مرایشان راست دولت در قفا بد دولت رفت کہ با قوت دہد بد دولت آیندہ چون چشمہ زہد
 قرض وہ زین دولت اندر اقرضو بد تاکہ صد دولت بہ بینی پیش رو بد اند کے زین شرب کم کن بہر
 خویش بد تاکہ حوض کوثر آید بہ پیش بد جرئہ بر خاک و فآن کس کہ ریخت بد کے تو اند
 صید دولت زوگر ریخت بد خوش کن دل کہ اصلح بالہم بد رومن بعد التوے انزالہم بد اے اہل
 وے مرگ غارت ساز وہ بد ہر چہ مردے زان شکوران باز وہ بد دادہد وایشان نہ پذیرند آن بد
 زانکہ منعم گشتہ اند از رخت جان بد صوفیم وخرقما انداختیم بد باز نہ ستانیم چون در باختیم بد
 ما عوض دیدیم واندکہ چہ عوض بد رفت از ماحاجت وحرص و غرض بد ز آب شور ہلکے بیرون شدیم بد
 بر حقیق چشمہ کوثر ندیم بد انچہ کر دے آن جہان بادگیران بد بیوفائے دفن و نازگران بد بر سرت
 ریزیم ماہر چاہے کہ شہیدیم آدمیم اندر غراب اللغات تقا پس پشت زہد نہیدن سے اہلنا
 ہال دل تو می بفتح مرگ و ہلاکت آنرا کہ جمع نزل تحفہ المعنی یعنی امی ناشکرو یہ جو جملہ ہر اصلح اعمالہم
 وہ یہی بات ہے کہ خدا کو چھوڑ کے اپنے مقصود کو ہر کامران سے دنیا کے دھونڈھٹا اس سے بدتر
 کوئی عمل نہیں آیت اہل شکر و اصحاب و فاسے ڈھونڈھٹا کے پیچھے دولت ہاتھ باندھے کھڑی ہو
 دنیا کی دولت رفتہ ہو کہ بعد مرگ گئے گزرے ہو جائینگے پھر یہ رفتہ کیا قوت دے گی اور ارباب
 شکر کی دولت آیندہ جو مثل چشمے کے اُبلتی ہو تو اپنی دولت میں سے امر اقرضو میں قرض دے
 تا سیکڑوں دولتیں اپنے سامنے کھڑی دیکھے اقرضو سے اشارہ طرف آئیے کہ یہ و اقرضو اللہ تعالیٰ
 حسنا اور قرض دو اللہ کو قرض نیک یہ جو تیرا کل و شرب روز مرہ ہو اس میں سے تھوڑا
 اپنے ہی واسطے کم کر کہ اسکے بدولت حوض کوثر تیرے سامنے آئے گا خوب جان لے ایک
 جرعہ بھی جس نے خاک و فاپر ڈالا اُس سے صید دولت کا کب بھاگ سکتا ہے ضرور اُسکا صید ہوگا

وہ شخص اپنے دل کو خوش کرے جسکی شان میں اصلع بالعم ہو کہ بعد مر جانے کے اُنکے تحفے لوٹ کے اُگودے جائینگے حکم ہوگا کہ اجل اور امروگ جو کچھ تم نے اس سے لوٹا ہو درست کرو اور ان شکورون سے جو کچھ لیلیا ہو پھر دوسری تفسیر بعد التوئے الخ کی ہو وہ پھر کے جب دینگے تو یہ لوگ نہیں لینگے اس سبب سے کہ یہ خوب دولت مند رخت جان سے ہو چکے ہیں یہ کہینگے کہ ہم صوفی ہیں ہم نے خرچے پھینک دیے یعنی سامان دنیا ترک کیا اور جسکو ترک کیا اسکو لوٹ کے نہیں لیتے ہم نے اپنا عوض دیکھ لیا یعنی دیدار خدا پھر عوض کیسا ہماری سب حاجتیں پوری ہو گئیں ہم سے ہر حرص و غرض جاتی رہی ہم اب شور و ملک سے نکل گئے اور شراب صاف اور چشمہ کوثر سے جاگے بس اس جہان میں جو کچھ بیوفائی اور داد و ناز گران تو نے اور وں سے کیے ہم تیرے سر پر کیوں ڈالیں ہمارا تو کچھ بکرا ہی نہیں ہم تو شہید ہو کے غراسے آئے ہیں اور شہید کی دیت نہیں نہ خون بہا **الخلافت** دونوں متنون میں جو زاہل شکر کو چون اور تو می کو تو لے بہرچہ کو بہر جزا لکھا ہو قولہ تابا نے کہ خداے پاک را بنہندگان ہستند پر حملہ مراد بہت ترزیہ دنیا بر کنندہ بخیمہ را بر پاروے نصرت زندہ این شہیدان بازو غازی شدند بنہ این اسیران باز بر نصرت زندہ قفل مشکلمان و طغش حل شدہ بنہ نفس کا فرنا گمان بسمل شدہ بنہ ناامیدی رفتہ امید آمدہ بنہ گشت مسجد ناگمان این بتکہ بنہ سر بر آوردند باز از نیستی بنہ بہین مارا کہ اکہ نیستی بنہ تابہ بینی در عدم خورشید ہاست بنہ وانچہ اینچا آفتاب آنجا سہاست بنہ در عدم ہست اے برادر چون بود بنہ ضد اندر ضد چون لکنون بود بنہ یخیزج الحی من است بدان بنہ عدم آمد امید عابدان بنہ مردکارندہ کا بنارش نیست بنہ شاد و خوش بے بر امید نیست بنہ بروید آن زسوی نیست بنہ فہم کن گرد آفت معینیت بنہ و مبہم از نیستی تو منتظر بنہ بیابے فہم و ذوق آرام و بر نیست دستوری کشا و این راز را بنہ ورنہ بغداد کے کیم خج از را بنہ پس خزانہ صنع حق باشد عدم بنہ کہ بر آرد و عطا ہا و مبہم بنہ مبہم آمد حق مبہم آن بود کہ بر آرد و فرع بے اصل و سند بنہ **اللغات** مرا و جنگ بارہ دیوار قلعہ اکہ کور مادر زاد المعنی یعنی تیرا واپس کردہ اے اجل اسواسطے ہم نہیں قبول کرتے کہ تو یہی جان لے کہ خدای پاک کے ایسے بندے بھی پر حملہ و جنگ میں تو یہی نہیں کہ وہ موٹھیں تر ویر دنیا کی اکھڑتے ہیں اور خیمہ قلعہ نصرت پر کھڑا کرتے ہیں جس یہ شہید پھر از سر نو غازی ہوے اور ان اسیران نے پھر نصرت پر حملہ کیا کہ باز دادہ اجل کا نہیں لیا آسدا سارے قفل مشکلون کے اُسکے لطف سے کھل گئے نفس کا فر جو دشمن ہو ناگمان پھر ادھ مرا ہو گیا اب ناامیدی گئی امید آئی اور یہ بتکہ پھر مسجد ہوا اور سر نیستی نکال کے کہا کہ لے دیکھو ہلو کوساٹے کہ اگر

بیچ میں اندھا ہو گیا تھا تو ہو گیا اندھا اور نادر تو نہیں ہی تاجک کو معلوم ہو کہ عدم میں ایسے ایسے آفتاب
ہیں جنکے مقابل یہ آفتاب یہاں کا سما ہی لائبہ جان کے کہ عدم میں بہت کیسا موجود ہو اور عدم میں
ضد کیسی تھی ہی اس اہمیت کے معنی پھر جرح الحی من المیت نکالنا ہی زندہ مردے سے خوب جان کے
اسی سبب سے عابد امید عدم کی کرتے ہیں کہ وہ مرنا نہیں ہی زندہ ہونا ہی جیسے کسی کھیتی کرینوالے کا انبار
خالی ہو گیا تو نیستی کی امید پر شاد و خوش ہو کر آئندہ ہو جائے گا کہ وہ ابھی نیست ہی اور خیال کرتا ہی کہ وہ
نیستی کی طرف سے پیدا ہو گا بس اگر تو صاحب معنی ہی تو اسی کو سمجھ لے اسکے سوا اور باتوں میں تو نیستی کا
منتظر ہی کہ جو سمجھ اور ذوق و آرام دینے کے اب نہیں ہی پھر ہو جائے گی یہ بھی نیستی میں ہی اب فرماتے ہیں
کیا کروں اس بھید کے کھولنے کی اجازت نہیں ہی ورنہ میں انجان کو بغداد بنا دیتا یعنی محفوظ
کی ایسی شرح بسط کرتا مختصر ہو کہ عدم اللہ تعالیٰ کی صنع کا خزانہ ہی جس سے وہ دمدم
عطا میں ظاہر کرتا ہی پس اللہ تعالیٰ مبدع ہی مبدع اسکو کہتے ہیں کہ جن فرعون کی اصل
سند نوان کو پیدا کرے

مثال عالم نیست ہست نما اور عالم ہست نیست نمایں

قولہ نیست را بنمود ہست آن مختشم ہست را بنمود بر شکل عدم بجز را پوشید و کف کرد آشکارا نہ با در ا
پوشید و بنمودت خبرا نہ چون منارہ خاک پہچان در ہوا نہ خاک از خود چون بر آید بر علانہ خاک را بینی ببالا
لے علیل نہ با درانہ جز تعریف و دلیل نہ کف ہی بینی روانہ ہر طرف نہ کف بے دریائندار و منصرف نہ
کف ہمس بینی و دریا از دلیل نہ فکر نہ نہان آشکارا قال دتیل نہ نفی را اثبات سے پنڈاشتم نہ دیدہ معدوم
بینی داشتم نہ دیدہ کا ندو سے فحاسی شدید نہ کہ تو اند جز خیال و نیست دیدہ لا جرم سرگشتہ گشتم از
حلال نہ چون حقیقت شد نہان پیدا خیال نہ این عدم را چون نشانہ اندر نظر نہ چون نہان کرد آن حقیقت
از بصیرہ کفرین اے استاد سخرا بات نہ کہ بنمودے مہر خان را دروصاف نہ ساحران مہتاب پہچایت
نزد و نہ پیش باز رگان دزر گیرند سود نہ سیم بر بایند زینگون پہچ پہچ نہ سیم از کف رفتہ دگر باس پہچ نہ
این جہان جادو ست ما آن تا جریم نہ کہ از مہتاب پہچودہ خریم نہ کہ گند کر باس پا نقد کر مہتاب نہ
ساحرانہ از نور مہتاب نہ چون ستم و سیم عمرت اے رہے نہ سیم شد کر باس سے کیسہ سے نہ
قل اعوذت خواند باید کاے صمد نہ بین زلفات ات افغان و زعفرانہ اللغات فحاس بضم ہندے
او نگہ معرض بضم و گرو اندہ مہتاب بگزیمودن بیہودہ کام کرنا گریاس بالکسر پارچہ معدوم اسلمعنے
فرماتے ہیں عجب قدرت اس قادر مطلق کی ہی کہ اس مختشم نے نیست کو تو ہست ظاہر کیا اور ہست کو بیکل عدم

دکھایا مثلاً دریا کو چھپایا اور کف ظاہر کیے اور ہوا کو پوشیدہ کیا دیکھو منارے کی طرف خاک لیٹی ہوئی کیسی ہوا میں اوپر کو چڑھتی ہے جسکو بگولہ کہتے ہیں پھر بھلا خاک آب سے کیسے اوپر چڑھ سکتی ہے مگر تو اے علیل خاک کو دیکھتا ہے ہوا کو نہیں دیکھتا جو دراصل اسکو ہوا پر لیگی اسکیے نیچے بہت سی دلیلیں اور تعریفیں چاہئیں جیسے ہر چیز کو دلیل و تعریف سے پہنچواتے ثابت کرتے ہیں اور اے دریا میں جو جھاگھ ہر طرف پھرتے ہیں انکو تو یہی جانتا ہے کہ جھاگھ پھرتے ہیں یہ نہیں دیکھتا کہ جھاگھ بے دریا کے کیسے پھر سکتے ہیں بس کف تو اپنے حس سے دیکھتا ہے اور دریا کو دلیل سے ایسی ہی فکر تو چھی ہوئی اور قال و قیل ظاہر جو فکر سے پیدا ہوتی ہے بس جو نفی ہے اسکو ہم اثبات جانتے رہے ہیں ہم کو آنکھیں معدوم کے دیکھنے کی ملین اور کیوں نہ ہو جو آنکھ کے اوٹکھنے لگتی ہے تو وہ سوائے خیال نیست کے اور کوئی چیز کب دیکھتی ہے تا جرم ہم بھی گمراہی سے سرگشتہ ہو گئے اور ظاہر کہ جسکا سر گھومتا ہے اسکی بھی اصل شے نظر میں نہیں جیتی اور یہی وجہ سرگشتگی کی ہے کہ حقیقت چھپی ہوئی ہے اور خیال ظاہر ہے اب اس نے اس عدم کو جو نظر میں جمادیا ہے تو حقیقت کو بصر سے کیسا چھپا دیا ہے آفرین ہے تجھ پر اے استاد محربات کہ تو نے اعراض کرنے والوں کے حق میں صاف کو کیسا درد کر دیا ہے ساحر لوگ دعو کا دیکے سودا گروں کو چاندنی جلدی جلدی ناپ دیتے ہیں اور زرد فائدہ اُن سے خوب کر لیجائے ہیں ایسے انج بیچ کر کے روپیہ ان سے لیجائے ہیں بس روپیہ بھی اُنکے ہاتھ سے گیا اور وہ جو کر پاس کر کے چاندنی ناپ دی تھی وہ بھی کچھ نہیں اُٹے اہنا یہ جہان جادو ہے اور ہم تاجہر کہ اس جادوگر سے مہتاب پیو وہ کو خرید رہے ہیں اگر وہ جادو گروں کی طرح جلدی سے پاسنگز کر پاس تو رستاب سے ناپ دے جس وقت کہ وہ سیم تری عمر کی تحفے لیکتا تو بس سیم بھی گئی اور کر پاس تو ہے ہی نہیں وہ تو نور مہتاب تھا تیرا کیسے ہر طرح اڑ رہی خالی رہ گیا تجھ کو ان جادو گروں سے بچنے کو قل اعوذ برب الفلق پڑھنا چاہیئے یعنی کہ تو پناہ چاہتا ہوں میں یروردگار سے جو سفیدی صبح کی نکالتے والا ہے اور کہ اے صمد ہماری فریاد نفاذات و عقد سے جو ہے اس پر نظر کر کہ اس جہان نے کیسا دم بھونک بھونک کے گرہن لگائی ہیں واضح ہو کہ کفار نے آنحضرت پر جادو کیا اور ریش مبارک کے بال میں دم بھونک کے گرہن لگائیں عقین اور تجھ کے تے دبا دیا تھا کہ آپ کو اس سے نہایت تکلیف ہوئی بس معوذتین نازل ہوئیں اور جبریل نے وہ جگہ بتائی جہاں وہ بال بجا تھا وہاں سے بال نکالا اور معوذتین کے پڑھنے سے وہ سحر دفع ہوا لہذا یہ دونوں سورتیں دفع سحر ہیں اسی وجہ سے مولانا نے فرمایا کہ قل اعوذ برب الفلق پڑھنا چاہیئے تا اس جہان کے

جادو سے چھوٹے قولہ مید مندا ندر گرو آن ساحرات : الغیاث المستغاث از بردومات : ایک ہر خوان از زبان و فعل نیز کہ زبان قول مست است اسے عزیز : از زمانہ متراسہ ہر مست : آن یکے دانی دآن دو عذر مست : آن یکے یاران و دیگر رخت و مال : دآن سوم دافے است از حس الفعال : مال ناید باتو بیرون از قصور : یا راید لیک تا بالین گور : چون ترار و زاجل آید : پیش : یا رگوید از زبان حال خویش : تا بدینجا پیش : ہرہ بیستم : بر سر گورت زمانے بیستم : فعل تو فسیست : زان کن ملتحہ : کا ندر آید باتو در قعر لحد : اللغات ملتحہ بالضم و فتح جائے پناہ المعنی یہ دنیا اور اس کے اشیاء ساحرات یعنی جادو گر نیاں جوانی گر ہون میں سحر چھونک رہی ہیں اہلکوبالین ڈالنے کو بس فریاد ہی فریاد ہیں ان کے بردومات سے کہ سخت عاجز کر رکھا ہو لیکن اس الغیاث و المستغاث کو قول و فعل دونوں سے بجا لاکس لیے کہ زبان قول کی اور عزیز مست ہر صرف قول سے کام نہیں چلتا دنیا اور اسکے اشیاء ان میں سے تین چیزیں تیرے ساتھ ہیں جس میں ایک وفادار و دیوفا وہ بیوفا ایک تو یار تیرے ہیں اور دوسرا رخت و مال اور وفادار افعال نیک مال درخت کا تو یہ حال کہ بعد تیرے تیرے محل و قصور سے تیرے ساتھ باہر ہی نہیں نکلے گا یا ر البتہ تیرے ساتھ ہون گے وہ بھی بالین گور تک یعنی جب روز اجل تیرے سامنے آئے گا یا تو اپنی زبان حال سے کہے گا کہ میں ہمیں تک تیرے ساتھ ہوں زیادہ نہیں بس اتنا ہو کہ تھوڑی دیر تیرے سر گور کھڑا ہو لیا مگر فعل تیرے وفادار ہیں ان سے پناہ ڈھونڈھ کہ یہی تیرے ساتھ قعر گور میں داخل ہو گئے

اس حدیث کے معنی میں لابد من قمرین یدفن معک وہو ح و تدفن معہ وانت میت فان کان کریمًا کریمک دان کان لیثما الیمک وذلک القمرین عملک فاصلح ضرور ہے کہ کوئی قمرین تیرا تیرے ساتھ دفن کیا جائے اور حال یہ کہ وہ زندہ ہی اور تو اس کے ساتھ دفن کیا جائے حال آنکہ تو مردہ ہی پس اگر وہ قمرین کریم ہی اکرام دے گا تجھ کو اور اگر لیثم تو دکھ دے گا تجھ کو اور یہ قمرین تیرے عمل میں پس اصلاح کر تو انکی

قولہ پس ہمہ گفت بہرین طریق : با وفات از عمل نبود رفیق : ہر بود نیکو ابدیارت بود : در بود بد در لحد نارت شود : این عمل دین کسب در راہ سنا دے کہ تو ان کرد اسے پر بے اوستاد : دون قرین کسی کہ در عالم رود : پیچ سبے ارشاد استادی شود : اولش علمت آنکھی عمل : تا دہر بر بعد مہلت

ثما اجل ۛ استعینوا فی حرب یا ذوالنہاء ۛ من کریم صلح من الہما ۛ اطلب الدواخی وسط الصدق ۛ و طلب
الفن من ارباب الحرف ۛ ان لیتیم ناصحین الصفا ۛ با در التعلیم لایستکفوا ۛ در وباغت در خلق پوشید مرد ۛ
خواجگی خواجہ را آن کم نکرد ۛ وقت دم آسنگار پوشید دل ۛ احتشام اوند شد کم پیش خلق ۛ پس لباس
کبر کن بر و ن زتن ۛ طبع دل پوش در آموختن ۛ علم آموزے طریقش تو نیست ۛ حرف
آموزے طریقش فعلیت ۛ فقر خواہے آن بصحت قائم است ۛ بے زبانت کارے آید
بدست ۛ اہمعتی تیس پیرے اسی راہ سے فرمایا ۛ کہ عمل سے بڑھکے کوئی رفیق با وفا نہیں ہو سکتا
اگر عمل نیک ہو تو ابد تک تیرا رہا ۛ اور اگر بد تو تیری قبر کا سانپ آب فرماتے ہیں اے پدر یہ
عمل اور یہ کسب سدا و صدق کی راہ سے بے استاد کے کب کر سکتا ہو اس کسب سے
ناچیز تر کسب کو سنا جہان میں ہو چکیا جائے اور بے ارشاد کسی استاد کے ہو اول تو ہر کسب کا
علم ہونا چاہیے پھر عمل واجب تک بھگو ملت اجل سے ہر پھل دے یعنی عمر بھر اہداف فرمایا کہ
مردو چاہو تم لڑائی میں لے آگاہی والو کسی کو کم صلح اور اسکے اہل سے متوئی ڈھونڈھ لے
بھائی وسط صدق سے اور فن و نہراہل حرف سے اگر ناصح لوگوں کو دیکھو تو الصفا کرو کہ واقعی
یہ برائیاں ہم میں ہیں ابتدا کرو تعلیم میں اور اس سے شرماؤ گنہگار و مت مردو لوگ
وقت دباغت لے محبت و ریاضت کے پوری پوشش پہنتے ہیں اور یہ اسکی خواجگی کو نہیں
گھٹاتی وہ ویسا ہی خواجہ ہو جیسے لوہا ردھو گنتی دھونکتے وقت گڑھی پہن لیتا ہو تو کیا احتشام
اسکا مخلوق کے سامنے کم ہو جاتا ۛ پس لباس کبر و غور کا اتار اور لباس ذلت کا سیکھنے کے وقت
پہن لے اگر علم سیکھتا ہو تو سیکھنے کا طریق قوی ہو یعنی زبان سے کام لیتے ہیں اور اگر حرف سیکھتا ہو
تو اسکا طریق فعلی ہو یعنی ہاتھ پاؤں کا کام اور اگر فقر سیکھتا ہو تو وہ صحبت کامل سے قائم ہوتا ۛ
اس میں نہ زبان کام آتی ہو نہ ہاتھ قوی نہ دانش انوار است در جان رجال ۛ بے زراہ دفتر و
بے قیل و قال ۛ دانش آن راستا ند جان زجان ۛ بے زراہ دفتر و بے از بیان ۛ در
دل سالک اگر است آن رموز ۛ رمز دانی نیست سالک را ہنوز ۛ تا دلش را شرح آن ساز و ضابطہ
پس الم نشرح بفرما ید خدا ۛ کا مردون سینہ شریعت دادہ ایم ۛ شرح اندر سینہ است بہما دہ ایم ۛ
تو ہنوز ناخارج از طالبے ۛ مجلے از دیگران چون حالبے ۛ چشمہ شیرست بر تو بیکنار ۛ تو چرا مے شیر
جوی از آثار ۛ مشغولے دارے بہ چرا مے آبگیر ۛ تنگ دارا نہ آب جستن از غدیر ۛ کہ الم نشرح شریعت
ہست باز ۛ چون شری تو شرح جو گوید سانہ ۛ در نگور شرح دل داندون ۛ تا ناپید غنہ لایبصرون ۛ

اللغات غلب بر وزن مضرب ظرف گلی شیر و شیرین غالب شیر و شندہ تغار بفتح طشت گلی خواہم
بریدن المعنی یعنی وہ جو مرد خدا کے ہیں اُن کی جان میں دانش انوار خدا سے ہو نہ دفتر قیل و قال
سے کہ اس دانش کو ان کی جان سے جان ہی لے سکتی رہی نہ راہ دفتر و بیان سے اگر چہ دل
سالک میں وہ رموز ہیں لیکن رمزدانی اُسکو اُس وقت تک نہیں ہو جب تک اُسکے دل کو
وہ ضیاء نشر و کشادہ نہ کر دے تا سمائی پیدا ہو اسی واسطے حق جل و علانی فرمایا ہر الم نشرک
صدرک کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا نہیں نے تیرے سینے کے اندر کشود و جھک
دی ہو اور شرح تیرے سینے میں رکھی ہو اور تعجب کہ تو ابھی خارج سے ڈھونڈھا پھر تا ہو تو خود دودھ
کا برتن دودھ سے بھرا ہو تو اور دن سے دھونے والا کیوں ہو تیرے پیچ میں تو ایک چشمہ بے کنار
شیر کا ہو تو کسی طشت سے دودھ کیوں ڈھونڈھا پھر تا ہو تیری راہ تو اے آب کیو بجنے حوض و
تالاب کے ہو خود دریا سے ملی ہوئی ہو تو شرما تا نہیں جو بانی تالاب سے مانگتا ہو کس واسطے کہ
الم نشرک میں نہ تیری شرح کھلی ہوئی ہو جو لک فرمایا ہو یعنی واسطے تیرے پھر تو شرح جو اور شرح کی
گردائی کیوں کرتا ہو بس تیرے باطن میں جو شرح دل کی ہو اُس میں غور کرتا تجھ پر طعن لایہ جردن کی نہ
آئے کہ موجود ہوتے شے کے نہیں دیکھا ہے بھرا ہو

اس آیت کے معنی میں وہو معلم انما کنتم اور وہ تمہارے ساتھ
جہان کہیں تم ہو

قولہ یک سب پر نان ترا بر فرق سر تو بھی خواہی لب نان در بدر نہ در سر خود پیچ دل خیرہ سرے نہ
رودردلی زن چرا بر ہر درے نہ تا بنا نوی میان آبجو غافل از خود زین دان تو آب جو نہ بر سر
نان ست و پایت اندر آب نہ اعطش و رجوع گشتی خراب نہ پیش آب و پس ہم آب و با مدد
چشمہ را پیش سد و خلف سد اسب زیران و فارس اسب جو نہ چلیست این گفت اسب
لیکن اسب کو نہ ہے نہ اسب است این زیر تو پدید نہ گفت آری لیک خود اسی کہ دیدہ نیست آن
و پیش روے اوست آن نہ اندر آب و بخیر ناب روان نہ مست چیز پیش روے اوست چیز نہ
بخیر نان چیز و شرح خویش نیز نہ چون گم و بھر گوید بھر کو نہ آن خیال چون صدف دیوار او نہ گفتن آن کو
جما بش می شود نہ ابر تاب آفتابش می شود نہ بند چشم اوست ہم چشم بدش نہ علت رفع سد او
گشتہ سدش نہ بند گوش او شدہ ہم گوش او نہ ہوش با حق داراے مد ہوش او نہ اللغات عطش
تشنگی جو نہ گرسنگی اسلئے تیرے سر پر تو ڈلیا و ٹیون کی رکھی ہوئی ہو اور عجب کہ تو در بدر

روٹی کا ٹکڑا اگلتا پھر تار ہی تو اپنے سر کی طرف مشغول ہوا دیر خیرہ سری چھوڑ دے جا تو اپنے دل کا دروازہ
 بجا کیوں ہر دروازے پر جاتا ہی تو تو زانو تک نہرین کھڑا ہی کیسا آپ سے غافل ہو کہ امین دآن سے
 پانی کا طالب ہی تیرے سر پر روٹی ہو اور پاؤں تیرا پانی میں اور تو پیاس جھوک سے خراب ہو رہا ہو
 تیرے سامنے بھی پانی اور تیچھے بھی پانی کہ جس کی مدد جلی آتی ہو مگر تیری آنکھوں کے سامنے بھی
 دیوار ہی تیچھے بھی دیوار جیسا کہ فرمایا وجعلنا من بین ایدیم سدا ومن خلفهم سدا اور کی ہم نے سامنے
 اُن کے دیوار اور پیچھے ان کے دیوار یہ وہ مثل ہو کہ گھوڑا تو زیرِ ران ہو اور سوار گھوڑا ڈھونڈھتا پھر تار ہی
 جب پوچھا یہ زیرِ ران تیرے کیا ہو کما گھوڑا لیکن جسکو میں ڈھونڈھتا ہوں وہ گھوڑا کہاں ہو کہا میں یہ
 گھوڑا نہیں جو تیرے پیچھے ہو کما ہی تو گھوڑا لیکن میرا گھوڑا کتنی دیکھا ہو تو بتاؤ بس عجب تماشا ہو کہ
 کہ وہی جسکو ڈھونڈھتا ہو اُسکے پیش رو ہو اور اسی کو کہتا ہو وہ نہیں ہو اُسکا ایسا حال ہو جیسے
 کوئی پانی کے اندر ہو اور پانی سے بچ رہا جیسے کوئی کسی چیز کا مست ہو رہا ہو اور وہ چیز اُسکے سامنے
 ہو اور وہ بچ رہا اُس چیز سے بھی اور اپنی شرح و کشود سے بھی جیسے گوہر ہو تو دریا میں اور پوچھے کہ دریا کہاں
 بس وہی خیال چون صدف اُسکا اُسکی دیوار ہو رہا ہو اور یہی کہنا اُسکا یعنی اُن کو اُس کے
 واسطے حجاب ہو اور یہی چشم بد اُسکی بند چشم ہو اور یہی ابر ہو اُسکے آفتاب کی تاب پر اور چشم بد
 اُسکی اسی کی چشم بند چشم بد اس سبب کہ مقصود کو نہیں دیکھتی یہی علت دفع سد کی تھی وہی تو سد بن گئی
 یعنی آنکھ سے ملنے اور حامل شے کو دیکھتے ہیں سو وہی ملنے ہوئی ایسے ہی گوش اُسکے بند گوش ہوے
 بس تو ای شخص اگر مدہوش حق کا ہو تو اُسکے ساتھ ہوش رکھ

اس حدیث کے معنی میں من جبل الموم ہما واحد کفاه اللہ سائر ہمو مہ ومن
 تفرفت بہ الموم لایبای اللہ فی ای واد منها ہلک جس نے ٹھہرایا بہت سے
 غمون کو ایک غم کافی ہو اللہ اُسکو سارے غمون کو اور جس نے پریشان کیا
 نہیں پروا کرتا ہی اُسکی کسی مقدمے میں ہلاک ہوا

قولہ ہوش را تو نعلی کو دے برجات ہدے نیر زدرہ آن ترہات ہد آب ہش را مے کشد ہرنیغ خاٹہ
 آب ہوش کے رسد سوے شمار ہد آبہارا نے کشد آن خس گیاہ ہد آب ہوش کے رسد
 سوے اکہ ہین زن آن شاخ بدرا خوش ہد آب وہ این شاخ خوش را تو کنش ہد ہر دو سبزند
 این زمان آخر نگہ بکین شود باطل و زان نہ دیدن ہد آب باغ آن را حلال و این حرام ہد منسرق را
 آخر ہدینی و السلام ہد عدل چہ بود آب وہ اشجار را ہد ظلم چہ بود آب دادن خاٹہ عدل وضع نعمتے

بر موضعش بنے بہرینے کہ باشد آیکش بد ظلم چہ بود وضع و رنا موضعے کہ نہ باشد جربا رہ بنیے بد نعمت
حق را بجان و عقل وہ بنے بطبع پر زحیر و پر گره بد بار کن پیکار غم را بر تمت بد بردل و جان نہ آجا نکندت
بر سر عیسے نہادہ ننگ بار بد خیر سکیزہ میزند و مرغزار بد سرمہ را در گوش کردن شرط نیست بد کار دل را
جستن از تن شرط نیست اللغات توزیع پریشان کرنا ترہات بالضم ہیودہ بابتن خوب معنی
بر یون نیز زحیر و پیش سکیزہ بکسر تین لائق مارنا لوٹنا **المعنی** فراتے ہیں تو نے تو اپنے ہوش کو
جہات و اسباب پر بانٹ رکھا ہے اور پریشان کیا ہے بھلا یہ ہیودگی کا ساگ اسکے لائق کب ہو تجھ کو
خبر نہیں تیرے آب ہوش کو تو خاربین پیے جاتا ہے پھر یہ آثار و میودن کی طرف کیسے پہنچے جس سے پھل
کھائے آور دہ گیا ہوجس ہے اس آب کو پیے جاتی ہے پھر یہ آب تیرا خدای تعالیٰ کی طرف کیسے پہنچے گا
خبردار ہو اس شلخ بد کو کاٹ ڈال اور قطع کر دے اور شاخ خوش کو پانی دیکر تازہ و نو کر اس
وقت میں تو دونوں سبز ہو رہے ہیں مگر تو انکا انجام دیکھ کہ یہ شاخ دنیا کی باطل ہو جائے گی اور
اس سے پھل پیدا ہوگا بس آب باغ کا جو تیرا وجود ہے اس شاخ کو حلال ہے اور اس شاخ کو حرام
اب تجھ کو لازم ہے کہ دونوں کے فرق کو دیکھ آگے ہمارا اسلام لے تو جانتا ہے عدل کیا چیز ہے درختوں کو
پانی دینا اور ظلم کیا ہے کانٹوں کو پانی دینا عدل کیا ہے ہر شے کو اپنے موقع پر رکھنا نہ ہر شے کو جو پانی کھینچی
پانی دینا اور ظلم کیا ہے کسی شے کو بے موقع رکھنا کہ وہ بلا کا چشمہ ہوتا ہے سو ابلا کے اور کچھ نہیں تو نعمت
حق کی عقل و جان کو دے نہ طبیعت کو جو پیشون اور گریہوں سے بھری ہے یعنی ایسا کھا جو قوت عقل و
جان کو بخشنے نہ ایسا کہ پیش و گریہوں میں جو مراد و دے ہے پڑے یعنی غم جس لڑائی کے ساتھ لڑتا ہے
وہ لڑائی اس تن پر لا دے اسکے قابل یہ ہے نہ دل و جان پر اس جان کندن کو ڈال تو وہ نقل کرتا ہے کہ
عیسے کے سر پر تو گٹھا بوجھ کر رکھا ہے اور گدھا مزے سے مرغزار میں لوٹا اور کلیں کر رہا ہے بھلا
سرمہ کان میں لگانا کمین شرط عقل کی ہے اور دل سے کام تن کا ڈھونڈھنا کیسی ہیوقونی ہے قولہ گردے
رونا زکن خارے بکش بد ورنہ شکر منوش و نہر چش بد نہر تن راتفع است قند بد تن ہان بہتر کہ ماند
بے مدد بہیم دوزخ تن آدم کم کش بد در بر دیدہن تو از بن برکش بد ورنہ حال لب با شتی حطب بد
در د و عالم ہجو جفت بولب بد از حطب بشناس شاخ سددہ را بد گرچہ ہر دوسنہ باشد اسے فتاب
اصل این شاخست از نار و دخان بد اصل آن شاخست ہفتم آسمان بد ہست ناپیدا بصورت پیش
حسن بد کہ غلط نیست چشم کیش حسن بد ہست پیدا آن پیش چشم دل بد ہمدکن پیش دل آجند اقل بد
ورنداری پا بجنبان خویش را بد تا بہ بینے ہر کم و ہر بیش را بد کین تحرک شد تبرک را کلیہ بد

در محراب کردے اے دل مستفید اللغات جہد المقل بضم و کسراف کو شمش فقیر و سعی و اندک
مستفید فائدہ یا بندہ اسے فرماتے ہیں کہ اگر تو تنہا ہو تو وہی محنت و ریاضات جو مذکور ہو میں بہتر
ہیں اور اگر دل ہو گیا ہو تو جا فخر کر اور سب کانٹے اپنے نکال ڈال اور جو دل نہیں ہو تو شکر مست
کھائے دہر چکھتا رہے کسو اسطے کہ زہر تن کو نافع ہو اور قند مضر بہتر یہی ہو کہ اس کی مدد نہ کرے تن تیرا
دوزخ کا ایندھن ہو اسکو کم کر اور اگر درخت اسکا جم اٹھے تو جڑ سے اکھیر ڈال ورنہ یہ ایندھن
سر پر رکھے حالت الحطب ٹھہرے گا دو تون جہان میں جو جفت بولسب کی تھی کہ سر پر گٹھا
لکڑیوں کا اور گردن میں رستی اس شان سے دوزخ کو جانیگی تو اسے جو انہ و حطب و شاخ سدرہ کو بچان
و دو تون بچھین ہیں اگرچہ دو تون سبز ہیں اس حطب کی اصل تو نار و دُخان ہی اور شاخ سدرہ کی اصل
ہفتم آسمان اور یہ شاخ سدرہ بصورت ناپیدا ہو جس اسکو نہیں دیکھتی اس لیے کہ جس کے مذہب کی
آنکھ غلط ہیں ہو غلط بینی اسکا دین و مذہب ہی جسکو آدمی شکل سے چھوڑتا ہو مگر چشم دل کے سامنے
ظاہر ہو کو شمش کر اور دل کے سامنے ایسا آجیسے فقیر گدائی میں کو شمش کرتا ہو اور اگر تیرے
پائون نہیں ہیں تو جنبش ہی اسی کی طرف کیے جا تو اس جنبش سے ہر بیش و کم کو دیکھے
کس واسطے کہ حرکت و جنبش برکت کی کنجی ہو تو بھی اسے دل حرکت کرنے میں بہت
فائدے پائے گا

در معنی رباع - گر راہ روے راہ برت بکشایند و نیست شوق
بہ ہستیت بگرایند گر بپست شوق بنجے اندر عالم و انگاہ ترا
بیتو بتو بنمایند

قولہ گزینما بست در ہا ہر طرف یافت یوسف ہم جنبش منصرف بیچون کو کل کرد یوسف
بر جہید باز شد قفل در درہ شد پدید بگرہ رخہ نیست عالم را پدید بخیرہ یوسف داری باید
دوید کہ کشاید قمرورہ پیدا شود سوے بجائی شمارا جا بودہ آمدے اندر جہان اسے متھن
بیچے مے بینے طریق آمدن تو ز جائے آمدی در موطنی آمدن را راہ داتے بیچے مے
تا ندانے تا نگوئی راہ نیست بدین رہے ماہ مارا رفت نیست بیچے میروی در خواب نشاوان چپ
و راست بیچے داتے ماہ آن میدان کجاست بتوبہ بندے چشم بد تسلیم کن بخوبیش را بیچے
در آن شمر کن چشم چون بندے کہ حد چشم غمار بتوبہ چشم تست این سوار غبار بتوبہ
چشم کو شمش مشتری بامید مشتری و سرورے بگر بخشی مشتری بیچے بخواب بتوبہ

در خواب بیند جز خواب بہ مشتری خواہی ہر دم بیچ بیچ بہ توجہ دانی کہ فروشی بیچ بہ گدولت را نان بدے
یا چاہتے بہ از حسد دید آن را فراغت داشتی بہ گردان نان مترانانی بدے بہ از حسد دیداران
دلت فارغ شدی بہ المعنی فرماتے ہیں جنبش ایسی چیز ہو کہ زلیخانے ہر طرف سے دروازے
بند کیے تھے یوسف نے جنبش کرنے سے اس میں منصرف کو پایا یعنی ایک حال سے
دوسرے حال پر کر دینے والے کو جب اُنھوں نے توکل کیا اور دروازوں کی طرف دوڑے
ہر دروازے کا قفل کھل گیا اور راہ پیدا ہو گئی آپ فرماتے ہیں اگر جو یہ عالم بھی ہر طرف سے
بند ہو کوئی رخصت نہیں جس میں ہو کے اس سے نکل جائے لیکن حیران ہو کے یوسف کی طرح
دوڑنا تو ضرور چاہیئے کہ یہ قفل کھل جائے اور راہ پیدا ہو اور اُس جا میں جو بیجائی ہو اور جسا
اسمیں نہیں اس طرف جا چھکو بلجائے خیال تو کرے متحکم کہ تواب اس جہان میں آیا آب تجھ کو
راہ یہاں آنے کی کچھ بھی معلوم ہو اور اُس کو ذرا بھی دیکھتا ہو تو جانتا ہو کہ کس جگہ اور کون سے موطن
سے آیا ہو اور جس راہ سے آیا ہو اُس راہ کو جانتا ہو کچھ نہیں بس خبر دار ہرگز مت جان اور ہرگز
مت کہہ کہ راہ نہیں ہو کس واسطے کہ اسی راہ بے راہ میں پھر بھگو چلتا ہو دوسری مثال ہو
کہ تو اپنے خواب کو تو خیال کر کیسا خوش خوش ادھر ادھر پھرتا ہو لیکن یہ بھی جانتا ہو کہ اُس
سیدان میں کس راہ سے آیا وہ راہ کہاں ہو لہذا اپنی چشم بد کو بند کر اور آپ کو حوائے خدا کے کر
اور پھر اسی اپنے پرانے شہر میں آپ کو دیکھ کر تو آنکھ کیسے بند کرے کہ اتنا خارجو سیکڑوں
آنکھوں میں سمائے تیری ایک آنکھ میں اس طرح کا بسبب غفلتوں کے بھرا ہو تو تو مشتری دخریدار
کے عشق سے دو آنکھوں کی چار آنکھیں بن رہا ہو اور ملتا ہو اس امید پر کہ بہت سے خریدار ہوں
اور مردی ہو بڑا پیر کھلاؤں اگر سوتا ہو تب بھی مشتری ہی خواب میں دیکھتا ہو اور کیسے نہ دیکھے
اُس سواے دیرانے کے اور کیا خواب میں دیکھے گا آپ فرماتے ہیں مشتری کی خواہش میں
تو ہر دم بیچ بیچ ہو رہا ہو لیکن بنا تو مشتری کے ہاتھ نیچے کا کیا تیرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہو اگر
تیرے دل کے واسطے روٹی یا چاشت کی نہاری ہو تو ضرور تو خریداروں سے فارغ ہوتا تیرا
دل تو از بس غلس بیواہی یا تیرے ابنان میں روٹی ہوئی جو مراد باطن سے ہو اور نان مادہ معرفت
تو دل تیرا خریداروں سے بخت ہوتا کبھی ان کی روانہ کرتا

قصہ اُس شخص کا جس نے دعوے پیغمبری کیا اُس سے کہا کہ تو نے کیا
کھایا ہو جو احمق ہو گیا کہا اگر کھاتا تو احمق کیوں ہوتا نہ یہودہ بکتا کسوا سٹے

جو شخص جس لائق نہیں ہو اُس سے وہ بات کہنا بیہودگی ہو
گو اُس پر مامور ہو

قولہ اُن کے میگفت من پیغمبرم و زہم پیغمبران فاضل ترم بہ گردش بستند و بردندش بشاہ بکین ہی
گوید رسولم از ائمہ بہ خلق بروے جمع چون مورخ طہ بکین چہ مکرست و چہ تزدیر و چہ فتح پذیر رسول است
کاید از عدم بہ ماہم پیغمبریم و مختشم بہ ما از انجا آمدیم اینجا غریب بہ کوچرا مخصوص باشی اے ادیب بہ
و ادایشان را جواب اُن خوش رسول بہ کاکے گروہ کو رونا دان و فصول بہ این ندانستید اے
قوم از قضا بہ پیچہ اینجا رسید از عمارت بہچو طفل خفتہ اینجا آمدید بہ پیچہ از راہ و از منزل پدید بہ از منازل
خفتہ بگذشتید مست بہ پیچہ از راہ و از بالا و کپست بہ ما بہ بیداری روان گشتیم خوش بہ از راہ
پنج شش تا پنج شش بہ دیدہ منزل ما وصل و از اساس بہ چون قلاؤزان خیرورہ شناس بہ
اللغات فتح بالفتح دام قلاؤزان ہر اسمعنی ایک شخص کہتا تھا کہ میں پیغمبر ہوں اور سب
پیغمبروں میں فاضل تر تو کون نے اُسکی گردن باندھی اور پادشاہ کے پاس لے گئے کہ یہ کہتا ہی میں
خدا کی طرف سے رسول ہوں ایک مخلوق اُس پر جمع جیسے چوٹی دل اور تیری دل اور کہتے
تھے یہ کیسا مکر و فریب ہو اور کیسا جال ہو اگر یہی بات ہو کہ جو کوئی عدم سے آئے یعنی پیدا ہو وہ
پیغمبر ہو تو ہم سب پیغمبر ہیں اور مختشم اُس لیے کہ ہم بھی تودہان سے یہاں مسافر آئے ہیں پھر
تیری خصوصیت کیسے ہو گئی اور ادیب ہمارا کیسے بن گیا یہ سن کے اُس رسول خوش نے جواب دیا
کہ اے گروہ کو رونا دان و فصول یہ تو تم نے جان لیا کہ ہم بھی عدم سے آئے ہیں یہ نہ جانا اے قوم
کہ پیچہ اندھے پن سے یہاں آئے ہو تم تو ایسے یہاں آئے ہو جیسے سوتا بچہ یہاں آیا کہ راہ و منزل
سب سے پیچہ ہو جو منزلین بیان آنے کی تھیں اُن سے بھی سوتے اور مست گذرے کہ نہ کو نہ کچھ
راہ کی خبر تھی نہ کچھ اویچ نہ بیچ کی اور ہم جب بیدار ہوئے تو بیچ شش کے اور بیچ شش پنج حواس
شش شش جب بیچ شش دوم آسمان نیم و ششم ہم نے سب منزلیں اور صل بنیادین ہر شے کی دیکھیں
ہم سب سے واقف ہیں جیسے رہبر خیر اور رہ شناس ہوتے ہیں قولہ شاہ را گفتند اشلنجش
بکن بہ تا نگوید جنس او سیح این سخن بہ شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف بہ کہ بیک سیلی بہر دان خیف بہ
کے توان اور افشردن نیازدن بہ کہ چو شیشہ گشتہ است اور ابدن بہ لیک باو گویم از راہ خوشے بہ
کہ حیراداری تولات سرکشے بہ از درشتی ناید اینجا بچکار بہ ہم بہ نرمی سرکشدا ز غار مار بہ مردمان را
دور کرد از گردوے بہ شہ لطیفی بہد و نرمی و ردوے بہ پس نشاندش باز بہ سیدش زجا بہ

کہ کجاواری معاش و ملتجا بگفت اسے شہ ہستم از دارالسلام بآمدہ نازخا درین دارالملام بے مرا
 خانہ است و نے یک ہمنشین بے کے بسا و خانہ ماہی بر زمین بپادشاہش گفت بہرلاع باز بے کہ جب
 خوردی و چہ دارے چاشت ساز بے اشتہا دابی چہ خوردی بامداد بے کاین چنین سرستی و پرلاف و
 بامدہ گفت اگر ناغم بے خشک و ترے بے کے کم من دعویٰ بے غیرے بے دعویٰ بے غیرے
 باین کردہ بے ہمنشان باشد کہ دل جستن زکودہ بے کس زکودہ و سنگ عقل و دل نہ جست بے فہم ضبط نکتہ
 شکل نہ جست بے ہرچہ گوئی باز آید کہ ہاں بے میکند افسوس چون مستہران بے از کجا این قوم و پیغام از
 کجا بے از جادے جان کر باشد رجا بے گر تو پیغام زنے آرے وزیر بے پیش تو نہند جلد سیم و سہ بے کہ فلان
 جاشاہرے بخوابد بے عاشق آمد بر تو دے داندت بے و تو پیغام خدا آری جو شہد بے کہ بیاسوسے
 خدا لے نیک عمد بے از جہان مرگ سوی برگ او بے چون بقا ممکن بود فانی مشوبہ قصد خون تو کنند
 و جان و سر بے نذر اسے حیت دین و ہنر بے اللغات تاریخ بازی باد غور افسوس تسخیر
 مستہران تسخیر کنندگان اسے کو کون نے پادشاہ سے کہا کہ اسکو شکنجہ کر و تو اور کوئی نہ شل اسے
 کہنے پائے پادشاہ نے جو اسکو دیکھا تو نہایت ہی زار و نزار و ضعیف و نحیف پایا کہ ایک سیلی کے
 مارے مرجانہا گما آئے اس قابل نہیں ہو کہ اسکو شکنجے میں دیا میں یا زور و ضرب کہیں اس لیے کہ اسکا بدن
 شل شیشے کے نرم نازک ہو رہا ہو لیکن اس سے رسا میں سے پوچھو کہ تو نے یہ دعویٰ سرکشی کا
 کیوں کیا ہے یقین کر بتا دیجئے یہ موقع سختی کا نہیں ہو آخر سانپ بھی جب غار سے نکلتا ہو تو اول میں نرمی
 ہی سے سر نکالتا ہو پس لوگوں کو اسے پاس سے ہٹا دیا اور پادشاہ تو لطیف تھا ہی اور نرمی
 اسکا روز مرہ اس نے اسکو ٹھایا اور اسے مکان و جگہ کو پوچھا کہ کہاں کا رہنے والا ہو اور تیری
 معاش کیا ہو اور جاے پناہ کہاں ہو کہا اسے پادشاہ ہوں تو میں دارالسلام سے وہاں سے
 اس دارالملام یعنی ملامت کے گھر میں آیا ہوں نہ میرا کوئی گھر ہو نہ میرا کوئی ہمنشین اور تو جانتا ہو ٹھکانا بھی
 کہیں زمین میں گھر بنائی ہو ایسا ہی میں ہوں پھر پادشاہ نے کھیل و ہنسی کی راہ سے پوچھا کہ تو نے کیا
 کھا یا اور چاشت کا سامان کیا کر رکھا ہو آخر اشتہا تو رکھتا ہو صبح ہی صبح کیا کھا لیا کہ ایسا تو
 سر مست و پرلاف و غور ہو گیا کہ اگر روٹی تر و خشک جیسی کچھ ہوتی مجھکو ملتی تو دعویٰ بے غیرے کا
 کیوں کرتا میں ان سے دعویٰ بے غیرے کا کیا کرتا ان سے دعویٰ کرنا ایسا ہو جیسے پہاڑ سے
 دل ڈھونڈنا کہ بیہودگی ہو بھلا کسی نے بھی کوہ و سنگ سے عقل و دل ڈھونڈنا ہی فہم ضبط نکتہ
 شکل کا جو میں ڈھونڈنا پہاڑ کے سامنے جو کچھ تو کیگا وہ بھی ویسے ہی لوٹ کے کیگا جیسے تسخیر نیوالے

اُسی بات کو لوٹ کے کہتے ہیں کہ ان یہ قوم کمان خدا کا پیغام کسی نے بھی تجھ سے اُسید جان کی
کی ہے کہ اس میں جان ہو جو میں کرتا اُبستہ یہ ضرور ہے کہ اگر تو کسی عورت کا پیغام لیجائے یا زر کا کہ فلان جگہ
زر ملے گا یا فلان جگہ ایک معشوق ہر وہ جھکو چاہتا ہے اور تجھ پر عاشق ہے جھکو خوب جانتا ہے یہ خوب
سُنین گے اور اگر تو پیغام شیرین پہنچو شہد خدا لیجائے اور کہے کہ اے نیک عہد خدا سے جو اُست میں
عہد ربوبیت کا کیا ہے اس کی طرف رجوع ہو اور اس جہان مرگ کو چھوڑ کے جہان برگ دسان میں
اُدھر کو چل اور جو بقا کو پہنچنا ممکن ہو تو فانی ست ہو تو اس وقت میں سُنا کہ کاتیرے خون کا
قصد کریں گے اور جان دوسرے خواہاں ہونگے سو یہ بھی کچھ واسطے غیرت و حمایت دین دہنر
کے نہوگا بلکہ نفسانیت سے

بیان سبب عداوت عام اور بیگانہ جینا انکا ساتھ اور لیا کے کہ خدا کی طرف
انکو بلاتے ہیں اور انجیات ابدی کی جانب مہینتے ہیں

قولہ بلکہ از چسپیدگی برخانمان بہ تلخ آید شان شیندن این بیان بہ خرقہ بر ریش خرچہ سخت بہ چو نہ
خواہے بر کنی زوخت تحت بہ جفتہ اندازد یقین آن خرز در دہ جبہ انکس کریں پرہیز کردہ خاصہ
پنچہ ریش و ہر جا خرقہ بہ بر سرش چسپیدہ در غم غرقہ بہ خان و مان چون خرقہ دین حرص ریش بہ حرص
ہر کس بیش باشد ریش بیش بہ خان و مان چہ دیر است و بس بہ تشنود آواز بغداد و طبس بہ اگر بیا بد
باز سلطانی زراہ بہ صد خبر آرد بدین چندان ز شاہ بہ شرح دارالملک و باغستان و جو بہ بس
بر و افسوس دارد ہر عدو بہ کہ چہ باز آورد افسانہ کن بہ کز گراف و لات می با فد سخن بہ کہتہ ایشانند
بوسیدہ ابد بہ ورنہ آن دم کہ نہ رانویسند بہ مردگان کہ نہ راجان مید بہ تاج عقل و نور ایمان مید بہ
دل مدد دازد لرباے روح بخش بہ کہ سوارت میکند بر پشت رخس بہ اللغات و بکس بختین نام شہر
رخش نام اسپ رستم لفظی بلکہ اس سبب کہ خان مان پر جو چکے ہوئے ہیں یہ بیان ان کو تلخ معلوم
ہوتا ہے سنتے ہی نہیں یہ وہ حال ہے کہ کوئی چٹیٹر اگدھے کے زخم میں نہایت چپکا ہوا ہے اور تو چاہتا ہے
فرار کر کے اسکو چٹھا ڈالوں تو یقین ہے کہ وہ گدھا درد کے مارے دو لٹیان ضرور پھینکے گا بس
کیسا اچھا وہ شخص ہے کہ جس نے خان و مان سے پرہیز کیا خصوصاً جب پچاس جگہ زخم ہوا اور ہر جگہ
چٹیٹر چپکا ہوا ایسا کہ غم میں ڈوبا ہوا تو کیا حال اب فرماتے ہیں خان مان کو ایسا سمجھو جیسے خرقہ
اور حرص زخم ہیں جسکو حرص زیادہ ہے اس کے ریش زیادہ ہیں اصل یہ کہ آلو کا خان و مان بس دیرانہ
ہی ہے وہ شہرت آبادی بغداد و طبس کی کب سُنتا ہے بر تقدیر اگر کوئی سلطان پھر تا پھر آتا

آجائے اور سیکڑوں چیزیں اپنے بادشاہ کی انکے پاس لائے اور شرح اس بادشاہ کے دارالملک کی کرے کہ ایسا ملک ہو اور ایسے باغستان اور ایسی نہرین تو بہر دشمن اُس پر متوجہ و استہزا کرے کہ کیا یہ قصہ پرانا سنا ہوا تو پھر لایا اور لاف و گزاف کی باتیں بنا رہا ہو اور یہ کہ خود کہنے اور پوسیدہ اہل کی ہین نہیں تو اُس سلطان کا وہ دم ہو کہ پیرائے کو نیا بناتا ہو اور پیرائے مردوں کو جان بکشتا ہو عقل و تاج و ایمان کو نور دیتا ہو بس ایسے دلِ بار و روح بخش سے دلِ مست چرائے کہ تجھ کو پشتِ رخسار پر سوار کر کے رستم بناتا ہو قولِ سرمد زدا سر فراز تاج وہ بہ کو زپائے دل شاید صد گرہ بہ با کہ گویم در ہمہ وہ زندہ کو بہ سوی آبِ زندگی پویندہ کو بہ تو بیک خواری گریزانی و عشق بہ تو بجز نامی چہ میدا نے ز عشق بہ عشق را صد تاز و استکبار بہست بہ عشق با صد نازی آید بہست بہ عشق چون وافیست وافی میجو بہ در حریت بیوفا نے نگر بہ چون دختِ آدمی و بیخِ عمدہ بیخِ رایتجاری باید بچہ بہ عمدہ فاسق بیخِ یوسیدہ بودہ و ز تمار لطف بریدہ بودہ شلخ و برگ نخل اگر چہ سبز بودہ با فساد بیخِ سبزے نیست سودہ و درندار و برگ سبز و بیخِ ہست بہ عاقبت بیرون کند صد برگ دست بہ تو مشو غرہ بعلمش عمدہ جو بہ علم چون قشرست عمدہ ش مغز وہاں اے ملعتے آوردہ سلطان سر فراز تاج وہ ہو اُس سے سرمست چرائے کہ وہ تیرے دل کے پائون کی سیکڑوں گرہیں کھول دے گا اور پیر بند بنا دے گا اب کہتا ہو کس سے کہوں خیال کرتا ہوں تو کا کون پھر میں زندہ کوئی نہیں نہ کوئی اب بقا کی طرف پویندہ تو ایک ذلت و خواری عشق سے نکل بھاگتا ہو تو نے عشق کا نام سن لیا تو عشق کو کیا جانتا ہو عشق کے تو سیکڑوں ناز و غرہ ہیں اور سیکڑوں ناز برداری سے عشق ہاتھ آتا ہو اس واسطے کہ عشق وفادار ہو وفاداری کا خریدار ہوتا ہو اور جو حریت بیوفا ہو اس کی طرف آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھتا سن لے آدمی ایسا ہو جیسے درخت اور جڑ اُس کی عمدہ تجھ کو چاہیے کہ کوشش و جہد کے ساتھ جڑ کی غمخواری کرے جو فاسق ہیں اُنکے عمدہ کی جڑ پوسیدہ ہو اور ثمراتِ لطف سے منقطع و بریدہ اگرچہ اسکی شاخ و برگ سبز ہوں اور اچھا سامان جب جڑ میں فساد ہو تو سبزی شاخ و برگ سے کیا فائدہ اور اگر برگ سبز نہیں مگر جڑ ہو تو کچھ غم نہیں سیکڑوں برگ اس سے ہاتھ لگا لینے کس تو ایسے شخص کے علم پر فریقہ مت ہوا سکے عمدہ کو دیکھ کس واسطے کہ علم پوسست ہو عمدہ مغرہ ہو

اس بیان میں کہ بدکار جب بدکاری پر جم جاتا ہو اور نشانِ دولستہ نیکون کا دیکھتا ہو شیطان کی طرح صفتِ حسد کی اختیار کرتا ہو اس لیے

جس کی خرم جاتی ہو وہ چاہتا ہے سب کی خرمی چل جائیں

قولہ وانیان را چون بہ بینی کردہ سود و توجہ شیطانی شوی آنجا حسود بن ہر کرا با شد مزاج و طبع سست
سے نچا ہدیچس را تندرست ہنگرخواہی رشک ابلیسی بیایہ از درد عوے بدر بار و فانی چون دفایت
نیست ہارے دم وزن ہنکین سخن دعویست اغلب ماومن ہن این سخن در سیمہ دخل مغز است ہ
در غوشے مغز جان را صد نماست ہن چون درآمد در زبان شد خرج مغز ہن خرج کم کن تا بماند مغز ہن ہن مرد
کم گویندہ را فکر لیست از فتن ہن فتن گفتن چون فزون شد مغز فتن ہن پوست افزون گشت لاغری و مغز ہن
پوست لاغر شد چو مغز افروند مغز ہن ہن ہر سہ زخام رستہ را ہن جز اولوز را و پستہ را ہن ہر کہ او
عصیان کند شیطان بود کہ حسود دولت نیکان شود ہن ہن ہن کہ در عہد خدا کردے دفا ہن از کرم عہدست
نگہار و خدا ہن از دفاے حق تو لیستہ دیدہ ہن اذکر و اذکر کم نشیندہ ہن گوش نہ او فوا بعدی گوشتارہ
تا کہ اوت عہد کم آید زیارہ المعنی یعنی دفا دارون کو جس جگہ نفع برداشتہ دیکھتا ہو تو شیطان کی
طرح وہاں تو حسود بنتا ہو جیسے آدم کو دیکھ کے شیطان کو حسد ہوا اور واقعی ایسا ہوتا ہو کہ جسکی طبیعت
مزاج سست ہوتا ہو تو وہ کسی کا تندرست ہونا نہیں چاہتا اب اگر چاہتا ہو کہ مجھ کو ابلیس رشک
نہ کرنے پائے تو دعوے کر کے بدر بار و فامین داخل ہو اور اگر دفا ہن نہیں ہو تو دم مست مار
خاموش ہو اس واسطے کہ سخن ہی دعوے ہو جو اکثر ماومن کے ساتھ ہوا آب فرماتے ہن یہ
سخن کیا ہو ایک آمدنی مغز کی ہو جو سینون میں ہوتی ہو اور خموشی میں مغز جان کو سیکڑون تر قیان
اور نماہن اور جہان زبان میں یہ مغز آیا بس خرج ہوا لہذا خرج کم کر خموش رہ تو یہ مغز قائم رہے
معمول ہو جو دم کم گو ہو اسکا مغز موٹا اور سبٹر ہوتا ہو اور جہان پوست بکنے کا زیادہ ہوا بس
مغز نے اپنی راہ لی جب پوست افزون ہوتا ہو مغز لاغر ہوتا ہو اور جو مغز بڑھتا ہو پوست لاغر
ہوتا ہو جیسے پکا ہوا جو زولوز پستہ انھیں تینون کو خیال کرے کیسا فرق کھٹیا اور کاغذی کا ہوتا ہو
بس جو کوئی حاسد دولت نیکون کا ہو نا فرمان و شیطان ہو اور جب تو عہد خدا کا پورا کرے گا
تو وہ اپنے کرم سے تیرے عہد کا بھی خیال کریگا تو نے خدا کے دفاے عہد سے آنکھیں بند کر لی ہن اور
فا ذکر و فی اذکر کم کو سنا ہی نہیں یعنی یاد کرو تم مجھ کو میں یاد کروں تمکو اور دیکھ تو کیسا او فوا بعدی اوت
بعد کم فرمایا ہو پورا کرو میرے عہد کو میں پورا کروں تمہارے عہد کو یعنی اگر او فوا بعدی کو کان لگا کے
سنو گے اور اس پر کان رکھو گے اوت بعد کم ضرور یار سے سنو گے قولہ عہد و قرض ماچہ
باشداے حزن ہن ہنچو دانہ خشک کشتن بر زمین ہن زمین رازان فروغ و لمتری ہن

خداوند زمین را سرور سے بجز اشارت کہ ازین سے بایدیم کہ تو دادے اصل این را از عدم بنور دم و
 دانه بیاوردم نشان کہ ازین نعمت بسوے من کشان باید پس دعاے خشک ہل ای نیکبخت بن
 کہ فشانہ دانه مے خواهد درخت بن گردارے دانه ایزد دان وفا بن بخشند نخلے ز تخم ماسے بن
 چونکہ مریم درو بودش دانه نے بن سبز کرد آن نخل را صاحب فنے بن زانکہ دافے بود آن خاتون
 را دے بے مرادش دادیزدان صدر مراد بن آن جماعت را کہ دافے بودہ اند بن برہم ہا لاف
 شان افزودہ اند بن گشت دریا ہا شکم پرواز شان بن صحن میدا نہا تا بہ راز شان بن گشت
 دریا ہا سحر شان دکوہ بن چار عنبر نیر بندہ آن گروہ بن این خود اگر ایست از بہر نشان بن تا بہ بینہ اہل نکار
 آن عیان بن آن کہ مہماے پنهان شان کہ آن بن در نیاید در حواس و در بیان بن کار آن دار و خود آن
 باشد اہد بن داکماتے منقطع نے سترد بن بلکہ باشد در ترقے و مبہم بن ہست آن بخشندہ بس
 صاحب کرم بن اللغات لمر بالفتح قوے و فربہ سترد باز پس دادہ و داپس شدہ اے
 ہمارا احمد و قرص اے حزن کیا ہر جیسے خشک دانه بکیر نازمین پر کہ نہ تو زمین کو اُس سے کچھ
 فروغ و فربہ ہی ہر نہ خداوند زمین کو اُس سے کچھ سروری سواے اس اشارے کے کہ اسی قسم کا جو
 میں نے بکیرا ہر اور تو ہی نے اسکی اصل بچھو عدم سے دی تھی وہی پھر چاہتا ہوں تیرا دیا ہو او
 کھا لیا اور یہ دانه جتانے کو لایا ہوں بطور نشان کہ ایسی نعمت کو پھر میری طرف کھینچ بس ایسی دعا
 خشک کو تو اے نیکبخت چھوڑ کہ دانه بکیرے اور درخت ماسے آس واسطے کہ اگر دانه نہیں
 رکھتا ہر تو اللہ تعالیٰ اُس وفا سے جو اُس کے عہد میں کی ہر اُسے تخم ماسے سے
 نخل بنختے گا جیسا کہ فرمایا یوم یذکر الانسان ماسے وہ دن یاد کرے انسان جو کمائی کی ہر جیسے
 مریم کہ اُنکو درد تو تھا دانه نہ تھا مگر اس صاحب فن نے نخل خشک کو اُن کے لیے سبز کر دیا
 اسکا یہی سبب تو تھا کہ وہ خاتون سخی وفادار تھیں اللہ تعالیٰ نے بے مرادون کو سیکڑون
 مرادین دین بس وہ گروہ کہ وفادار ہوے ہن تمامی الوان مخلوق سے اصل ہن ایسے کہ وراؤن کے
 شکم اُنکے خالی کیے ہوے ہن جیسے حضرت موسیٰ کے حکم سے رود نیل اور جملہ میدانون کے صحن
 اُنکے راز کو نہیں اٹھا سکتے تمام دریا و کوہ اُنکے مسخر ہن اور یہ چار عنبر بھی بندے اس گروہ کے
 ہن یہ تو ایک اکرام حق کا اُنکے حق میں ہر تا اہل الکراؤن کو ظاہر دیکھین اور وہ کرامتین جو پوشیدہ
 اُن کو ملی ہن وہ تو حواس و بیان میں آتی ہی نہیں آدمی کام وہ رکھے جو ابدی ہو اور ہمیشہ نہ منقطع
 اور واپس دینے کے جیسے کہ دنیا کے معاملات ہن بلکہ ایسے کہ دبہم اُنکو ترقی ہو کیونکہ وہ

بخشنده بڑا صاحب کرم ہو

مناجات

قوله اے دہندہ قوت و تمکین و ثبات بہ خلق رازین بے ثباتی و نجات بہ اندران کارے کہ
 ثابت بود نیست بہ قائمے وہ نفس را کہ مشیت بہ اندران کاری کہ دارد آن ثبات بہ قائمے وہ
 نفس را بخشش حیات بہ صبر زان بخش و کفہ میزان گران بہ دار ہاں شان از دم صورت گران بہ و زحودی
 باز شان خرای کریم بہ تا نیا شد از حسد دیور جہم بہ و نعیم فانی و مال و جسد بہ چون ہی سوزند عاصم
 از حسد بہ بادشاہان ہین کہ لشکرے کشد بہ از حسد خویشان خود را می کشد بہ عاشقان لعبتان پر قدر بہ
 کردہ قصد خون و جان یکدگر نہ دیس در امین خسرو شیرین بخوان بہ تا چہ کردند از حسد آن گمراہان بہ پس
 فنا شد عاشق و معشوق نیز بہ کہ نہ چیزند و ہوا شان ہم بخیز بہ پاک الہی کو عدم بر ہم زند بہ مردم را بر عدم
 عاشق کند بہ و دل بیدل حسد ہا سر کند بہ نیست را و ہست را مضطر کند بہ آن زلفے کو ہم
 مشفق تر زند بہ از حسد و دفرہ خود را می خورد بہ تا کہ مردائے کہ خود سنگین دند بہ از حسد اندر کہ اسین منزلند بہ
 اللغات تمکین یا بر جاعے کردن و مقام سالکان متفقے بالضم سرنگون و دوتا قدر بفتحین بلیدی
 و نجاست دیس نام عاشق را مین نام معشوق مشفق بالضم ترسندہ ضرہ بالضم ایک مرد کی دو عورت
 ہندی سوت اسمعنی آسے پروردگار قوت و تمکین و ثبات دینے والے جس سے جان کو
 صعوبات و مشکلات میں قوت ہوتی ہو مخلوق کو بے ثباتی سے نجات دے اور اُن کا مون مین
 جہنم ثابت قدم ہونا چاہیے اُن کے نفس کو کہ یہ اُس میں سرنگون دودنا ہونے والا ہی قائمی ہے
 اور اس کام میں جو ثابت اور برقرار ہو اُس میں بھی قائمی دے اور اسکو بخیر نفس کو حیات عطا کر
 صبر کو بخش اور پلہ اُنکی ترازو کا بھاری کر تر از دم و طبیعت سے کہ طرف دالے سختی سہاریتو الے
 ہو جائے اور اُنکو صورت گران کے افسون سے چھڑا دے صورت گرا فلاک یا نفس یا شیطان کہ قسم قسم کی
 صورتیں گڑھتے رہتے ہین اور اے کریم حسودی سے بھی اُنکو چھڑا دے تا یہ حسد کے سبب سے
 شیطان رحیم نہو جائیں اُس دنیا کی فانی نعمتوں اور سال و حسد میں کس واسطے کہ عام لوگوں کے
 حسد کی ہی چیزیں ہین بادشاہوں کو دیکھ جو لشکر کشی کرتے ہین اپنے خولیشوں کو قتل کرتے ہین یہ
 بھی حسدی کا سبب ہو اور جو عاشق صورتوں پر نجاست کے ہین وہ قصد خون و جان ایک دوسرے کا
 کرتے ہین تو قصہ دیس در امین اور شیرین خسرو کا پڑھو کہ حسد کے مارے اُن گمراہوں نے کیا کیا
 آخر یہ ہوا کہ عاشق معشوق دونوں فنا ہوے اس سبب سے کہ نہ وہ کچھ چیز تھے نہ ان کے دل کی چاہ

کچھ چیز مگر معبود میرا پاک ہے کہ وہ عدم کو لوٹ پوٹ کرتا ہے اور عدم کو عاشق عدم کا بناتا ہے عاشق کے
 دل میں حسد پیدا کرتا ہے کہ جسم کو جو نیست ہے اور جان کو کہ هست ہے دونوں کو مضطر اور یحییٰ کر دیتا ہے
 دیکھ وہ عورتیں کہ سب سے زیادہ ڈرتے والی ہیں کسی اپنی ضرر یعنی سوت کو کھاتی ہیں یہ حسد ہی
 تو ہے پھر غور کرو مردوں کو کہ یہ کوسنگین و سخت دل ہیں یہ حسد سے کس منزل و مقام کو پہونچے ہوے
 ہیں قولہ گز کردے شرع افسونے لطیف بہ بردیدے ہر کسے جسم حریف بہ شرع بہر دفع
 شرعے زندہ دیو را در شیشہ حجت کند از گواہ و از یحییٰ و از نکول بہ تابش شہ در و دیو فضول
 مثل میزانیکہ خوشنودے دوشد بہ جمع سے آید یقین از ہزل وجد بہ شرع را بچون ترا زودان
 یقین بہ تابد و خصمان رہند از مکر و دین بہ گز ترا زودنودان خصم از جدال بہ کے رہد اندہم و حیث
 احتیال بہ پس درین مردار زشت و بیوفانہ اینہم رشکست و خصمے و جفا بہ پس دران اقبال دولت
 چون بود بہ چون بودا شے و جنے در حسد بہ آن شیطا طین خود خود کہند اند بہ یکران از رہرنی خالی نیند بہ
 وان بنی آدم کہ عصیان گشتہ اند بہ در حسد ہی نیز شیطان گشتہ اند بہ ان بنی برخوان کہ شیطانان نہ
 گشتہ اند از مسخ حق با دیو جنس بہ دیو چون عاجز شود از افتنان بہ استعانت جویدا و از نیان بہ کہ شہا
 یارید با مایارنے بہ جانب مایید و جانب دارنے بہ اگر کسے مار نہر نہند اندر جہان بہ ہر دو کون شیطان
 بر آید شادمان بہ در کسے جان پر و شد و دین بلند بہ نوحہ میدارند آن دور شک مند بہ ہر دو بیجا بند
 دندان حسد بہ ہر کسے کہ داد ا دیب اورا خرد بہ اے یعنی یعنی یہ جو کہا مردوں کے حسد کا کچھ
 ٹھکانا ہی نہ تھا واقعی ہے ان پر تو شرع شریف نے ایک افسون لطیف پھونک دیا ہے اس سے
 اس ہی نہیں تو ہر کوئی جسم اپنے حریف کا بھاڑ ڈالتا ہے یعنی شرع واسطے دفع شر کے تجویزین کرتا ہے
 اور حجت سے معقول کر کے دیو کو شیشے میں اتارتا ہے اور وہ حجت یہ ہیں گواہ اور قسم اور عذاب
 تا آپ دیو فضول شیشے میں کھس جائے تو مثل میزان کے ہے کہ دوشد سے خوش ہے یعنی جیسے
 وہ سنگ موزون سے راست ہوتی ہے ایسے ہی تیرا یقین بھی ہزل وجد سے جمع ہوتا ہے پس شرع
 کو بھی یہ یقین ترا زو جان تو مخاصم ایک دوسرے کے مکر و دین سے نجات پائیں اور اگر یہ ترا زو نہ تو
 وہ خصم بسبب جدال کے وہم و ظلم و حیلہ گری سے کیسے چھوٹے لاجرم اس مردار بد صورت
 بیوفادنیاسین بالکل رشک و دشمنی و جفا ہی ہے اب بتا اس اقبال میں دولت کمان سے آئی جہان
 انسی و جتنی سب کے سب حسد میں مبتلا ہیں بخدا ان کے شیطا طین تو پرانے حاسد ہیں کہ آدم کے وقت
 سے کسی وقت رہرنی سے خالی نہیں اور جو بنی آدم کہ کثرت گناہ سے خود گناہ ہو گئے ہیں یہی حودی ہیں

شیطان ہی بن گئے ہیں تو قرآن سے اس حال کو معلوم کر کہ شیطان انسانوں کے مسخ حق سے شیاطین جن سے باجنس ہو گئے ہیں جیسا کہ فرمایا وکذٰلک جعلنا کل نبیٰ عدا شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم اے بعض زخرف القول غورا ایسے ہی کیے ہم نے واسطے ہر نبی کے شیاطین الانس و جن کہ خبر دیتے ہیں بعض اُنکے بعض کو دیکھنا جب فتنہ اندازی میں عاجز ہوتا ہے تو انبیوں سے مدد چاہتا ہے کہ تم ہو تو ہمارے یار اور ہمارے جانب واسطے لیکن ہماری یاری و جانب داری نہیں کرتے پھر جو کسی کی رہزنی جہان میں کر پاتے ہیں دونوں قسم کے شیطان یعنی انسی و جتنی بڑے خوش ہوتے ہیں اور جو کسی نے ان سے جان بچالی اور دین میں بلندی پائی تو یہ دونوں رشکندہ فوج کرتے ہیں اور دونوں حسد سے دہشت چاہتے ہیں اُسپر جسکو کہ اس کے ادیب نے خود دی

سوال کرنا پادشاہ کا مدعی پیغمبر سے کہ کیا وحی چھکوا آئی ہے

قولہ شاہ پر سیدش کہ باری وحی چیت بنیا چہ حاصل دارد اگلس کہ نیست بنیا چہ بخشد مر کے را دستخیز بن
غیرین نصیح زبان کن یا لکن بن چیت نفع از خدمتش یا صحبتش بن و انکہ تلج گشت چہ بود رفتش بن گفت
آن خود چیت کو حاصل نشد بنیا چہ دولت ماند کو اصل نہ شد نگیرم این وحی بنی گنجور نیست بن ہم کم از
وحی دل زنبور نیست بن چونکہ اوحی الرب الی النحل آمدہ است بن خانہ وحیش پر از حلا شدہ است بن
او بنور وحی حق عزوجل بن کرد عالم را پر از شمع و عسل بن اینکہ کر مناسبت بالا میرود و وحیش از زنبور کمتر کے
بود بن تو اعطیناک کو شہ خواندہ بن پس چرا خشک و تشنہ ماندہ بن یا مگر فرعون نے و کوثر چو نیل بن میر تو خون
گشت و ناخوش اے علیل بن تو بہ کن بیزار شواہر عدد و کوندار دآب کوثر را کلو بن ہر کرا دیدے
ذکر شرع و خرد و تا محمد خوست با او گیر خو بن تا احب اللہ آئی در حبیب بن کز درخت احمدی باوست
سیب بن ہر کرا دیدے ز کوثر خشک لب بن دشمنش سے دار بچون مرگ و تب بن و انکہ او بوجہل شد
یا بولب بن دور شوز و تا نیفتے در کرب بن گرچہ باباے تو ہست و ماں تو بن و حقیقت ہست خون آشام
تو بن از خلیل حق بیاموز اے پسر بن کو شد او بزار اول از پدر بن تا کہ بغض اللہ آئی پیش حق بن تا نگیر و بر تو
ر شک عشق و دق بن تا بخوانی لا الہ الا اللہ را بہ دریا بی منہج این راہ را بہ اللغات و دق با نفع
انتہراض و مواخذہ اے پسر بن اس مدعی پیغمبر سے پادشاہ نے پوچھا کہ بھلا وحی کیا ہے اور
اس شخص کو کہ نبی ہے نبوت سے کیا حاصل ہے یا وہ اپنی باتوں سے کسی کو کیا بخشا ہے سو اے زبان
نصیحت کے کہ چاہے اسکو کراست کر اور اسکی خدمت یا صحبت سے کیا نفع ہوتا ہے یا جو اس کا
پیرو ہوا وہ کیا رتبہ پاتا ہے اس نے کہا وہ کو انسی چیز ہے جو اسکو حاصل نہوئی اور کو انسی دولت

رہ گئی جو اسکو نہ پہنچی تین نے مانا کہ وحی نبی کی بالفرض کچھ نہیں ہے تو وہ وحی جو زبور کے دل کو بیوی تھی اس سے کیا کم ہے اسکو نہیں غور کرتا جیسا کہ اوسے رہک اسے لعل ان انجمن سے من الجبال ہوتا وحی کی پروردگار نے تیرے طرف زبور عمل کے یہ کہ اختیار کر ہاڑوں سے گھر قرآن میں آیا ہے اور گھر اس کی وحی کا پرٹھو ہو گیا ہے اب دیکھ تو اسی نور وحی حق عزوجل سے کیسا جہان پر شہد و شمع ہو رہا ہے اور یہ پیغمبر کہ نبی آدم ہے جسکو وفد کر منا بنی آدم فرمایا ہے یعنی بزرگی دی ہم نے بنی آدم کو یہ تو نہایت بلندی پر پہنچا ہے پھر وحی اس کی زبور سے کمتر کیسے ہوگی اور کیسے جہان روشنی و شیرینی سے نہ بھر جائیگا تو نے انا اعطیناک الکوثر یعنی عطا کیا ہم نے تجھکو کوثر کیا نہیں پڑھا ہے پھر کیوں خشک و تشنہ ہو رہا ہے کیوں نہیں سیراب ہوتا یا شاید تو فرعون ہے اور تیرا کوثر نیل اسے غلیل پھر خون و ناخوش ہو رہا ہے جس تو بہ کراور ہر دشمن سے بزار ہو کہ اسکو آب کوثر پینے کا حلق ہی نہیں دیا ہے اور جس کو کوثر سے مرخو کیا ہے وہ محمدؐ نہ ہو اس کے ساتھ خیر تو صاحب اللہ کے صاحب بن داخل ہو جیسا کہ فرمایا ہے من احب اللہ احبہ جو کوئی دوست رکھے گا اسکو واسطے اللہ کے دوست رکھے گا اللہ اسکو کس واسطے کہ اس کے پاس درخت احمدی کا سیب ہے اور جس کو دیکھے کہ یہ کوثر سے خشک لب و محروم ہے اسکو ایسا دشمن جان جیسے رگ و تب کو دشمن جانتے ہیں اس سبب سے کہ وہ ابو جمل یا ابولیب ہے اس سے دور ہی رہ تو رنج و کرب میں نہ پڑے اگر وہ تیرے باپ ان ہی کیوں نہ ہوں اس واسطے کہ وہ تیرے خون کے پینے والے ہیں تو اسے پھر خلیل حق سے اس بات کو سیکھ کہ وہ اول ہی اپنے باپ سے بزار ہو گئے تھے تو تو بغض اللہ ہو کے سامنے حق کے آئے اور رشک عشق کا مجھ سے مواخذہ نہ کرے اور معرض نہو اور جب تک تو لاند کے گالینے نفی غیر کی کر کے اللہ کے ساتھ اثبات حق کا نہ کرے گا راہ راست پر گزرنے والے گا اصل یہی ہے

حکایت اس عاشق کی کہ اپنے معشوق کو خدمتین اور وفاداریاں اپنی جتان
تھا اور راتوں کی بچپیاں بچائے جنوہم عن المضاجع کی سنا تا تھا یعنی جدا
کرتے ہیں وہ پہلو خواہگا ہوں سے

قولہ آن یکے عاشق بہ پیش یار خود بی شمر د از خدمت و از کار خود کہ برائے تو چنین کردم چنان کہ
تیرا خودم درین رزم و سنان مال رفت و زور رفت و نام رفت بر من از عشقت بسے ناکام رفت
ہیچ صبح غمت یا خندان نیافت نہ ہیچ شامم بر سر و سامان نیافت نہ ہیچم او نوشیدہ بود

اگر تلخ و درود و در حضور او یکایک می شمرد و زبر اسے منتہی بل می نمود و بدرد رشتی محبت حد شہود و عاقلان را
 یک اشارت بس بود و عاشقان را تشنگی زان کے رود و بے کند تکرار گفتن بے ملال و کے
 ز اشارت بس کند حوت از زلال و صد سخن میگفت نان در دکن و در شکایت کہ نہ گفت یک سخن و
 آتش بودش نمی داشت چیت و یک چون شمع از آفت او میگزیست و بعد گریہ گفت اینہار رفت
 لیک و این زمان ارشاد کن لے یار نیک و ہر چہ فرمائی بران استادہ ام و بر خط تو پاؤں
 بہادہ ام و گر در آتش رفت باید چون خلیل و و چو یحییٰ میکنے خونم سبیل و و چو یوسف چاہ و
 زندانم کنے و و ز نقرم عیسے مریم کنے و و رخ نگر دامنہ گردم از تو سن و بہر فرمان تو دارم جان و تن و
 الفے ایک عاشق اپنے معشوق کے سامنے اپنی خدمتیں اور اپنے معالے بیان کرتا تھا کہ
 مین نے تیرے لیے یہ کیا اور وہ کیا اور اس عشق کی لڑائی میں تیرا دشمنان کھائے مال بھی گیا
 زور بھی گیا نام بھی گیا تیرے عشق میں مجھے بہت چیزیں ناکام گئیں مثلاً در و زور نام خود اخصین کا
 کچھ حوصلہ اور ارمان نہ نکلا کسی صبح نے جھکوچین سے سوتا یا خوشی سے خندان نہ پایا نہ کسی شام
 نے جھکوسا مان پر پایا غرض جو کچھ اُس نے تلخ و درودت عشق میں پیا تھا سب بیان کر رہا تھا
 اور یہ بیان اسکا یہ نہ تھا جو معشوق پر منت و احسان رکھتا ہو بلکہ محبت کی درستی پر سیکڑن شاہد
 و گواہ دیتا تھا اور یہ بھی یہ کہ عقل مند کو تو ایک اشارہ کافی ہوتا ہے مگر عاشقوں کی تشنگی اشارے سے
 کب جاتی ہو وہ بے ملال اپنی باتوں کو بار بار کہتا ہے جھلا جھلی ایک اشارے میں آب زلال
 سے بس کب کرتی ہو سیکڑن باتیں تو اپنے در دکن کی کہ رہا تھا اور شکایت یہی کہ ایک بات
 بھی نہ کہ پانی ایک آگ اُس کے درون میں تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا ہو لیکن شمع کی طرح
 اُس کی گرمی سے رونا تھا آخر بعد گریہ کے کہا یہ سب تو جو کچھ تھا گذر گیا لیکن اسے یار نیک
 اس وقت کچھ ارشاد کرتا بجا لاؤں میں حاضر موجود کھڑا ہوں اور تیرے خط پر پاؤں و سر رکھے ہوے
 خط فرمان سے باہر نہیں اگر تو خلیل کے مانند آگ میں کھسنے کو کہے یا یحییٰ کے مثل خون میرا
 وقف کر دے یا یوسف کی طرح چاہ زندان میں رکھے یا محتاجی سے عیسے بن مریم جھکو کرے
 میں کسی حال میں نگو نہیں پھیر دں گانہ تجھے پھرون گا میری جان اور میرا تن تیری ہی فرمانبرداری کے
 واسطے ہو قولہ گفت معشوق اینہہ کردے ولیک و کوس را بکشا و اندر یاب نیک و کا پنجہ
 اصل عشقت و ولاست و آن نہ کردے انچہ کردے فرماست و گفت آن عاشق
 گو آن اصل چیت و گفت اصلش مردست و نیستیت و نہ کہ کردے نہ دی زندہ و بان ہمراز

جان باز نہ کر میرے زندگی یا بی تمام نہ نام نیکوی تو ماند تا قیام نہ چون شتو آن عاشق بیخویشتن
 آہ سردے بر کشید از جان و تن نہ ہمدان دم شد دراز و جان بداد نہ بچو گل در بخت جان خندان
 شاد و ماندگان خندہ برو وقت ابد نہ بچو جان پاک احمد با احد نہ نور مہ آلودہ کے گرد ابد نہ کو زند این نور
 بر ہر نیک و بد نہ از جملہ پاک و اگر دوبہا نہ بچو نور عقل و جان سوے اک نہ وصف پاکی وقت پر نور
 مست نہ تابش گر بر نجاسات رہست نہ زان نجاسات وہ آلودہ کے نہ نور را حاصل نگرد و بدر گئے
 ار جے بشنید نور آفتاب نہ سوے اہل خویش باز آمد شتاب بنے ز گلشن ابرو تنگے بماند نہ فی ز گلشن
 بدور نگی بماندہ نور دیدہ نور دیدہ باز گشت نہ ماندہ در سو اے اوصحا و دشت نہ چونکہ زین ویرانہ نورش
 باز گشت نہ ماندہ در صحراے دیدہ باز گشت المعنی مستحق نے اُسکی با شین سنکر کہا یہ سب تو
 تو نے کہا لیکن کان اپنے اچھی طرح کھول کے سُن اور سمجھ کسو اُسے وہ کام جو مہل صل عشق و محبت کا
 وہ تو نے نہ کیا فر عین اُسکی کرتار با عاشق نے کہا بتا دہ اصل کیا ہو کہا اصل اُسکی مرنا اور نیست ہونا ہو
 بس اور تو سب کچھ تو نے کیا لیکن تو را نہیں خبر دار ہوا اگر یاد جاننا ہو تو مر جا اگر مر جائے گا پوری زندگی
 پائے گا اور قیامت تک نام نیک تیرا قائم رہے گا جب اُس عاشق بیخود نے یہ بات سنی تو ایک
 آہ سرد اپنے جان و تن سے کھینچی اور اُسی وقت لنباط کیا اور جان دیدی اور گل کی طرح ہنسی خوشی
 جان کھودی کہ مرتے دم تک خندان رہتا ہوا اب یہ خندہ اُسپر وقت ابد ہو گیا ابد تک رہا یعنی ہمیشہ
 ہمیشہ خرم و خندان رہیگا جیسے جان پاک احمد کی احد کے ساتھ شاد و خندان ہوا اب فرماتے ہیں نور ماہ
 کبھی ہرگز آلودہ نہیں ہوتا گو یہ نور ہر نیک و بد پر پڑتا ہو وہ سب سے پاک جیسا تھا ویسا ہی ماہ کی طرف
 لوٹ جاتا ہوا ایسے ہی نور عقل و جان کا خدا کی طرف لوٹ جاتا ہوا پاک صاف و صف پاکی کا نور ماہ پر
 وقت ہوا اگرچہ چمک اُسکی راہ کی نجاستوں پر پڑتی ہو مگر ان نجاستوں اور آلودگی کی راہوں سے نور
 میں اُسکے کچھ بدرگی و بُرائی نہیں ہو جاتی ایسے ہی نور آفتاب نے جہان ار جی سنا یعنی رجوع
 کر تو بس اپنی اصل کی طرف پھر فوراً لوٹ کے آ جاتا ہوا نہ گھوڑوں سے اُس پر کوئی تنگ رہا
 نہ گلشنوں سے اُسکے پاس کوئی رنگ رہا وہ پہلے ہی سے نور دیکھا ہوا تھا اب جو اُس نے پھر نور
 دیکھا فوراً لوٹ گیا اور اسکے سودا میں صحرا و دشت حیران رہ گئے اور ہر گاہ اُس دیرانے سے
 نور اسکا لوٹ گیا تو اب صحراے دیدہ میں اُسکی باز گشت رہی کہ جب آدمی آنکھ کھولتا ہوا تو اُس کے
 پر تو سے ہر چیز کو دیکھتا ہو

ایک شخص نے ایک عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز میں روئے تو

نماز اسکی باطل ہو جاتی ہے یا نہیں چنانچہ بیان اسکا کلام مولانا سے واضح
 قولہ ان کے پرسید از مفتی براۓ کہ گریہ بنوحہ در نمازہ آن نماز واجب باطل شود یا نمازش جائز و
 کامل ہو نہ گفت آب دیدہ نامش بہ چسبیت نہ بنگرے تا او چہ دیدہ کہ گریست نہ آب دیدہ تا چہ فرید
 است از نہمان نہ تا چہ نین از چشمہ خود بشردان نہ گریز شوق حق کند گریہ دراز نہ یا نہامت از گنا ہے
 در نماز نہ یا نہ خوف حق ہو نہ گریہ خوشست نہ نہانکہ آن آب تو دفع آتش است نہ پیش کے گیر و بمنان
 او کمال نہ قرب یا بدور رہ حق لا محال نہ آن جہان گردیدہ است آن پر نیاز نہ روئے یابد نہ نوحہ او نماز نہ
 و زرنج تن بود و زرد سوک نہ ریسہاں بگست و ہم بشکست دوک نہ در فغان از ماتم فرزند کرد نہ کہ
 دل وجانش ز ماتم کرد و رد نہ مے نیر نہ آن نماز او دو جو نہ نہانکہ با اغیار کردہ دل گرد نہ پس نمازش بیشکے
 باطل شود نہ گریہ او نیز بہاصل ہو نہ نہانکہ ترک تن ہو نہاصل نماز نہ ترک خویش و ترک سر زندان نیاز نہ
 از خلیل آموز قربان کن ولد نہ تن بہ نہ بر آتش غم و درد نہ حاصل آنکہ تاب دانی امی کیا نہ نہ لکا قمرست بجد
 تا بکا نہ اللغات بکا بضم بدون ہمہ آنسودن سے رونا اور مع الہمہ چلا کے رونا **المعنی**
 ایک شخص نے مفتی سے آہستہ پوچھا کہ اگر کوئی چلا کے نماز میں روئے وہ نماز اسکی باطل ہوگی یا جائز
 و کامل ہوگی کما آنسو کا نام آب دیدہ اس واسطے ہے کہ تو غور کرے کہ اس نے کیا دیکھا ہے جو رو یا یا بدیدہ
 تو چھپا ہوا تھا چھپے چھپے اس نے کیا دیکھ پایا جو ایسا اپنے چشمے سے بہ نکلا اگر شوق حق میں یہ گریہ وزاری ہو
 یا گناہ سے نادم ہو کے روتا ہے یا خوف حق سے تو یہ گریہ خوش ہے اس لیے کہ یہ آب دفع آتش کا ہے
 بیشک نماز اسکی کامل ہوگی اور ضرور اسکو راہ حق میں قرب حاصل ہوگا اگر وہ جہان اس نے نماز
 میں دیکھا ہے اور پر نیاز ہو اس کے نوحے سے نماز اس کی خوب رونق پائے گی اور جو بیماری اور درد
 اور کسی سوگ سے رو یا ہو تو اسکا تار بھی ٹوٹ گیا اور نکلا بھی بس چرخہ بیکار ہو گیا اگر اپنے بیٹے کے
 ماتم سے فغان کی کہ اس کے ماتم سے اس کے دل و جان میں درد اٹھا ہے تو ایسی نماز برابر اور قیمت دو جو کے
 نہیں ہے اس سبب سے کہ اسکا دل اغیار سے پھنسا ہوا ہے نہ خدا سے بس اسکی نماز بیشک باطل اور
 گریہ بے حاصل ہوگی اس سبب سے کہ اصل نماز ترک تن ہے یعنی ایسا حضور قلب میں مستغرق ہو کہ
 اپنے تن کو بھی بھول جائے اور فرزند وغیرہ کسی کا کچھ خیال نہ ہو ایسے نیاز سے نماز کرے یہی نماز ہے آب
 تو خلیل سے سیکھ اور خدا پر سے بیٹے کو قربان کر اور مزدور و مدد کی آگ پر راضی ہو کر اس سے
 الگ ست ہو پس حاصل یہ ہے کہ بکا بکا میں فرق مجید ہے ایک بکا وہ ہے جس سے نماز کامل ہوتی ہے
 ایک وہ ہے جس سے باطل ہوتی ہے لاجرم اے دانا اس فرق کو خوب جانے رہ

حکایت مرید کی جس نے اپنے پیر کو روئے دکھیا

قول کہ ایک مرید نے اندر آمد پیش پیر پیر اندر گریہ بود و در نفر پیش شیخ راجون دید گریان آن مرید بگشت گریان آب در چشمش دوید و گوش در یکبار خند و گرد و بار نہ چونکہ لاغ اٹلا کند یار سے پیار نہ بار آؤں از رہ تقلید و سوم نہ کہ ہے بیند کہ سے خند و قوم نہ گریخت و همچو ایشان آن زمان نہ بخیر از حالت خند و گنج بازا و پرسد کہ خندہ بر چہ بود پس دوم کرت بخند و چون شنود پس مقلد نیز مانند کرسست نہ اندران شادوے کہ اور ارہبرست نہ پیر تو شیخ آمد و منہل نہ شیخ نہ قبض و شادی نہ مریدان بل نہ شیخ پیر تو شیخ است و آن تقلید شیخ نہ چون بہ بین شادوے اذ تائید شیخ نہ چون سید پر آب و لوز سے برز جاج نہ گریخت و اندان باشد لجاج نہ چون جدا گریخت و در جود اند و خود نہ کاندرو آن آب خوش از جوے بود نہ آگینہ ہم بدانند از غروب نہ کان لمع بود از مہ تابان خوب نہ اللغات لاغ بازی سوم بالفتح وقت ظاہر کرنا منہل بالفتح چشمہ سبب فتحین ہندی ڈلیہ راج جہنم قندیل و شیشہ و طیرہ کلچ کے لجاج لفتح سینترہ لمع روشنی و تابش اس لئے ایک مرید پیر کے پاس آیا اور پیر کو روئے چلائے پایا یہ بھی پیر کی دیکھا دیکھی رونے لگا اور انہو آنکھوں میں بھر لایا یہ رونے ہنسنے کا ایسا حال ہو شنوا آدمی تو ایک دفعہ ہنستا ہوا اور بہرا دو دفعہ اس وقت میں کہ جب کوئی یار کسی یار کے ساتھ کھیل بناتا ہے پہلی دفعہ تو ہرا دیکھا دیکھی یہ تکلف و زبردستی ہنستا ہے جو آدمی کو ہنستہ دیکھتا ہے اور اس سے بچر کہ یہ لوگ کیوں ہنستے ہیں پھر وہ جب پوچھتا ہے کیا بات تھی کیوں ہنستے تو اس بات کو سنکر دوبارہ ہنستا ہے تا جرم مقلد اور بہرے کا ایک حال ہے اس خوشی میں جو اسکی راہبر ہوئی ہے اور اسکو ہنسایا ہے تو بس اس مرید پر بھی یہ توشیح کا آیا اور آب چشمہ شیخ کا اس لیے کہ قبض و شادی مریدوں کی مریدوں سے نہیں ہوتی ہے بلکہ شیخ سے ہوتی ہے اگر مرید کشود شادی کی شیخ سے دیکھے تو پیر تو شیخ ہی کا ہے اور اسی کی تائید و تقلید جیسے ڈلیہ پانی کی بھری یا نور کسی قندیل وغیرہ پر اگر اپنا اسکو جانیں تو نادانی ہے جب وہ ڈلیہ پر آب نہر سے الگ ہوگی تو وہ جانگی کہ یہ آب خوش میرا نہ تھا نہر کا تھا ایسے ہی وہ قندیل جانگی جب ماہتاب ڈوب جائے گا کہ وہ جھک و روشنی میری نہ تھی ماہ کی تھی قولہ چونکہ چشمش را کشاید امر تم نہ پس بخند و چون سحر بار دوم نہ خندہ آید ہمہراں خندہ خودش نہ کہ بران تقلید برے آمدش نہ گوید از چندین رہ دور و دراز نہ کاین حقیقت بود این اسرار و راز نہ من ہر ان دادے چگونہ خود زور نہ شادی لے کر دم از عیان و سور نہ من چہ مے کر دم خیال و این چہ بود درک سستم سست نقشی مے نمود طفل راہ فکر مردان کجاست نہ کو خیال راہ کو تحقیق

راست ہ طفل را چہ فکر آید و ضمیر و تا چو اندیشہ کند بچو کہ بپیر و فکر طفلان دایہ باشد یا کہ شیر و با مریو
 جوز یا گریہ نفیر و آن مقلد ہست چون طفل علیل بگرہ دارد بحث باریک و دلیل بآن تعمق در دلیل
 و در شکیل بآز بصیرت مے کند اورا کسبل بآیہ کان سرمہ سر و سیت ببرد و در اشکال
 گفتن کار بست بآے مقلد از بخارا باز گردہ و بخوارے تا شوے تو شیر مردہ تا بخارے دگر بینے
 درون بصفدران در مجلس لایفقون بپیک اگرچہ در زمین چابک تگست بچون بدریافت
 بگستہ رگست بآہمنا ہم بود فی البر و بس بآنکہ محو است در بحر اوست کس ببخشش بسیار
 دارد و شدہ بدو بآے شدہ در وہم و تصویرے و دو تونہ اللغات شکیل بکسر تین رسن سپ و دگر و فریب
 کسبل رفع کرنا اصحیحنا المعنی یعنی بالفعل تو اس مقلد کی آنکھیں مچی ہین جب مرقم جوہر و زبعت ہو گا وہ اسکی
 آنکھیں کھولیکا تو دوبارہ مثل سحر کے پھر منہ سے گا اور یہ منہی اسکی انسی اپنی منہی پر ہوگی جو تقلید کی راہ سے
 اسکو آتی تھی اور کہے گا اللہ اللہ حقیقت و اسرار و از مجھے اتنی راہ دور و داز پر تھے اور میں ان سے
 اتنی دور اس جنگل میں اپنے اندھے بن سے شادی و خوشی کرتا تھا میں کیا خیال کرتا تھا اور یہ کیا عفتا
 میرا درک مست ایک نقش مست مجھ کو دکھا رہا تھا طفل راہ کو فکر و دن کی سی کمان ہوئی کمان
 اسکا خیال کج اور کمان تحقیق راست طفل کے دل میں ایسی فکر کہ بتی ہو تو جیسے کہ پیر سوچتا ہو وہ سوچے
 طفل کی فکر بس یہی تو دایہ یا شیر یا انگور اخروٹ یا رونا چلانا اسکے سوا اور کیا بس مقلد طفل ہو اور طفل بھی
 علیل اگرچہ باریک باریک بحث اور دلیلین کرے اور یہی تعمق اور غور جو دلیل و دگر و فریب میں کرتا ہو
 اسکو بصیرت یعنی بینائی دل سے رفع اور دور کر رہا ہو وہ بایہ کہ سرمہ اسکے بھید کا ہی یہ تعمق اسکو
 کھو کے شکل گفتگو کو عمل میں لانا ہو آب فرماتے ہین اے مقلد تو بخارا سے جہان بڑے علم دھنر اور بحث و
 دلائل ہین لوٹ اور خواری اور ذلت کی طرف چل تو شیر مردہ ہو جائے اور دوسرا بخارا دیکھے جسکے
 اندر مجلس ہو کہ بڑے بڑے صفدران کے آگے لایفقون ہین یعنی کچھ نہ جاننے والے جیسے
 قاصد خشکی میں بڑا چابک قدم ہوتا ہو جب دریا میں پہونچا تو گستہ رگ ہو گیا پھر چالاکی
 ننہین چلتی وہ حملنا ہم فی البر سے ہو اور بس یعنی خشکی و آرام کا چلنے والا اور جو بحر میں محمول ہو
 لے معرض ہلاک کا رہنے والا وہی آدمی ہو اس شعر میں اقتباس ہو آئیہ کو میسے و نقد کرنا
 نبی آدم و حملنا ہم فی البر و البحر بیشک بزرگی دی ہم نے نبی آدم کو اور بار کیا ہم نے آنکو خشکی و
 تری میں آن بحرین پر بخشش پادشاہ کی از بس سبزل ہو اور اے فلان تو اپنے وہم و تصور
 ہی میں دھرا ہوا جاتا ہو

بقیہ حال مقلد در گریہ کا

قولہ کہ آن مرید سادہ از تقلید نیز بگریہ سے کہد و فوق آن عزیزہ او مقلد و از بچوں مروکہ گریہ میدید و
 بموجب بنجر بچوں بسے بگریست خدمت کرد و رفت بہ از پیش آمد مرید خاص گفتہ گفت ای گریان
 چو از بنجر از فراق گریہ شیخ از نظر اللہ اللہ اللہ سے دانی مرید بگریہ و تقلید ہستی مستفید تا نگوی دیدم
 آن شہید گریست بہ من چو او بگریستم کین منکر نیست بگریہ کہ چو مل و تقلید ہست دطن بہ نیست بچوں
 گریہ او موتمن بہ تو قیاس گریہ بر گریہ ساز بہ ہست این گریہ بدان راہ دراز بہ ہست آن از بعد سے
 سالہ جہاد و عقل اینجا ہیچ نتواند قنای بہ ہست زان سوی خرد صد مرحلہ عقل را باور کن این جاہلہ بہ
 گریہ از غمشت و ز فرح بہ روح داند گریہ عین الملح بگریہ او خندہ اعلان سر نیست بہ ناچہ و ہم عقل باشد
 او بر نیست بہ آب دیدہ او چہ دیدہ او بودہ دیدہ نادیدہ دیدہ کے شود بہ ناچہ او بیند نشان کردن ساس
 از قیاس عقل و ز راہ حواس بہ شب گریہ در چونکہ نور آید ز دور بہ پس چہ داند ظلمت شب حال نور بہ
 پیشہ بگریہ ز باد باد بہ پس چہ داند پیشہ فوق باد بہ چون قدیم آید حدت گرد و بحث بہ پس کجا
 داند قدیمے را حدت بہ بر حدت چون ز قدیم و نگش کند بہ چونکہ گردش نیست ہم رنگش کند بگریہ ہی
 تو بیابی صد نظیر و لیک من برداند ارم اسے فقیر اللغات دہانقہ زیر کی وجود طبع عین الملح
 گریہ کین ساس چھونا المعنی آب فراتے ہیں کہ وہ مرید تقلید سے بھی سادہ تھا اصل غرض اسکی
 تقلید سے بھی نہ تھی بس اتنا ہی کہ پیر کو روتے دیکھا اسکی موافقت سے خود بھی رونے لگا ہاں مثل مقلد
 اور بہرے کے جسا ذکر او پر کیا ہی ایک گریہ دیکھتا تھا اور روتا تھا مگر موجب گریہ سے محض بنجر جب
 بہت سارو لیا قدم چوم کے چلا اسکے نتیجے ہی ایک مرید خاص گرم سوختہ برشتہ آیا اور کہا کہ لے
 گریان بچو ابراہیم سب گریہ سے بنجر شیخ کو گریان دیکھا اسکی موافقت سے گریہ کرنے لگا بس لے
 مرید وفادار اگرچہ تو مقلد ہی لیکن اللہ اللہ کیسا اس تقلید میں تو مستفید ہوا ہی ہرگز مت کنا کہ میں نے
 اس شاہ کو رونے دیکھا بس اسی کی طرح رونے لگا کس واسطے کہ مرید منکری ہی یہ بھی جانتا ہی کہ جو گریہ جہل
 اور تقلید و گمان سے ہی لینے روتا ہی اور نہیں جانتا کیوں روتا ہوں یا دیکھا دیکھی یا گمان سے روتا ہی وہ
 گریہ ایسا نہیں ہی جیسا کہ اس امانت دار عشق کا ہی اور عشق کا امانت ہونکہ یہ انا عرضنا الا اننا
 سے ثابت اس لیے اسکو موتمن کہا ہی تو اس گریہ کو اس گریہ پر قیاس مت کر اس گریہ اور اس گریہ
 میں بڑی راہ دور و راز ہو وہ گریہ تو بعد جہاد سی سالہ یعنی ایک قرن نفس کے ساتھ جہاد اکبر کرتے
 سے حاصل ہوا ہی پھر عقل و قیاس یہاں کیا اتفاق کر سکتا ہی جو اسکو اس پر قیاس کیا جائے

عقل سے تیرے پیکرِ ان منزل اس طرف ہو بس عقل کو بیان مددگار مت کر چھوڑ دے اس لیے کہ گریہ عقل کے
منہ کے شہ با فرج مقرر ہے جتنا ہی صبر کرے نفسی ہر نہ فرج سے بھر عقل کیا جانے اس گریہ کو جو عین
الملح ہو نہایت نگیں اور اذیس مزہ دار اسکو تو روح ہی جانتی ہو کہ اسکا گریہ اور اسکا خندہ
اس حرف کا ہو کہ ہم عقل سے وہ جانب پاک و مبرا ہو چکر اسکا آب دیدہ کیسے آبدیدہ اسکا ہوگا چھلا دیدہ
ابدرجہ کا کہیں دیدہ ہو سکتا ہو وہ جو کچھ دیکھتا ہو تم اسے چھو نہیں سکنے نہ قیاس و عقل نہ راہ حواس سے
عقل و حواس کا تو ایسا حال ہو جیسے شب کہ جہاں نور صبح کا دور سے نمود ہوا بس یہ بھاگی پھر
ظلمتِ شب کی حال نور کا کیا جانے پھر نے جہاں طبیعت ہوا کی تیزی دیکھی اور بھاگا پھر پھر ہوا کے
منہ کے کیا پچھانے ایسے ہی جب قدیم آیا یہ حدث جو ناپاک ہو عبث ہو گیا لا جرم حدث کسی قدیم کو
کیا جانے جب حدث پر قدم حملہ کرتا ہو اسکو حیران کر دیتا ہو اور جب کہ اسکو نیست کر دیا تو اپنا
ہونگ بنالیتا ہو ایسے ہی اگر تو پاس ہے تو سیکڑوں نظریں پائے گا لیکن میں اسے فقیر و انہیں
رکھتا ہوں کافی ہیں تو کہ میں الم دم این حروف ہ چون عصاے موسیٰ آمد در قوف ہ حرفِ سا
ماند بدین حرف از بدین ہ لیک با شد در صفات این زبون ہ ہر کہ گیر دواو عصاے زامتحان ہ
کہ بدین ہ ان عصاے وقتت بیان ہ عیسویست این دم نہ بادہر دے ہ کو برآید از سر ج
یا نیست ازین الم و علم اسد پرت آمد ہست از حضرت موسیٰ البشر ہ ہر الف لامی چہ سے ماند
بدین ہ اگر تو جاندار ہی بدین شمش میں ہ اگرچہ ترکیب حروفست ای ہمام ہ ہی غایہ ہم ترکیب عوام نیست
ترکیب شد ہم دوست ہ اگرچہ در ترکیب ہر تن جنس اوست ہ گوشت دارد پوست دارد استخوان ہ
ہیچ این ترکیب را باشد جہاں ہ کا نذران ترکیب باشد معجزات ہ کہ ہمہ ترکیبیا گشتند مات ہ بچنین
ترکیب ہم الکلیب ہ ہست بر بالاد و دیگر بالثیب ہ نالکہ زین ترکیب آمد زندگی ہ ہچون نفیج صور در ماندگی
اثر دہاگرد شگافہ ہست را ہ چون عصا حرم از داد خدا ہ ظاہر ہ ماند بظاہر ہا لیک ہ قرص نان از قرص مس
دور ست نیک ہ گریہ او خندہ خلق او ہ فہم او و خلق او و خلق او ہ عقل او و ہم او و حس او ہ نیست
ازوے ہست محض صنع ہو ہ چونکہ ظاہر ہا گرفتند احقان ہ آن دقائق ماند انایشان بس نہسان ہ
لا جرم ہچوب گشتند از غرض ہ کہ دقیقه فوت شد از مفترض ہ ہا تو گویم در مثالش قصہ ہ تا بلکہ زین
بیانم حصہ ہ قصہ باطل و با عرض میب ہ قصہ بس دور و لیکن بس قریب ہ این سخن پایان ندارد
باز گرد ہ کان کینک با خر خاتون چہ کرد ہ اللغات منقرض ہ انعم فرض کردہ شدہ ہمیب در ہمناک
اسنے ہمہ فرماتے ہیں کہ جیسے الف لام میم اور حایم کے حروف اپنی استادگی اور

قیام میں مثل عصا سے موسے کے ہیں راست و مستقیم اور مثل ان حرفوں کے اور حرف بھی خارج و
ظاہر میں ہیں لیکن جو صفات ان کے ہیں ان سے جو خارج ہیں ان میں یہ صفات کہ ان کے صفات
سے وہ ظاہر والے عاجز ہیں اگر کوئی عصا ہاتھ میں لے اٹھائے تو یہ عصا اُس عصا کے مانند کب ہوگا
یہ دم تو عیسوی ہی جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے نہ ایسا جیسے ہوا ہر دم کی کہ چاہے خوشی سے نکلے چاہے
غم سے پس یہ الم و دم تو اسے پدر اُن سے آیا ہے جو موسیٰ بشر کے ہیں موافق حدیث من کنت مولاه
کے پھر ہر الف لام اس سے کیا مشابہت رکھتا ہے پس اگر تو جان رکھتا ہے تو ان آنکھوں سے اُسکو
ست دیکھ اگرچہ اُنکی ترکیب بھی ایسے درحروف سے ہے اور ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے ترکیب عوام
کی کہ حرفوں کو ملا لیتے ہیں دیکھ تو بظاہر محمد کی ترکیب گوشت پوست سے ہے اور اس ترکیب میں ہر شخص
اُنکی جنس ہے کہ گوشت بھی رکھتا ہے اور پوست و استخوان بھی لیکن یہ ترکیب محمد کی سی ترکیب کہ ان پر
اس واسطے کہ اُنکی ترکیب میں تو وہ معجزات ہیں جن سے سب ترکیبیں مات ہو گئیں ایسی ہی تم دال کتاب
کی ہے کہ یہ سب پر بالا ہے اور سب اس سے نیچے اس سبب سے کہ اس ترکیب سے تو زندگی ہوتی ہے اگر آج
حیات ہے اور در ماندگی میں مثل نفع تصور کے جس سے مردے زندہ ہو جائینگے یہی اُردہا ہو جاتا ہے اور یہی
دریا کو بچا رہتا ہے مثل عصا کے یعنی تم خدا کے دین سے ظاہر اُسکا تو شاہ ظاہر سے ہے لیکن قرص نام
سے قرص ماہ نہایت دور ہے اُسکا گریہ خندہ لطف و فہم اور خلق و خلق اور عقل و دہم اور حس و عض
صنعت الہی سے ہے نہ اُس سے آپ جو احمقوں نے ظاہر کو پکھلیا ہے وہ دقائق ان سے بالکل
چھپے رہ گئے تا جرم غرض سے عجوب ہو گئے کس واسطے کہ وہ دقیقہ فرضی باتوں میں فوت ہوا
آپ دیکھئے اسکی مثال میں ایک قصہ کہوں تو میرے اس بیان سے تو قصہ حاصل کرے اور وہ قصہ
ایک طول و عرض کے ساتھ ہے اور ڈرونا ہے قصہ تو بظاہر نہایت دور ہے لیکن بہت ہی قریب
یہ شعر اس بات کے عزیز ہیں کہ قصہ بعد کا بظاہر لایعنی ہے چنانچہ کلام سابق سے گریز کر کے فرمایا کہ اس
سخن کی تو بایان نہیں حکایت کینز اور گدھے خاتون کی بیان کر

حکایت اُس کینز کی جو اپنی خاتون کے گدھے سے شہوت رانی
کرتی تھی اور اُسکو جماع آدمیوں کا سا سکھایا تھا

تو کہ یک کینز شد خرقے بر خود فلندہ از دور شہوت و فرط گزندہ آن خندہ نر ایگان خکوردہ
بودہ حسد جماع آدمی پے بردہ بود یک کدوے بود حیلست سازه را بد و ذکر کردے کے پے
انسانہ را بد و قضیہ بش آن کدو کہ وہ مجوزہ تار و دہیم ذکر وقت سپوزہ گزیدہ محنت خواہد سے کہ وہ

ہم رحم ہم رود ہا را برودہ خرمی شد لاغر و خاتون او بنہ ماند حیران کہ چو خوشہ محو موبہ نعلبند آن را نمود آگہ
کہ چیست بنعلت خرم کہ نتیجہ اش لاغر نیست بنعلت علت اندر و ظاہر نہ شد بنعلت یکس از سر او حیرت شد بن
در تفحص اندر افتاد او بجدہ شد تفحص را و نام مستعد بنجد را باید بجان بندہ بودہ آنکہ جد جویندہ یا بندہ بود
چون تفحص کرد از حال اشک بندید خفتہ زیر آن خرمز کسک بن از شکاف در بندید آن حال را بن بس
عجب آمد از وہ آن زال را بن خرمی کا پد کینک را چنان بنکہ بعقل و رسم مردان یا زنان بن در سہ
شد گفت چون این گفتست بن پس من اولتر کہ خرمک نفست بن خرم مذکب گشتہ او آموختہ بن خوان
نمودہ است و چراغ افروختہ بن اللغات سپوز سپوزیدن بزور فرو بردن در چیزے و بزور ہر آوردن
نکتہ بالفتح گز آہنہ اشک بکسر اول و فتح ثانی در ترکی خرمز کسک اغلب کہ نام اس کینز کا ہو گزند
سرخ دافت اسلئے ایک چھو کری گدھے کو اپنے اوپر ڈالنے والی ہوئی یعنی گدھے کو جماع پر
لگا لیا تھا بسبب شدت شہوت اور فرط گزند سے کہ ایسا نہوا اور جگہ کوئی آفت و سنج پیدا ہوئے
اس خرمز نے بھی مفت سچھ کے اپنی عادت کر لی تھی اور آدمی کا سا جماع سیکھ گیا تھا اس کینز حیلہ سا
کے پاس ایک کدو تھا کہ اندازے کے موافق اسکے ذکرین کر دیتی تھی اور اس واسطے کدو کو اسکے
ذکرین وہ عجوز کر دیتی تھی تا وقت دخول و خروج کے آدھا ذکر اندر جائے کہ اگر بالکل جسر یعنی
ذکر خرم کا اندر اسکے جائے گا تو رحم اور آنتین سب کو بھاڑ ڈالے گا بس اس سبب سے گدھا دبلا ہوا
جاتا تھا اور بی بی اسکی حیران کہ یہ گدھا میرا بال سا لاغر کیوں ہوا جاتا ہی نعلبندون کو دکھایا آگاہ کیا
کہ اس گدھے کو کیا علت و بیماری ہو جسکے سبب سے یہ لاغری ہو لیکن کوئی علت اس میں ظاہر
نہوئی نہ کسی نے اسکے بھید سے کچھ خبر دی خاتون جد اس جستجو کے درپے ہوئی اور ہر دم اس جستجو میں
مستعد تھی اب مقولہ مولانا کا ہر آدمی کو چاہیے کہ جد کا بجان و دل بندہ ہو جائے اسواسطے کہ
جد جب جویندہ ہوتی ہو تو ضرور یا بندہ ہوتی ہو آخر جب بہت سی جستجو گدھے کے حال سے کی تو
دیکھا کہ نر کسک جو بکاف تصغیر نام چھو کری کا ہر اسکے پیچھے پڑی ہو اس نے دروازے کی درز
سے یہ حال دیکھا دیکھ کر اس نال کو از بس تعجب ہوا کہ کیسے یہ گدھا اس کینزک سے جماع کرتا ہو
جو موافق عقل و رسم مردون کے ہو عورتون کے ساتھ اسکو بڑا حد ہوا اور کہا کہ جب یہ بات اس
گدھے سے ممکن ہو تو میں اس کینز سے اولے تر ہوں اس واسطے کہ گدھا میری ملک ہو کیسی اچھی
بات ہو کہ گدھا سیکھا سدا ہوا ہو گویا خوان لگا ہوا ہو اور چہ راغ جلتا سب سامان تیار
قولہ گردنا دیدہ در خانہ بکوفت بن کاے کینزک چند خواہی خانہ روفت بن از پے رو پوشش

ہی گفت این سخن بہ کاسے کنیزک آدم در بازکن بہ کرو خاموش و کنیزک را نگفت بہ راز راز بہہ طبع خود نہفت بہ
بس کنیزک جملہ آلات فساد بہ کرد پنهان پیش شد در راکشا دہ روتش کردہ و دیدہ پر زخم بہ لبہ فردا نگاہ
سینے عمامہ بہ در کف او نرمہ جارو بہ کہ من بہ خانہ راے رونم بہہ عطر بہہ و نگاہ بہا بہہ سب
او در واکشا و بہ گفت خاتون زیر لب کاسے اوستاد بہ روتش کردے و جارد بہہ بہہ بہہ
چیسے این خبر گسستہ از عاف بہہ نیمکارہ خشگلین جنبان ذکرہ و انتظار تو و چشمش بہہ در
زیر لب گفت این نہان کرد از کنیز بہداشتش آن دم چو پیر بان عزیز بہ بعد اذان گفتش کہ چادر
کن لبہ بہہ روفلان کس راز من پیغام بہہ این چنین کن وان چنان کن وان چنان بہ مختصر کرم من افسانہ
زنان بہہ و انجہ مقصود ست مغز آن بگہ بہہ چون براہش کرد آن زیبا ستیر بہہ بود از ستے شہوت
شادمان بہہ در فرو بست و بہہ گفت آن زمان بہہ یا فتم خلوت زخم از شکر بانگ بہہ رستم
از چار دانگ راز و دوانگ بہہ از طرب گشتہ بزبان زن ہزار بہہ در شرار شہوت خرمی بہہ
اللغات نرمہ جاروب ہندی کوخی عطن بفتحین آرامگاہ گو سپندان چار دانگ وہ چیز
اپنے امثال میں دونی ہو جیسے دودانگ کے دو چند چار دانگ بزبان بضم مفرد ہو شہوت زنان
اسٹے بس خاتون نے دروازہ بجایا اور گرد تو دیکھی نہیں مگر حیلہ کد یا کہ لے کنیزک تک گھر
جھاڑے گی اور یہ بات روپوش کے واسطے کہدی کہ گویا میں نے کچھ نہیں دیکھا بس اے کنیزک میں
آئی دروازہ کھول دے اور خود خاموش رہی کنیز سے کچھ نہیں کہا اور اس راز کو اپنے لالچ سے
چھپایا کنیزک جملہ آلات فساد کو چھپا کے سنے آئی اور دروازہ کھولا لیکن منہ بگاڑے رہی ہونٹھٹکائے
جس سے یہ مطلب تھا کہ میں روزہ دار ہوں ہاتھ میں کوخی لیے کہ میں گھر اور بکریوں کا آرامگاہ جھاڑی
تھی بس جاروب ہاتھ میں لیے اُس نے دروازہ کھولا خاتون نے دیکھ کر آہستہ کہا کہ لے
اُستاد تو تو منہ بگاڑے جھاڑو ہاتھ میں لیے ہی یہ گدھا کیوں گھانے چھڑے کھڑا ہی ایسا جیسے
کسی کا آدھا کام ہو گیا ہو آدھا رہ گیا ہو اور خشگلین ذکر ملاتا ہی اور تیرے لیے دروازے کو کٹتا ہی مگر
یہ بات آہستہ کمی چھوڑی سے چھپائی اور اس وقت اُس کے ساتھ بڑے پیار سے پیش آئی اور
کوئی جسم اُسکا نہ بیان کیا پھر کہا کہ چادر اوڑھ لے اور فلان آدمی کے پاس پیغام بجا اور اُس
سے کہ ایسا کر دیا کہ جیسی عادت عورتوں کی ہے میں نے قصہ عورتوں کا مختصر کیا جو کچھ منظر ساکا ہو
وہ لیے غرض جب اُس زیبا پردہ نشین نے اُسکو روانہ کیا بہر حال ٹال دیا تو خود مستی شہوت سے
کیسی خوش بس دروازہ بند کیا اور کتنی تھی کیسی خلوت میں نے پائی دو لہا دھن سے بھی زیادہ

پکار پکار کے اُسکا شکر کروں اور اس بات کے غم سے بھی چھوٹی کہ اسکا آلت دودا نک ہی اُس کا
 چار دانگ اس میں تو دودا اور چار کو کچھ دخل ہی نہیں پورا پورا خاطر خواہ سامنے ہمارے خوشی کے شہوت
 اس کی ایک حصے سے ہزار حصے ہو گئی اور شہوت خری دیکھ کے اُسکی آگ و شوق میں بیہزار تھی
 قولہ چہ زبان کاں شہوت اور اگر گرفت بہ بزرگ رفتن کچ را بخود شکفت بہ میل شہوت کر کند دل را و کور بہ
 تا نماید گرگ یوسف شہد شور بہ لے بسا سرست ناز و ناز خود خوشی رانور مطلق داند و نہ جو بگر بندہ
 خدا کر جذب حق بہ ناز پیش آرد بگرداند ورق بہ تاباند کان خیال ناری بہ در طریقت نیست الا عاریہ بہ
 رشتہ ہار خوب ہنما پد شہر بہ نیست از شہوت بزرگات وہ بہ صد ہزار ان نام خوش را کردہ ننگ بہ
 صد ہزار ان زیر کان را کردہ دنگ بہ چون خرید یوسف مصر نمودہ یوسف را چون نایا کن جو دہ بہر تو
 سرگین را فسونش شہد کردہ شہد را خود چون کند وقت نہر بہ شہوت از خوردن بود کم کم بخور بہ تا نگاہی
 کن گریز شور و شر بہ چون بخور وے مے کشد سوے حرم بہ دخل را خربے بیاید لا جرم بہ پس نکاح آمد
 چو لاجول ولایت تاکہ دیوت نفلند اندر بلا بہ چون ترص خوردن ز ن خواہ زود بہ ورنہ آمد گر بہ و دہ
 رہو بہ بار سنگین بر خرے کوئی حمد بہ زود بر نہ پیش از آنکہ سر نہ فعل آتش را نمی دانی تو سرد بہ
 گود آتش با چنین دانش نکردہ علم دیگ و آتش را نبود تراز از شر رنے دیگ ماندن ابابا آب حاضر
 باید و فرہنگ نیز بہ تا بز دکان دیگ سالم درادینہ چون دانی دانش آہنگرے بہ ریش و موسوز دوا آنجا
 بگذرے بہ در فرو بست آن زن و خرا کشیدہ شادمانہ لا جرم کھڑ چشیدہ در میان خانہ آردش کشان بہ
 خفت اندر زیر خریم در زمان بہ ہم زبان کرے کہ دید او از کثیر تار سد در کام خود آن تخبہ نیز بہ یاد آرد وہ
 حیراندوے سپوخت بہ آتش از کیر خرد و وے فروخت بہ خرمود بگشتہ در خاتون فشر
 تا بجایہ در زمان خاتون بمرودہ بر درید از خم خرنخت جگر بہ رود ہا بگستہ شاد ہر گزہ اللغات کچ
 بکات فارسی جیم تازی احمق دہبہ چکتی دہبہ بھیر کی بزرگ رفتن کو تسخرو و ز دے آریز آواز خوش دیگ
 دہد کھیر بد لا المعنی اب مقولات مولانا کے ہین کہ یہ جو ہم نے کہا کہ زبان اُسکے بیزار ہو گئے اور
 کیسے زبان کہ اُسنے اُسکو اٹھا لیا اور بز کو جو احمق اپنے او پر لاد لیتے ہین اُسنے کچھ تعجب نہیں ہوتا رغبت
 شہوت کی ایسی چیز کہ دل کو اندھا بہر اگر دیتی ہو تو گرگ یوسف شور کو شہد دکھائے گرگ یوسف
 حرص و حسد اے مخاطب بہت ایسے معشوق مست ناز اور ناز خوہن کہ انکو نور مطلق جانتے ہین ایسے
 اگر کوئی ناز اپنا آ کے سامنے پیش کرے جو خاص بندہ خدا کا ہو اور جذب و کشش حق میں گھٹیا ہوا
 بس وہی جذب حق اُسکے نانہ کے دق کو لوٹ دیکھا تا جان لے کہ وہ خیال ناریہ طریقت میں سوا

عاریت کے نہیں ہر پھر اصل کو چھوڑ کے عاریت کی طرف کیوں جائن حرص کی تو خاصیت یہی ہو کہ بہ صورتِ
 خوبصورت دکھائی ہو اس دنیا کے گائون سین بڑی بڑی آفتین ہیں مگر سب آفتین سے بدتر
 شہوت کی آفت ہو اس نے لاکھوں نام خوش کوننگ کر دیا ہو اور لاکھوں زیر کون کو حیران
 بنایا اور ہر گاہ گدھے سے ناچیز کو اس نے یوسف مصری کر کے دکھایا جیسے اس زن کو تو
 خیال کر دے یہ کافر یوسف جیسے کو کیسا دکھائے گی جب گوہر کو اس نے اپنے افسون سے
 شہد کر دیا پھر شہد کو وقتِ نبرد کے جانے کیا کچھ کر دکھائے گی شہوت کم کھانے سے
 کم ہوتی ہو لہذا کم کھا تو نہ کھانے سے کھل نہ جائے مگر شور و شر سے جو بہت کھاتا ہو گریز کر اسیلے کہ
 جہان تو نے پیٹ بھر کھایا بس اس نے حرم کی طرف تجھ کو کھینچا یعنی عورت کی خواہش ہوئی
 کسو اسے کہ آمدنی کے ساتھ خرچ ضرور لگا ہو لا جرم نکاح ایسا ہو جیسے لاجول و لا قوۃ الا باللہ تا شیطان
 تجھ کو بلالین نہ ڈالے بس اگر تو حریص کھانے کا ہو تو جو روا بھی جلد کرے نہیں تو جان لے کہ بلی آئی اور
 ونبہ لے گئی اس میں شک ہی نہیں ہو یہ ایک مثل بھی ہو اور نقل اسکی دفتر سوم میں گذری جو گدھا
 کہ بہت سا کودتا ہو اس پر جلدی بھاری بوجھ رکھ دے قبل اس سے کہ وہ کو دنا شروع کرے تو خوب
 جانتا ہو کہ فعلِ آتش کا سرو نہیں ہو پھر باوصف ایسی دانش کے جان بوجھ کے آگ کے پاس
 ست پھٹک اگر تو ہانڈی نہیں پکانا جانتا آگ کی رسائن سمجھتا ہو تو جان لے کہ آگ کی شدت سے
 ہانڈی بھی گئی اور شور با بھی گیا بلکہ یون ہونا چاہیے کہ پانی بھی ہونا چاہیے عقل بھی ہوتا وہ ہانڈی اس
 جوش میں صحیح و سالم پک جائے ایسے ہی اگر تو علمِ آہنگری کا نہیں جانتا جب ادھر جائے گا دھبی ہال
 سب جلانے کا آب استیفات ہو طرف حکایت خوردن کے چنانچہ فرمایا کہ اس عورت نے
 دروازہ بند کیا اور گدھے کو اپنے اوپر چڑھایا خوشی خوشی لیکن اس خوشی کا بدلہ بھی کیسا چکھا یعنی
 گدھے کو گھر میں کھینچ لائی اور اسی وقت اسے پیچے لیٹ گئی اور وہی چوکی جو کتیز سے دیکھی تھی اسی پر
 لیٹی تا وہ قحبہ بھی کتیز کی طرح اپنے مقصد کو پہنچے پانوں سمیٹے بس گدھے نے اندر داخل کیا
 داخل کرتے ہی کیر خر سے ایک آگ اس میں لگ گئی یعنی گدھے نے مودب بیٹھ کے جولاؤ ٹھیکے
 سے مراد ہو اور لفظ مودب بطورِ مضاف خاتون کے دخول کیا اور خصیوں تک داخل کر دیا بھر د
 داخل کرنے کے خاتون مر گئی اور یہ حال ہوا کہ دغم خر سے اس کے جگر کا ٹکڑا ٹک پھٹ گیا
 اور آنتیں تار کے مثل سب ٹوٹ گئیں قولہ کہ سے از یکسوزن از یک سو فتادہ دم نرود
 در حال دور دم جان بدادہ صحن خانہ پر مرقون شد زن نگون نہ مرد او برد جان ریب المنون نہ

مرگ بہ ہمارے ہوتے ہی کہ تو شہید دیدہ از کیر خرد تو عذاب الخربے بشنوا ز نبی بہ در حسین
 تنگی کہن جان باطن و کما این نفس ہیے ز خرسست بہ زبیرا بودن ازین تنگی ترست بہ در وہ نفس
 از بگیری در شے بہ حقیقت دانکہ کمتر زان زنی بہ نفس مارا صورت خربہ داو بہ زانکہ صورتہا کند
 بر وفق خودہ این بود اظہار مہر و سنجہ ہذا اللہ اللہ از تن چون خرگزینہ کاقران را ہم کروا یزدنا زہ کاقران
 گفت نارادہ ز خاربہ گفت تے این نار اصل عارہاست بہ بچو آن ناریکہ آن زن را بکا ست بہ
 لقمہ اندازہ بخورد از حرص بخوردہ در گلو بگرفت لقمہ مرگ بدہا اسلئے غرض یہ حال ہوا کہ گرسی تو کہین چاہی
 اور عورت کہین چاہی اور فوراً دم بھر میں جان دیدی سالتس بھی تو نہیں لی تمام صحن گھر کا بیٹون
 ہوا اور عورت اونہ ہی ہو کے رہی وہ فوراً گئی اور جان اسکی حوادث زمانے کے لے گئے ہر ہی
 موت سیکڑن نصبت کے ساتھ ہوتی ہوا یہ پیر ٹوٹے کیر خرد کا بھی شہید دیکھا ہی جیسے یہ ہوئی تو
 قرآن سے عذاب الخربے فی الدنیا والاخرۃ عذاب مسوائی کا ہر دنیا و آخرت میں سن اور ایسے
 تنگست میں اپنی جان کو فداست کہ جان لے کہ یہ نفس بہائم طبع تیرا خربہ اس کے پیچھے ہونا
 بھلا اس سے بھی زیادہ کوئی تنگست ہو اگر اسکی راہ میں تو مرے گا اور مینی تو جان لے کہ حقیقت
 میں اُس عورت سے بھی کمتر ہوں اور وہ خر کوئی غیر نہیں ہمارا ہی نفس ہی حق تعالیٰ نے اسی کو صورت
 خر کی دی ہوا سو اسلئے کہ جیسی سیرت ویسی صورت لگا سکا بھید قیامت میں کھلیگا اللہ اللہ کسی بڑی
 بات ہو کہ یہ تن تیرا اُس روز خر ہو بس جہان تک ممکن ہو اس تن چون خر سے بھاگ کا فردن کو
 اللہ تعالیٰ نے جہان سے ڈرایا تو کافروں نے کہا کہ ہم عار سے نار کو او لے جانتے ہیں کما نہیں
 وہ نار ہی تو جہان عاروں کی ہر جیسے کہ اُس نار نے اُس عورت کو مارا لقمہ اندازے کے موافق
 نہ کیا یا آخر وہ لقمہ لگے میں پھنس کے مرگ بد ہو گیا تو لقمہ اندازہ بخور مرد حرص بہ گرچہ لقمہ باشد حلو میں
 حق تعالیٰ داد میزان را زبان بہین زق ران سورہ رحمن بخوان بہین ز حرص خویش میزان را
 مہل بہ از و حرص آمد ترا خضم و مضل بہ حرص گوید گل برآید او ز گل بہ حرص میرست اسے
 نخل ابن النخل بہ آن کینرک می شد و می گفت آہ بہ کردے اسے خاتون تو استار ابراہ بہ کار بہ
 استاء خواہی ساختن بہ جاہلانہ جان بخواہے باضتن بہ لے زمن دزدیدہ علی نامتہام بہ
 تنگست آمد کہ پیر سے حال دام بہ ہم بچیدے دانہ مرغ از خرنش بہ ہم نیفتادی رسن در گردنش بہ
 دانہ کمتر خوردن چندین غلو بہ چون کلو خواندے بخوان لا تسرفوا بہ تا خورے دانہ نیفتے تو بدام بہ این کند
 علم قناعت والاسلام بہ نعمت از دنیا خور و عاقل نہ علم بہ جاہلان محروم ماندہ درندم بہ چون

ورافت در گھوشتان جیل دام نہ دانہ خوردن گشت بر جملہ حرام نہ مرغ اندر دام دانہ کے خوردن دانہ
چون زہرست و در دام ارجح نہ مرغ غافل می خورد دانہ ز دام نہ پھو اندر دام دنیا این عوام نہ باز مرغان
خمیر ہوشمند نہ کردہ انداز دانہ خوردن خشک و بند نہ کاندرون دانہ نہ ہر پاست نہ کوران مرغیکہ در مرغ دانہ
خواست بہ صاحب دام ابلہان را سر بریدہ والی نظر نیکان را مجلسا کشیدہ کازانہا گوشت می آید بکار نہ
ظریفان بایک و نالہ زیر و زاری اللہ تعالیٰ تخبیص بفتح و بای مکسورہ کھانا جو روغن و خرمای سے
پکاتے ہیں فجل بضم تین مست و یکس چم مست و نام و خشک بند و دای خشک زخم ہندی ہو کی لمحنی
فرماتے ہیں لے حلیص لقمہ اندازے کے ساتھ کھا اگرچہ حلوا ہو یا خبیص یعنی خرمے روغن کے پتے
حق تعالیٰ نے میزان کو بھی زبان دی خبردار ہو اور قرآن سے سورہ رحمن کو پڑھ کر کھانا فرمایا ہو و فرمایا
الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان یعنی جیسے تھکوزبان لذت و مزہ کو دی ہو میزان کو بھی دی ہو وہ اپنی
زبان کیسی ٹھیک رکھتی ہو ایسے ہی تو بھی ٹھیک رکھو اور اپنی حرص سے میزان یعنی اندازے کو
مست چھوڑ کہ یہ آرزو حرص تیری دشمن اور گمراہ کرنے والیاں ہیں حرص آدمی کی کل کو ڈھونڈھتی ہو اسی
سبب سے گل کو کھوئی ہو جیسا کہ من طلب اکل فات اکل جس نے ڈھونڈھا کل کو کھو یا کل کو حرص تیری
پادشاہ ہر لے مست بیٹھے مست کے پھر رجوع ہوے طرف ذکر کینز کے کہ وہ کینزک چلی جاتی تھی اور
کہتی تھی کہ ہاے تلے خاتون تو نے استاد کو ٹال دیا اور بے استاد کے اپنا کام بنایا یا اور جاہلون کی طرح
جان کھونا چاہی تلے خاتون تو نے علم نہ تمام کو مجھے چرایا تھکو حال اس جال کا پوچھتے سنگ آئی اگر
مجھے حال اس جال کا پوچھ لیتی تو تیرا مرغ اس جال کا دانہ بھی کھانا اور یہ رستی بھی تیری گردن میں
نہ پڑتی دانہ کم کھا بہت سا مالغہ دانہ خوری میں مت کر جب تو نے گھو ادا شہزادہ قرآن سے پڑھا ہو
بس اسی کے ساتھ تو لا تسرفوا لگا ہوا ہو یعنی کھاؤ اور پیو اور بیہودگی مت کرو اسکو نہیں پڑھا
اسکو بھی تو پڑھو تا تو دانہ بھی کھائے اور جال میں بھی نہ پڑے تب علم قناعت کا یہ نتیجہ ہو آگے سلام
نعمتین دنیا کی عاقلوں کے واسطے ہیں نہ غم کہ یہ جاہلون کے لیے ہو جی ہمیشہ اسے غم میں نعمت سے
محرور و پشیمان رہتے ہیں جب انکے گلے میں رستی جال کی پڑے گی تو ان سب پر اس دانے کا
کھانا حرام ہو جائے گا معمول ہو جب مرغ جال میں پھنسا ہو تو دانہ چھوڑ دیتا ہو اور دانہ جال کا اس پر
حرام و زہر ہو جاتا ہو اور جو مرغ اپنے جال سے غافل ہو وہ دانہ جال سے کھاتا ہو جیسے یہ عوام کہ دام
دنیا میں پھنسنے ہیں اور دانہ کھا رہے ہیں ہاں جو مرغ خمیر و ہوشمند ہیں انھوں نے اس دانے
سے آپ کو روکا اور خشک رکھا ہو وہ جانتے ہیں کہ اس دام میں جو دانے ہیں سب

زہر ہن بس وہ مرغ بڑا اندھا ہی جس نے جال میں چپس کے دانہ چاہا اور جس نے یہ جال لگایا وہ حقون
 اور کڑوا ہوا اور غافلون کو مجلس میں بکڑ بکڑ کے اغزاز کے ساتھ کھینچتا ہوا اس لیے کہ ان احمق مرغون کا گوشت
 کام آتا ہوا اور جو طریف ہن ان کا بانگ و نالہ اور زبرد زار سستا ہی قولہ بس کینر کا انداز اشکاف و
 دید خاتون را بوردہ زیر خرما گفت لے خاتون احمق ایچہ بودہ گر ترا استاد خود نفس نمودہ ظاہر ش
 دیدے مرش از تو نہان ہوا سستا ناگشتی بکشادی دکان ہا کیر دیدی ہچو شدہ و چون غیبص ہا آن کندورا
 چون ندیدے لے حریص ہا پاچہ مستغرق شدے از عشق خرما آن کدو نہمان بماند از نظر ہا
 ظاہر صنعت بدیدے زاو سستا ہا استاد ہی بر گرفتہ شاد شاو ہا اے بسا ز باق گول بیوقوف ہا
 از رہ مردان ندیدہ جز کہ صوف ہا لے بسا شوخان ناندک احترا مت ہا زان شہان ناموختہ جسز
 گفت لاف ہا ہر کسے در کف عصا کہ موسیم میدہد ہر بلہان کہ عسیم ہا آہ ازان روزیکہ صدق صادقان
 باز خواہد از تو سنگ امتحان ہا آخر از استاد ہائی را پیرس ہا کہ حریصان جملہ کوراند خرس ہا جملہ جستہ ہا
 ماندے از ہم ہا صید گرگانہ این ابلہ رمہ ہا صوت کے نشیندہ گشتہ ترجمان ہا پیچہ چون طوطی
 از گفت زبان ہا اللغات از راق مکار بصیغہ مبالغہ احترا مت پیشہ در خرس بھم گنگ و لال
 جمع اخرس اسطے پھر رجوع طرف کینر کے کہ کینر لوٹ کے آئی اور شکاف در سے دیکھا کہ
 خاتون گدھے کے تلے مری چڑی ہر کما لے خاتون احمق یہ کیا کیا اگر استاد نے تھک کوئی نقش
 دکھایا تو تو نے بس ظاہر اسکو دیکھ لیا اور جھید اسکا پتھر چھپا تھا تو نے ہنوز استاد نہ نوئی تھی کہ دکان
 کھول دی تو نے کیر خر کو مثل شہد اور غیبص کے دیکھ لیا اور لے حریص اس کدو کو نہ دیکھا یا تو گدھے
 کے عشق میں ایسی ڈوب گئی کہ کدو تیری نظر سے چھپ گیا ظاہر صنعت استاد کی دیکھ لی اور خوش
 خوش استاد ہی اختیار کی آب پھر مقولات مولانا کے ہن لے مخاطب بہت مکار احمق
 بیوقوف ایسے ہن کہ مردون کی راہ سے سوا صوف کے اور کچھ نہیں دیکھتے آنکو صوف پہنے دیکھا
 آپ بھی صوف پہن لیا اور راہ و طریق سے اُنکے کچھ خبر نہیں اور بہت شوخ و دلیر ایسے ہن کہ خدا سی
 پیشہ وری میں اُن لوگوں سے جو پادشاہ ہن صرف لاف و کراف سیکھ لیتے ہن اور کچھ نہیں
 اب عصا ہاتھ میں لیے ہن کہ ہم موسے ہن اور احمقون پر افسون پھونکتے ہن کہ ہم عیسے ہن مگر اے
 اُس دن سے کہ جس دن سنگ امتحان کا تجھے صدق صادق صادقون کا طلب کرے گا جیسا کہ فرمایا ہوا
 یوم نفع الصادقین صدقہم جس دن کہ نفع دے گا صادقون کو صدق اُنکا بس اُنکے کھلو لازم ہو کہ کسی استاد
 سے باقی کو پوچھ کہ جو باقی رہے وہ کیا ہو کس واسطے کہ یہ حریص تو سب اندھے گونگے ہن اگر

تو نے طلب جملہ کی کی تو جان لے کہ جملہ سے رہ گیا جیسے اوپر کہا ہوس طلب اکل ذات اکل کر گیا
کیا جائے کہ یہ سب کلمہ کا کلمہ شکار عظیم ہون کے ہو رہے ہیں ایک ذرا سی کہیں آواز حسن لی اور
موجہاں بن گئے اور طوطی کی طرح گفت زبان سے جو جیسے طوطی حق الخدیق اللہ کنتی ہوا جاتا
منہ بن کہ کیا کنتی ہون

مشق تلمیق شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو جو طاقت تلمیق کی تھیں
رکھتے اور حق سے الفت نہیں کر سکتے جیسے طوطی آدمی کی صورت سے
آفت نہیں رکھتی اور اس سے تلمیق بیانی ہو حق تعالیٰ کے مثل آئینے کے
شیخ کو مرید کے سامنے رکھتا ہے اور آئینہ پیچھے سے تلمیق کر رہا ہے

قولہ طوطیہ دآئینہ مے بیندا و عکس خود را پیش او آوردہ رو بہ دریش آئینہ آن استا نہاں بہ حرف
ے گوید ادیب خوش بیان بہ طوطیک پنداشتہ کہ گفت پست بہ گفت آن طوطی است کا نہ آئینہ
است ہا پس جنس خویش آموزد و خلق بہ پیچہ از نگران گرگ کہن بہ کر پس آئینہ می آموزد و ش بہ در نہ ناموزد و جز
از جنس خودش بہ گفت را آموزد تا نان مرید ہنر نہ لیک از معنی و مرش پیچہ از بشر
بگفت منظم یک بیک بہ از بشر جزا بن چہ داند طوطیک بہ پہچان در آئینہ جسم و سہ بہ خویش را
بیند مرید متک بہ عقل کل را از پس آئینہ او نہ کہ تواند دید وقت گفتگو با او گمان دارو کہ می گوید بشر بہ
آن در سرست اوزان پیچہ بہ حرف آموزد و سہ سر قدیم بہ مے نماند طوطی است او یا ندیم بہ ہم صفر
مرغ آموزد خلق بہ کہیں سخن اندر وہاں افتاد و خلق بہ لیک از معنی مرغان پیچہ جز سلیمان متان
خوش نظر بہ حرف درویشان ہا مہمتہ بہ مہر و محفل بد وافر وقت نہ یا بجز آن حرت شان روز
بنو بہ یاد آخر رحمت آمد و رکشود بہ اسطعمہ کسی طوطی کے سامنے جب وقت تلمیق کے آئینہ رکھتے ہیں
تو وہ اپنے عکس کو آئینہ میں دیکھتی ہے کہ وہ اسکی طرف منہ کیے ہوئے ہے اور آئینے کے پیچھے وہ استاد
چھپا ہوا ہے اور ادیب خوش بیان کہ اسکو باتیں سکھاتا ہے اب طوطی جانتی ہے کہ یہ بولی پست و نرم اسی
طوطی کی ہے جو آئینہ میں ہے پس اپنی جنس سمجھ کے اس سے باتیں سیکھتی ہے اور اس گرگ کہن کے
کرسے جو پیچھے آئینے کے ہے پیچہ جو آئینے کے پیچھے سے اسکو سکھاتا ہے نہیں تو اپنی جنس کے سوا اور سے
نہ سیکھے پس بولی تو اس مرد ہنر سے سیکھ لی لیکن اسکے معنی و بصیرت سے پیچہ بہ لفظ و گویائی تو بجا
بشر سے حاصل کی لیکن بشر کے حال سے سوا اس بولی سیکھ لینے کے اور کچھ نہیں جانتی کہ سکھانے والا
میرا وہ ہے ایسے ہی آئینہ جسم ولی من مرید متلی آپ سے بھر عکس آپ کو دیکھتا ہے اور اس آئینے کے

بچھے جو عقل کل گفتگو کر رہا ہو اسکو کب دیکھ سکتا ہو وہ یہی گمان رکھتا ہے کہ یہ بشر ہی گفتگو کرتا ہو اور وہ گفتگو جس سرے ہو اس سے بغیر باتیں تو یہ سیکھتا ہو مگر پڑانے بھید کو نہیں جانتا کہ طوطی ہی یا کوئی ندیم اسکا ہو اور یہ بھی ہے کہ صغیر پرندوں کی مخلوق سیکھتے ہیں کہ یہ بات بہت حلق و دہان میں پڑی ہوئی ہے سیکڑوں کو سیٹی بجاتے دیکھتے ہیں لیکن پرندوں کے منہ سے بغیر سوائے سلیمان قرآن خوش نظر کے قرآن مراد قرآن السعدین سے ہو اور نظر سے بھی انظار کو اکب سے ارادہ ہو بس ان سے زیادہ قرآن السعدین والا اور خوش نظر کون کہ دنیا کے بادشاہ ایسے جنکا مثل نہیں اور دین کے بادشاہ کہ پیغمبر اولوالعزم قرآن مثل زیر عدل کے ہو فقیروں کی باتیں سیکھیں اور ممبر و محفل میں خوب چکائیں آب یا تو یہ باتیں ہی باتیں ان کی ہیں یا آخرین رعت نازل ہو

اور دروازہ کھول دے

ایک صاحب دل نے چلے میں کتیا حائلہ دیکھی کہ اسکے پیٹ میں بچے چلائے تھے اور تعجب اسکا

قولہ ان کے میدید خواب اندر چلے پڑ درہ مادہ سکی بد حالہ پڑ ناگمان آواز سک بچگان شنیدہ سگ بچہ اندر شکم بدنا دیدہ پس عجب آمد و آن بانگماہ سگ بچہ اندر شکم چون ز دندان سگ بچہ اندر شکم نالہ کنان پڑ بچکس دیدہ است این اندر همان پڑ چون بجست از واقعہ آمد بخویش پڑ حیرت او مبہم مے گشت بیش پڑ در چلہ نے کس کہ گرد و عقدہ حل پڑ جز ز در گاہ خدای عزوجل پڑ گفت یارب بنی شکال گفتگو پڑ در چلہ و اماندہ ام در ذکر تو پڑ پرین بکشاے تابیرون روم پڑ وز حدیقہ ذکر نامنون برم پڑ آمدش آواز ہاقت و زمان پڑ کان مشائے دان زلات جاہلان پڑ کز حجاب و پردہ بیرون نامدہ پڑ چشم بستہ بیدہ گویان شدہ پڑ بانگ سگ اندر شکم باشد زیان پڑ نے شکار انگیز و نے شب پاسبان پڑ گرگ ناویدہ کہ دفع او بود پڑ زدنادیدہ کہ منع او شود پڑ از حریصے در ہواسے سرورے پڑ در نظر کند و بلا فیدن چرے پڑ از ہواسے مشترے و گویار پڑ بے بصیرت یا نہادہ در فشار پڑ اٹھنے ایک شخص جلاکش خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک راہ میں ایک کتیا حائلہ پڑ ناگمان آواز کتیا کے بچوں کی فسنی کہ اسکے پیٹ میں چلائے تھے اور پیٹ کے اندر چھپے ہوئے تھے جس اسکاوان کی آواز سے بڑا تعجب ہوا کہ ان بچوں نے پیٹ کے اندر کیسے آواز کی بھلا کتیا کے پٹے بھی کسی نے جہان میں پیٹ کے اندر چلائے سنے ہیں جب چونکا اور خواب سے ہوش میں آیا تو حیرت اسکی طبعی تھی لیکن نہیں ہوتی تھی پہلے میں تنہا بیٹھا تھا دوسرا کوئی تھا نہیں جس سے یہ عقدہ حل ہو

سوائے درگاہ خدا غر و جل کے کما لے پروردگار میرے اس مشکل و گفتگو کے مارے اس چلے میں میں
تیرے ذکر و یاد سے سخت عاجز ہو رہا ہوں کہ مطلق اس حیرانی سے نہیں ہو سکتا اس چلے کی قید
میں ہوں میرے پر کھول دے تو اس ذکر نامنون کو حدیث سے بجاؤں ذکر نامنون وہی خیال
پلوت کی آواز کا کہ جسکا کچھ اجر و منت نہیں حدیث مراد مقام چلہ بس فوراً اسکو آواز غیب سے آئی کہ
اسکو ایسا سمجھ کہ ایک شال ہر لاف جاہلون کی کہ ابھی حجاب و پردے سے نکل نہیں پائے ہیں
اور آنکھیں کھلی نہیں اور یہودہ بک رہے ہیں سنگ جو شکم میں بانگ کرے محض بے نفع اور سراسر
زیان ہے نہ تو ایسی جس سے شکا رٹھے نہ ایسی کہ رات کی پاسبان ہونہ تو بھیر یا دیکھا جسکی دافع ہو
نہ چور جس کی ملغ ہو تحریکی سے سرداری کی چاؤ میں لاف و گراف کر رہا ہو اور اس میں جرمی
ہو رہا ہو شوق خریدار و کاروبار دنیا سے اندھا ہو کے فشار و عذاب میں قدم رکھا ہو قولہ ماہ نادیدہ
نشانہا میدہد بہ روشنائی بیان کرتے نہندہ مشتری نادیدہ گوید صد نشان بہ ترا ذخایہ دوزخ
نوشد کف زنان بہ از براے مشتری در وصف باہ بہ صد نشان نادیدہ گوید ہر جاہ بہ مشتری کو سود
جو یہ خود کیست بہ لیک ایشان را دران ریب و شکست بہ از ہواے مشتری بے شکوہ بہ مشتری
را بادوادہ این گروہ بہ مشتری ماست اللہ اشترا بہ از غم ہر مشتری ہیں بر تر آہ مشتری جو کہ جو بیان تو بہ
عالم آغاز و پایان تو بہ ہیں مکش ہر مشتری را تو بہ دست بہ عشق بازی باد و معشوقہ بہ دست بہ
خود نیا بے سود مایہ گر خریدہ نبودش خود قیمت عقل و خرد بہ نیست اور خود بہاے نیم عمل بہ تو برو
غرضہ کنے یا قوت و لعل بہ حرص کو رت کرد و محرومت کندہ دیو ہچون خویش مچو مت کندہ
ہچنان کا صاحب فیل و قوم لوٹ بہ کرو شان مرحوم چون خود اک سخط بہ مشتری ماصابران دریا فتندہ چون
سوے ہر مشتری نشا فتندہ دانگہ گردانید روزان مشتری بہ بخت و اقبال و بقا و شد برے بہ ماند
حسرت بر حریصان تا بد نہ ہچو حال اہل ضروان در حدیث اللغات سخطہ بفق اول مکر وہ ضرمان نام
وہیت اسلمعنی اس بے بصیرت نے ماہ تو دیکھا نہیں اور سیکڑن نشان اُسکے بتا ہوا اور انہی کے بہ
روشنائی رکھکے روشن کرنا چاہتا ہے ایسے ہی وہ جو مشتری ہو اسکو نہیں دیکھا اسکے سیکڑن پتے بتا ہوا اور ترا حائل
کرتا ہو اور دوزخ نوشی و کف زلے کہ کٹھ سے مارے جوش تقریر کے جھاگھ اڑتے ہیں مشتری
یعنی خریدار کے واسطے و صفت ماہ میں سیکڑن نشان نادیدہ بیان کرتا ہے تا مرتبہ پائے اور لوگ
عزت کو بہن آور ہے کہ وہ مشتری جو فائدہ ڈھونڈھتا ہے وہ ایک ہی ہونہ دنیا کے مشتری لیکن دنیا
کے لوگوں کو اس کے مشتری پر شک و شبہ ہو اور اس نے یعنی بے بصیرت نے ان بے شکوہ

شتریوں کے شوق میں اس شتری کو کھو دیا اور الگ ہی اڑا دیا ہو اسکی کچھ پروا نہیں آب فرماتے ہیں
 شتری ہمارا وہ ہے جس نے فرمایا ہر ان اندر شتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لم یجنتہ
 یعنی اندر خریدتا ہو ایمان والوں سے انکے مال و جان میں اس واسطے کہ اس کے پاس ان کے بے
 جنت ہو تو ہر شتری کے غم سے الگ ہو اسی کی خریداری پر نظر رکھو تو ایسے شتری کو دھوڑو جو ٹھکرو
 دھوڑو دھتا ہو جیسا کہ آئہ کریمہ سے ظاہر ہو اور اسکو دھوڑو جو تیرے آغاز و انجام کا عالم و دانا ہو خبردار ہو
 تو ہر شتری کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کے مٹ کھینچے اس لیے کہ عشق بازی دو معشوقہ سے
 اچھی نہیں ہوتی اور اگر ہر شتری کے ہاتھ بیچنا چاہے گا اور اس سے نہ تیرا خرید تو تو کیا نفع پائے گا
 اس واسطے کہ اس کے پاس قیمت عقل و خرد کی کہاں ہو اسکی قدر و قیمت تو وہی جانتا اس شتری کے
 پاس تو قیمت ٹکڑے نعل کی بھی نہیں ہو اور تو اس پر یا قوت و لعل عرض کرتا ہو تیری حرص نے تجھکو
 اندھا بنایا ہو یہی تجھکو خروم کر لگی اور شیطان اسی طرح تجھکو بھی مروجم کرے گا جیسے صحاب فیل و قوم لوط
 ابابیلوں کی کنگریوں سے مروجم ہوئے جسکا ذکر قرآن میں ہے و ارسیل علیہم طیرا بابل ترسم بحجارة من سجيل یضج
 ان پر پرند ابابیل کہ ڈالے آئٹھوں نے ان پر پتھر اور قوم لوط کی نسبت فرمایا و امطرنا علیہم حجارة اور برس
 ہم نے ان پر پتھر اسی شیطان نکرہ نے ان کو مروجم کیا بس اس شتری کو صابرون نے پایا ہو جو ہر
 شتری کی طرف نہیں دھڑے اور جس نے اس شتری سے روگردانی کی اس سے بخت و اتہال و بقا
 سب بیزار ہو گئے اور ابد تک حسرت ان حریصوں پر رہی جیسے اہل ضروان کا حال حسدین ہوا
 قصہ اہل ضروان اور اس کے حصے کا کہ باب ان کا مسکینوں کو دیتا تھا اور
 ہر چیز سے عشر لکھتا تھا چنانچہ مذکور ہے

قولہ بود مردے صائے رہا سینے پہ عقل کامل داشت یا بیان داینے بدودہ ضروان بہ نزدیکین
 شہرہ اندر صدقہ و خلو حسن ہا کعبہ درویش بودے کوے او بہ آمدندے مستندان سوے او بہ ہم
 ز خوشہ عشر دادے ہر یا بہ ہم نہ گندم چون شدے از کہ جدا بہ از گشتی عشر دادی در زمان بہ تان
 شدے عشر دگر دادے زمان بہ از عشب عشر بہ دادے و زموی نہ عشر ہم دادے نے از دو شاب
 نیز بہ ہم زخلو عشر و از باو دہ ہم بہ سے فرو بگذاشتے از بیش و کم بہ عشر ہر دختے فرو بگذاشتے بہ
 چار بار دادے انچہ کا شتے بہ بس وصیتا کہ کردے ہر زمان بہ جمع فرزندان خود را آن زمان بہ کا شد
 شد قسم سکین بعد من بہ و ابگیرید از خود خوشستن بہ تا با ما نہ بر شما کشت و شمار بہ در پناہ طاعت حق
 استوار بہ دخلما و میوہ با جملہ زغیب بہ حق فرستادہ است بہ تخمین و ریب بہ در محل دخل اگر خرمی

کئی بزرگ سودہ سب پر سودہ سے نہ نے بزرگ اغلب دخل وادار گشت ناز ب بازار کار و جون و بیست اصل
 شمار بیشتر کار و خوردان اندک نہ گذارد اور یہ بیان شدہ نازان بیفتانہ کشتن ترک دست بکاران
 غلامش ہم زمان زمین حاصل شدہ است بکشتگر ہم باغی افزاید زمان بی خود چرم و دامن و سختیان
 اللغات دو شاب شیر و انگور و خرما جس پر ایک دور و روز گذرنے سے ترش ہو گیا ہو سختیان بالبحر
 جرم اعلیٰ فرماتے ہیں ایک مرد صلح افندہ والا تھا فضل اسکی کامل تھی اور ہزار اقا بیت اندیش تھا
 نزدیک مین کے ایک گاؤں تھا خردان نام وہاں رہتا تھا اور خیرات و صدقہ دہتی مین اور خلق
 حسن مین مشہور تھا بلکہ خود شہر و گلی اسکی درویشوں کی کعبہ تھی کہ سب اوپر عرض متوجہ ہوتے تھے
 اور سارے حاجت مند اسکے پاس آتے تھے اسکی عادت تھی کہ ہر شے سے عشر اسے دسوان
 حصہ خیرات نکالتا تھا مثلاً جب کھیت کٹ سکے بالیان جمع ہوئیں تو بالیوں سے عشر دیا اور جب
 گہ کے گندم ہوئے تب عشر دیا اور جب گندم پس سکے آٹا ہوا تب اور جب آٹا پک سکے روٹی ہوئی
 تو اسی وقت روٹی سے عشر دیا اور انگور و خشک اور دو شاب بیٹھے شیر و انگور و خرما ان سب سے
 بھی عشر دیتا تھا اور حلوا و پانودہ سے بھی چاہے تھوڑا ہوتا چاہے بہت بدون عشر دیتے تھیں
 چھوڑتا غرض عشر ہر آمدنی کا فرو گذاشت نہ کرتا جو کچھ رہتا چار دفعہ اس مین عشر دیتا اور تمام
 فرزندوں کو اپنے جو اس وقت مین تھے ہمیشہ یہی وصیتیں کرتا کہ اللہ دیوے بعد حصہ مسکین کا خود
 مین آکے بدمت کرنا تا یہ کھیتی و ثمرات پھر پناہ بندگی حق سے حکم و استوار ہے ٹل کے نہ جائے
 یہ آمدنیان اور میوے حق تعالیٰ نے مگو غیب سے بے تخمین دریغ کے بھیجے ہیں جس محل سے
 کہ یہ آمدنی ہو اگر اس محل پر تو خرچ کرے گا تو وہ درگاہ بالکل سود کی ہو تو بھی سود پر سود پانچا ترک اکثر
 اسی آمدنی کو جو کشت سے حاصل ہوئی ہو کشت ناز مین نوٹ کے ہوتا ہو اس واسطے کہ اصل اٹھار کی
 وہی ہو اور اسکا اس مین سے کھاتا تھوڑا ہو اور بوتا بہت جیسے کسان بیچ بچا بچا کے رکھتے ہیں
 اس واسطے کہ اسکو اسکے جتنے مین کچھ شک نہیں ہو اور اسی سبب وہ ترک بونے مین دست افشانی
 نہیں کرتا یعنی بونے سے باز نہیں رہتا کہ وہ غلام اسکو اسی زمین سے حاصل ہوا ہو اور لو موچی کو جو کچھ
 اس کے کھانے سے بڑھتی ہوتا ہو اس سے چمڑے اور ادریم اور ہر قسم کے چمڑے خریدتا ہو تو کہ
 این زمین و سختیان پردہ است و بس اصل روزے از خداوان ہر نفس بکہ اصول و دخل انہما
 بودہ اندہ ہم از نیہامی کشاید رزق بندہ و دخل انا بخاں مستش لاجرم ہم انا بخامی کند داد و کریم ہا
 بکارے در زمین اصل کار بہ تاب و دید ہر یکے ما صد ہزارہ گیرم اکنون تخم را اگر کا شتے بہ

در زمینے کش سبب پنداشتی بیچون دوسہ سالہ نہ روید چون گنی بنجر کہ در لایہ و دعا بر سر زمینے
دست بر سر زمینے سوے آگہ بی دست دسر بردادن رزقش گواہ بیایدانے کا اصل اصل رزق اوست
تا ہم ازوے جوید آن کو رزق جوست بی رزق ازوے جو مجاز زید و عمر و بنے ازوے جو مجواز
بنگ و حشر بی منعمے زوخواہنے از گنج و مال بی نصرت ازوے خواہنے از غم و خال بی عاقبت
زینہا خواہے ماندن بی ہین کر خواہے در آن دم خواندن بی این دم اورا خوان و باقیے ماہمان بی
تا تو باشے دارش ملک جہان بیچون یفرامز آمد من اخیسہ بی ہرب المولود یوما من ایسہ بی
زان شود ہر دو دست آن ساعت عدد نہ کہبت تو بود از رہ مانع او بی **المعنی** یہ زمین و چرٹ صرف
ایک پردہ ہین مگر اصل روزی کی ہر دم خدا ہی سے جانے رہ کہ یہ سب اصول اُسی کے دخل کے
ہین ان سے رزق کے بند ٹھکتے ہین یہ رزق کے حیلے ہین یہ آمدنی جو اسکو دہان سے ملی ہر لکڑا
یہ داد و کرم بھی دہین سے کرتا ہر بس خبردار اگر تو تاہو تو اصل کی زمین میں ہو تو ایک ایک کے لاکھ
لاکھ پیدا ہون میں نے مانا کہ اگر تو نے بالفعل اس زمین میں تخم بویا جسکو تو سبب جانے ہوے ہر
یعنی یہی زمین موجود اگر اس سے دو تین برس تیرا بویا ہوا نہ بے تو کیا کرے بس یہی تو زاری دعا
میں ایسا سر بیٹے اسکے سوا کیا کر سکتا ہر خدا ہی کی طرف رجوع ہو کے سر بیٹے گا سو یہی سر
پیشا تیرا اسکی رزاقی کا گواہ ہوگا تو تو جانے کہ اصل جو رزق کی ہر اسکی اصل وہ ہر اور اُسی سے رزق
ٹھونڈھنے والا رزق ٹھونڈھے الغرض رزق اُسی سے ٹھونڈھو زید و عمر و سے مت ڈھونڈھو ادرستی کا
طالب بھی اسی سے ہو نہ بنگ و حشر سے اُسی سے دولت مند ی چاہ نہ گنج و مال سے اور مدد بھی اسی سے
نانگ نہ چچا اور مامون سے اس لیے کہ آخر کو تو ان سے چھوٹ رہے گا پھر بتا اسوقت کس کو بلانے گا
لاجرم اسکو اسوقت یاد کرانی سب کو چھوڑ دے تو تو دارش ملک جہان کا ہو جائے تو جانتا ہر یا نہیں
کہ ایک دن بھائی بھائی سے بھاگے گا جیسا کہ فرمایا یوم یفرامز من اخیسہ اور بھاگے گا بیٹا اپنے باپ
سے اور درجہ اس دشمنی کی یہ کہ اس وقت میں تو تیرے بڑے دوست و اتحاد واسے ہین حتی کہ
یہ جو مذکور ہوے ان سے زیادہ اور کون مگر یہی تیرے بت اور تیری راہ کے مانع ہو رہے ہین اُس
دن تجھکو معلوم ہوگا قولہ روی از نقاش برے تافقی بیچون ز نقشے اس دل سے یافتی بی این دم از
ایلا رانت ہا تو ضد شوند و تو بر گردند و در خصمے روند تو بگوئی کہ روز من پیر و شدہ انجہ فردا
خواست شدہ امر و شدہ ضد من گشتند اہل این سراپا تا قیامت عین شد پیش مرا بی پیش
مازانکہ روزگار خود برم بی عمر با ایشان پیا یان آورم بی کہ کہ معیوب بخیرہ بدم بی شکر کردیش پس پگہ

واقعہ شرم بہ پیش ازان کرد سمت سر پایہ شدے بہ عاقبت معیوب بیرون آمدے بہ علم رفقہ
مال رفقہ اسے نصیب بہ مال جهان دادہ پہلے کالامعیب بہ نقدیادہم زر قہلی بستہ بہ شاد شادان
سوسے میخانہ شرم بہ شکر کین قبیلش پیدا شد کنون بہ پیش از انکہ عمر بگذشتے فزون بہ غلب ماند سوسے
تا کنون در گردنم بہ حیث بودے عمر ضائع کردنم بہ چون بکہ تر غلبے اور نمود بہ پامے خور او اکشم
سن زود زود بہ یار تو چون دشمنی پیدا کند بہ کر ز رشک و تعدد را بیرون زند تا توازن اعراض او
افغان مکن بہ خوشتر را ابلہ و نادان مکن بہ بلکہ شکر حق کن و نان بخش کن بہ کہ نہ بخشے در جوال او
کمن بہ از جوالش زود بیرون آمدے بہ تا جو کہ یار صدق سر دے بہ اللغات
عین نقد و ذات کر لفتہ و تشدید بازگشتن و باز گردیدن و حملہ بردن و بالضم پیانہ اس
تو نقاش سے متھ پھرے رہا ہوا اس سبب سے کہ نقش سے انس دل پایا گیا ہو اگر اس وقت
یار تیرے بخشے خلاف ہو جائیں اور تجھے پھر کے دشمنی کی طرف جائیں تو کہ خوب ہوا اب
میرا دن پر نہ ہو گیا اسے مبارک کہ جو کچھ کل ہوا چاہتا تھا وہ آج ہی ہو گیا سینے آخر اس سراسر کے
لوگ قیامت میں میری ضد ہو جائے سوا چھا ہوا کہ ابھی ہو گئے مجھ کو جو قیامت میں ظاہر ہوتا
وہ ابھی ہو گیا قیامت کا ہوتا تو پیشین میں تھا وہ خود عین واقعہ ہوا میں اس سے بچا کہ زمانہ
اپنا ان کے ساتھ تیر کر دن اور اپنی عمر ان میں تمام کروں یہ دوستی ان کی کہ ایک کالہ
معیوب تھا جو میں نے خریدا تھا خدا کا شکر ہو کہ اُس سے پہلے ہی واقف ہو گیا ابھی سویرا ہو پھر
کیا ہوتا جو سرمایہ میرے ہاتھ سے نکل جاتا اور یہ کالہ آخر معیوب نکلتا اُس سے پہلے
خبردار ہو گیا اُس وقت میں ہی کہتا کہ ہاے نصیب عمر و مال و جان سب اس کالامعیوب
کے بدولت کھوئے میں نے کیا کیا نقد دیا اور کھونٹا زریا اور خوش خوش میخانے کی طرف گیا
یعنے عیش و عشرت کرتا رہا شکر ہو کہ یہ کھونٹا میں ابھی معلوم ہو گیا قبل اس سے کہ عمر زیادہ گزر جاتی
اور یہ قلب ایسے ہی میری گردن پر رہتا تو بڑا فسوس مجھ کو ابھی عمر ضائع کرنے کا ہوتا اب
جو قلبی اُس کی صبح ہی صبح ظاہر ہو گئی ضرور اس سے پائون اپنا روکون گا اور جلدی جلدی
اُس سے کنارہ پکڑون گا بہتر تو یہی ہو کہ یار تیرا جب دشمنی پیدا کیے ہو اُس کے رشک
حسد کا حملہ ظاہر ہوے تو اُس کے اعراض سے شور و فغان مت کر اور احمق و نادان
مت بن بلکہ حق تعالیٰ کا شکر بجالا اور نذر و نیاز نہ کر کھانا بانٹ کہ اُس کی گون میں پڑے
پڑا نا نہیں ہو گیا جلدی اُس کی جوال سے نکل آیا تا تو یار صدق و سردی کو ڈھونڈے

تو کہ نامزدین یار یکہ بعد از مرگ تو بد رشتہ یارے او گردو دسہ تو بد آن مگر سلطان بود شاہ رفیع بایا بد مقبول
سلطان و شفیع بد رستی از قلاب و آشوب و غسل پد غرا و دیدے عیان پیش از اجل بد
این جناسے خلق بر تو در جهان بگریدانی گنج زرا ند نہان بد خلق را با تو چنین بد خوش بد تا نارانا چار
شرح ناسد کند بد این یقین مان کا ندرا حسد جملہ شان بد خصم گردو دسہ و سر کشان بد تا ہمانے
با فغان اندر لحد بد تا تدفنی فرد خوانان از احد بد اسے جفایت بد ز عہد و اقیان بد ہم زداد تست
عہد با قیان بد بشنو از عقل خود اسے انبار دار بد گندم خود را بارض اللہ سپار بد تا شود
این زور و وار شپش بد دیور ہادیوچہ زور تر بکش بد گوہے تر ساندت ہر دم ز فقر بد بچہ بکبکش
صدی کن اسے ترہ صقر بد باز سلطانے عزیز و کامیار بد سنگ باشد گر کند بکبت شکار بد پس صیت
گرد و تخم و غلط کاشت بد چون زمین شان شور شد سودے نہ داشت بد گرچہ ناصح را بود صد داغینہ
پند نہ افیسے ہمایید داعیہ بد تو بعد تلطیف پندش مے دسے با او ز پندت می کند پہلو ہستی بد یک کس
ناستیع نہ استیزد بد صد کس گویندہ را عاجز کند بد زانہیا ناصح تر و خوش لہجہ تر بد کے بود کہ کوفت
دم شان و رجہ بد زانچہ سنگ و کوہ و رکار آمدند بدے نہ شد بد بخت را بکشادہ بد سند بد
اللغات و اقیان نگاہارندگان شپش بضمین ہندی جیلیم اور گھن دیوچہ ہندی جو تک و
دیک صقر بالفتح چرخ کہ جانور شکاری ہو داعیہ ارادہ و خواہش و داعیہ حافظ و نگہبان اسے
بتا سید صدر فرمایا کہ وہ یار صدق و سمدی ایسا ناننن یار ہو کہ بعد تیرے مرنے کے رشتہ
اسکا تیرھا ہو جائے گا لے حکم مضبوط اور وہ یا تو سلطان و شاہ رفیع خود ہو گا یا درگاہ سلطان کا
مقبول و شفیع ہو گا بس جب ایسا یار تجھ کو مل گیا تو تو ان کھونٹوں قلاب اور دند و غاسب سے
چھوٹ گیا اور غرت اسکی ظاہر قبل اپنے مرنے سے دیکھ لیا کہ اور مخلوق جو تجھ پر جفا و جور کرے اس
سے تا خوش ست ہوا اسکو ایک گنج زرجان یہ چھپا خزانہ ہو اس سبب سے کہ مخلوق کو وہ اسی واسطہ
شعسے بد خو کر دیتا ہو کہ تو چار ناچار ان کی طرف سے تھو پھیر کے اس طرف متوجہ ہوئے اور ہر
بھی یہ کہ آخر یہ سب تیرے دشمن اور عدد اور تجھے سرکش ہو جائیں گے اسکو خوب
سمجھ رہے تو تو گور میں ہر ایک سے چلتا اور یہ کتنا رہ جائے گا کہ تجھ کو اکیلا ست چھوڑ دے کب سننے
اب ملاما فرماتے ہیں کہ لے جفا تیری ان محافظوں نگہبانوں سے بہتر اور جو لوگ باقی ہیں
ان کا عہد بھی تیری ہی داد سے ہو سکے انبار والے ذرا اپنی عقل سے تو سن جو کہ رہی ہو
کہ اپنا انبار گندم کا راض اللہ کے سپرد کر دے یعنی بودے جو مراد ہنل و کرم سے بد خو کر دھن

دو ذوق سے بخت ہو جائے دیکو دیو چہ یعنی دیک سے جلدی تمام کر دے وہی تجھ کو محتاجی سے
 ہر دم ڈرا رہا ہو تو اسے چرخ زنجیر کی طرح اُسکو دبوچے اور شکار کرے کہ تو باز سلطانی اور غنیمت
 کا میار ہو کے کبک کا شکار ہو جائے بڑے تنگ کی بات ہے انقصت اُس مرد و صالح سے
 بست و صیتیں کین اور تھم و غفلت ہوئے جو زمین اُسکے فرزندوں کے دل کی کھاری تھی کچھ
 فائدہ نہ کیا آپ فرماتے ہیں صاحب کی اگرچہ کسی ہی خواہش و ارادہ نصیحت میں فائدہ پہنچانے کا ہو
 لیکن اُذن بھی تو داعیہ ہوں یعنی کان محافظ و نگہبان اور جب یہ حال ہو کہ تو تو سیکڑوں غفلت
 و لطائف کے ساتھ نصیحت کرے اور وہ تیری نصیحت سے کنارہ کش ہو تو پھر کیا
 فائدہ ایک آدمی نہ سُننے والا لڑائی و در سے سوگویندوں کو عاجز کرتا ہے انبیاء سے بڑھکے کوئی
 صاحب اور خوش لہجہ کب ہوگا جن کے دم نے پہاڑوں کو ہلایا اور پتھروں میں اثر کیا لیکن جس سے
 کہ سنگ و کوہ موثر اور فعل پذیر ہو گئے بد بخت کے بند اس سے کشادہ نہ ہو سکے
 وہ دیا ہی پھنسا رہا

اس بیان میں کہ عطا حق کی اور قدرت اُسکی موقوف قابلیت پر نہیں ہو
 جیسے اُس میں کی کہ اُسکو قابلیت ہو

قولہ اُن چنان و لما کہ بد شان ما و من بد لغت شان شد بل اشد قسوة بہ چارہ اُن دل عطا سے
 مبدلیست بہ داد اور اقا بلایت شرط نیست بہ بلکہ شرط قابلیت داد و است بہ داد لب و قابلیت
 ہست پوست بہ اینکہ موئے راعصا ثعبان شدہ بہ ہیچ خورشیدی کفش رخشان شدہ بہ صد ہزار ان
 معجزات انبیاء کاں کنگھدر ضمیر و عقل ماہ نیست ازا سباب تفریق خداست بہ نیستہارا قابلیت
 از کجاست بہ قابلے کہ شرط فعل حق بدے بہ ہیچ معدومے بہتے نامدے بہ منقہ نہاد و اسباب
 طرق بہ طالبان رازیر این ازرق تنق بہ بیشتر احوال بر سنت رود بہ گاہ قدرت غارق سنت شود
 سنت و عادت نہادہ ہمزہ بہ باز کردہ حرق عادت معجزہ بہ بے سبب کہ عزل ما موصول
 نیست بہ قدرت از عزل سبب موزل نیست بہ اسے گرفتار سبب بیرون سپر بہ لیک
 عزل اُن سبب ظن بہر ہرچہ خواہد اُن سبب آور بہ قدرت مطلق سبب بارور بہ لیک اغلب
 بر سبب راند نفاذ تا بداند طابے جستن مراد چون سبب نبود چہ رہ جوید مرید بہ بس سبب در
 راہے آید پدید بہ این سببما بر نظر ہا پردہاست بہ کہ نہ ہر دیوار صنعتش را نہ است بہ دیدہ را باید
 سبب سورخ کن بہ تا جب را بر کند از پنج و بن بہ تا سبب بینداند لا مکان بہ ہر نہ پیچہ جہد و اسباب

وکان ہذا سبب میرسد ہر خیر و شر نہ نیست اسباب و وسائط اسے پردہ جز خیال منعقد بر شاہراہ
تا باز در غفلت چند گاہ ہذا اللغات نفاذ نشانی پر پہونختا تیر کا اور جاری ہونا فرمان کا و سائل کما جمع و وسط
اسے یعنی وہ دل کہ مومن اور تکبر و غرور سے بھرے تھے اور کہتے تھے جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں
اور انہیں کی شان میں تم قسمت قلوبکم من بعد ذلک فی کالجارۃ او اشدہ قسوة ہی یعنی پس سخت ہوے
دل تمہارے جدا کے سودہ مثل پتھر کے ہیں یا پتھر سے سخت تر ایسے دلوں کے علاج عطا
مہدل حقیقی کی ہو وہ بدلے تو بدین اس لیے کہ اسکی داد کو قابلیت شرط نہیں ہو بلکہ شرط قابلیت کی
اسکی داد ہو جس کی ہندی دین ہو اس واسطے کہ داد خلاصہ و مغز ہو اور قابلیت پوست و کچھ حضرت
موسے کے ہاتھ میں عصا اڑا ہوا اور تھیلی اُن کی مثل خورشید کے روشن ہوئی اسکے سوا لاکھوں ہجرت
انبیاء کے جو ہماری عقل و دل میں سمائیں سکتے یہ سب اسباب تصرف خدا سے ہیں کہ ایک
حال سے دوسرے حال پر ہو گئے ورنہ یہ سب نیست تھے پھر نیست کو قابلیت
کمان سے آئی اگر قابلیت فعل حق میں شرط ہوتی تو کوئی معدوم عالم ہستی میں کب آتا اُس نے یہ حسان
کیا کہ جو طالب اس آسمان کے پہنچے ہیں اُن کی راہوں کے اسباب اُن کو بتا دیے کہ بہت
اور اکثر احوال اُسی سنت و عادت پر جاری ہیں مگر کبھی قدرت اُس کی خارق سنت کی بھی ہوتی ہو
یعنی خلاف عادت اگرچہ سنت و عادت بامزہ تو ہر حال میں اُس نے رکھی ہو مگر خرق عادت کو
معجزہ بھی کر دیا ہو کہ وہ معجزہ ہو تو بظاہر بے سبب کے کوئی عزت ہو حاصل نہیں ہوتی لیکن قدرت
اسکی سبب کو بیکار کر دینے سے بھی مغزول نہیں چاہے جسکو بیکار کر دے تو اسے گرفتار سبب کے
کہ تیرے واسطے سبب بنا دیے ہیں ان سے الگ ہو کے زیادہ مت اڑے یعنی سبب کو بھی
جانے رہ لیکن اسباب کے عزل میں بھی کہ آیا وہ سبب اُن کو مغزول کر دیتا ہو یا نہیں اس میں بھی شک
و گمان متکربتین جان کہ اسکو اختیار عزل سبب کا بھی ہو جو کچھ چاہتا ہو وہ سبب ہی ظہور میں لاتا ہو
اور اُسی کی قدرت سببوں کو بھی پھاڑ ڈالتی ہو خلاف سبب کے ظہور میں لاتی ہو لیکن اکثر یہی ہو کہ
کہ سبب ہی پر نفاذ حکم کا ہو تو طالب اپنی مراد ڈھونڈنے سے آگاہ ہو دے اور جانے مثلاً
اگر پیر ہو جو سبب پر خانا تک پہونچنے کا تو مرید کیا ڈھونڈے کہ اس راہ میں بہت سبب
ظاہر ہوتے ہیں اور یہ سبب نظردن کے پردے ہیں کس واسطے ہر کوئی نظر لائق دیدار اسکی
صنعت کے نہیں ہو دیدہ ایسا چاہیے جو سبب میں سوراخ کرے تو جتنے حجاب ہیں سب
کی جڑ بنیاد نکال ڈالے اور سبب کو لامکان میں دیکھے اور ساری کوششیں اور

اسباب جو اس دکان کے ہیں سب کو ہیودہ جانے اور ہر خیر و شر کو اسے پدر مسبب سے جانے اور جملہ سببوں اور واسطوں کو نیست سمجھے کہ یہ جملہ سبب و وسائط سوائے اس کے نہیں ہیں کہ ایک خیال ہیں جو اس شاہراہ دنیا پر جو عام لوگوں کا رستہ ہے یہی ردئے گئے ہیں تا چندے دور غفلت کا قاتم رہے اور دنیا کا نظام ہو

بیان ابتداء خلقت آدم کہ جبریل کو حکم خاک لانیکا ہوا

قولہ چونکہ صانع خواست ایجاد بشرۃ از برای ابتداء فیہ و شرابہ جبریل صدق را فرمود و رو بہ
مشت خاکی از زمین بستان گردید او میان پشت و میامد بر زمین بنام گزار و امر رب العالمین
دست سوے خاک برو آن موتمن بنام خاک خود را در کشید ازوے غلن بنام پس زبان بکشد
خاک و لایہ گردید کہ برای حرمت خلاق منرد بنام ترک من گو و برو جام بنام بخشش بنام روتاب
از من عنان خنک بخشش بنام زکشا کشما و تکلیف و خطر بنام ہر اللہ ہل مراد در گذشت بہر آن لطیفکہ
حقت برگزیدہ کرد بر تو لوح و علم کل پدیدہ بنام ملائک را معلّم آدم سے بنام داکما با حق مکلم آدم سے بنام
ہم صغیر انبیا خواہے بدن بنام تو حیات جان و روح نے بدن بنام بر سر انیلیت فضیلت بود زان بنام کو
حیات تن بود تو آن جان بنام بانگ صورتش نشاء تنہا بود بنام نفخ تو نشو دل یکتا بود بنام جان جان
تن حیات دل بود بنام پس ز ذاتش ذات تو فاضل بود بنام باز میکائیل رزق تن دہد بنام سے تو رزق
دل روشن دہد بنام او بدا کیل پر کردہ است ذیل بنام و اور رزق تو نمی گنجہ کیل بنام ہم ز غزرائیل بافتہ
عطش بنام تو ہی چون سبق رحمت بر غضب بنام حاملان عرش چارند تو شاہ بنام بہترین برہر چہار سے
زانتاہ بنام روز محشر ہشت بنامے حاملانش بنام تو باشی الفضل ہشت آن زمانش بنام بچین بر می شمر د
وے گریست بنام کے برادر او کران مقصود چیست بنام بدن شرم و حیا بنام جبریل بنام بست آن
سوگند ہا بروے سبیل بنام لہ کہ کردش و سوگند داد بنام باز گشت و گفت یا رب العباد میں
نبود ستم بکارے سر سرے بنام ایک انا بنام رفت تو دانا ترے بنام گفت نامے کہ زہوش
لے بصیر بنام ہفت گردون باز ماند از سیر بنام بنام تو مرا سوگند داد بنام رحمت عام است و
احسان دوداد بنام شرم آدم گشتم از نامت نخل بنام در نہ آسانست نقل مشت گل بنام چون تو قوت
دادہ الماک را بنام کہ بداند این افلاک را بنام مشت خاک کے راجہ قدر و قوتست بنام برگزین لیک
غالب رحمت است بنام اللغات گردہن مجازا قید عطش ہلاکی اسمعنی حب صانع
قدرت نے بشر کا ایجاد کرنا چاہا تا ہر خیر و شر سے اُسکو آزاؤن جبریل صدق کو حکم دیا

جا ایک مشت خاک زمین سے گروے آلفظ صدق ایسا ہے جیسے زید عدل گروے مراد مستطیع
 کہ پھر ہم اسکی اُسکو دیدین گے اور پھر دین گے جیسا کہ بعد مرنے کے خاک میں خاک جا ملتی ہے
 جبریل مکر باندھو کے مستعد ہوئے اور زمین پر آئے تو حکم رب العالمین کا بجالائیں اور خاک کی طرف
 وہ امین حق مشت خاک کے لیے ہاتھ دے گئے خاک نے آپ کو بر ملا و علانیہ ان سے
 بچایا پھر زبان کھولی اور خوشامد شروع کی کہ بظہیر حرمت خلاق فرد کے مجھکو چھوڑ دے
 اور جا اور میری جان بخش اور اپنے خنگ رخس کی باگ پھر دے اور مجھکو کشاکشون اور
 تکلیف و خطر سے تو خدا کے واسطے چھوڑ دے اور چلا جا اور واسطے اُس لطف کے جس سے
 خدا نے تعالے نے مجھکو برگزیدہ کیا ہے اور تجھکو لوح محفوظ و علم کل ظاہر کیا مجھکو جانے دے
 مجھکو خدا نے تعالے نے معلم فی رشتون کا کیا اور ہمیشہ تو خدا سے کلام کرتا ہے اور ایک
 وقت میں ہمصیف اولیا کا ہوگا اور مجھ سے حیات جان و روح کی ہر نہ بدن کی اسرافیل پر مجھکو
 فضیلت اسی سبب سے ہو کہ وہ حیات تن ہے اور تو ملک جان اُس کے صور سے
 بالیدگی تن کی ہوگی تیرے دم سے دل یکتا کی بالیدگی ہوتی ہے بس ہر گاہ کہ جان جان تن اور
 حیات دل کی ہو لہذا اسرافیل کی ذات سے تیری ذات فاضل ہے اور میکائیل بھی رزق
 تن کا دیتا ہے تیری سعی رزق دل روشن کا دیتی ہے اُس نے رزق دینے میں اپنا دامن بھرا ہے
 تیری رزق کی دین کسی پیمانے میں نہیں سماتی رہے عزرائیل وہ باقصد و ہلاکت ہیں اُن
 سے بھی تو بہتر ہے اس واسطے تو رحمت ہے اور رحمت کو غضب پر سبقت جیسا کہ فرمایا
 سبقت رحمتی علی غضبی حامل عرش کے چار فرشتے ہیں اُن میں تو پادشاہ ہے اُن چاروں
 سے بہ سبب علم و انتباہ کے اور قیامت کے دن اچھے فرشتے حامل ہونگے اسوقت
 بھی تو اُن آٹھوں میں افضل ہوگا بس ایسے ہی فضائل جبریل کے بیان کرتی تھی اور روتی تھی
 اور اسکی بولی تھی کہ اس سے مقصود کیا ہے جو کہ جبریل معدن شرم و حیا کے تھے ان قسموں
 نے اُن کی راہ بند کردی غرض اسکی خوشامد کرنے اور قسمیں دینے سے جبریل لوٹ گئے
 اور عرض کی کہ لے رب العباد تیرے کام میں سرسری اور غیر مستعد نہیں ہوا ہوں لیکن جو کچھ
 گزرا ہے اُسکو تو خوب جانتا ہے اُس نے اے بصیر ایسا نام تیرا لیا جس کی ہیبت سے ہفت
 آسمان بھی گروش و سیر لینی چھوڑ دیتے جب تیرے نام کی مجھکو قسم دی اور تو سر اس
 رحمت عام ہے اور احسان و محبت مجھکو شرم آئی اور تیرے نام سے شرمایا نہیں تو ایک

مشت خاک کا اٹھانا بڑی آسان بات ہے جب تو نے ایسی قوت ملائک کو دی ہے کہ جاسمین تو افلاک کو بھاڑ ڈالیں پھر مشت خاک کی کیا قدر و قوت ہے اور اُسکے لینا لیکن کیسا کردن رحمت غالب ہے

آنا میکائیل کا زمین پر واسطے لیجائے خاک کے

قوله گفت میکائیل را تو روزی پریش مشت خاک کے در رہا ازوے دلیر نہ چونکہ میکائیل شد تا خاکدان دست کرد و تا کہ بر باد ازان بد خاک کر زید و در آمد در گریز بد گشت اولایہ کنان داشتک ریز بد سینہ سوزان لایہ کرد و اجتماد بد با سر رشک خویش سو گند واد بد کہ بحق لطف یزدان حمید بد کہ بکروت حامل عرش مجید بد کیل از زاق جهان را مشرق بد تشنگان فضل را تو مغرب بد نہ میکائیل از کیل اشتقاق بد دار و کیال شد در از زاق نہ کا ما نم وہ مرا آزاد کن بد بین کہ خون آلودہ مے گویم سخن بد سعدن رحم الہ آمد ملک بد گفت چون ریزم بریش او نمک بد پھنا کہ سعدن قبرست دیو بد کہ بر آرد از بنی آدم عنریو بد سبق رحمت بر غضب ہست اسے فتاد لطف غالب بود در وصف خدا بدندگان دارند لا بد خوے او بد مشکماشان پیر آب جوے او بد آن رسول حق قلاؤز سلوک بد گفت الناس علی دین ملک بد رفت میکائیل پیش رب دین بد از غرض خاے دو دست و استین بد گفت ملے دانائے سرور رب دین بد کہ در خاک نوحہ گر لا بہ انین بد خا کم از زارے و نوحہ پست کرد بد گریہ بسیار کرد آن روے زرد بد آبدیدہ پیش تو با قدر بود بد من نہ تا لستم کہ آرم ناشد و بد آہ دزاری پیش تو بس قدر داشت بد من نہ تا لستم حقوق آن گناشت بد اللغات انین نالہ اسلغنے یعنی جب جبرئیل خالی پھر گئے میکائیل کو حکم ہوا کہ تو نیچے جا اور ایک مشت اُس سے دلیر ہو کے اے احب کہ میکائیل اُس خاکدان کی طرف گئے اور ہاتھ بڑھایا کہ خاک اُس سے لیجائیں خاک اُن سے بھاگنے اور کا پنے لگی اور آنسو بہانے اور خوشامد کرنے سوز سینہ سے خوشامد و اجتماد کر کے باشک خو فی قسم دی کہ تلو لطف یزدان حمید کی قسم ہے جس نے تلو حامل عرش مجید کا کیا ہو تم پیما نہ رزق جہان کے مشرق ہو تمھیں سے رزق جہان کا طلوع و ظہور کرتا ہے اور تمھیں تشنوں فضل کے مغرب ہو یعنی صبح شام دونوں وقت تم سے رزق پاتے ہیں اس سبب سے کہ میکائیل کیل سے شتق ہے بس رزق پہونچانے کے تم ہی کیال ہو اب جواب قسم کا ہے کہ تمھکو امان دو آزاد کرو دیکھو تو کیسی خون آلودہ باتیں کرتی ہو

جو کہ فرشتے معدن رحم خدا کے ہیں انھوں نے کہا دل میں کہ میں اس کے رحم پر کیوں شک
 ڈالوں جیسا کہ معدن قہر شیطان ہو کہ نبی آدم سے شور اٹھا رہا ہو خدا کی رحمت غضب پر یہاں تک
 خدا کا وصف لطف غالب ہو اسی وجہ سے جو اُس کے بندے ہیں اُسی کی عادت رکھتے ہیں
 اس لیے کہ اُن کی مشک بھی تو اُسی نہر سے بھری گئی ہو چنانچہ آنحضرتؐ یعنی رسول حق راہ براہ
 سلوک نے منہ پایا ہے کہ آدمی اوپر وضع درویشن اپنے پادشاہوں کے ہوتے ہیں پس پاس
 رب دین کے گئے اور غرض سے دونوں ہاتھ سمجھی خالی اور استین بھی خالی کیا اور دانائے راز
 اور رب دین خاک بہت فوج گر ہوئی اور بڑی خوشامد و نالہ کیا اُس کے نالہ اور خوشامد نے
 بھٹکوا عاجز کر دیا اور بڑا گریہ کیا جو کہ اب دیدہ تیرے سامنے نہایت با قدر ہو مجھ سے یہ نہیں
 ہو سکا کہ اُسکو نہ سنوں تیرے سامنے تو آہ و زاری بڑی قدر رکھتی ہو میں بھی اُس کے حق فرو
 گذاشت نہ کر سکا قولہ پیش تو پس تدرار و چشم ربین چگونہ گشتے استیزہ گر و دعوت
 زاریست روزے پنج بار بندہ رکہ در نماز آرد ز بار بندہ نعرہ مؤذن کہ حی علی الفلاح
 الفلاح اُن زاریست و اقترار ہیکہ خواہے کو غمش خستہ کنے پادشاہی برداشش
 بستہ کنے پادشاہی بلبے دافنے پانچون نباشد از تضرع شافنے پادشاہی خواہی کر بلا پیش
 و آخرے پانچان اور از تضرع آورے پادشاہی اندر نبی کان امتان پد کہ برایشان
 آمد اُن قہر گران پانچون تضرع سے نکرند اُن نفس پادشاہی ایشان نہ گشتی باز پس پادشاہ
 ولسا شان چوقا سے گشتہ بود و ان گناہان شان عبادت سے نمود پادشاہی تاندا نہ خویش را
 مجرم عنیدہ آب از چشمش کجا داند و دیدہ اللغات اقترار مانگنا و سوال کرنا قاسی سخت اسلحہ
 پھر موافق بیان صدر کے کہا کہ تیرے سامنے چشم ترکی بڑی قدر ہو میں اُس سے کیسے لڑائی کرتا
 ہر دن میں پانچ دفعہ دعوت زاری کی بندہ کو ہوتی ہو یعنی بلایا جاتا ہو کہ نماز میں زار و عاجز ہو کے
 آئے اور وہ نعرہ حی علی الفلاح کا ہو کہ اُو داسطے بجلالی کے جو مؤذن کہتا ہو کہ فلاح
 زاری ہو اور سوال کرنا اُسے رہب اگر تو چاہتا ہو کہ کسی کو غم سے خستہ کرے تو راہ زاری کی
 اُس کے دل پر جند کو دیتا ہو تا کوئی بلا اس پر ایسی پڑے جس کا کوئی دافع نہ ہو جب کہ اُس کے
 ساتھ تضرع سے اُسکا سفارشی نہیں ہو اور جب کو چاہتا ہو بلا سے چھوڑ دے اُسکی جان کو تضرع کی طرف
 رجوع کرتا ہو قہر آن شریف میں کہا ہو کہ اگر اُس امت کے لوگ جن پر قہر سخت نازل ہوا تھا
 جو اُس وقت وہ زاری نہ کرتے ہرگز وہ بلا اُن سے نہ لڑتی لیکن دل اُن کے جو سخت

ہو گئے تھے وہ گناہ آئے انکو عبادت معلوم ہوتے تھے ظاہر ہو جب تک سرکش آپ کو مجرم نہیں جانتا
آنسو اس کی آنکھ سے نہیں نکلتا

قصہ قوم یونس علیہ السلام

قولہ قوم یونس را چوپیدا شد بلا با بر آتش جدا شد از سما بن برق مے اداخت میسونید سنگ بن
ارمی غید رخ مے ریخت رنگ بن چمکان بریا ہوا بود غضب بن کہ بدید آمد ز بالا آن کرب بن چونکہ
یونس از میان شان رفتہ بود بن از جود و حقہ آن قوم عنود بن لیک چون دیدند آثار بلا بن در تضرع
آمدند و لا ہا بن چمکان از با ہما شیب آمدند بن سر بر ہنہ جانب صحرا شدند بن ماوران بچکان
برون انما خند بن تاہم نالہ نفیرا فرختند بن از نماز شام تا وقت سحر بن خاک مے کردند
بر سر آن نفر بن چمکے آواز با گرفتہ شد بن رحم آمد بر سر آن قوم لد بن بعد نومید مے و آہ
ناشگفت بن اندک اندک ابر و آگشتن گرفت بن قصہ یونس در ازست و عریض بن وقت خاک
ہست و حدیث مستفیض بن چون تضرع را بر حق قدر ہا است بن آن ہما کا نجاست زاری را
کجا است بن ہن امید اکنون میان را جست بند بن خیزا مے کوینہ و دام بخند بن
با تضرع باش تا شادان شو مے بن گریہ کن تا بید ہا بن خندان شو مے بن کہ برابر می نمود
شاہ مجید بن اشک را و فضل با خون شہید بن ہر تضرع کو بود ہا سوز و درد بن آن تضرع
را اثر باشد بنرد بن لاہ کرد و اشک چشم خویش را ند بن رحمت آمد و آن غضب را و نشانہ بن
اللغات کہ سخت خصومت والا **قصہ قوم یونس** پر جو بلا پیدا ہوئی ایک
ابر پر آتش آسمان سے جدا ہو کے آیا اور ایسا ابر کہ بجلی گراتا تھا جس سے چھتر
جلتے تھے اور ایسا غراتا تھا جس سے منہ زرد ہو جاتے تھے یہ سب لوگ رات
میں آٹار یوں پر تھے ناگمان یہ کرب ان پر آسمان سے ظاہر ہوا حضرت یونس تو ان میں
سے چلے ہی گئے تھے اس قوم کے دانستہ انکا روحہ سے لیکن انھوں نے جو آثار
بلا کے دیکھے تو زاری و دعا کرنے لگے سب جھٹون سے اترے اور ننگے سر جھکل کی
طرف دوڑے ماؤں نے اپنے بچے قاتل دیے تا انھوں نے بھی نالہ و فریاد اٹھائے
مغرب کے وقت سے صبح تک وہ لوگ اپنے سر پر خاک ڈالتے رہے جب
سب کی چلاتے چلاتے آواز پر گئی تب رحم اس قوم پر خصومت پر آیا بعد نومیدی کہ
بے عجب کے تھوڑا تھوڑا وہ ابر کھلنے لگا اب فرماتے ہیں قصہ یونس کا

اوتارنبا چڑا ہی مگر وقت خاک کا ہی اور ذکر مستفیض کا یعنی خاک سے فیض پانے والے کا اے
میکائیل جو خاک لینے آئے تھے آب لے آسید تو نے سنا کہ تضرع کو خدا کے سامنے بڑی
قدر ہے اور جیسی قیمت اس کی وہاں ہی ایسی اور کہاں ہے خبردار ہو تو بھی اپنی مکرکس کے
باندھ اور گرہ کرتا ہمیشہ ہنستا رہے تو بھی تضرع کیا کر اور شادان رہ اور گرہ کر تو بیدہاں
خندان ہوئے اس واسطے کہ پادشاہ مجید اشک کو فضیلت میں خون شہید کے برابر جانتا ہے
جو تضرع کہ سوز و درد کے ساتھ ہوتا ہے اسکا اثر آدمی کو پہونچتا ہے جیسے اس قوم نے عو شاد کی اور
آکھون سے آنسو بہائے آخر رحمت آئی اور اس غضب کو اس نے

دیا ہی دیا

بھیجنا اسرافیل کا واسطے کف خاک کے

تو کہ گفت اسرافیل بایندان ما بہ کہ برد از خاک پیر کن کف بیا بن آمد اسرافیل ہم سوے زمین بہ
بار آغزاید خاکستان چینین بہ کاے فرشتہ صور داے بحر حیات بہ کاے زوہما سے
تو جان یا بدعوات بہ دروے در صورتیک ہانگ عظیم بہ رشو و محشر خلایق از نیم بہ دروے
در صورت گئے الصلا بہ بر جہد اے کشتگان کر بلا بہ اے ہلاکت دیدگان از تیغ مرگ بہ
برزخید از خاک سرخون شاخ و برگ بہ رحمت تو اے دم گیر اے تو بہ پر شودان عالم از احیاء
تو بہ تو فرشتہ رحمتے رحمت نا بہ حامل عرشے و قبلہ داد بہ عرش معد نگاہ داد و عدلت
چار چور زیر او پر مغفرت بہ جوے شیر و جوے شہد جاودان بہ جوے خمر و جملہ آب روان بہ
پس ر غرض اللہ بہشتستان رود بہ در جہان ہم چیز کے ظاہر شود بہ گرجہ اکودہ است انجبا
آن چہار بہ از چہ از ہر فناے تا گوار بہ جہد بر خاک تیرہ ریخت نہ نان چہار و فتنہ انکشت نہ
تا جوینداصل آن را این خسان بہ خود بدان قانع شدہ این تا کسان بہ شیر وادہ پرورش اطفال را
چشمہ کردہ سینہ ہرزال را بنا لہعنے حب میکائیل بھی خالی پھرے تو ہمارے خداے
پاک نے اسرافیل سے کہا کہ جا اور خاک سے ایک مٹھی بھرے اور پھر آکھیں
اسرافیل بھی زمین کی طرف آئے پھر اس خاکستان نے وہی باتیں شروع کیں کہ
اے فرشتہ صور اور اے دریا حیات کے تودہ ہی کہ تیری بھونکوں سے مردے
جان پائیں گے تو صور میں ایسی ایک ہانگ عظیم بھونکے گا کہ بوسیدہ ہڈیوں کی خلایق سے
عشر بھر جائے گا تو صور بھونکے گا اور کہے گا کہ ملک و صلا ہے اے کشتگان کر بلا سے

اٹھائے ہلاکت دیکھے ہوؤ تیغ مرگ کے اب سر خاک سے نکالو جیسے شاخ و برگ سر نکالے تہین
 بس رحمت تیری اور دم گیر تیرا جس سے سارا عالم تیرے احیا سے بھر جائے گا تو فرشتہ رحمت کا ہی
 رحمت کو حامل عرش کا ہو اور قبلہ انصاف و فراہ و دن کا کس واسطے کہ عرش معدن گاہ داد و معیت
 کی ہو جسکے پہنچے نہرین مغفرت کی جاری ہیں ایک جو شیر دوسری شہد جادو دان کی تیسری شراب
 چو تھا دجلہ اب روانہ کا کہ تہی چارون عرش سے بہشتستان میں جاتی ہیں اور جہان میں بھی
 ان سے کچھ کچھ ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ یہ چارون یہاں صاف نہیں مثل وہاں کے ان میں آلودگی
 کیا ہو نہ ہر فنا گوار کی کہ وہاں کی جاودان ہیں ایک جرئہ ان چارون سے قضا و قدر نے
 زمین پر بھی ڈال دیا ہے کہ کیسے فتنے اٹھائے ہیں تا یہ خس دنیا کے اُسکا پٹا ڈھونڈھیں مگر
 یہ ناکس اسی پر قلع ہو گئے تیر تو اُس نے واسطے پرورش بچوں کے دیا اور اُسکا چشمہ
 سینہ ہر زال کا بنایا دال مراد دایہ سے ہی قولہ خمر دفع غصہ و اندیشہ را بہ چشمہ کردہ از عنب
 در باغما بہ انگبین دارو تن رنجور را بہ چشمہ کردہ باطن زہور را بہ آب ہر عام اصل و فرع را بہ
 از برائے طہر و بہر کرع را بہ تا از نہا پے برے سوے اصول بہ تو بدین قلع شدے لے
 بود الفضول بہ بشنو اکنون ما جہرے خاک را بہ کوچہ مے گوید فسوں محراک را بہ پیش اسرافیل
 گشتہ او عبوس بہ مے کند صد گونہ شکل چا پلوس بہ کہ بحق ذات پاک ذواجلال بہ کہ مدارا میں
 قہر را بر سن حلال بہ من ازین تقلیب بوئے مے برم بہ بد گمانے میر و داند سرم بہ ہین رحم
 کن من رحمت من بہ تا نہ کہ مرغے را نیاز دہما بہ اے شفا در رحمت اصحاب در دہد بہ تو ہماں
 کن کان دو نیکو کار کردہ زود اسرا ئیل باز آمد بشاہ بہ گفت عذر و ماجرا نزد آئین کردون
 نہ مان ہلا دے کہ بگیہ و عکس آن الہام کردے در ضمیمہ امر کردے در گرفتن سوی
 گوش بہ نہی کردے از قساوت سوے ہوش بہ رحمت او بیحدست و بیکران بہ او حکیم
 است و کریم و مہربان بہ سبق رحمت گشتہ غالب بر غصب بہ لے بدیع انحال نیکو کار رب بہ
 اللغات کرع آب باران ایستادہ و آب بدہان فروردون اے معنی اٹھین چارو سے
 شراب ہو کہ واسطے دفع رنج و اندیشہ کے بھیجی گئی چنانچہ شراب غم غلط کرنے والی شے ہو
 اور اُسکے چشمے باغون میں انگور بنائے اور اٹھین سے شہہ ہو جو دارو تن رنجور کی ہو اور چشمے
 اُس کے باطن زہور کے اور اٹھین سے آب کہ واسطے ہر اصل و فرع کے کار آمد ہو کہ
 جس سے طہارت بھی کرتے ہیں اور دوسرے وقت کے لیے بھی تالابون وغیرہ میں

جبر رہتا ہے لیکن ان سب سے مطلب یہی ہے کہ تو ان فروع سے اصول کا کھوج لگائے مگر حقیقت کہ
تو انھیں پر قلع ہو گیا آگے نہ بڑھا اس سے زیادہ کون سی فضولی ہے اب فرماتے ہیں یہ باقیں جو مہینا
ہو گئیں ماجر خاک کا سن کہ وہ کیا فسون محراب پر دم کرتی ہے محراب کے معنی بسیار
حرکت دہندہ کہ عبادت اسرائیل سے ہے اس نے اسرائیل کے سامنے بڑی ترشائی
ظاہر کی اور سیکڑوں طرح تشکلیں چاہلوسی کی بنائیں اور کہا کہ تجھ کو قسم جو ذات پاک و الجلال
کی کہ یہ قسم تجھ پر حلال مت جان یعنی رواست رکھ میں اس میں تو قلب کی
پاتی ہوں اور میرے خیال میں بدگمانی ہے کہ یہ خاک کسی صورت پر قلب کیجائے گی جس
خبردار ہو تجھ پر رحمت کر اس واسطے کہ ہمارے کسی پرند کو نہیں ستانا ہے اسرائیل تو شفا و رحمت
اصحاب ورد کے واسطے ہی تو تھی وہی کام کر جو ان دونوں نیکو کاروں نے کیا ہے یعنی جبرئیل و
میکائیل یہ سن کے اسرائیل چل دیے اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ گئے اور وہ عذر و ماجرا
سب خدا کے تعالے کے سامنے بیان کیا اور کہا ظاہر تو نے یہ حکم دیا کہ مشیت خاک اس سے
لیئے اور خلاف اس کے میرے دل میں الام کیا کان کو تو حکم دیا خاک لے لینے کا اور
ہوش کو منع کیا کہ تو سختی نہ کرنا اب مقولہ مولانا برج کا ہے عجیب ذات پاک اس حکیم و کریم و
مہربان کی ہے اور رحمت اس کی عید و سکران رحمت اس کی غضب پر غالب ہو کیسا بدیع افعال
اور نیکو کار پروردگار سے

حکم ہونا عزرائیل کو واسطے لانے مشیت خاک کے اور
ناری کرنا خاک کا

قولہ گفت یزدان زود عزرائیل را کہ بہین آن خاک پر تجھیں را جب آن ضعیف نال ظالم را بیاب
شت خاک کے را بیاورہین شتاب پر رفت عزرائیل سرہنگ تقاضا سوے کہ وہ خاک سب
اتقضا بہ خاک بر قانون نفیر آغا ز کردہ داد سو گندش بسے سو گند خوردہ کاے غلام خاص
وے جمال عرش پہلے مطاع الامرائد عرش و فرش پر روج رحمت رحمن سرور
روحی آگاہ با تو لطف کردہ حق شاہ ہے کہ جزا و معبود نیست پیش او نارسے کس مرد و نیست
حق حق کہ دست از من ہدایت اے ترا از حق فضیلت بیشمار گفت نتوانم برین فسون کرن
رو بہ نام نام او سر و علن گفت آخر او فرمود علم ہر دو امرست آن بگیز راہ علم گفت آن تاویل
باشد یا قیاس ہر دو صریح علم جو التباس ہر دو خود را گزشتے تاویل بہ کہ کتنے تاویل این

نامِ شہید ہر دل ہی سوز و مرزباز ہوا ہے، چہ سہذا امیرِ بخون شہناز شہور ہے است پندِ ستم بے رحم بل ہر زبان
 ہر پاک پندِ رحم بے ستم ہوا ہے درونِ پاک پندِ گریبا پندِ میزِ غم من بر تہیم پندِ درد ہر حلاوت پندِ شش کن
 سلیم پندِ این طبا پندِ خوشتر از حلاوت کے او پندِ رشود و غم پندِ بکھلواد کے او پندِ ہر نفیر تو جگر کے سوز
 لیک حق قسم ہے پندِ آموز دم پندِ لطف مخفی در میان قسم ہا پندِ درخزوف پندِ نہان عقیق
 بے ہوا پندِ اسلمے جب تینوں فرشتے خالی گئے اللہ تعالیٰ نے عزرائیل سے کہا کہ
 جلدی جا اور اس خاک پر تھیل کو دیکھ کیسے نیالائت لگا رہی ہو جا اس ظالم نالِ ضعیف کی تو
 خبر لے اور ایک مشت خاک اس سے خبردار جلدی لایہ عزرائیل جو سپاہی تھا اس کے ہن کو وہاں
 طرف حسبِ اقتضا حکم گئے خاک نے اپنے قاعدے کے موافق فریاد شروع کر کے
 ان کو بھی قسمیں دین آپ بھی قسمیں کھائیں کہ اے غلامِ خاص اور اے حاملِ عرش کے اور
 جو عرش و سریش کے درمیان میں ہیں سب مطلع تیرے حکم کے ہیں قسم ہو چھکو رحمتِ رحمن
 حق کی اور قسم ہو چھکو اسی کی جس نے تجھ پر لطف کیا ہو اور قسم ہو چھکو اس شاہ کی کہ سوا اُس کے
 کوئی معبود نہیں اور اُس کے سامنے زاری کسی کی مردود نہیں اور وہ حق کہ حق کے حق کا تجھ کو چھکو
 مست چھوے مجھے اپنا ہاتھ الگ رکھ آے عزرائیل تو وہ ہو کہ چھکو حق نے نفیسلین بشمار
 دی ہیں کما یہ مجھے نہیں ہو سکتا کہ تیرے اس اسون کے سبب میں اُس کے حکم سے
 ظاہر یا باطن مجھ بھیر لون اور تیری باتوں میں آجاؤں خاک نے کہا آخر حکم اسکا حکم کرنے کا
 بھی تو ہر ان دونوں سے از روے اپنے علم کے حکم کو اختیار کر کما وہ ایسی بات ہو
 کہ جس میں کوئی تاویل ہو یا قیاس ہو اس میں سے کسی جانب کو اختیار کرے اور
 جو امر صریح ہو اس میں التباس کیون ڈھونڈے وہ خود ظاہر ہو ایسی فکر خود قابلِ تاویل ہو جو غیر
 مشتبہ اور صاف شے میں تاویل کرے تیرا دل تیری خوشا بد پر چلتا ہو اور تیرے شورابہ
 لینے رونے سے دل پر خون ہوتا ہو میں ہر قسم نہیں ہوں بلکہ وہ جو تین فرشتے پاک
 تیرے پاس آئے تھے زیادہ اور ان سے بڑھے جسم تجھ کو چھکو ہر لے درونِ پاک
 میں اگر طبا پندِ کسی یتیم کے مارتا ہوں وہ ایسا حلیم ہو کہ اُس کے ہاتھ پر حلاوت رکھ دیتا ہو تا تلخی طبا پندِ
 کی شہید بنی سے بدل جائے تبس یہ طبا پندِ بسبب اس حلوے کے خوشتر ہو کر لوے
 اس پر جو اس حلوے پر غرہ اور فریفتہ ہو گیا تیری فریاد پر تو ضرور میرا جگ جلتا ہو لیکن حق تعالیٰ
 مجھ کو قہر سکھا رہا ہو کہ تجھی سمجھ لے کہ اُس کے قسموں میں لطف بھی پوشیدہ ہیں

اور ان ٹھکڑوں میں عقیدے بے ہوا چھپے ہیں قولہ ترحی بہنر صد حلم من است بہ منع کردن جان رنج جان
کندن است بہ بدترین قہر شش بہ از حلم و دکن بہ قسم رب العالمین و نعم عون بہ لطفہا سے
مضمحلہ و قہر و جان سپردن جان فزاید ہر اور بہین رہا کن بہ گمانے و ضلال پسر
قدم کن چہ نیکہ فرمودت تعالٰیٰ بہ ان تعالٰیٰ ہد بہ سی و جنت و نہا لیساد ہد بہ
خود من آن امر سی ما پیچ پیچ بہ سے نیارم کروہن و پیچ پیچ بہ انیمہ بشند آن خاک نرشد نہ زن
گمان بہ بدش و رگوش بندہ بازنواع و گر آن خاک پست بہ لالہ و سجدہ سے کردش چہ مست بہ
گفت نے برخیز بنو دین زبان بہ من سرو جان مے نہم رہن ضمان بہ کز میندیش فکن لالہ و گرش
جسز بدان شاہ رحیم داد گر بہ بندہ فرما غم نیارم ترک کردہ امراد کز بحر انگیزید گرد بہ
جزا زبان خلاق گوش و چشم و شد بہ بشنوم از جان خود ہم خیر و شمر بہ گوش من از غیر گفت
او کرست بہ امراد از جان من شیرین ترست بہ جان از و آید نیاید از جان بہ صد ہزار ان
جہان دہا و ایلگان بہ جان چہ باشد تا گوئیم بر کریم بہ کیکی سپہ بود تا بسوزم نان کلیم بہ من نہا غم
غیر الا خیر او بہ صم و بکم و غمے من از غیر او بہ اللغات تعالٰیٰ لے بیا تعالٰیٰ بلندی دہن بہ لفتح
ست نرشد خوار و بد بخت نہا لی تو شک و غلات اطفے پھر قول غزرائیل کا ہو کہ نہ
حق کا میرے سو حلم سے بہتر ہو دیکھ تو جب جان کو وہ بھاتا ہو تو روکنے سے آدمی کیسا جان کندن میں
پڑتا ہو جس کے برابر کوئی سختی نہیں خوب جان بے کرادنے نہرا سکا دونوں جہان کے
حلم سے بہتر ہو کیسا اچھا وہ رب العالمین ہو اور کیسا اچھا مددگار کہ اسکے قہر میں بڑے
بڑے لطف چھپے ہیں جو کوئی اُسکے پیچھے جان دیتا ہو وہ جان دینا ہی اُسکا اُس کے لیے
جہان بڑھاتا ہو تو لے خاک بدگمانی و گراہی چھوڑا و جب کہ وہ تجھے کہتا ہو تعالٰیٰ اے بیا تو
سر سے پاؤں بنا اور اُس کی طرف چل دیکھ تو یہ تعالٰیٰ اُس کی کیسی تجھ کو تعالیاں بلندیاں عطا
کرتی ہو اورستی و جنت اور تو شک و غلات تجھ کو دیتی ہو کہ آخر یہ سب کیفیتیں انسان کی ہوں ہیں
میں پیچ پیچ ادبے نا چیز اُس کے امر و دشمن کو مست و مع پیچ نہیں کر سکتا یہ سب باتیں
اس خاک خوار و بد بخت نے زمین اور حال یہ کہ وہ بدگمانی جو اُسکے خیال میں جمی تھی وہ اسکی
بندگوش ہو رہی تھی چھو اس خاک پست نے اور طر حوں پر خوشامدی اور مست لای عقل
کے مثل سجدے کرنے لگی غزرائیل نے کہا نہیں اٹھ اس میں کچھ زبان نہیں ہو میں
اپنے سرو جان کو اس میں گروین کرتا ہوں اور ضامن دیتا ہوں ٹیڑھی بات مست سوچ

اور خوشامد مت کراب جو کچھ خوشامد کرے اُس پادشاہ رحیم داوگر کے سامنے کہیں ملکی بندہ ہوں
اُس کے حکم کو ترک نہیں کر سکتا اسکا حکم وہ ہی جو دریا میں دھول اڑاتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ کے وقت میں
نیل سے دھول اڑائی تین سوا حکم اُس خلاق چشم و گوش دوسرے کے اگر میری جان بھی کسی قسم
کی خیر و مشرت جائے تو اُسکی بھی نہ سنوں گا اس لیے کہ اس کے قول کے سوا اور جتنی باتیں ہیں سب
میرے کان پرے ہیں اُسکا حکم میں اپنی جان سے زیادہ شیریں جانتا ہوں اس واسطے کہ
جان اُس سے ہوئی ہے نہ وہ جان سے اور ایسی ایسی لاکھوں باتیں وہ مفت دیدیتا ہے پھل جان
کیا چیز ہے کہ کہیم کو چھوڑ کے میں جان کو اختیار کروں اور جوڈن کے پیچھے کل کو بھونکوں میں خیر
جانتا ہی نہیں سوا اُس کی خیر کے میں اُس کے غیر سے ہر
گو نگا اندھا ہوں

اس بیان میں کہ مخلوق ایک آلہ اُسکا ہے اصل وہ ہے جیسے مثل ہر قال الجہار
للموتد لم یشتقنی قال الموتد انظر اے من تد فنی دیوار نے تیج سے
کہا تو مجھ کو کیوں بھاڑتی ہے کہا اُس کو دیکھ جو مجھ کو ٹھونکتا ہے بس
عارف وہ ہے کہ ظاہر کی طرف رجوع کرے مصلح
نہ جمل سے

قولہ گوش من کرست ازارے کنان کہ منم اندکفت اوچون سنان ہا احملا اند سنان
رحمت مجوبہ در دہان اژدہا رہبر او بہ اژدہم شمشیر تور حمت مجوبہ نان شبے چوگان بود دست
او بہ با سنان و تیغ لایہ چون کئی ہا کو اسیر آمد بدست آن سنی ہا او بجنعت آدرست
من صنم ہا آلتے کو ساز دم من آن شوم ہا گر مرا ساغر کند ساغر شوم ہا و ہر انجہ کند
نخبر شوم ہا گر مرا چشمہ کند آبے دہم ہا و ہر مارے کند تابے دہم ہا گر مرا باران کند
حسں دہم ہا و ہر مارا نوک کند در تن جم ہا گر مارا مارے کند ز ہر انگہم ہا و ہر یارے کند مرا گفتم
گر مرا شکر کند شیریں شوم ہا و ہر اخلل کند پر کین شوم ہا گر مرا شیطان کند سرکش شوم ہا
و ہر مارا سورش کند آتش شوم ہا من چو کلک در میان صبعین ہا نیستم در صفت طاعت بین ہا بین ہا خاک
را مشغول کرد اندر سخن ہا یک کفے بر بود زان خاک کمں ہا ساحر اند اش در بود از خاک دان ہا
خاک مشغول سخن چون بیخودان ہا برد تاحق تربت میراے را ہا تا بمکتب آن گولان پاسے را ہا
گفت یزدان کہ بعلم روشنم ہا کہ ترا جلا داین خلقان کنم ہا گفت ہا رب تو شوم گہر خلق ہا

چون فشارم خلق را در مرگ خلق بختور وادارے خداوند سنی نہ کہ مرا مبعوض و دشمن رد کنے
 اے پسر عزرائیل نے کہا کہ میرے کان ناری کرنے والوں کی ناری سے بہرے
 ہیں اس واسطے کہ میں اُس کے ہاتھ میں ایسا ہوں جیسے سنان تو احمقوں کی طرح سنان
 سے رحمت کی طالب مت ہو اور اژدہے کے منہ میں فوڑا اُس کے واسطے گھس جا تو دم
 شمشیر سے رحمت مت ڈھونڈھا ورنہ اس پادشاہ سے جسکے ہاتھ میں چوگان ہیں کہ مار دیتے
 اس کو کیا تامل ہوگا پھر تو سنان و تنگ کی خوشامد کیا کرتی ہیں کہ وہ تو مطیع اُس بزرگ کے
 ہاتھ کی ہیں وہ صنعت کی راہ سے آذر ہیں اور میں بت ہوں جو کہ کہ وہ مجھے بنائے میں وہی
 ہو جاؤں اگر مجھ کو ساغر بنائے گا جو کہ عیش و عشرت کا ہو ساغر ہو جاؤں گا اور جو مجھ کو خنجر بنائے گا
 جو سامان قتل کا ہو خنجر ہو جاؤں گا اگر چشمہ بنائے گا سب کو سیراب کروں گا اور جو آگ
 کرے تاب دون گرمی ہو چاؤں اگر باران بنائے رحمت من دون اور جو ناوک کرے جسم میں
 جا گھسوں اگر مار کر دے میں بھی زہر گلون اور جو کسی کا یار کر دے میں راگین ہوں اگر مجھ کو
 شکر کر دے شیریں ہو جاؤں اور جو غفل کر دے پرکین ہوؤں اگر مجھ کو شیطان کر دے
 سرکش بنوں اور جو سوزش بنائے میں آتش ہو جاؤں میں ایسا ہوں جیسے قلم دو انگلیوں میں
 ہوتا ہے جدھر انگلیاں پھرتی ہیں اُدھر پھر تاہی میں صفت طاعت پر ایک طرف ہوں
 نہ بین بین کہ اُدھر بھی اُدھر بھی جیسے قاعدہ بین میں پڑھنے کا صفت میں ہی بس عزرائیل نے
 خاک کو تو ان باتوں میں لگایا اور ایک مشت خاک اُس خاکدان کن سے لیلی اور اُس
 خاک کو جادو کروں کی طرح اُٹھالیا اور خاک مثل بیجودوں کے باتوں ہی میں لگی ہی بس
 اُس خاک میرا ہے کو حق تعالیٰ تمکے گیا اور یہ لڑکوں کی طرح مکتب سے
 بھاگتی تھی سو مکتب کو پہونچا دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ کو قسم ہر اپنے علم روشن کی کہ تجھ کو
 جلا داس مخلوق کا کروں گا کہ اے پروردگار میرے مخلوق مجھ کو دشمن جانیں جب میں مخلوق کا حلق
 مرگ سے دباؤں گا اب اے خداوند کریم کیا تو اس بات کا ہوادار ہو کہ مجھ کو انکا دشمن و مبعوض
 اور مردود کرے قولہ گفت اسبابے پیدا رُم عیان بذا تپ و تورنج و سرسام و سنان بذا
 از صدراع و با شد از خناق بذا و زکام و از جزام و از فواق بذا سہ و دیوان و استقاد سل بذا کسر
 ذات الصدردلزع و در ددل بذا و گروا نم نظر و اشران ز تو بذا در رضا و سبہا سہ تو بذا
 گفت یارب بندگان ہستند نیز تو کہ بدندان سبہا اے عزیز چشم شان باشد گذارا از سبب بذا

برگشتہ از حجب از فضل رب بے سمر نہ توحید از کمال حال بی یافتہ رستہ ز علت و اعتلال بہ ننگ نہ
اندرب و قونج و سل پڑا نہ ہند این سببہا را بدل نہ ناکہ ہر یک زمین مرضہا ما دوست بہ چون دوا
نہ پذیرا گن فعل قضا است بہ ہر مرض دارد و امید ان یقین بہ چون دواے ریخ سہرا پوستان بہ چون
حسہا خواہد کہ مردے بفسردہ سردے از صد پوستان ہم بگذرد بہ در وجودش رزہ کہ نہ کہ آن بہ
نہ ز آتش کم شود نہ از دستان بہ برتن او سردیے نہ ہند چنان بہ کان بجامہ بہ نگردد و اشیان
چون قضا آید طبیب اہل شود بہ وان دوا در نفع خود گرہ شود بہ کے شود محبوب اوراک بصیر بہ
زمین سببہاے حجاب گول گیر بہ اصل بیند دیدہ چون اکمل بود بہ فرغ ہیند چونکہ مرداحول بود بہ
اللغات قونج وہ درد جو زیر ناف قولون میں پیدا ہو سل نام مرض مشہور سردہ سام ورم
دماغ حدراع درد سردہا سردی کہ سردی میں پیدا ہوتا ہے خناق وہ چھٹریا جو
حلق میں پیدا ہوتی ہے زکام جدام معدوف فواق ہجلی دیدان کیڑے جو بیٹ میں پیدا ہو جائے ہیں
استسقا ہندی جلند رکسچوٹ سے ہڈی یا اعضا کا ٹوٹ جانا ذات الصدر ورم سینہ لزع ساق
و غیرہ کا کاٹنا المعنی اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کا عذر سن کے فرمایا کہ میں اس کے
سبب پیدا کروں گا یعنی بیماریاں اور کسر و زخم وغیرہ مثلاً تپ و قونج وغیرہم جن کے نام تین
شعرون میں نہ کورہیں تا ان کی نظریں ان مرضوں مضبوط کے سبب سے تیری طرف سے
پھیر دوں عزرائیل نے کہا اے پروردگار ایسے بندے بھی تو تیرے ہیں اے غالب و بزرگ کہ
ان سببوں کو پارہ پارہ کر دیں اور مقید ان کے نہوں ان کی آنکھ سبب سے پار ٹکل جائے اور
تیرے فضل سے جملہ مجاہدوں پر دون سے گذر جائیں کسی طرف متوجہ نہوں سمر نہ توحید کا کمال
و جب سے پائے ہوئے ہیں اور علت و اعتلال سب سے چھوٹے ہوئے وہ تپ و قونج و
سل کو نہیں دیکھتے اور ان سببوں کو اپنے دل میں دخل نہیں دیتے اس واسطے کہ جتنے مرض
ہیں سب کی دوا ہی اور دفع اسکا موجود ہے جب مرض دوا کو نہ قبول کرے تو سوا فعل قضا کے
اور کیا ہی ہر مرض کی دوا ہی ابھی طرح یقین اسکو جائے رہ جیسے ریخ جاڑے کی دوا پوستان ہے
لیکن جب خدا چاہے کہ کوئی ٹھٹھہر کے رہ جائے اس کی سردی سو پوستان کے بھی پار
ہو جائے گی اس کی ذات میں وہ ایسا رزہ رکھ دے گا کہ نہ آگ سے کم ہونہ بھاپ سے
اس کے جسم پر ایسی سردی رکھ دیتا ہے کہ نہ وہ کپڑے سے جائے نہ کھولنے میں گھسنے سے
اور یہ بھی ہے کہ جب قضا آتی ہے طبیب بھی احمق ہو جاتا ہے اور دوا اپنے نفع میں گراہ ہو جاتی ہے

نفع کی طرف نہیں جاتی بس جو بصیر ہیں انکا ادراک اسباب سے کب مجبوب ہوتا ہے اور
چھپتا ہے یہ حجاب تو احمق کے واسطے ہیں نہ بصیر و مینا کے لیے ظاہر ہی جب دید اکل ہو جاتی ہے
تو وصل کو دیکھتی ہے اور جب احوال دہین ہوتا ہے تو فرح کو دیکھتا ہے اور مقید
سبب کا ہوتا ہے

جواب حضرت عزت کا عزرائیل کو کہ جو نظر زخم و تیر پر نہ رکھے گا
وہ جھک کو بھی نہ دیکھے گا تو بھی سبب ہے اگرچہ مخفی تر ہے و غن
ایسہ اقرب منکم

قوله گفت یزدان ہر کہ باشد اصل دان و پس ترا کے بیندا و اندر میان و گرچہ خویش از عامہ
بنہان کردہ و پیش روشندیدگان ہم پردہ و دانگ ایشان را شکر باشد اجل و چون نظر شان
مست باشد و دل و تلخ نبود پیش ایشان رگ تن و چون روند از چاہ و زندان و در چمن و وادی رسیدند
از جہان بیخ و بیج و کس نگرید بر فطرت بیخ و بیج و برج زندان را شکست ارکاتے و بیخ از ورنج و دل
زندانی پناہ کے در بیخ آن سنگ مرمر را شکست و تاروان و جان ما از جس رست و
اکن رخام خوب و آن سنگ لطیف و برج زندان را بھی بود و ایف و چون شکست تا کہ زندانی
برست و دست او و جسم او باید شکست و بیخ زندانی نگویید این فشار و جز کے
کز جس آرندش بدار و تلخ کے باشد کس را کشت بر بند از میان زہر ماران سوے قند و
ہان مجر دگشتہ از غوغائے تن و بے پردہ با پر دل نے پائے تن و بیخ زندانی چہ کاندہ
شبان و خیمہ و بیند بخواب او گلستان و گویاے یزدان مرا نیجا میر و تادیرین گلشن کتم من
کروند و گویدش یزدان دعا شد مستجاب و دام و وادعا علم بالصواب و المفعی اللہ تعالیٰ
نے عزرائیل سے کہا کہ جو اصل دان ہے وہ تجھ کو اس درمیان میں کیوں دیکھے گا اگرچہ
تو نے عام مخلوق سے آپ کو چھپایا ہے لیکن جو روشن دیدہ ہیں ان سے بھی تو چھپا ہے کہ وہ اصل کو
دیکھیں گے تجھ کو نہیں دیکھیں گے آوردہ لوگ جنکے نزدیک اجل شکر و ان کی نظر مست
نشہ دولت کی کب ہوگی جو اجل اور مرگ تن انکو تلخ ہو جب کہ وہ چاہ و زندان سے نجات پائے
چمن کی طرف جاتے ہیں اور اس جہان بیخ و بیج سے رہا ہوئے بس خیال تو کر بیخ کے
جاتے رہنے سے کوئی ذرا بھی بیخ و گریہ کرتا ہے مثلاً کسی ارکان وائے نے اگر برج زندان کا
توڑ دیا اس سے جان زندانی کی بتا تو کچھ رنجیدہ ہوگی اور بھلا یہ کیسا کہ افسوس کیسا سنگ مرمر

توڑ ڈالا تو روان اور جان ہماری قید سے چھوٹ گئی کیسا پتھر سفید از سرنگ لطیف تھا جس سے
 برج زندان کی خوبی تھی اور وصل کیا ہوا کیون اُس نے توڑ ڈالا جو قیدی نگلی گئے اس جرم میں
 اُسکا بھی ہاتھ توڑنا چاہیئے کوئی زندانی اس قسم کا بیہودہ اور ہڈیاں نہ بکے گا فشار بھگنے
 ہڈیاں وہ بیہودہ و دشنام سوا اُس شخص کے جس کو زندان سے نکالیں اور سولی دینے کو
 لیجائیں اس لیے کہ اسکو زندان ہی اچھا تھا جھلا یہ کسکو تلخ معلوم ہوگا کہ اُسکو سانپوں کے
 زہر سے نکال کے قند کی طرف ہانک دین کہ اُسکی جان بھی غوغا سے تن سے مجر د ہوئی اور دل
 کی پروں نہ پاوے تن سے اُڑنے لگا اب فرماتے ہیں کہ تو زندانی کی طرح کیا ہوا ہو کہ جب
 رات میں سوئے تو خواب میں گلستان دیکھے اور کے اے یزدان چھو رہے و سے
 یہاں سے مت نکال تو میں اس گلشن میں اپنا کرد فرکروں اور اللہ کہدے کہ جاتی رہی دعا قبول
 ہوئی تو یہاں سے مت جا آگے اللہ خوب جانتا ہے قولہ این جنین خواہے بین چه خوش بود
 مرگ نا دیدہ بخت در رود پہچ او حسرت خورد بر آفتابہ بر تن با سلسلہ در قہر چاہے مومنے آخر
 در آور صف رزم نہ کہ برابر آسمان بودست بزم نہ بر امید راہ بالا کن قیام نہ پہنچو شمعے پیش محراب
 لے غلام نہ اشک مے بارو ہی سوزنا طلب نہ پہنچو شمعے سویریدہ جلا شب نہ لب فرو بند از طعام و
 از شراب نہ سوے خوانے آسمانے کن شتاب نہ دبم از آسمان میدا را مید نہ در ہواے
 آسمان رقصان چو بید نہ دبم از آسمان مے آید نہ آب و آتش رزق مے افزاید نہ
 گر ترا بخاکشد نہو عجب نہ منکر اندر عجز و بنگر در طلب نہ کین طلب در تو گرد کان خداست نہ زانکہ بر طالب
 بطلوبے سزا ست نہ جہد کن تا این طلب افزون شود نہ تادلت زینچاہ تن بیرون شود نہ خلق
 گوید مرد مسکین آن فلان نہ تو بگوئی زندہ ام اے غافلان نہ گرتن من پہنچو تنہا خفتہ است نہ
 ہشت جنت در دلم بشگفتہ است نہ جان چو خفتہ در گل و نسرین بود نہ چہ غم است ارتن
 درین سرگین بود نہ جان خفتہ چہ خبر دار در تن نہ کو بگلشن خفتہ یاد کو بخش نہ میزند جان
 در جہان آگہوں نہ غمہ یا لیت تو مے یلعمون نہ گر غمنا ہر زیست جان بے این بدن نہ پس فلک
 ایوان کہ خواہد آمدن نہ گر غمنا ہر بدن جان تو زیست نہ فے السمار ز قلم روزے کیست نہ
 اللغات آفتابہ آگاہی و آگاہ شدن جہان آگہوں آسمان اے بطور ظفر نہ ماتے ہیں
 کہ ایسی خواب جواد بر نہ کو رہی کیسی اچھی ہے دیکھ تو بدون مرے جنت میں پہنچ گیا و نہ
 جنت بعد مرنے کے ملیگی پتھر ایسا شخص اپنی بیداری و ہوشیاری پر کچھ بھی حسرت کھا لگا جس

حال میں کہ تن با سلسلہ قہر چاہ یعنی زندان میں پڑا تھا وہ اس خواب ہی کو اچھا جانے کا آب
 فرماتے ہیں آخر تو مومن ہی صفت جنگ میں داخل ہوا ہے جہاد نفس جو جہاد اکبر ہی تو تیری آسمان پہ
 بزم ہوئے اس امید پر کہ تجھ کو راہ عالم بالا کی مل جائے اے پس شمع کی طرح تمام رات محراب کے
 سامنے قیام اختیار کر اور سوز و گداز کے ساتھ سبب طلب کے اور سر بریدہ تمام رات
 طعام و شہاب سب سے لب بند کر اور خوان آسمانی سے لو لگا دمدم آسمان سے امید
 لگائے رہ اور ہوا سے شوق آسمان میں بید کی طرح رقصان ہو دیکھ تو دمدم آسمان سے
 کیسا آب و آتش آتا ہی یعنی باران کہ اُس میں آب و آتش جو برقی ہی دونوں ہیں کہ جو تیرے
 رزق کو بڑھاتا ہی ہے اگر آسمان تجھ کو اپنی طرف کھینچ لے تو کیا عجب لا جرم تو اپنے عجز کو
 مت دیکھ اپنی طلب کو دیکھ گو تو عاجز ہے طلب تو عاجز نہیں ہی کس واسطے کہ یہ طلب جو تجھ میں ہی
 گو کان خدا سے ہی اسی سبب ہر طالب لائق مطلوب کے ہو بس تو کوشش کرتا یہ طلب تیری طبیعتی ہے
 پھر اگر تجھ کو وہاں کھینچ لیجائے تو کیا عجب ہی اور تیرا دل اس چاہ تن سے بیزار ہو جائے تو کچھ
 تعجب نہیں مخلوق تو کہے کہ فلان سکین بچارہ مر گیا اور تو کہے کہ لے غافل میں مرا نہیں ہوں زندہ
 ہوں اگرچہ میرا تن مثل اور تنوں کے خفتہ ہی لیکن بہشت جنت میرے دل میں شگفتہ ہو رہی
 ہیں اور ہر گاہ کہ جان گل و نسرين میں سوئی ہو تو اس کو کیا غم ہی جو تن سرگین میں پڑا ہو جو جان کہ
 آرام سے سو رہی ہی اس کو کیا خبر کہ تن گلشن میں ہی یا گلشن میں اب وہ جان حمان آبلگون یعنی
 آسمان میں نعرے یا لیت قومی یعلون کے مار رہی ہی کاش قوم میری اس حال کو جانتی بس
 معلوم ہوا کہ بدون اس بدن کے بھی جان زندہ رہتی ہو اگر نہیں رہتی تو یہ فلک ایوان نعرہ زن
 کیوں ہے اور کہاں سے آیا پھر فرماتے ہیں کہ اگر جان تیری بے بدن کے زندہ
 نہیں رہتی تو فی السماء رزقکم یہ روزی کس کی ہی یعنی آسمانوں میں ہر رزق مختار را
 بیان مذمت چرب و شیرین دنیا کی چیزوں کا اور مانع ہونا طعام اللہ سے
 جیسا کہ فرمایا الجوع طعام اللہ یجئ بہ ابدان الصديقین اے فی الجوع
 یصل طعام اللہ و اہیت عند ربی لیطعمنی ویسقینی بھوک طعام اللہ کا ہی زندہ
 رہتے ہیں اُس سے بدن صدیقوں کے یعنی بھوک میں پہنچتا ہی
 طعام اللہ کا اور شب کرتا ہوں میں پاس اپنے پروردگار کے کہ کھلاتا ہی وہ
 مجھ کو اور پلاتا ہی مجھ کو

قولہ وار ہے زمین روزے روزہ کشیف پڑھتے درلوت و درقوت شریف بگرہزاران رطل
لوتش سے خورے پئے روے پاک و سبک بچون پرے بکہ نہ جس باد تو نجات کند
چار بیخ معدہ آہنجت کند بگر خورے کم گرسنہ مانی چوزاغ پئے و خورمی پر گیر دار وخت
دماغ پئے کم خورے خورے بد و خشکی و دق پئے پر خورے شد تجمہ راتن مستحق پئے از طعام اللہ و قوت
خوشگوار پئے و در چنان دریا چو کشتی شو سوار پئے باش در روزہ شکیبا و مصبرہ دمبم قوت
حدا را منتظر بکان خداے خوب کار برد بار پئے بدید ہارا میدہد و انتظار پئے انتظار نان ندارد دم و سیر
کہ سبک آید وظیفہ یا کہ دیر پئے بینوا ہر دم ہے گوید کہ کو پئے در مجاعت منتظر در ماند و پئے چون نباشی
منتظر ناید بتو پئے آن نوالہ دولت ہفتاد تو پئے اے پدر انتظار اما انتظار پئے از براے خوان بالا
مرد واری پئے ہر گرسنہ عاقبت قوتے بیافت پئے آفتاب دو تے بروے بتافت پئے
ضیف باہمت چوزاشے کم خورد پئے صاحب خوان آتش بہتر آورد پئے جز کہ صاحب ضیف
در ویش لیم پئے ظن بد کم بر بر زاق کریم پئے سر برد آور پئے کو پئے اسے سند پئے تا نخستین نور خور
بر تو زندہ کان سر کوہ بلند مستقر پئے است خورشید سحر را منتظر پئے اللغات قوت ہا فتح نعمت
آنچ معرب آہنگ مجاعت گرسنگی المعنی یعنی جب فی السماء رزقکم خدائی تعالیٰ فرماتا ہر
تو تو اسکا طالب کیون نہین ہوتا تا اس روزی کشیف ہر روزہ سے چھوٹ جائے اور اس
نعمت اور قوت شریف میں پڑے کہ جو ہزاروں رطل اس نعمت کے کھاتا رہے تو ہلکا پھلکا
مثل پیری کے پھرتا رہے اور ایسا کہ نہ تجھ کو باد تو بچ جس کر سکے نہ چار بیخ یعنی عذاب
معدے کا کبھی تیرا قصد کرے جیسا اس روزی دنیا سے قریب و غیرہ عارض ہوتے ہیں اس میں
یہ نقص ہیں لاکر تو کم کھائے اور بھوکا رہے تو تو مثل نارغ ہو جائے جو آخر کو کم کھاتا ہو اور
جو خوب پیٹ بھر کھائے تو ڈکارین تیرے دماغ کو گھیر میں اگر کم کھائے تو یہ آفت کہ بھوئی
و خشکی دماغی لاحق ہو اور پیٹ بھر کھائے تو بد مضمی کا مستحق ہوئے پس طعام اللہ اور
قوت خوشگوار سے ایسے دریا میں مثل کشتی کے سوار ہو یعنی جیسے کشتی دریا میں تیرتی
پھرتی ہے اگر روزہ ہے تو صبر کرے رہ اور مصبر ہو اور دمبم روزی خدا کا منتظر
کس واسطے کہ وہ خدا نیکو کار برد بار انتظار وائے کو تحفے دیتا ہے تا ہر ہی کہ پیٹ بھر آدمی منتظر
نہین ہوتا کہ دیکھے میرا وظیفہ و راقبہ جلدی آتا یا دیر میں اور بھوکا ہر دم اسکا تلاشی ہوتا
اور اس بھوک میں اسکا منتظر رہتا ہے بس اگر تو پیٹ بھر ہی اور منتظر نہین تو تیرے

پاس وہ نوالہ جس میں دولت سترتہ والی رکھی ہوئی ہو کیون آگے گائے اسے پھر خاص انتظار ہی انتظار اختیار کرنا چاہیے ہی ہو تو مردوں کی طرح اس خان عالم بالا کا منتظر رہ کر گرنے آخرت و یا ہر اور آفتاب دولت کا اس پر چمکتا ہی تو بھی اسکا گرنے بن قاعدہ ہی جو مہمان باہمت آتش کم کھاتا ہی تو اس کے لیے صاحب خان بہتر ہی آتش لاتا ہی تو اس کے کہ جس کا مہمان درویش لیم ہو بے بار خوار کہ جانے پھر ملے گا یا نہیں یہ گمان صاحب خان پر کرتا ہی تو ایسا گمان اس رنات کو دم پرست کر تو اسے سند یعنی بھروسے والے پہاڑ کی طرح سر اٹھتا تو پہلے نور آفتاب کا تجھی پر پڑے کس واسطے کہ سر کوہ بلند مستقر کا جو خورشید کا منتظر ہی لاجرم پہلے وہی نور پاتا ہی

اس مغفل کے بیانیہ جو کہتا تھا کہ موت دنیا میں نہیں آتی

قوله آن کے نے گفت خوش بودے جہان بے گرنہ بودے باک مرگ اندر میان بے آن دگر گفت ار بودے مرگ ہیچ بے گرنہ زیدے جہان ہیچ ہیچ بے گرنہ بودے بدست انرا شستہ بے عمل و نا کو فتنہ بگذاشتہ بے مرگ را تو زندگی پنداشتہ ہیچ ہیچ بے تخم را در خاک شورہ کاشتی بے عقل کا ذب مست خود معکوس بین بے زندگی را مرگ پندار و یقین بے اسے خدا نغائے تو ہر چیز را بے آن چنانکہ است در خدعہ سرا بے ہیچ مردہ نیست بے حسرت ز مرگ بے حسرتش آست کش کم بود برگ بے ورنہ از چاہے بصحرا افتاد بے در میان دولت و عیش و کشادہ زین مقام ماتم تنگین منل بے نقل افتادش بصحرا بے فراخ بے مقصد صدقے نہ ایوان دروغ بے بادہ خاصے لشکرانے زدوغ بے مقصد صدق جلیس حق شدہ بے رستہ زین آب و گل آتشکہ بے در نگر دی تنگ گانے دلیر بیک و دوم ماندہ است مردانہ بکیر بے اللغات مناخ جای بستن شتران اسلئے ایک شخص کہتا تھا کہ یہ جہان جب خوش ہوتا جو خوف مرگ کا اس میں نہوتا دوسرے نے کہا کہ اگر اس میں خدا بھی مرگ نہوتا تو یہ جہان ہیچ ہیچ کسی لائق اور کسی قابل نہوتا ایسا ہوتا جیسے ایک انہار و خرم بڑا اونچا مہل بے گما ہو ابگذاشتہ جنگل میں بڑا ہوا ہی کہ کوئی فائدہ اس پر مرتب نہیں ہوتا تو کہتا ہی کہ موت نہوتی زندگی ہوتی وہ زندگی نہیں ہی موت ہی اور جہ موت ہی وہ زندگی ہی تو نے یہ بات کیا کی کھاری زمین میں ہیچ بویا جس کا کچھ نتیجہ نہیں تیری عقل کا ذب ہی اور معکوس بین الٹی سمجھنے والی جو زندگی کو موت گمان کرتی ہی اب گویندہ کہتا ہی یا مولانا رح کہ اسے خدا ہلکو باہیت و حقیقت کسی

شے کی کچھ معلوم نہیں تو ہلکو جیسے وہ اس خدمت سدا ہو کہ گھر میں ہو دیسے ہی ہلکو دکھا تو
اُسکے نیک و بد سے آگاہ ہوں جو مر گئے ہیں کوئی اُن میں مرگ سے حسرت نہیں کھاتا ہر اور زندگی کا
کسی کو افسوس نہیں بلکہ اس بات کی حسرت ہو کہ میں نہایت بے سامان و بے برگ
یہاں آیا در نہ اگر برگ پورا پورا ہو تو وہ شخص کنوئیں سے نکل کے جنگل و میدان میں جا پڑا
اور دولت و عیش و کشادہ بین اور اس مائیکہ تنگ و غصہ جگہ سے اُس نے میدان فراخ کی
طرف نقل کی اور وہ بیٹھک سچی جس کی نسبت فرمایا ہو فی مقعد صدق عند ملیک
مقتدر بیٹھک سچی میں پاس پادشاہ قدرت دالے کے اور شراب خاص سے
ست نہ دوغ کے نشے سے اور مقعد صدق جلیس حق کا اور اس آتشکدہ آب و
گل سے چھوٹا ہوا یعنی گویہ عالم آب و گل ہو لیکن در صورت اعمال بد کے آتشکدہ ہو
بس اگر تو نے زندگانی دیر نہیں کی یعنی خدا سے ڈرتا رہا ہو تو کیا غم و ایاک دم جو باقی ہے
ہیں اُنکو بھی مردانہ بن کے لے اور تمام کر

فیمایرج من رحمۃ اللہ تعالیٰ معطی النعم قبل استحقاقها وہو الذی
ینزل الغیث من بعد ما قضا اورب بعد یورث قمر با ورب معصیتہ میمونہ ورب
سعادت یاتے من حیث یرجی النعم لیعلم ان اللہ یمبدل
سیاتہم حسنات

معلوم در حدیث آید کہ روز ستیخیزہ امر آید ہر یکے تن را کہ خیر بنافع خود امرست ازیزدان پاک چہ کہ
برآید اسے ذرائر سر ز خاک بن باز آید جان ہر یک در بدن بنہی صبح ہوش جان اندر بدن
جان تن خود را شناسد وقت روز بنہی در حشر اب خود را آید چون کنوز بنہی جسم خود را شناسد
دروے رود بنہی جان زر گر سوے در زے کے شود بنہی جان عالم سوے عالم
مے رود بنہی جان ظالم سوے ظالم مے رود بنہی کہ شناسا کر دستان عالم آید
چونکہ برہ ویش وقت صبح گاہ بنہی پائے کفش خود شناسد در ظلم بنہی جان تن را چون نداندا اسے
صنم بنہی صبح حشر کو چکست اسے ستیخیزہ حشر اکبر را قیاس ازوے بگیرد آن چنانکہ جان
بہر دو سوے طین بنہی نامہ بردارے سازد از یمن بنہی در کفش بند نامرخل وجود بنہی فسق و تقویٰ اپنے
او خورده بود بنہی چون شود بیدار و وقت سحر بنہی باز آید سوے او آن خیر و شر بنہی گریا و منت
دادہ باشد خوے خویش بنہی وقت بیدارے ہسان آید بہ پیش بنہی در بیدارے

خام و زشت و پر ضلال و چون غرنا نامہ سیاہ یا بد شمال بہست مارا خواب و بیدارے ماہ
 بر نشان مرگ و محشر دو گواہ حشر اصغر حشر اکبر را نمود و مرگ اصغر مرگ اکبر را زد و در اللغات
 متجربیناہ جویندہ رستخیز قیامت لغوی معنی اسکے جہنا اٹھنا جو کہ قیامت کے دن کنفیت
 مخلوق کی ہوگی لہذا یہ نام رکھا گیا اسلئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے
 دن ہر جسم کو حکم ہوگا کہ اٹھو وہ جو نفع صور یعنی صور کی آواز ہو وہی حکم خداے پاک کا ہو
 کہ اے ذر و خاک سے سزا کا لو بس ہر ایک کے بدن میں جان بھر لوٹ کے آجائیں گی
 جیسے صبح ہوش کو جان بدن میں آجاتی ہے صبح ہوش بیداری صبح بعد خواب شب روزانہ
 کے ہر ایک کی جان اپنے اپنے تن کو پہچانتی ہے جب دن ہوتا ہے ایسی اُس تن میں
 گھس جاتی ہے جیسے خرابے میں خزانہ بس ہر جان اپنے جسم کو پہچانتی ہے اُس میں گھسیتی ہے
 زرگر کی جان درزی کے جسم میں کب جاتی ہے عالم کی جان عالم کی طرف جاتی ہے
 ظالم کی جان ظالم کے جسم کی طرف اس واسطے کہ علم الہی نے جانوں کو شناسا کر دیا ہے
 جیسے بھیڑ کا بچہ بھیڑ کے پاس صبح کو جاتا ہے دیکھ تو پاؤں اندھیرے میں اپنے جوتے کیسے
 پہچان لیتا ہے پھر جان تن کو اسے منم کیسے نہ پہچانے بس یہ صبح ہر روزہ کی اسے پناہ جویندہ
 یہ حشر کو جیک ہوا ب حشر اکبر کو بھی اسی پر قیاس کرے کہ ایسی ہی جانیں جسموں میں گھسین گی اور جیسی
 جانیں مٹی کی طرف جو جسم ہو اڑینگے ایسے ہی نامے اعمال کے دبنے بائیں سے اسی کی طرف
 ہاتھ میں دے دینگے جو کچھ اُن میں ہو چاہے جو چاہے نخل چاہے فسق چاہے تقوے
 جیسی عادت کر لی ہو جب صبح محشر کو بیدار ہوگا وہ خیر و شر اُسکے سامنے پھر لوٹ
 کے آجائے گی اگر ربی عادت کو اُس نے زہد و ریاضت میں رکھا ہے بیداری کے وقت وہی
 سامنے آئے گی اور اگر روز گذشتہ میں جو حیات دنیا ہے خام و زشت و پر ضلال تھا تو مثل
 غرنا نامہ سیاہ کے بائیں ہاتھ میں نامہ پائے گا لاجرم یہ خواب و بیداری روز کی ہمارے مرگ
 محشر کے پتے پر دو گواہ ہیں اس حشر اصغر نے حشر اکبر کو بتا دیا اور اس مرگ اصغر نے مرگ اکبر کو
 گریہ کے صاف کر دیا قولہ لیک این نامہ خیال است دندانہ دان شود و حشر اکبر بس عیانہ
 این خیال اینجا نہان پیدا اثرہ زین خیال آنجا برویاند صورتہ در مہندس بین خیال خانہ
 در دلش چون در زینے دانہ نہ آن خیال ادا نہ دون آید برون و چون زمین کہ ز آید از ختم
 درون نہ ہر خیالے کو کند در دل وطن نہ روز محشر صورتے خواہد شدن و چون

خیال آمد مهندس و ضمیر چون نبات اندر زمین دانہ گیر نہ خلصم زمین ہر دو محشر قسطہ ایست نہ مومنان بل
در بیان ش حصہ ایست نہ چون بر آید آفتاب رستخیز نہ بر جہد از خاک خوب و زشت نیز نہ سوے دیوان
تضایو یان شوند نہ نقد نیک و بد بگورہ و دروند نہ نقد نیکو شادمان و نازناز نہ نقد قلب
اندر حسرت و در گداز نہ لحظہ خطہ امتحانہا میرسد نہ سرد لہائے غایہ در جسد نہ چون ز نقد میل
آب و روغن گشتہ فاش نہ پیا چو خاکے کہ بر دید سبز ہاش نہ از پیاز و زعفران و کوکنار نہ سبزی
پیدا کنند دشت از بہار نہ آن یکے سر سبز سخن المقتون نہ وان و گر چہ چون بنفشہ سرنگون نہ بمعنی
لیکن یہ نام تو بالفعل ایک خیال ہو اور پوشیدہ مگر حشر الکبرین خوب ظاہر ہوگا یہ خیال یہاں ہی
تو پوشیدہ مگر اثر اسکے ظاہر ہیں بس اسی خیال سے وہ وہاں صورتیں جمائے گا مثلاً مهندس کو
دیکھ کہ اس کے دل میں خیال کسی گھر کا ہو تو یہ خیال ایسا ہی جیسے زمین میں دانہ ہی خیال اسکے
باطن سے ظاہر ہوتا ہو جیسے زمین کے درون میں دانہ ہوتا ہو اُس سے وہ شے پیدا ہوتی ہو
بس جو خیال کہ دل میں گھر بنا تا ہو محشر کے دن وہ ایک صورت ہو جائے گا کس واسطے کہ یہ
خیال دل میں ایسا ہی جیسے مهندس یا جیسے نبات زمین دانہ گیر ہیں آب فرماتے ہیں کہ خلاص
کیا ہوا ان دونوں محشر کا ایک قسطہ ہو اُس کو کتنا چاہتا ہوں یہ عذر طوالت کلام کا ہی کہ مومنوں کو
اس کے بیان میں ایک حصہ ہو کہ وہ راست درست جانتے ہیں اور مؤثر ہوتے ہیں اور وہ یہ ہی
کہ جس وقت آفتاب قیامت کا نکلے گا اور خاک سے خوب و زشت بھی نکلیں گے اور
کچھ ہی تضایک طرف دو طرفین گے تو نقد نیک و بد کے بھٹی میں ڈالے جائیں گے جو نقد خوب و جید
ہوں گے وہ تو خوش ہوں گے اور نازناز اور جو کھونٹے ہوں گے وہ عیش و گداز میں پڑیں گے و مہدم
ان کے امتحان ہونگے اور جو بھید اسکے دل میں چھپے تھے وہ جسموں میں ظاہر ہوں گے یعنی صورتیں بگڑنے
سامنے آئیں گی جب تبدیل سے آب و روغن ظاہر ہو جائے گا یا جیسے خاک سے اسکی سبزی
ظاہر ہوتے ہیں مثلاً پیاز و زعفران و کوکنار جو خشکاش کی بوٹری کو کہتے ہیں کہ ہمارے سبب سے
جنگل میں سبزی پیدا کرتا ہو اس وقت میں کوئی تو سبزی ہوگا اور کہے گا سخن المقتون یعنی تقویٰ
والے ہیں اور کوئی بنفشے کے مثل سرنگون ہوگا قولہ چشمہ ما بیرون جمیدہ از خطرہ گشتہ وہ
چشمہ زمیم مستقر نہ تا فادہ دیدہ ہا در انتظار نہ تا کہ نامہ تابد از سوے یسارہ چشم گردان سوے
چپ و سوے راست نہ تا کہ نمود بخت نامہ راست کا سیت نہ تا کہ آید بدست بندہ نہ سر سیم
الاجسم و نسق آگندہ نہ اندو یک غیر و یک توفیق نہ نہ جسم نہ کہ آزار دل صدیق نہ نہ پیر

زمر تاپاے رشتی و گناہ پہ تھوڑا غلبہ زون بر اہل راہ بہان و غل کار سے دوز دیہاے او بہوان چو
فرعونان آنا اتا سے ایتھ چون بخواند نامہ خود اگ ثقیل بہ داند ادا کہ سوی زندان شد رحیل بہ چون روان
گرد چو دزدان سوے دار بہ جرم پیدا بہ راہ اعتدار بہان ہزاران حجت و گفتار بہد بہ
بر دہا نش گشتہ چون سمار بہد بہ رخت دزدے بر تن و در خانہ اش بہ گشتہ پیدا گم شدہ
افسانہ اش پاپس روان گرد و زندان سمیر کہ نہا شد خار را ز آتش گزیر بہ چون ہو کل آن
ملاک پیش و پس بہ بودہ نہمان گشتہ پیدا چون خمس بہے بر بندش مے سپوز بندش بہ پیش بہ
کہ برواے سگ بکمدانہاے خویش بہ اللغات خطر بفتحین قدر و جاہ و آفت و دشواری و اندیشہ
ضرر مستقر جاے قرار ثقیل گران بہاے لمعے اور آنھیں سرنگونوں کی آنکھیں باہر نکلی ہوئیں اندیشہ
ضرر سے ایسی کہ ایک ایک آنکھ کی گویا دہل دہل آنکھیں ہو گئیں اس خوف سے کہ دیکھئے ہمارا
قتل را گاہ کمان ہو اور آنکھیں اس انتظار میں کھلی ہوئیں کہ ایسا نوناہ بائیں طرف سے آئے
بس آنکھیں چپ و راست کی طرف پھر پھر کے دیکھ رہا ہو اس سبب سے کہ جانتا ہو کہ جو نامہ کہ
دست راست میں ہوتا ہو اسکا نصیب گھٹا ہوا نہیں ہوتا اور جو نامہ کہ کسی بندے کے ہاتھ
میں ایسا آیا کہ بالکل سیاہ جرم و فسق سے بھرا ہوا جس میں نہ کوئی خیر نہ کوئی توفیق نہ کچھ سواے
آزار و دل خدا دوست کے سر سے پاؤں تک کشتی و گناہ سے بھرا ہوا اور تھوڑا اور
آئندہ رونمراہ پر ہنسنا تالیان بجا ناوہ و غل کاریاں اور چوریاں اُس کی اور فرعونوں کی طرح
آنا اتا تالیان یعنی جو کچھ ہیں ہمیں ہیں جب ایسے نامے کو وہ بندہ دیکھے گا کہ بوجہ گناہوں سے
بھاری ہو رہا ہو تو جان لے گا اب میرا کوچ زندان کی طرف ہو گا پھر جب چورون کے
مانند دار کی طرف روانہ ہو گا اس حال سے کہ جرم تو ظاہر اور راہ عذر و معذرت کی بند وہ
ہزاروں جہتیں اور مہری باتیں جو کیا کرتا تھا سب بخین دہن کی ہو گئیں کہ بول نہیں سکتا چوری
کے کپڑے اور اسباب چوری کا گھر تین موجود سب ظاہر و عیان جس کے سبب سے
سب کمانی بھولے ہوئے بس اس حال سے زندان سمیر کو روانہ ہوا اس لیے کہ حنا کو
آگ سے چارہ نہیں ہو خاراگ ہی میں ڈالے جاتے ہیں سمیر نام دوزخ فرشتے سیاہیوں
کی طرح آگے پیچھے گھیرے ہوئے ہیں پہلے تو یہ پیچھے تھے سوچو یکدرون کی مثل ظاہر ہو گئے
اب لیے جاتے ہیں اور نوکین مثل نمیش کے چھوٹے ہیں اور کتے ہیں اے گتے اپنے
کمدان کی طرف چل قولہ کے کشا پارسہ ہر راہ اوپتا بود کہ ہر جان چاہ اوپتا

منتظر ہے ایسے دن میں نہ بڑا امید سے روئے واپس سے کندہ اشک سے ریزہ چو بارانِ خزان
 خشک امید سے چہ دار و احب زان نہ ہر زمانے روئے واپس سے کندہ رو بہر گاہ مقدس میکندہ
 پس زحمتی امر آید از اسلیم نور نہ کہ بگوئید شش کہ لے بطل کو نہ انتظار چسپتی لے کان شرب
 رو چہ واپس سے کنی لے خیرہ سر بہ نامہ ات نیست کت آمد بدست نہ اسے خدا آزارای
 شیطان پرست نہ چون بدیدے نامہ کو در خویش نہ منکر از پس بین جزاے کار خویش
 ہمیدہ چہ مول موئے مے کنے نہ در چین چہ کو امید روشنہ نے ترا از روئے ظاہر
 طاعتی نہ ترا در سر باطن نیست نہ اللغات مول توقف و درنگ اطمینان
 اسی سیر کے جانے والے کا حال ہو کہ اب ہر سر راہ پر رک رک جانا ہوتا اس چاہ
 سے کسی طرح نکل بھاگوں اور منتظر ہو کے کھڑا ہو رہتا ہوں اور چپ ہو جاتا ہوں اور کسی امید پر
 لوٹ لوٹ کے دیکھتا ہے ایسا رہتا ہے جیسے خزان کا منہ جس سے کچھ قائدہ نہیں
 اس لیے کہ جو خشک امید ہوتا ہے ایسا امید اُس کے پاس سوار ہونے کے اور کیا
 ہوتا ہے ہر دم منہم پھیر کے دیکھتا ہے اور درگاہ مقدس کی طرف رخ کرتا ہے پس یہ حال
 دیکھ کے امر حق اسلیم نور سے صادر ہوا کہ اس سے پوچھو اے بیہودہ اندھے اسے کان
 شہر کس چیز کا انتظار ہے جو یہ حرکتیں کر رہا ہے اور لے خیرہ سر کیوں منہ لوٹا لوٹا دیکھتا ہے
 تا کہ تیرا یہ جو تیرے ہاتھ میں ہے دیکھ لو کیسا تو خدا آزار شیطان پرست ہو جب تو نے اپنا
 نامہ اعمال دیکھا تو پھر لوٹ کے کیوں دیکھتا ہے اب تو اپنے اعمال کے بدلے کو دیکھ یہ توقف
 و تاخیر بیہودہ کیوں کرتا ہے ہر گاہ عمل تیرے ایسے ہیں تو پھر اس چاہ تیرے میں روشنی کہاں
 تیری نہ از روئے ظاہر کے کوئی طاعت نہ تیرے پوشیدہ اور باطن میں کوئی نیت خیر قول نہ ترا
 در شب مناجات و قیام نہ ترا در روز پرہیز صیام نہ ترا حفظ زبان و آزار کس نہ نظر کردن بعبرت
 پیش و پس نہ پیش چہ بدیا و نزع مرگ خویش نہ پس چہ باشد مردن یا مان پیش نہ
 نہ ترا بظلم تو بہ با حسد و شہ اسے دعا گندم غا و جو سر و شہ نہ چون ترازوے تو کج بود و غا
 راست چون جوئے ترازوے جزا ہر چہ نلکے پائے چپ بدے در عذر و کاست نہ نامہ
 چون آید ترا و دست راست نہ چون جزا سایہ است اسے قد تو حنم و سایہ تو کج فتد
 در پیش ہم نہ زمین نسق آید خطابات و رشت ہلکہ شود کہ را نا نہا کو زیست نہ بندہ گوید یا پنجہ فرمودی
 بیان نہ صد چنانم صد چنانم صد چنان نہ خود تو پوشیدے ہر بار از حلم نہ ورنہ میدا نے فیض ہوتا

بعلم بلیک بیرون از جہاد و فعل خویش بذر و رورائے خیر و شر و کفر و کیش بذر نیاز عاجزانہ خویش
 و زخیال و وہم من یا صرچمن بذر بود امید بے بلطف عام تو بذر ازورائے راست بینی یا عتو
 اسلئے یہ اشعار بھی منجملہ خطابات کے ہیں کہ نہ تو نے رات میں کبھی مناجات کی نہ کبھی مناس
 میں قیام کیا نہ تیرا دن میں تقویٰ نہ کبھی روزہ نہ تیری زبان دل آزاری سے محفوظ رہی نہ یہ ہوا
 کہ تو نے جسرت سے اپنے پیش و پس پر نظر کی ہو پیش کیا اپنے نزع و مرگ کی یاد
 جو تیرے سامنے تھی پس کیا مرنایا رونا عزیزوں کا جو دیکھ چکا تھا تو نے ظلم کیا اور اس
 ظلم پر تو بہ باجوش و حسروش نہ کی تو سراسر دغا ہو اور گندم نما جو منروش جب تیرے
 عمل کی ترازوں کچ اور دغا تھی پھر ترازو جزا کی راست کیسے ڈھونڈھتا ہے جب تو دست راست
 نہیں بلکہ باپ ہے چپ ہے عذر و توبہ اور طاعت و عبادت میں گھٹا ہوا تو پھر نامہ تیرے دست
 راست میں کیسے آئے گئے خمیدہ قد جزا ایسی ہی جیسے آدمی کا سایہ ٹیڑھے قد والے کا
 سایہ بھی ٹیڑھا ہی ہوگا غرض جب اسی قسم کے خطابات سخت کہ جنکے بارابریبت سے پہاڑ کی بھی
 پشت جھک جائے خدائے تعالیٰ سے آئینگے تب بار بار بندہ کہے گا کہ لے مالک جو کچھ
 تو نے بیان کیا میں اس سے بھی سوگنا ہوں تکرار بنظر مبالغہ ہی مگر تو ہی نے میری برائیاں اپنے
 حلم سے چھپائیں ورنہ تو اپنے علم سے ان فضیحتوں کو خوب جانتا تھا اب میں عاجز اپنی کوشش
 و فعل اور خیر و شر و کفر و کیش اور اپنے نیاز عاجزانہ یا خیال و وہم اپنے اور اپنے ہی کیا آپ
 جیسے سوان سب سے قطع نظر کر کے کہتا ہوں کہ ساری امید مجھ کو تیرے لطف کی تھی اور یہ
 امید بھی خواہ راست بینی کی راہ سے تھی یا سرکشی سے میں نہیں جانتا تیرے نزدیک
 کیسی ہو قولہ بخشش نخصے و لطف بے عوض بذر بود امید اگر کوہم بے غرض بذر و سپش کر دم
 بدان محض کرم بے سوئے فعل خویش میں ننگم بے سوئے آن امید کر دم روئے خویش بذر وجود
 داوۃ از پیش پیش بخلعت ہستی بدادے را نگان بے من ہمیشہ معتمد بودم بران بچون شمار
 جسم خود را و خطا بے محض بخشایش در آید در عطا بے کالے ملائک باز آریدش بمانا کہ بدستی چشم
 دل سوئے رجا بے لایالی بود آنا و دش کنیز و ان خطا ہا را ہمہ خط بر زمین بے لایالی را کہے باشد صلاح بذر
 کشش زیان بود و جرم و از صلاح بے آتش خود بر فروزیم از کرم بے ناخاند جرم و زلت پیش و کم بذر
 آتش کو شعلہ اش کمتر شد از بے بسوز جرم جبر و اختیار بے شعلہ در بنگاہ انسانے زمین بے خار را
 گلزار روحانی کنیم بے ما فرستادیم از چرخ نغمہ بکیمیا یصلح لکم اعمالکم بے خود چہ باشد پیش نور مستقر بذر

کروند و اختیار بوالبشر گوشت پارہ آلت گویاے او بیہ پارہ منظر پیتاے او بیہ سمیع اواز و پارہ
استخوان بند کرش و قطرہ خون یعنی جنان بکر کے وارفتہ ذرا گندہ و طمطراتے درجہ ان
افگندہ باز منے بودے منے را و گذار باے ایاز آن پوستین ریا و آرب اللغات
لا ابالی بمعنی پاک ندام و بمعنی شخص بیباک و بی پروا بنگاہ جائے رخت و اسباب بمعنی
یہ اشعار بھی بندے کی طرف سے ہیں مجھ کو ملے مالک بخشش محض اور لطف بے عوض کی
امید تھی کہ تو کریم بے غرض ہو لہذا میں اُسی محض کرم کی طرف منہ پھیر پھیر کے دیکھتا تھا اپنے
فعلوں کی طرف نہیں دیکھتا خاص اُسی امید کی جانب میں نے منہ کیا کہ پہلے سے تو نے مجھ کو
وجود دیا تمام مخلوق سے بڑھکے یعنی خلعت ہستی کا مجھ کو مفت دیا میں اسی عطا پر تیری ہمیشہ
بھروسہ کر رہا بس جب یہ بندہ اس طرح پر جرم شمار کرے گا تو فات اسکی کہ محض رحمت ہو عطا
میں آجائے گی اور حکم ہوگا کہ ملے ملائک اسکو ہمارے پاس لوٹا لاؤ گس واسطے کہ اسکی چشم
دل رجا کی طرف تھی یہ ایک لا ابالی تھا اسکو ہم آزاد کر دینگے اور اسکی ساری خطائیں کاٹ دینگے
یہ جو قول ہمارا ہو خلقت ہو لاء الجنة و لا ابالی و خلقت ہو لاء النار و لا ابالی پیدا کیا میں نے انکو واسطے
جنت کے اور نہیں پروا کرتا ہوں اور پیدا کیا میں نے انکو واسطے دوزخ کے اور نہیں پروا کرتا یہ اُسی
شخص کو حلال و جائز ہو کہ اسکو جرم و صلاح دونوں سے زیان نہو یعنی اگر صلاح ہوگی تو زیان
نہو ہی نہوگا اور جو جرم ہیں تب بھی زیان نہوگا اسوقت ہم آگ اپنے کرم کی بھڑکائیں گے تو
جرم و ذلت جو کچھ ہو تھوڑی یا بہت سب کو چھونک دے اور وہ آگ ایسی ہی جس کے
شعلے کی ادنیٰ چنگاری جتنے جرم ہیں کہ جن میں بخت جبر و اختیار کی ہر سب کو تباہ دیتی ہے ہم انسان کی
نگاہ اور رخت خانہ میں جو نامہ اعمال ہے آگ لگا دینگے اور اسکے خار کو گلزار روحانی بنا دینگے ہمیں نے
اسکو چرخِ نعم سے کیا یصلح لکم اعمالکم کی بھی ہر نیک کرے واسطے تمہارے اعمال تمہارے
اور مغفرت کی تمہارے واسطے بھلا یہ کیا ہے ہمارے نور مستقر کے سامنے ابوالبشر کا کروفر
اختیار تو کچھ ہی نہیں سو رہا یہ بشر ہمیں نے ایک گوشت کا ٹکڑا اسکو آلت گویائی کا دے دیا
ہمیں نے ایک چربی کا ٹکڑا اسکی آنکھ میں رکھ دیا جس سے بینا ہوا دو ٹکڑے بڑیوں کے
لگا دیے کہ وہ اسکے سمیع ہوے اور وہ دو قطرے خون کے یعنی جان جو اسکی مدد کرنی
ایک کیر گندگی آلودہ ہے جس نے جہان میں کروند ڈال رکھا ہے اب مقولہ مولانا کا ہے
کہ تو منی سے پیدا ہے جو نجس ہے تجھ کو لازم ہے کہ منی کو چھوڑ دے اور مثل ایاز کے ہو

کہ وہ اپنے پوسٹین کو نہیں بھولا تو بھی اپنی اصل کو مت بھول یاد رکھ
قصہ ایاز اور اس کے حجرے کا جس میں پوسٹین و چارق رکھا تھا اور
لوگوں کا گمان کہ اس میں دقینہ رکھا ہے

قولہ آن ایاز از زیر کے انگشتہ پوسٹین و چارے آدھیتہ میرود ہر روز در حجرہ چارقت
اینست منکر در علما شاہر گفتند اورا حجرہ ایست کا ندران پرسم و ہر زرخہ ایست پڑا
مے نہد کہے را ندر او بے بستہ مے دارد ہمیشہ آن در او پشاہ فرمود اے عجب آن بندہ را بنا
چہیست خود پیمان و پوشیدہ زمانہ پس اشارت کرد امیرے را کہ رو بہ نیم شب بکشا درو
در حجرہ شو بہر چہ یا بے متر لہ فاش کن پسترا در ابر بندیان فاش کن بنا چنیں اکرام و
لطف بے عدد بنا از لیٹھے سیم وزر پیمان کند بے ناید او فاما وہر و جوش بنا دانکہ او گندم ناو
جوش و ش بہر کہ اندر عشق یا بد زندگے بکفر باشد پیش او جہر بندگی بنیم شب آن میر با سے
معتد بنا در کشا و حجرہ اورا سے زدہ شعلہ بر کردہ چندین پہلوان بنا جانب حجرہ روانہ شادمان بنا
کا مرسطان است بر حجرہ نیم بہر کے ہمایان زر در کش لیم بنا اللغات چارق بضم
کفش صحرائیان بنا حجرہ بضم اول و فتح جیم جمع حجرہ استعمال حج کا بجائے مفرد جائز ہے حجرہ بضم و
تشدید سیم خم کو چک کش بالفتح بخل و سیمہ المعنی یعنی وہ ایاز جو مشہور ہے کہ زیر کی سے
پیدا کیا گیا تھا اس نے اپنا پوسٹین اور جوتیان زمان خاری کی ایک مکان میں لٹکا رکھی تھیں ہر روز اس
حجرے میں تنہا جاتا تھا اور اپنے آپ کو یاد دلاتا تھا کہ تیرا اصل سامان یہ ہے
اب جو بلندی و مرتبہ پایا ہے اس کے سبب سے اپنی اصل کو مت بھول جاؤ بدگویوں نے
پادشاہ سے کہا کہ اسکا ایک حجرہ ہے جس میں منٹکے پرسم و زر رکھے ہیں یہ اس میں کسی کو
جانے نہیں دیتا ہے ہمیشہ دروازہ اسکا بند ہے رکھتا ہے پادشاہ نے متعجب ہو کے کہا
کون سی ایسی چیز ہے جسکو اس نے ہم سے چھپا کے اور پوشیدہ کر کے رکھا ہے پس ایک امیر کو
حکم دیا جا ادھی رات کو دروازہ حجرے کا کھول اور اس میں گھس کے دیکھ جو کچھ اس میں پائے اسکو
لوٹ لے اور اور جو صاحب ہیں ان پر فاش کر دے کہ جس کے ساتھ پادشاہ ایسا اکرام و لطف
بیشمار کرے اور وہ لیٹھی سے سیم وزر چھپائے چرائے اور خود بھی اپنی وفا و محبت کا جوش جتاتا ہو
اسکو جان کہ وہ گندم نا جو فردش ہی کس واسطے جو کوئی عشق میں زندگی پاتا ہے جیسا کہ میں اسکا
عاشق ہوں اسکے سامنے سوائے بندگی کے جملہ اشیا کفر ہیں بعد اس حکم کے وہ امیر

معیت آدیوں کے جو اُسکے نزدیک مقدر تھے کیا اور اسکا حجرہ کھولنے کی فکر کی مشعلین حبلانے ہوئے
یہ سب پہلوان خوش خوش تجربے کی طرف چلے کہ پادشاہ نے حکم لوٹ کا دست بھی دیا اور
چلو اُسکے حجرے پر حملہ کریں اور ہمایاں زر کی بغل میں وبادبا کے لاکھین قولہ آن سیکے
مے گفت ہے چہ جاے زربہ از عقیق و لعل گوئے وز گمرہ خاص خاص خزن سلطان
ولست بذبلکہ اکنون شاہ را خود جان ولست بذچہ محل داروہ پیش آن عشیق بذلعل دیا قوت
وز مردیا عقیق بذشاہر بروے بنودہ این گمان بذتسخرے مے کرد بہر امتحان بذپاک
مے دانتش از ہر غش و غل بذبازا و ہمش ہے لرزید دل بذکہ مبادا کین از وختہ شود و ہ من
نخواہم کہ برو خجلت رود بذاین نکر داست او دگر کرد اور داست بذہر چہ خواہہ کو بکن محبوب ہاست بذ
ہر چہ محبوب کند من کردہ ام بذاد منم من او چہ گرد پر دہ ام بذاسکے معنے کوئی کتا تھا ہین زر کا کیا
موقع ہو عقیق و لعل و گمر کی باتیں کر زر کیا پائیں گے جواہرات پائیں گے خاص خزانہ پادشاہی کا
خزانی خاص وہ ہو بلکہ بالفعل تو وہ پادشاہ کی جان ہو خزانچی کیسا بس ایسے معشوق کے
سامنے لعل و زردیا قوت کا کیا رتبہ ہو آب فواتے ہین کہ پادشاہ کو خود اس پر ایسا
گمان بد نہ تھا لیکن جنھوں نے کما تھا ان کے مسخرہ بنائے کو یہ امتحان تھا پادشاہ اُس کو
غل و غش سے پاک جانتا تھا لیکن اس وہم سے دل اُسکا لرزتا تھا کہ ایسا نہ جیسا کہ ہو نہ باہی نکلے
اور وہ اس سے رنج پائے تو مین نہیں چاہتا ہوں کہ وہ خجل ہو اول تو یہ بات اُس نے
کی نہیں ہو اور جو کی بھی ہو تو اسکو روا ہو وہ جو چاہے کرے بہر حال ہمارا محبوب ہو بس جو
کچھ محبوب میرا کرے وہ میرا ہی کیا ہوا ہو اس لیے کہ بحقیقت مین وہ ہوں اور وہ مین
دونوں ایک ہی ہین اگرچہ بظاہر پردے مین ہوں اس پردے سے کیا ہوتا ہے
قولہ باز گفتمے دورا زان خود خصال بذاین چنین تخلیط ترا زست و خیال بذازایا زاین خود
محال است و بعید بذکویکے دریا مست قعرش ناپدید بذہفت و دریا اندرویک قطرہ بذ
جملہ ہستیماز موجش چکرہ بذجملہ پاکہا ازان دریا بر نہ قطرہ پیش یک یک مینا گرد بذیک
دہان خواہم بہ پناے فلک بذتا بلگویم وصف آن رشک ملک بذردہان یا بم چنین و صد
چنین بذتنگ آید و در بیان آن امین بذاین و تدرہم گر نگویم ایسند بذشیشہ دل از ضعیف بشکند
شیشہ دل را چونازک دیدہ ام بذبہر تسکین بس قبا بدریدہ ام بذمن سہر ماہ سہ
روزاے صنم بذیکمان باید کہ دیوانہ شوم بذہین کہ امروز اول سہ روزہ است بذروز

پیرِ وزہست نے بیروزہ است نہ ہر دے کا نہر غم شاہ ہے بودنِ دمبدم اورا سرما ہے بودنِ قصہ
 محمود و اوصاف ایاز نے چون شوم دیوانہ رفت اکون ز سازِ بالغات چکرہ رشتہ یعنی وہ یانی
 جو قطرہ قطرہ چٹکے اٹھتے تھے پادشاہ خیالات مذکورہ بالا کرتا تھا اور پھر کہتا تھا کہ
 یہ باتیں ایاز کی خود خصلت سے نہایت دور ہیں میں جو خلطِ ملطان خیالات کا کر رہا ہوں سب
 بیہودہ اور خیال فاسد ہیں ایاز سے یہ بات محال و بعید ہے کس واسطے کہ وہ ایک دریا ہے کہ
 جس کی کٹھا نہنیں ایسا طرف والا ہے کہ ساتوں دریا اس میں قطرہ ہیں اور تمام موجودات
 اسکی موج سے ایک رشتہ وہ ایسا دریا ہے کہ جملہ مخلوق اس دریا سے پاک ہوتی ہے قطرے
 اس دریا کے ایک ایک صنلے و نقاش ہیں اسکی وصف کے واسطے میں ایک دہن ایسا
 وسیع و وسیع چاہتا ہوں جیسے فلک تو وصف اسکا جس کی پاکی پر سنہرے شتون کو رشک ہے
 بیان کروں پھر کہتا ہوں اگر ایسا دہن بھی پاؤں بلکہ ایک دہن کیا ایسے ایسے سیکڑوں تب بھی
 اس میں کا وصف اُن میں نہنیں سمائے گا اور یہ جو کچھ میں کہ رہا ہوں اے سندھِ محبوبی اگر
 اتنا بھی نہ کہوں تو میرے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے وہ اسکا بھی تمہل نہنیں لایا اپنے شیشے کو
 نازک دیکھا اسکی تسکین کے لیے بہت قبائیں میں نے بھاڑی ہیں یعنی بہت وصف ظاہر
 کیے ہیں اب فرماتے ہیں کہ اے صنم میں ہر مہینے کے شروع میں تین روز دیوانہ ہو جاتا ہوں
 میرے لیے بے شک و گمان یہ حال ضرور ہے کہ دیوانہ ہو جاؤں سو خبردار ہو کہ اُن
 تین روز سے آج پہلا روز ہے اور یہ مت جان کہ دیوانہ ہونے سے میرا روزِ بیروز ہو
 اے صنلے و بیکار مثلِ مجنون کے بلکہ روزِ بیروز ہے اے مبارک و وسیع پھر کہتے ہیں
 کہ جو دل کسی شاہ کے غم میں ہوتا ہے اسکو دمبدم سرما ہی ہوتا ہے بس اب
 قصہ محمود و اوصاف ایاز کا جب کہ میں دیوانہ ہو گیا تو یہ بھی بالفعل اپنے
 ساز و سامان سے جاتا رہا

اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ صورتِ قصے کی ہے لائقِ
 اہل صورت کے اور اُنکے آئینے کے اور جو قدوسی ہیں اُن سے کہنے
 سے نطقِ شرابی ہے اور خجالت سے اپنے سرورِ لیش کو
 مٹھوٹتی ہے

قولہ نازکِ بیلیم دید ہندستانِ خواب باز حراج امید بردہ شد حراج باکیف یاقی انظم

واقفانہ بعد ماضیات اصول الحافیہ کا جنون واحد ہے فی الشجون بنبل جنون فی جنون
 فی جنون بن ذاب جسے من اشارات الکنا بن مند عایت البقاء فی الفنا بن لے ایاز
 ازورد تو گشت چومے بن ماندم از قصہ تو قصہ من بگوے بن بس فسانہ عشق تو خواندم بجان بن
 تومر کا فسانہ گشت بخوان بن خود تو مے خوانے یقین را مقتدا بن من کہ طورم تو موسے دین صدا بن
 کوہ بیچارہ چہ داند گفت چست بن نالکہ بچارہ ز گفتنا تہیست بن لیک موسے فہم گفتنا کن بن
 کوہ عاجز خوان چہ داند ایست بن کوہ ہم داند بقدر خویش تن بن اندکے دارد ز لطف روح و تن بن
 تن چو صطلاب باشند احتساب بن آیتے از روح ہجون آفتاب بن آن منجم چون نباشم چشم تیز بن
 شرط باشند مرد اصطلاب ریز بن تا کنہ بہر ش سطرلابے نکو بن تا برد از حالت غور شدید بن
 جان کز اصطلاب جوید اصواب بن چہ قدر داند چرخ و آفتاب بن اللغات
 شجون غم داند وہ اصطلاب گھڑی المعنی یہ جو فرمایا تھا کہ میں دیوانہ ہوا قصہ محمود ایاز کا جاتا رہا
 اسی کے موافق فرماتے ہیں کہ میرے پیل نے ہندوستان خواب میں دیکھا گیا تھا حلاج کی
 امید میں اور ہو گیا مست ایراد الفاظ ہندوستان و خراج اس تمہید میں برعایت اس کے بھی ہو
 کہ پادشاہ محمود نے کئی بار حملہ ہندوستان پر کیا ہو اور لوٹ لوٹ کے چلا گیا میرے لیے
 نظم و قافیہ کیسے ہو بعد اسکے کہ جب اصول عافیت کی برباد ہو گئیں عافیت ہی نہ رہی
 اس سبب سے کہ ایسے غم داند وہ میں پڑا ہوں جسکو ایک جنون نہیں کہ سکتا لکہ وہ جنون ہو
 جو جنون در جنون ہے میرا جسم اشارات و کنایات سے گل گیا جسے میں نے بقافتا میں دیکھی ہو
 اب فرماتے ہیں لے ایاز تیرے درد میں گھل گھل کے مثل بال کے ہو گیا اور قصہ کہنے سے
 رہ گیا اب تو میرا قصہ کہ میں نے تیرے عشق کا افسانہ بدل و جان بہت پڑھا تو میرا افسانہ کہ
 خود افسانہ ہو گیا ہوں پڑھ تو خود اسے پیشوا یقین سے کہتا ہے کہ میں کوہ طور ہوں تو موسے ہو
 اور یہ صدا ہو چکے کہ بیچارہ گفت و کلام کو کیا جانے کہ کیا ہو اسوا سطر کہ وہ بیچارہ تو نطق و کلام
 سے خالی ہو لیکن لے سند موسیٰ ان باتوں کو سمجھے کہ وہ بیچارہ کیا جانے کوہ تو اپنے ہی
 انداز سے کے موافق جانے گا کہ تھوڑا سا لطف روح و تن سے اُس میں بھی ہو ہاں جو تن کہ حساب
 کی اصطلاب رکھتا ہو یعنی جو باتیں عند الشرع ممنوع ہیں اُن سے خالی ہو اور شرع کی ترازو کا
 تلا ہوا وہ ایک آیت روح کی ہر مثل آفتاب روشن کے اور اصطلاب کے معنی نفوی بھی ترازو
 آفتاب کے ہیں وہ بخوبی جس کی آنکھیں تیز نہیں ہوتیں یعنی کم نظر ہے تو اسی کے لیے

کوئی مرد صطرباب ریز شرط ہو جو اسکے سامنے اصطرباب بکھیرے یعنی حال ارتفاع و انحطاط کو اکب و
 آفتاب کا ظاہر کرے تا وہ اچھی طرح سطرلابی کرے اور یہ حالت خورشید سے بویا لے کہ
 کس برج اور کس دقیقے میں ہے پس جو جان کہ اصطرباب سے صواب کی طالب ہو وہ
 چرخ و آفتاب کے اندازے کو کیا جانے کہ کیسی وسعت اور نور و فروغ رکھتے ہیں قولہ
 تو کز اصطرباب دیدہ بنگرے بدر جہان دیدن بسے تو قاصرے نہ تو جہان را قدر دیدہ دیدہ
 کو جہان سبلت چرا المیدہ نہ عارفان را سرمہ ہست آن بچوے نہ تاکہ دریا گرد داین
 چشم چو چوے نہ ذرۂ از عقل و ہوش اربابست نہ این چہ سودا و پریشان گفتن است نہ چونکہ مغز
 من ز عقل و ہوش تہیست نہ پس گناہ من درین تخلیط چیست نہ لے گنہ اور است کہ عظم برد نہ
 عقل جملہ عاقلان پیشش برد نہ یا مجیر العقل فتان ابے نہ ما سواک للعقول المرے نہ اشتہیت
 العقل نہ جنتی نہ ماحدث الحسن نہ ربیتی نہ ہل جنونے فی ہواک مستطاب نہ قل بلی دانشہ بجز نیک
 الصواب نہ اگر بتازی گوید و گریار سے بگوش و ہوش کو کہ در فہمش رسے نہ بادہ کو در خورد ہر ہوش
 نیست نہ حلقہ او سخرہ ہر گوش نیست نہ بار دیگر آدم دیوانہ وار نہ رور و ایجان زود زنجیرے بیار نہ
 غیر آن زنجیر زلف دلبرم نہ گرد و صد زنجیر آرے بردم نہ ہست برپاے دلم از عشق بند نہ
 سود کے دارد مرا این وعظ و پند نہ قصہ عشقش ندارد مطلع نہ ہم ندارد ہجو مطلع مقطع نہ
 اللغات سخوہ بالفہم مسخر و بیکار مستطاب برگزیدہ المعنی یعنی جب کو اس دیدے کی صطرباب
 دیکھے گا جو ظاہری ہو تو جہان کے دیکھنے میں بہت کوتاہی ہوگی تو تو اتنا ہی دیکھے گا جتنا تیرا دیدہ ہے
 سو وہ جہان کمان ہو کیون اس نعم میں اپنی مونچھیں مڑوڑتا ہے البتہ عارفین کے پاس ایک
 سرمہ ہو وہ تلاش کرتا یہ آنکھ تیری جو ذرا سی نہر ہو دریا ہو جائے اب فرماتے ہیں اگر ذرہ
 بھر بھی عقل و ہوش سے ہمو نصیب ہو تو ہم جانیں کہ یہ کیسا سودا اور کیسی پریشان گوئی ہے
 اور ہر گاہ کہ مغز ہمارا عقل و ہوش سے خالی ہے پھر گناہ ہمارا اس امیرش میں کیا ہے
 نہ گناہ اُسکا ہے جس نے میری عقل مجھے چھین لی اس واسطے کہ اسکے سامنے تو عقل جملہ عاقل و نکی
 مردہ ہو منے شعریہ آئے پناہ عقل کے اور ملے مفتون کرنے والے خود کے تیرے سوا
 عقل کو امید پناہ کی جگہ نہیں ہو تین عقل کو دوست نہیں رکھتا جسے تو نے مجھ کو اپنا دیوانہ بنایا ہے
 اور کسی کے حسن پر میں نے حسد نہیں کیا جب سے تو نے مجھ کو زینت دی ہے یعنی تیرے لیے
 تو دیوانہ ہونا عقل سے بہتر ہے نہ میری سی زینت کسی میں ہو جس کے حسن پر حسد کروں کیا

جنون مجھ کو تیرے شوق میں خوش و بگزیہ نہیں ہے اور یہ استفہام اقرار ہی ہے یعنی ہو تو پھر کہ
 قسم ہو اللہ کی کہ خدا مجھ کو جزائیک دے آپ فرماتے ہیں اگر تازی زبان میں کوئی کہے یا فارسی
 میں تیرے نہ گوش بہین نہ تیرے ہوش بھر کیسے سنے اور کیسے سمجھے اس واسطے کہ شراب
 اسکی ہرکان کے لائق نہیں ہے جو ہرکان میں ڈالی جائے گو شراب بہرے پن کا علاج ہو نہ حلقہ
 اسکا ہر گوش کے قابل یہ کچھ ہنسی ٹھٹھا نہیں آپ فرماتے ہیں کہ لے جان پھر میں
 آپ میں آیا جیسے دیوانہ دم بھر میں ہوشیار ہوتا ہے اور دم بھر میں بیہوش جا جا دوڑا
 جان جلدی میرے واسطے زنجیر لا لگڑ زنجیر بھی زلف دلبر کی ہو اگر یہ زنجیر عرفی ہوئی
 تو ایسی میں سیکڑوں توڑ بھاڑ ڈالوں گا میرے توپاے دل پر عشق سے بند ہے مجھ کو یہ وعظ
 و پند کب سود مند ہوگی اسکے عشق کا قصہ ایسا نہیں جس کا مطلع ہو اور نہ مثل مطلع کے اسکا
 مقطع جو راد ابداد انتہا سے ہو

حکمت نظر کرنا چارق و پوستین پر فلینظر الانسان مما خلق چاہیے کہ انسان
 غور کرے جس چیز سے پیدا کیا گیا ہوں

قولہ باز گردان قصہ عشق ایاز کا کہان کے کجست مالامال راز بے میرو دہر روز در حجبہ درین بے تابہ بینہ
 چارتے یا پوستین بے زانکہ ہستی سخت مستی آورد بے عقل از سر شرم ازدل بے برد بے صد ہزاران
 متین پیشین را ہمین بے مستی ہستی بزدلہ از کمین بے شد عزازیے ازین مستی بلیس بے کہ چہ سرا
 آدم شود بروے رئیس بے خاجہ ام من نیز و خاجہ زادہ ام بے صد ہزار قابل و آمادہ ام بے در ہنر
 من از کسے کم نیستم بے تا بخدمت پیش دشمن نیستم بے من ناتش زادہ ام ادا و حل بے پیش آتش
 مرو حل را چہ محل بے او کجا بود اندران دورے کہ من بے صدر عالم بودم و غنیز من بے اے
 مولانا ج فرماتے ہیں کہ قصہ عشق ایاز کا پھر لوٹا کس واسطے کہ وہ ایک حزنانہ ہوا مالامال راز
 سے چنانچہ ایاز ہر روز چارق و پوستین دیکھنے اُس حجبہ میں جسکو لوگوں نے بتایا تھا جابا کر تا تھا
 اس سبب سے کہ ہستی آدمی کو نہایت ہی مست کر دیتی ہو نہ سر میں عقل رکھتی ہو نہ دل میں شرم
 چھوڑتی ہو نہ نامہ پیشین سے اب تک کہ لاکھوں صدیان گذر گئیں اُن صدیوں کی اسی مستی ہستی کے
 لگھات سے نکل نکل کے راہ ماری ہے لفظ متین سے اہل قرن مقصود ہیں بقاعدہ
 نوکِ ظروت و ارادہ مطروٹ دیکھو اسی مستی سے عزیزیل کہ فرشتوں کا سامان رکھتا تھا جیسے جبرائیل
 دیکھا ییل اور معلم الملائکہ اُس نام دربتے سے تغیر ہو کے ابلیس ہوا کہ آدم کیسے مجھ پر

رہیں ہوگا مین خواجہ ہون اور خواجہ زادہ بھی کہ وہ آتش ہے جس سے اسکی خلقت ہے اور
سیکڑوں علم و ہنر کا قابل و آئادہ مین علم و ہنر مین کسی سے کمتر نہیں تا بندگی کی راہ سے
دشمن کے سامنے کھڑا ہوؤں مین آگ سے پیدا ہوں وہ گل سے پھر آگ کے
سامنے گل کا کیا رتبہ ہے وہ اُس زمانے مین کہ ان تھا جس زمانے مین صدر عالم
اور فخر زمانے کا تھا

اس آیت کے بیان مین خلق الجان من مارح من نار پیدا کیا جان کو
مارح یعنی آتش بے دود سے اور حق تعالیٰ نے ابلیس کے
حق مین فرمایا ہر کان من الجحیم ففسق افتخ ذونہ و ذریئہ اولیاء من
دو نے تھا ابلیس نوع جن سے آیا پکڑتے ہو تم اُسکو اور اُس کی
ذریات کو دوست

قولہ شعلہ مین آتش جان سفیدہ کا تشبہ بود الولد سراپہ بنے غلط گفتم کہ بد قہر خدا بنے ملتے را
پیش آوردن چہ را بکار بے علت بہر از علل پست و مستقر است از ازل بہ در کمال صنع
پاک مستح بہ علت حادث چہ گنج در حدیث بہر آب چہ بود آب ماصنع دوست بہ
صنع مغنہ بہر آب صورت چہ پوست بہر عشق دان اے فندق تن دوست بہ
جانت جوید مغنہ و گوید پوست بہ دوزخ کہ پوست باشد دوستش بہ داد بد لہنا جلودا پوستش بہ
معنی و مغنہ بر آتش حاکم است بہ لیک آتش را تشورت ہیز مست بہ کوزہ چہ بین کہ دروے
آجوست بہ قدرت آتش ہمہ بر طرف دوست بہ معنی انسان بر آتش مالک است بہ
مالک دوزخ در ان کے مالک است بہر پس میفراتو بد ن معنی فزا بہ تا چہ مالک ہاشے
آتش را کیا بہر پوستما بر پوست می افزودہ بہ لاجرم چون پوست اندر دودہ بہر زانکہ
آتش را علت از پوست نیست بہ قہر حق آن کبر را گردن نیست بہ این تکبر از نتیجہ پوستست بہ
جاہ و مال آن کبر را ظان دوستست بہ این تکبر چہ نیست غفلت از لہاب بہر نجد چون غفلت رخ
ز آفتاب بہ اللغات سفیدہ احمق و نادان مستح بالضم بر انگیزندہ و برا نگینہ شدہ حدیث
بفتح تین بے وضو ہو جانا مراد ناپاک سے حادث نو پیدا فندق بضم اول و وال میوہ
مخرنگ برابر کنار تشورت پوست پن مالک نام موکل دوزخ اے معنی کیسی آگ اس
بیوقوف ابلیس کی جان کی بھرک رہی تھی اور کیوں نہ بھرکتی آخر تھا بھی تو آتش زادہ

اور بیٹے میں صفت باپ کی ہوئی ہے پھر فرماتے ہیں نہیں یہ بات میں نے غلط کہی باپ بیٹا
کیسا اس پر قہر خدا کا تھا یہ کیا ضرور ہے جو کوئی علت پیش کی جائے کہ آگ سے پیدا تھا لہذا
اس نے سرکشی کی اس واسطے کہ ازل سے جو کام ہوتے ہیں وہ مستمر و مستقر یعنی
ہمیشگی والے لازوال اور قرار گرفتہ بے علت اور جمیع علل سے پاک ہوتے ہیں بھلا اس
صنعت پاک کے کمال میں جو برانگیزہ ہے لے پیدا کرنے والی علت حادث و حدوث کی
کیا گنجائش ہے یہ جو کہا ہے اولد سترلابیہ بیٹا باپ کا بھید ہے یہ بھید باپ کا کیا چیز ہو
باپ ہمارا تو خود اسکی صنع سے ہے اس لیے کہ صنع مغز ہے اور باپ ظاہر کا پوست کے
مثل بس عشق وہ چیز ہے اے فلان کہ فندق تن کا تو نہایت دوست ہے جان و مغز تیرا
ڈھونڈھتا ہے اور پوست کو کچلتا ہے جیسے میوے کا پوست توڑ کے مغز نکالتے ہیں اسی
سبب سے وہ دوزخی جسکو اپنا پوست دوست ہے اسکو بدلتا جلودا کا پوست دیا ہوا بہت
سے پوست پاتا رہے جیسا کہ فرمایا کلمۃ الضحوت جلود ہم بدلتا ہم جلودا غیر باہر گاہ کہ جلدین دوزخیوں کی
پاک جائینگے یعنی متحل عذاب آگ کی ہونگی تو ہم ان کی جلدین تبدیل کر دینگے اور یہ تبدیل ہر لمحے میں ستر
بار ہوگی مگر تجھیں اگر معنی ہو اور مغز تو یہ معنی آگ پر حاکم ہو آگ تیرا کچھ نہیں کر سکتی بلکہ محکوم ہو لیکن پوست
و جھوسی اسکا ایندھن ہو مثلاً لکڑی کا کونہ ہو اور اس میں پانی نہر کا بھرا ہو تو قدرت آگ کی اسکے ظرف
ہی تک ہوگی علیٰ ہذا معنی انسان کے ایسے ہیں جیسے آگ پر مالک ہوکل ہے پھر بتا تو مالک کو اس میں
ہلاکت کب ہو بس ہر گاہ معلوم ہو کہ پوست مالک ہے تو تو بدن کو مت بڑھا مغز کو بڑھا تو تو مالک
کی طرح کار گزار آتش کا ہو جائے تو نے تو پوست پر پوست بڑھایا ہے لاجرم پوست کے مثل
آتش دود میں بڑھا ہے بدین وجہ کہ آگ کی خوراک پوست ہی ہے اور قہر حق کا اس کبر و غور کا
گردن مارنے والا یہ تکبر نتیجہ پوست کا ہو اسی سے یہ پیدا ہوتا ہے اور جاہ و مال کبر کو اسی سبب سے
دوست ہے کہ یہ سب کا راہ پوست کے ہیں اور تکبر کیا ہے خلاصی اور مغز سے غفلت کرنا اور
کیسی غفلت کہ نجد جیسے رخ آفتاب سے غافل ہو کے نجد ہوتا ہے قولہ چون خبر شد ز آفتابش
سخ مانند بگرم گشت و نرم گشت و تیز رائد شد ز دید لب حلقہ بن طمع بن خار عاشق شد کہ ذل من طمع بن
چون نہ بیند مغز قانع شد پوست بن بند غرمن قنع زندان دوست عزت اینجا کبر بست
و ذل دین بن سنگ تا فانی نہ شد کے شد نکین بن در مقام سنگ و اللہ انا بن وقت مسکین
گشتن تست و فنا بن کبر زان جوید ہمیشہ جاہ و مال بن کہ ز سر گین بہت گفن را کمال بن کین دودانہ

پوست را افزون کند و شحم و لحم و کبر و شہوت آگندہ دیدہ را بر لب لب نظر شتندہ پوست را از ان
 روے لب پنداشتندہ پیشوا ابلیس بدان راہ را بنہ گوشکار آمد شبیکہ جاہ را بنال چون مار سست
 داین جاہ اژدہا بنہ سایہ مردان ز مرد این دورا بنہ ان ز مرد مار را دیدہ جہدہ کور گرد مار و زہر و وارہدہ
 چون برین رہ خار نہاد آن رئیس بنہ ہر کہ خست او گفت لعنت بر بلیس بنہ یعنی بر من این غم
 از عذر ویست بنہ عذر را آن مقتدا عمل پیست بنہ بعد از ان خود ترن بر قرن آمدنہ چمگلان
 بر سنت او باز دندہ ہر کہ بندہ سنت بدای قتا بنہ تادرا فت بعد از خلق از عما بنہ جمع گرد و بروے آن
 جملہ بزہ بنہ کوسرے بودست و ایشان دم غزہ بنہ لیک آدم چارق و آن پوستین بنہ پیش می آرد
 کہ ہم من ز طین بنہ اللغات شبیکہ دام زمر و ایک جو ہر ہے جس سے افعی اندھا ہو جاتا ہے
 اور افعی ایک قسم مار ہے کہ اسکا زہر آنکھ میں ہے جس کے دیکھ لینے سے آدمی مرجاتا ہے اسلئے
 یعنی اُس نخ نمجہ کو جب آفتاب سے خبر ہوتی ہے تو کچھ نہیں رہتا گرم ہو کے پگھلا اور پانی
 ہو کے ہلکیا ایسا تیز کہ جس سے سیلاب اٹھتا ہے اس ابلیس نے جو لب و خلاصہ کو دیکھا
 طلب جاہ میں ہمہ تن طمع ہو گیا اور کبر سے انا خیر منہ کہا بس خا عا شقی ہو اکس واسطے کہ
 دل من طمع فرمایا ہے یعنی ذلیل ہو جس نے طمع کی جو کوئی مغز کو نہ دیکھے اور پوست پر قانع ہو گیا
 تو قید غم من قنع کی اُسکے حق میں زندان ہو یعنی غمت پائی جس نے قناعت کی وہ قناعت
 سے ایسا گھبراتا ہو جیسے قیدی زندان سے پھان تو غرت کبری ہے اسے کبر میں اور ذلت میں
 دیکھ لے پھر کو جب تک فانی نہیں ہوتا نگین نہیں ہوتا آخر اس میں سے چھلا ترا شا جاتا ہے
 تب نگینہ بنتا ہے اور جو کہ ابھی تو مقام سنگ ہی میں ہو نگینہ نہیں بنا اور پھر تو کہے انا کہ میں
 ہی ہوں تو نگینہ کیسے ہو سکے یہ وقت تو تیرے مسکین بننے اور فنا ہونے کا ہی جسا کو کبر ہے وہ
 ہمیشہ جو یان مال و جاہ کا رہتا ہو اس سبب کہ گھور سے پر ہفتا گو پر پڑے اتنا ہی اسکو کمال ہو
 کسوا سٹے کہ یہ دونوں دانے اسے جاہ و مال پوست کو بڑھاتے ہیں گوشت و چربی اور کبر و
 شہوت سے بھر دیتے ہیں ایسے لوگوں نے آنکھیں لب لب پر نہیں اٹھائی ہیں پوست
 ہی کو پلے سرے کا لب جان لیا ہے لب اول مراد جان سے لب ثانی خداے تعالیٰ اول
 اس راہ کبر پیشوا ابلیس ہوا کہ خود ہی شکار جاہ کے جال کا ہو گیا مال مثل مار کے ہے اور جاہ
 اژدہا ہے لیکن سایہ مردوں کا دونوں کے لیے زمر دے جس سے یہ مار اژدہا کور ہو جاتے
 ہیں اور راہگیر بچ جاتے ہیں کہتے ہیں وہ مار جس کے دیکھنے سے آدمی مرجاتا ہے زمر د

سے اندھا ہو جاتا ہے جو کہ اس راہ میں اس رئیس نے جو طرزِ شیطان کو کب رہے ہیں جھانک کر لگا رکھے ہیں لہذا جس کو ایذا پہنچتی جو یہی کہتا ہے عنایت برائیس اسی پھٹکار میں پڑا ہے یعنی کہتا ہے کہ یہ قسم و ایذا چھٹکواؤ اسی کی دغا سے پہنچا اس لیے کہ دغا کا پیشوا وہی مہلِ قلم ہے بعد اسکے صدیوں پر صدیان گذرین کہ جو آئے اسی کی راہ پر قدم رکھتے رہے بس آئے فتنے جو کوئی راہ بد نکالتا کر بدین نظر کہ بعد اس کے مخلوق اندھے بن سے اس راہ میں پڑیں تو سارے گناہ مخلوق کے اس پر ہی جمع ہوتے ہیں کس واسطے کہ یہ سب اس کی دمِ غنہ ہیں لیکن جو آدم ہو وہ اپنا چارق و پوستین پیش نظر رکھتا ہو کہ میں طینِ مہین ہی ہوں کبر نہیں کرتا قولہ چون ایازان چارقش مور و دبو دبوہ لاجرم او عاقبت محمود بود بہست مطلق کار ساز نیستی ست کار کا گاہ بہست کن جز نیست چہست نہ بر نوشتہ پیچ بنوید کہے بنیا نہانے کار و انداز نہشت کاغذ جوید کہ او بنوشتہ نیست نہ تخم کار و موضع کہ کشتہ نیست نہ اسے برادر موضع ناکشتہ باش نہ کاغذ اسپید نہ بنوشتہ باش نہ تا مشرف گردے از نوں و القلم نہ تا بکار در تو تخم آن ذوالکرم نہ خود ازین بالودہ نالیسیدہ گیر نہ مطبخ کہ دیدہ نہ نادیدہ گیر نہ زانکہ زمین بالودہ مستیما بودہ پوستین و چارق از یادت رود نہ چون در آید وقت نزع آہے کتنے نہ ذکر دل و چارق آن گا ہی کتنے نہ تا گردے غرق موج زشتی نہ کہ نباشد ازینا ہے پستی نہ یا و نارے از سفینہ راستین نہ نگرے در چارق و در پوستین نہ چونکہ در مانے بقرباب بلا نہ پس ظلمت و در سازے پر دلا نہ دیو گوید بنگریا میں خام را نہ سر برید این مرغ بے ہنگام را نہ و در این خصلت ز فرہنگ ایاز کہ پدید آید غارنش بے نیانہ از سر و س آسمان بودہ ز پیش نہ فرماے او ہمہ در وقت خویش نہ اللغات مور و در وزن موجود و در کیا ہوا متغرس ہندی تھا لا درخت کا اور جگہ درخت لگانے کی تون و القلم تون و دوات و قلم معروف و کنایہ از دنیا و نام دنیا و نام سورہ قرآن المعنی اور جو فرمایا ہے کہ آدمی اپنے چارق و پوستین کو دیکھے رہے جیسے ایاز کا در دھتھا کہ ہر روز دیکھتا تھا لاجرم وہ محمود و العاقبت تھا اب فرماتے ہیں کہ بہست مطلق یعنی خدائی تعالیٰ کار ساز نیستی کا ہے اور یہ کار گاہ اس بہست کن کی جس میں لاکھوں قسم کے کام جاری ہیں سوا کے نیستی کے اور کیا ہے یعنی نیست کو بہست کیا ہے اور بے وجود کو وجود میں لایا ہے ظاہر ہے لکھے ہوئے کاغذ پر بھی کوئی کچھ لکھتا ہے یا کسی درخت کے تھالے میں کوئی درخت لگاتا ہے وہی کاغذ ڈھونڈھتا ہے جو لکھا ہوا نہیں ہے اور وہی موضع جہاں کسی نے کچھ بویا نہیں ہے بس اسے برلا

تو بھی موضع ناکشتہ بن اور کاغذ سپید نانوشتہ تو تو اس وقت و قلم سے مشرف ہوئے جس کا
 ذکر کتاب میں ہے کہ تیرے کاغذ سپید پر لکھے اور تیری زمین ناکشتہ میں تخم اپنا وہ ذوالکرم بوئے
 تو اس پانودہ دنیا کو جو مراد نعمتوں لذیذ سے ہے ایسا سمجھ لے کہ میں نے کبھی چاٹنا چکھا بھی نہیں اور اس
 باد پر چھانے کو جو دیکھ رہا ہے ناویدہ عرض کرے اس واسطے کہ ان پانودوں سے تجھ کو مستیان
 لاحق ہوں گی پوستین دھاری کو بھول جائے گا پھر جب وقت نزع کا آئے گا تو ہا سے
 ہا سے کرے گا اور اس وقت ذکر و لیل دھاری کا کرے گا یعنی عجز و زاری تا مروج رشتی میں مذکور جاؤں
 کہ اُس وقت میں کسی پناہ کی پستی نہوگی اس وقت میں تو جو سفینہ راستین میں داخل نہوا کہ وہ طریق
 محمدی ہو اور اپنی اصل کو نہیں دیکھا جو چارق پوستین ہے جب غرقاب بلا میں پڑے عاجز ہوگا
 تو رہنا ظلمنا انفسا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین کا بڑی محبت سے ورد کرے گا
 یعنی لے رہا ہے ہمارے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر نہیں بخشے گا تو ہم کو اور نہیں رحم کرے گا تو
 ہم زبان کا روت سے ہو جائیں گے اس وقت میں یہ دیو تیرے سر پر موجود ہوگا اور کہے گا دیکھو تو اس
 خام کو اب کیسی ناری کر رہا ہے یہ بے وقت کا مرغا ہے اسکا سر کاٹو بس ایسی خصلت
 فرہنگ ایا ز سے دور ہو کہ نماز اسکی بے نیاز کے ظاہر ہو وہ خود اس آسمانی ہوا کے نرے وقت
 کے ہیں بے وقت کوئی نہیں

اس بیان میں کہ ارنا الاشیاء کما ہے دکھا ہم کو جیسی کہ وہ ہیں اور اس
 بیان میں کو کشف الغطاء ما از دوت یقینا اگر کھول دیے جائیں پردے
 تو ہم اپنے یقین کو نہیں بڑھا سکیں گے اس لیے کہ حق یقین کو پہونچے ہیں
 اور معنی اس بیت میں ہے درہر کہ تو از دیدہ بدے نگرے پناز چہرہ وجود خود
 سے نگرے پناز یہ کوثر سایہ افکند

قولہ اے خردسان از وی آموزید بانگ پناز بانگ بہر حق کند بے ہر دانگ پناز کاذب آید و
 نغریبدش پناز کاذب عالم نیک و بدش پناز اہل دنیا عقل ناقص و شتند پناز کاذب صادق
 انکاشتند پناز کاذب کاروانہارا زہ است پناز کہ ہوے روز بیرون آمدہ است پناز کاذب
 خلق مارہر مباد پناز کہ وہ بس کاروانہارا بباد پناز شدہ تو صبح کاذب مارہرین پناز صادق
 را تو کاذب ہم بسین پناز کہ ندارے از نفاق ہمان پناز چہ دارے برابر و رطن ہمان پناز
 بدگان باشد ہمیشہ زشت کار پناز نامہ خود خواند اندر حق یار پناز آن خسان کا ندر کوثر سیا

ماندہ اندہ انبیاء ساحر و کٹر خواندہ اندہ دان امیران خیس و قلب ساز بنان گمان بردند بر حجرہ ایاز
 کو دینہ دارد و گنج اندران بنائینہ خود منکر اندر دیگران بنائینہ اور جو خروس آسمانی کہا ہے
 اسی کے مطابق فرمایا کہ اسے خرد سو اسی مرغ آسمانی سے بانگ سیکھو کہ وہ خدا کے واسطے بانگ
 کرتا ہے اور وہ کی بانگ واسطے دانگ کہے اس مرغ کے سامنے صبح کاذب
 آتی ہے اور اسکو فریب نہیں دے سکتی اور اس کے لیے صبح کاذب کیا ہے یہی عالم نیک و
 بد کس مرغ آسمانی مراد اہل اللہ سے ہے ان اہل دنیا ناقص عقول نے اسی صبح کاذب کو صبح
 صادق جانا ہے اور اس صبح کاذب نے قافلے کے قافلے مارے ہیں جو کہ دن ہونے کی
 اسید پر چل کھڑے ہوئے ہیں اب دعا کرتے ہیں خدایا صبح کاذب خلق کی راہبر نہو کہ قافلے کے
 قافلے برباد کر دے آئے فلان تو صبح کاذب میں گویا ہوا ہے مگر صبح صادق کو بھی کاذب
 مت سمجھ اور اگر تھکو نفاق بدون سے امن نہیں ہے اس سبب سے بد گمان ہو تو پھر اپنے بھائی پر
 گمان بد کیوں کرتا ہے جو شکر رہے وہی بد گمان ہوتا ہے کہ اپنی کتاب یار کے حق میں ٹیٹھتا ہے
 یعنی جیسا آپ ہو ویسا ہی اُسکو جانتا ہے وہ ناجیز لوگ جو خود کجی میں پڑے تھے وہی انبیاء کو
 ساحر و کج کہتے تھے ایسے ہی ان امیرون خیس کھونٹوں قلب ساز نے ایاز کے حجرے پر
 گمان بد کیا کہ اس کے حجرے میں دینے اور گنجینے شاہی ہیں بس تجھ کو لازم ہے کہ اپنے آئینے سے
 اور وہ کو نہ دیکھے یعنی اپنی طرح اور وہ کو نہ سمجھے قولہ شاہ میدانست خود پایا کی او بیہر
 ایشان کرد او ان جستجو کاے امیران حجرہ بکشائید در بنیم شب کہ باشد اوزان بجز بن تا پدید آید
 سکا لشماے او بعد ازان برماست مالشماے او بنم شمارا دادم این زر و گھر و من ازان زر ہا
 نخواہم جز خبر بن این ہی گفت و دل و بی طیبہ بن از برائے آن ایاز بے ندید بن کہ منم کاین برز باغم
 میروہ بن این جفا گر بشنود او چون شود بن بازمی گوید بحق دین او بن کہ ازین افزون بود ممکن او بن کو بقدر
 زشت من طیرہ شود بن و مرغرض در سر من غافل بود بن بتلا چون دید تا ویلات رنج بد بردین
 کے شود اونات رنج صاحب تاویل ایاز صابرست بن کو پھر عاقبتہا ناظرست بن بچو یوسف خواب
 این زندانیان بہست تعبیرش ہر نزد او عیان بن خواب خود را چون نداند مرد غیر بن کے بود واقف
 ز شر خواب غیر بن کہ ز غم صد تیغ اور از امتحان بن کم نگر دو وصلت آن مہربان بن داند او کان تیغ بر خود
 میزنم بن من ویم اندر حقیقت او نم بن اللغات قدوت دشنام دنیا اور زنا اور کسے بدی سے
 نسبت کرنا ندید مثل دماند اسلئے یعنی امیرون نے گویا ز پر گمان بد کیا لیکن پادشاہ خود اسکی

پاک کو خوب جانتا تھا مگر یہ جستجو انھیں کے معقول کرنے کو کرتا تھا اور کمد یا لکے امیر و ادھی رات کو دروازہ حجرے کا کھولو کہ اُسکو خبر نہوتا جو کچھ اُس نے سوچا اور سمجھا ہی ظاہر ہو جائے بعد اسکے اسکی مالش و سنا ہمارے ذمے ہے جو کچھ حجرے میں زرو گوہر سے نکلے وہ ہم نے تھیں کو دیدیا تم میں سے سوا خبر کے کہ یہ نکلا اور کچھ نہیں چاہتے اور اس بات کو اپنے دل میں کہتا تھا اور دل لے سکا ایاز کے واسطے کہ جسکا مثل نہ تھا تربیتا تھا کہ میں ایسا ہو گیا جو یہ بات میری زبان سے نکلی اگر یہ ظلم میرا وہ سنے تو کیسا ہو پھر کہتا تھا کہ قسم ہے اُسکے دین و آئین کی کہ اُس میں وقار و تکلیف میرے خیال سے بہت بڑھکے ہے وہ ایسا ہلکا سبک آدمی نہیں ہے کہ میرے قذف زشت سے غصہ ہو جائے اور میرے غرض اور میرے بھید سے غافل ہو یہ نہ جانے کہ کوئی مصلحت ہوگی اگر کوئی شخص کسی رنج میں مبتلا ہو اور اُس سے تاویلین رنج کی بیان کی جائیں کہ یہ وجہیں تیرے رنج کی تھیں تو اپنی برد ویکھ لے گا رنج کا مات نہوگا جان لے گا کہ میں تھوڑے رنج سے اور بلیات میں نہ پڑا نہ کہ ایاز جو بڑا صابر اور بڑا صاحب تاویل ہو اور ناظر دریا عاقبت اندیشوں کا جیسے یوسف اور خواب ان زندانیوں کے جسکی تعبیر اُنکے سامنے ظاہر تھی ایسے ہی میں ان امیرون کی کیفیت سے واقف ہوں اور ہر گاہ کہ آدمی اپنے خواب خیر کو نہ جانے تو دوسرے کے خواب شر کو کیا جانے گا یعنی جب یہ لوگ اپنے حال کو نہیں جانتے کہ چھا ہے یا بڑا تو اُس کے حال کو کیا جانیں گے ایاز ایسا میرا مہربان محبت والا ہے کہ اگر سیکڑوں تلواریں امتحان اُسکے ماروں تب بھی تو وصلت اسکی جو مجھ سے ہے ہرگز کم نہوگی وہ جان لے گا کہ میرے تیغ وہ اپنے ہی اوپر پارتا ہی کس واسطے کہ ہم اور وہ ایسے ایک ہو رہے ہیں کہ وہ میں ہوں اور میں وہ ہوں حقیقت میں جدائی نہیں ہے گو بظاہر ہے

حکایت بیان اتحاد حقیقی عاشق و معشوق میں گو بظاہر ہر متزاوہین اس سبب سے کہ نیاز ضد بے نیازی کی ہے جیسے آئینہ بے صورت و سادہ ضد صورت کی ہے لیکن ان میں ایک اتحاد ہے کہ شرح اُس کی بیان میں نہیں آتی

تو لہ جسم مجنون را ز رنج دوریے بہ اندر آمد علت رنجوریے بہ خون مجیش آمد ز شوق و اشتیاق بہ تاکہ پیدا شدہ ران مجنون خنق بہ پس طیب آمد بار و کردنش بہ گفت چارہ نیست غیر از رگ زلش بدگ زلش باید برائے دفع خون بہ رگ زلے آمد در انجا ذوفنون بہانوش

بست و کشادگانیش او بے بانگ برز و بردے آن معشوق جو بے مزد خود بوستان و ترک فصد
کن بگریم کو بر جسم کن بگفت آختر کو چہ ترسی ازین بچون نئے تر سے توان
شیر عین بشیر و خرس و خوک و ہر گرگ و دودہ بگر و بر گرد و شب گرد آئندہ بے نیاید شان
ز تو بوی بشر و نابہ عشق و وجد اندر جگر و گرگ و شیر و خرس داند عشق چیست بکلم ز سنگ
باشد کہ از عشق او تہیست بگرگ عشق نبودے کلب را بے کے بختے کلب کف
قلب را بے ہم ز جنس او بصورت از سگان بگر نہ شد مشہور بہت اندر جہان بے تو نبردے بوی
دل از جنس خویش بے کے برے تو بوی دل از گرگ و میش بگر نبودے عشق ہستی کے بدی بے
کے زدے نان بر تو و تو کے شدے بے نان تو شد از چہ عشق و اشتی بے در نہ
نان را کے بدے در جہان رہے بے عشق نان مردہ را جان کند بے جان کہ فانی بود
جاویدان کند بگفت مجنون من نئے ترسم ز نیش بے صبر من از کوہ سنگین بہت بیش بے
من یلم بے زحم ناساید تنم بے عاشق ہم بر زخما برے تنم بے لیک از لیلے وجود من پرست بے
این صدف پر از صفات آن درست بے ترسم اے فساد اگر فصدم کنے بے نیش رانا گاہ بر لیلے
زنے بے داند آن عقل کہ او دل روشنیست بے در میان لیلے دمن فرق نیست بے من کہیم لیلے
و لیلے کیست من بے مایکے روحیم اندر دو بدن بے اے بمعنی قرأتے ہیں مجنون کو کہ جو لیلے
دوری ہوئی تو رنج دوری کے سبب سے جسم مجنون کو بیماری و رنجوری عارض ہوئی
یعنی بہ سبب شوق و اشتیاق کے خون اُسکا جوش میں آیا تا آنکہ اسی سبب سے خفاق
پیدا ہوا پس طبیب دوا کرنے کو آیا اُس نے کہا کہ سو فصد کے کوئی علاج نہیں سے اس کی
فصد کرنا چاہیے تا خون فاسد دفع ہو جائے آخر ایک فصاد و ذونون بھی وہاں آیا اور اُس نے
باز و مجنون کا باندھا اور نشتر کھولا تو اس معشوق جو یعنی مجنون نے اُس سے لکار کے کہا کہ
اپنی مزدوری لے لے مگر فصد میری مت کھول اگر میں مر جاؤں تو کمدے ایک پڑانا جسم
عق کیا تو جانے دے کچھ پر دامن فصاد نے کہا تو اس نشتر سے کیوں ڈرتا ہے جب کہ تو جنگل
کے شیر سے نہیں ڈرتا آخر یہ اُس سے تو زیادہ نہیں شیر اور کچھ اور گرگ و خوک و
ہر درندے رات کو تیرے آس پاس جمع ہوئے اُن کو تجھ سے بولشہی کی نہیں آئی ایسا تیرے
جگر میں ابوہ عشق و وجد کا ہے کہ گویا بشر ہی نہ رہا عشق و وجد ہی ہو گیا اب
مقولات مولانا راج کے ہیں کہ گرگ و شیر و خرس یہ تو جانتے ہیں کہ عشق کیا ہے جیسے کہ

مجنون سے بوعشق کی سونگھتے تھے پھر جو عشق سے خالی ہے سگ سے کمتر ہو دیکھو اصحاب کھوکھے گئے مین اگر رگ عشق کی نہوتی تو کتنا بھلا اُس غارتلب تنگ کو کیوں ڈھونڈھتا اور اختیار کرتا اور اسی کی جنس سے بصورت اور کئے جہان مین ہین اگر چہ مشہور نہیں ہوئے اب انھین کتون پر طنز فرماتے ہین کہ جب تم نے اپنے بھجنس کے دل کی بونہین پائی تو تم گرگ و میش کی ہو کیا پاؤ گے غرض عشق سے سب کچھ ہے اگر عشق نہوتا تو ہستی کب ہوتی کب روٹی تیرے اوپر عاشق ہو کے گرتی اور تو کب عاشق ہوتا روٹی جو تیری عاشق ہوئی کیس سبب سے عشق داشتہ سے در نہ روٹی کو جان مین دخل ہی کیسے ہوتا عشق ہی نان مردہ کو جان کر دیتا ہے اور جان کہ فانی ہے اُسکو جادوانی بناتا ہے جیسا کہ کہا ہے شعر ہرگز نمیردا نگہ دلش زندہ شد بوعشق بن بخت ست بر جریدہ عالم دوام با نہ پھر استیناف ہی مجنون نے کہا مین نشتر سے نہیں ڈرتا میرا صبر کوہ سے بھی سنگین تر ہے کسی بلا کے ٹالے نہیں ٹلتا مین سرتا پا ایک پھوڑا ہوں کہ بے زخم و شکاف کے میرے تن کو چین نہیں مین تو عاشق ہوں زخمون کو اپنے اوپر لپیٹتا ہی رہتا ہوں لیکن وجود میرا لیلے سے بھرا ہوا ہے اور اس صدف مین صفات اُس موتی کے مین بس اسے فساد مین اس سے ڈرتا ہوں کہ تو فصد میری کرے اور ناگاہ نشتر لیلی کے مار دے اس لیے کہ وہ عقل جو روشن دل ہو وہ جانتی ہے کہ مجھ مین اور لیلی مین فرق نہیں ہو مین کون ہوں لیلے ہوں اور لیلے کون ہے مین ہوں ہم دونوں ایک روح اور دو بدن ہین

پوچھنا ایک معشوق کا عاشق سے کہ تو آپ کو دوست رکھتا ہے یا مجھ کو کہا مین آپ سے مردہ ہوں اور تیرے ساتھ زندہ جو اپنا دوست ہوں تب دوست ہوں اور جو تیرا دوست ہوں تب تیرا دوست ہوں

قولہ گفت مشوقے عاشقی زامتحان بد در صبح کاے فلان ابن الفلان بد مرزا تو دوستداری عجب بدیا کہ خود را باز گواے بواکرب بد گفت من در تو چنان فانی شدم بد کہ یرم من از تو از سر تا قدم بد یرم من از ہستی من جز نام نیست بد و وجودم جز تو اے خوش کام نیست نران سبب فانی شدم من این چنین بد پیچو سر کہ در تو بحر انگبین بد پیچو سنگے کو شود گل حل ناب بد پر شود او از صفات آفتاب بد وصف آن سنگے نمائند اندر و بد پر شود از وصف

خود را پشت و رو بنام ازان گرد دوست دارد خویش را بدوستی خود بود آن ای قنابہ در کہ خود را دوست
دارد او بجان بدوستی خویش باشد بے گمان بدخواہ خود را دوست دارد لعل ناب بدخواہ با او دوست
دارد آفتاب بد اندرین دو دوستی خود فرق نیست بد و دو جانب جز ضیاء شرق نیست بدمانہ شد
اول لعل خود را دشمن است بد زانکہ یک من نیست اینجا دو من است بد زانکہ ظلمانے ست سنگ ای
بے حضور بدہست ظلمانے حقیقت خند نور بد خویش تن را دوست دارد کافر است بد زانکہ او مناع
شمس اکبر است بد پس نشاید کہ بگوید سنگ انا بد کو ہمہ تاریکیست اندر فنا بد المعنی ایک
معشوق نے عاشق سے امتحان پوچھا کہ اے فلان ابن فلان بتا تو مجھ کو زیادہ دوست رکھتا ہو
یا اے ابوالکرب آپ کو زیادہ دوست رکھتا ہے اس بات کو ظاہر کرنا ابوالکرب کے معنی
باب کرب کا بنظر نہایت اتحاد باب بیٹے کے اُسکو باب کس گویا تو کرب کا باب ہو
کرب تجھی سے پیدا ہے عاشق نے کما میں تجھ میں ایسا فانی ہو گیا ہوں کہ سر سے پاؤں تک
تجھی میں محو ہوں اور تجھی سے بھرا ہوں میری جو ہستی ہے ایک براے نام ہے مگر جو دین میرے
سواے میرے اے خوش کام کوئی نہیں ہے تو ہی سمایا ہوا ہے اور اسی سبب سے
کہ تو مجھ میں سمایا ہوا ہو میں ایسا اے بھرا نگین تجھ میں سمایا ہوا ہوں جیسے سرکہ سنجبین میں کہ براے
نام ترشی ہوتی ہے اور ایسا ہوں جیسے کوئی پتھر کل لعل ہو جائے اور چمک و یک سے جو صفات
آفتاب کی ہو بھر جائے سنگ کا جو وصف ہو وہ اُس میں نہ رہے پشت و رو دونوں طرفین
اُسکی وصف آفتاب سے مالا مال ہو جائیں بعد حصول اس اتحاد کے اگر تجھ را آپ کو
دوست رکھے تو وہ دوستی آفتاب کی ہو اور اگر آفتاب کو دوست رکھے تو دوستی اپنی ہے
بیشک دیگمان آب لعل ناب چاہے آپ کو دوست رکھے چاہے اُسکو آفتاب دوست
رکھے ان دونوں دوستیوں میں کچھ فرق نہیں ہے دونوں طرف سواے ضیاء روشنی کے
کچھ نہیں ہے دونوں مساوی ہیں اور جب تک کہ یہ سنگ لعل نہیں ہوا ہو آفتاب کا دشمن ہے
اس سبب سے کہ اس وقت میں دو من جمع میں ایک من تو خورشید کہ وہ آپ کو کہتا ہے
کہ میں ہوں اور سنگ آپ کو کہتا ہے کہ میں ہوں اس وجہ سے کہ سنگ ظلمانی شے ہے پس
اے بے حضور اسکو سوچ کہ شے ظلمانی بہ حقیقت خند نور کی ہو پھر کیسے دشمن نہوگا اگر یہ آپ کو
دوست رکھے تو کافر ہے اس سبب سے کہ شمس اکبر کا مانع ہے اکبر اس سبب سے کہا کہ
قرآن شریف میں بھی بقول حضرت ابراہیم کے لفظ اکبر کا اسکی صفت میں وارد ہے

چنانچہ فلما رمی الشمس بازغہ قال ہذا کبر ہر گاہ کہ دیکھا ابراہیم نے آفتاب روشن کو کہا یہ پروردگار میرا ہے اور یہ بہت بڑا ہے بس لائق نہیں ہے کہ سنگ ہو کے انا کے کس واسطے کہ وہ بالکل تاریکی ہے اور فنا میں قولہ گفت فرعون نے انا الحق گشت پست نہ گفت منصور کے انا الحق اور پست نہ آن انا الرحمن اللہ از عقب نہ دین انا الرحمن اللہ ای عجب نہ ناکہ آن سنگ سیہ بدین عقیق نہ آن عدد نور بود و این عشیق نہ این انا ہو بود و در سراے فضول نہ ز اتحاد نور ز راہ حلول نہ جہد کن تا سنگیت کمتر شود نہ تا بلعے سنگ تو نور شود نہ صبر کن اندر جہاد و در غنا نہ و مہم مے بین بقا اندر فنا نہ وصف ہستی مے رود از پیکرت نہ وصف مستی می فراہد در سرت نہ وصف سنگے ہر زبان کم مے شود نہ وصف لعلے در تو محکم مے شود نہ سمع شو یکبار گے تو گوشش وار نہ تا ز حلقہ لعل یا بے گوشش وار نہ ہیچ چو کن خاک میکن اگر کسی نہ زمین تن خاک کے کہ در آبے رسی نہ گر رسی جذبہ خدا مے بین نہ چاہ ناکندہ بجوش از زمین نہ کار گے میکن تو و کاہل سباش نہ اندک اندک خاک چہ رامے تراش نہ خاک میکن گوش آن از ہر آب نہ اندک اندک دور کن خاک و تراب نہ ہر کہ ربغے برد گنجے شد پدید نہ ہر کہ جدے کرد و در جدے رسید نہ گفت پیغمبر کوع است و سجود نہ بر در حق کو فتن حلقہ وجود نہ حلقہ آن در ہر آنکو میزند نہ ہر او دولت سرے بیرون کند نہ باز گرد قصہ او باز گو نہ تا چہ شد حال ایاز نیکو نہ املعے فرماتے ہیں انا کہنے کے لائق ہر کوئی نہیں ہوتا دیکھو ایک فرعون تھا جس نے انا کہا انا ربکم الاعلیٰ میں تھا پروردگار اعلیٰ ہوں اور کیسا ناچیز ہوا اور ایک منصور تھا کہ اُس نے انا الحق کہا اور وہ جملہ مواخذہ محاسبوں سے چھوٹ کے نجات پا گیا اور جو مولانا نے فرعون کے ذکر میں بھی لفظ انا الحق لکھا مطلب اُس کا اور آیت کا ایک ہی ہو چنانچہ فرعون کے انا کے تیجے لعنتہ اللہ ہے اور منصور کے انا کے واسطے رحمۃ اللہ ہے اُس سبب سے کہ فرعون سنگ سیاہ تھا اور منصور عقیق وہ دشمن نور کا تھا اور یہ بہت بڑا عاشق منصور کی انا ہو تھی جو اسکے سر میں جمی تھی ہو کے منے دی ہے اور اتحاد نور ذات سے ہر نہ لے فضول حلول کی راہ سے جیسے بعض لوگ اپنی روح کو دوسرے کے جسم میں ڈال دیتے ہیں کہ یہ باطل ہے تجھ کو لازم ہو کہ کوشش کرتا سنگ پن تیرا جاتا رہے اور اسکی صورت یہ کہ کسی لعل کو ڈھونڈھ کہ اسکے طفیل سے سنگ تیرا روشن ہو جائے اور اُس میں جو کچھ جہاد و رنج پیش آئیں اُن پر صبر کرو اس فنا میں اپنی بقا کو تنگ رہ فنا میں ریاضت و جہاد اور دیکھ کہ

وصف ہستی کے تیرے پیکر سے جاتے ہیں یا نہین اورستی تیرے سر میں بڑھتی ہے یا نہین وصف سنگ کے تجھ سے ہر دم کم اور وصف لعل کے تجھ میں محکم ہوتے ہیں یا نہین توکان کی طرح بالکل اس لعل کے سامنے سمع بن جاتا تو اس لعل کے حلقے سے گوشوارہ پائے لینے باتین اس کی دل لگا کے سن تو جا بہن ہو جا اور چاہ کن کے مثل اگر آدمی ہے تو اس تن خالی کی خاک کھود کے نکال تا آب تجھ کو حاصل ہوئے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کشش خداے تعالیٰ کی ہوتی ہے تو بے چاہ کنے کے بھی ماہرین زمین سے اُبنے لگتا ہے لیکن تو کچھ کام کیے جا کاہل ست بن تھوڑی تھوڑی خاک اپنے کنوئین کی نکالے جا جبہ وار خاک کھودے جا اور کوشش کرے جا اور پانی کی خاطر خاک مٹی تھوڑی تھوڑی دور کرتا رہ اس لیے جس نے رنج اٹھایا ہے گنج پایا ہے اور جس نے جد کی ہے جد کو پہنچا ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رکوع و سجود میں جو آدمی حلقہ بنتا ہو گویا حلقہ وجود کو دروازہ حق پر کوٹتا ہے بس جو کوئی حلقہ اُس درکا بنتا ہے دولت اسکے واسطے اس دروازے سے سر نکالتی ہے اب فرماتے ہیں کہ اس قصے کی طرف لوٹ جو کہ رہا تھا اور بتا کہ

حال ایاز نیک خو کا پھر کیا ہوا

آنا امیر دن کا جو تمام غماز تھے مع سر ہنگون کے اور کھولنا حجرہ
ایاز کا اور دیکھنا چارق و یوستین اور کھودنا مکان کا اور
پشیمان ہونا

قولہ آن امیران بر در حجرہ شدند طالب گنج و زرخمرہ شدند بقتل را بر مے کشادند
از ہوس بباد و صد فرہنگ و دانش چندان کس بنانکہ قتل صعب بر چیدہ بود بذازمیان
تقلما بگزیدہ بود بذازل زخل سیم و مال و زرخام بذاز براے کتم آن سر از عوام بذاکے گرد ہے
برخیائے برتنند قوم دیگر نام سا لوسم کنند پیش ماہمت بود اسرار جان بذاز خسان
محفوظ تراز لعل کان بذاز بر از جان است نزد ابلہان بذاز نثار جان بود پیش شہان بذا
مے شتابیدند تفت از حرص زرب عقل شان مے گفت ہان آہستہ تر بذا حرص تازو
بیدہ سوے سراب بذا عقل گوید نیک بین کین نیست آب بذا حرص غالب بود زرجون
جان شدہ بذا فترہ عقل آن زمان نہان شدہ بذا حرص غالب بود ہزار پچو جان بذا
گفت اینست این متاع را لگان باگشتہ صد تو حرص و غوغا ہاے ادب گشتہ پیمان

حکمت و ایما سے او بیٹا کہ در چاہ غرور اندر قند و دانکہ از حکمت ملامت بشنود و چون ز جس دام
پا سے او شکست نہ نفس لوامہ برویا بید دست نہ تا بدیوار بلانا یس سرش نہ نشنود پند دل آن گوش
کرش نہ اللغات خمرہ خم کو چک نفس لوامہ ملامت کنندہ کہ بعد صد و ربی کے آپ کو
ملامت کرے اے لعل آفتاب وہ امیر حجرے کے دروازے پر گئے اور طالب حذائے
ذریعہ خم کے ہوئے تارے ہوس کے چند آدمی بڑی دانش و فرہنگ کے ساتھ
تقل کو کھول رہے تھے اس سبب سے کہ حجرے پر قفل سخت لگا ہوا تھا اور بہت قفلوں سے
چھانٹا ہوا تھا سو ایسا قفل بنظر خجل سیم دال و زر خالص کے نہ تھا بلکہ عوام سے اُس بھید
چھپانے کو کہ اگر دیکھیں گے تو اپنے اپنے خیال پر بیٹے بعض قوم میرا نام سا لوس رکھیں گی سا کو س
مثل زید عدل کے ہے چنانچہ ہمارے سامنے تو اسرار جان کے بیٹے جو ہماری جان میں ہیں
ہماری ہمت ہی ہیں اے قصد دل اور خسون سے وہ ایسے محفوظ ہیں کہ ایسا محفوظ لعل بھی کان
میں نہوگا آحقون کے نزدیک تو زر جان سے بہتر ہے چاہے جان جائے مگر زر ملے اور
جو ستاہ ہیں اُن کے سامنے کچھ چیز نہیں جان کا تار ہے بس یہ احمق بھی بڑے
اگرما گرم حرص زمین دوڑے چلے جاتے تھے مگر عقل اُن سے کہتی تھی خبر دار ہو
آہستہ کی کرو بہت دوڑ و مت لیکن ہو یہ کہ حرص ہیو وہ سراب کی طرف دوڑتی ہے اور عقل
کہتی ہے کہ خوب دیکھ لے یہ پانی نہیں ہے اُن لوگوں کو حرص زر کی ایسی غالب تھی کہ اُنکی
جان ہو گئی بس عقل نے جو ایسا مغلوب پایا تو اپنے شرے چھائیے اور جو کہ حرص زر کی
ان کی جان پر غالب ہو کے جان ہو گئی تھی تو وہ ان سے کہہ رہی تھی کہ یہ متاع مفت کی ہر
جانے مت دو جب ان کی حرص اور اُس کی ابنوہ صد تو ہو گئی تو حکمت اور اُس کے ایما سب
چھپ گئے کہ جو نہیں مانتا ہے تو جانے دو اور چاہ غرور میں گرے دو جب گر جائے گا تو
پھر ملامت حکمت کی سنے گا اور جب جال میں پھنسے پاؤں ٹوٹ جائے گا تب نفس لوامہ
اسیر قابو ملامت کا پائے گا اور جب تک نوبت دیوار سے سر ٹکرانے کی نہ پہونچے گی تب تک
اسکے کان بہرے نصیحت دل کی نہ سنیں گے قولہ کو دکاں را حرص لوزیہ شکرہ از
نصیحت کند و گوش کو نہ چونکہ درد و نبلش آغاز شد نہ در نصیحت ہر دو گوشش باز شد نہ حجرہ را
با حرص صد گونہ ہوس نہ باز گردند آن زمان آن چند کس نہ اندر افتادند در ہم نازد ہام نہ امچاند
دور غمندیہ ہوام نہ عاشقانہ در رفت در کو فرہ خوردن امکان نے دبستہ ہر دو ہر نہ

بنگریدند ازیسا را زمین بچار تے بدریدہ بود و پوستین بچمکہ گفتند این مکان بے نوش نیست بچار قی
 اینجا غیر بے رو پوش نیست زمین بیاور سیخماے تیز را بآستان کن حفرہ و کاریز را بھر
 طرف جستنہ کنند آن فرین بھفر را گردند و کوہاے عمیق بھفر را شان بانگ میزد ہر زمان بکند ہا
 خالیم اے کند ہاں بزان سگالش شرم ہمے داشتند بکند ہا را بازے انپاشتند بے بازور
 دیوار ہا سوراخما بچنین گردند از جمل و عما بے بعد دلا حول در ہر سینہ بانام مرغ حرص شان بے چینہ
 زان ضلالتماے یادہ تاز شان بھفرہ دیوار و در غماز شان بے ممکن انداے آن دیوار نے
 باریا ز امکان ہیج انکار نے بگر حناع بیگناہے مے کنند بھ حالت و عرصہ گواہی می دہند
 جملہ دحیرت کہ چھ عذرا آورند بھ تا ازین گرداب جان بیرون برند بھ عاقبت رفتند دست
 و لب گزان بھ دستہا بر سر زنان بھچوزنان بھ اسے لمعنے پھر بتا یئد صد ر فراتے ہین کر لکون کو
 حرص لوزینہ اور شکر کی بہت ہوتی ہے اور یہ حرص دونوں کان اُن کے نصیحت
 سے ہرے کر دیتی ہے اور جب ونبل پیدا ہو کے در و شروع ہوتا ہے تب نصیحت کیلئے
 دونوں کان کھنکھاتے ہین حجرے کو سیکڑوں طرح کی ہوس کے ساتھ چند آدمیوں نے
 اس وقت کھولا حجرے کے کھلتے ہی تمام پھیر کی پھیر تے اوپر گڑ بڑ ہو کے گھسی جیسے سڑے
 ٹھٹھے پر کھیان وغیرہ گرتی ہین ہر کوئی چاہتا تھا کہ مین ہی پہلے گھسوں اور جو پاؤں لیلون پھیر
 اسی ہوام کی نسبت فرمایا کہ کیسے عاشقوں کی طرح اُس پر گرتے ہین اور جہاں اُس مین گرے
 اور دونوں پر اُس مین بندھ گئے تو اب اسکو کھا بھی نہیں سکتے یہ پھچڑنے مین آلودہ ہو گئے اور
 چھوٹ بھی نہیں سکتے الغرض جب اندر گھسے تو دائیں بائیں دیکھنے لگے سوائے ایک چارق
 دریدہ اور پوستین کے کچھ نظر نہیں آیا پھر سب کئے کہ یہ مکان نوش سے خالی نہیں ہے
 ضرور اس مین شہد ہے اور یہ چارق اس مین چھپاؤ گے واسطے ہی ان تیز تیز سین لاؤ اور گرٹھے اور
 تالیاں کر کے ان سیخون سے اُن کا امتحان کرو غرض ہر طرف اس نعلی نے ڈھونڈھا
 اور کھودا اور گرے گرے گرٹھے کھودے کہ ان کے گرٹھے ہی ہر دم ان کو لکا لکا رکے کہتے تھے
 کہ یہ جو تم نے ہمو کندہ کیا ہو سو ہم سب کندہ تھارے خالی ہین مطلب یہ کہ کچھ نکلتا نہیں تھا پھر
 اس تجویز و فکروں سے شرما کر کھودے ہوؤں کو پاٹتے تھے ایسے ہی اپنی چہالت و کوری سے
 دیواروں مین سوراخ کرتے تھے اب بشمار لاجول ہر سینے مین ہے اس سبب سے کہ مرغ
 حرص کا ان کی بے دانہ بچکے رہ گیا اور ان کی ہر گراہیوں ہرزہ تاز کی وہی سوراخ دیوار کے

چغلی کھا رہے تھے اب نہ یہ امکان کہ ان دیواروں کو لیسین نہ یہ امکان کہ ایاز سے انکار کریں گویگنا ہی کا
مکر ملاتے ہیں تو دیواریں اور مکان کا میدان گواہی دے رہے ہیں سب حیرت میں کہ
کیا عذر کریں گواس گرداب سے جان بچائیں آخر کار دست و لب کاٹتے اور عورتوں
کے مثل سر پیٹتے گئے

لوٹنا ناموں کا ایاز کے حجرے سے شرمسار جیسے بدگمان انبیا کے دن یوم
تبیض وجوہ و تسود وجوہ قیامت کا دن وہ دن ہو کہ بعض رو سفید ہوئے
بعض رو سیاہ

قولہ باز گردیدند سوے شہریار پر زگرد و روے اردو شرمسار پناہ صدا شہ گفت این احوال حسرت
کہ بغل تان از زروہ میان تہیست پناہ ورنہ ان کرید وینار و تسود پناہ فر شادے در رخ و رخسار کو پناہ
گر چہ پناہان پیچ پر تیج آورست پناہ برگ سیما ہم وجوہ اخضرست پناہ پچہ خوردان پیچ از ہر زہرو
قند پناہ منادے مے کند شاخ بلند پناہ پیچ گر چہ بے برازیوہ تہیست پناہ برگ سبز
بر شجر از ہر چہیست پناہ بر زبان پیچ گل مہرے زند پناہ شاخ دست و پا گواہے مے و دہ پناہ
آن امیران جملہ در غدر آئند پناہ پیچ سایہ پیش مہ ساجد شدند پناہ عذر آن گرمے و لاف مادمین پناہ پیش
شہ رفتند با تیغ و کفن پناہ از خجالت جملہ انگشتان گزان پناہ ہر یکے مے گفت کاے شاہ جہان پناہ
گر بریزے خون حلال سنت حلال پناہ و رہہ بخشے ہست انعام و نوال پناہ کردہ ام مآں کہ از مامی سزید پناہ
تا چہ فرمائی تو اے شاہ مجید پناہ گریہ بخشے جرم ماے دل فروز پناہ شب شبیہا کردہ باشد
روز روز پناہ گریہ بخشے یافتہ نو میدے کشاد پناہ ورنہ صد چون مافداے شاہ باد پناہ گفت نے
نے این نواز و این گدا پناہ من نخواہم کرد ہست این از ایاز پناہ این خیانت بر تن و عرض لہیست پناہ
دخم بر گماے آن نیکو پیست پناہ گر چہ نفس واحدیم از روے جان پناہ ظاہر ادوریم ازین
سود و زیان پناہ تہمتے بر بندہ شہ عارفیست پناہ جز مزید علم و استظمار نیست پناہ تہمتے را
شاہ چون قارون کند پناہ بیگنہ را تو نظر کن چون کند پناہ شاہ را غافل بدان از کار کس پناہ مانع اظہار
آن حلمست و بس پناہ اللغات تسویر لعل دانگ اخضر سبز نواز گدازد و دون حاصل مصدر
المعنی الحاصل سب لوٹ کے اس حال سے یاد شاہ کے پاس گئے کہ گردین بھرے
تھے اور پناہ زرد اور نہایت شرمندہ پادشاہ سمجھ تو گیا تھا لیکن قصداً انجان بن کے پوچھا کہ
یہ کیا حال ہے کہ کسی کی بغل میں نہ رہے نہ ہمیان سب خالی ہیں بالفرض اگر کمین دینا

و تسو جو ریح دانگ ہوتا ہے کہ مراد کثیر و قلیل سے ہے چھپا آئے ہو تو آخر ملا ہے پھر اُس کی زیبائی
 شادی کی تمھارے رُخ و رخسار میں کیوں نہیں ہے جو تمھارے چہرہ وں سے عیان نہیں اگرچہ
 چھپایا ہوا مال بیچ پر بیچ میں ڈالتا ہے تاہم برگ اُن کی پیشانی کا اُن کی صورتوں میں نہایت
 سبز ہوتا ہے اس شعر میں اقتباس ہے آیت کریمہ سے یہاں ہم نے جو ہم من اثر اس جو درویش ہونگی
 پیشانی اُن کی نشانِ سجدوں سے مطلب یہ ہے کہ مال داے کی پیشانی سے چمک دیا
 اُس مال کی روشن ہوتی ہے جیسے درخت کی جڑ سے جس چیز سے پرورش پائی ہو خواہ زہر خواہ قند
 اُس کی شاخیں بلند دیکھ لو پکار پکار کے بتاتی ہیں زہر کو بھی قند کو بھی جڑ درخت کی اگرچہ پھل اور
 میوہ سے خالی ہے لیکن یہ سبز پتے اُس کے جو درخت پر ہیں یہ کس واسطے ہیں میوے ہی کو
 جتاتے ہیں کہ اس میں میوہ آئے گا اور میوے کا مادہ ہے گو جڑ کی زبان پر مٹی نے مہر
 لگا دی ہے جیسے کہ درخت کی جڑ پر مٹی چڑھا دیتے ہیں لیکن شاخیں اُس کی جو ہنزلہ دست و
 پا کے ہیں وہ تو گواہی دیتی ہیں اُس کے میوے پر پھر رجوع ہے طرف قصے کے کہ وہ
 سب امیر عزمین آئے اور سائے کی طرح ماہ کے سامنے سجدے کرنے لگے سجدہ سائے کا
 سامنے ماہ کے ظاہر ہے کہ اُس کے فروغ پر سر رکھے ہوتا ہے آداس عزمین کہ اُس کے سامنے
 بڑی تیزی و گرمی اور شیخی وادمن کی کی تھی تیغ و کفن لیے گئے گویا ہم بیشک مجرم ہیں اسی سبب
 سے ہم اپنے مرنے کا سامان لیے آئے ہیں اور شرم سے اپنی اپنی انگلیاں کاٹتے تھے اور کہتے تھے
 کہ اے شاہ جہان اگر تو ہمارا خون بہائے تو تجھ کو بیشک حلال حلال ہے اور جو بخش دے
 تو تیرا احسان و نوال ہے ہم سے تو جو ہوا ہے وہ ہوا ہے یعنی ہمارے لائق تھا جیسے کہ ہم
 خطا دار ہیں وہ ہم سے ہوا اب تو اے شاہ مجید کیا حکم کرتا ہے اگر اے شاہ دل فرور ہمارا
 جرم بخش دے تو ایسا ہے کہ رات نے تو اپنی رات بنی کی جو اسکی خاصیت ہے اے سید کاوی
 اور دن نے اپنی خاصیت جو نور و فروغ ہے اگر بخش دے تو ہماری نویدری کو کشاد و فتوح حاصل
 ہو نہیں تو ہماری جان حاضر ہے اور ہم سے سیکڑوں آپ پرندہ آبا د شاہ نے کہا یہ نوازش و
 گدازش دونوں ایاز سے ہونگے میں کچھ نہیں کروں گا یہ خیانت تمھاری ایاز کے تن اور عرض پر ہو
 اداسی نیک پے کی رگوں پر یہ زخم تم نے لگائے ہیں اگرچہ از روے جان کے ہم اور
 وہ نفس واحد ہیں مگر ظاہر میں اس سود زیاں سے دور ہیں اگر کوئی تمھیں کسی بندہ
 شاہ پر رکھے تو عار کی بات نہیں ہے اس سے یہی ظاہر ہوگا کہ بادشاہ از بس حلیم ہے اور

بندے کو اُسکے حلم کی پشتی ہے اور جب شاہ متهم کو قارون بناتا ہے تو غور کر کے یگانہ کے ساتھ کیا کرے گا اگر بادشاہ کو کسی کے کام سے غافل مت جان فقط حلم ہی اُسکا مدافع اظہار کا ہے کہ وہ ظاہر نہیں کرتا جانتا سب ہے تم لوگوں نے مجھ کو غافل جانا

حوالہ کرنا شاہ کا قبول تو بہ اور عذر گناہ تماموں یعنی سخن چینوں اور غمازون کا ایاز کے کہ یہ خیانت تمھاری اُس کی عرض پر ہوئی ہے

قولہ من ہنا شیفع پیش علم اوہ لا ابالے دارالا حلم اوہ آن گناہ اول زحمت سے جہد ورنہ آن ہیبت مجالش کے دہد بخوبی ہمارے جسم نفس قابلہ ہست برعاقبت ہست بیخود مازان حلم بود دیو درستی کلاہ از مار بود ساقی حلم اربودی بادہ ریزہ دیو با عالم کجا کر دے ستیزہ گاہ علم آدم ملائک را کہ بود استاد علم و نقاد نقد و نقد چو کہ در جنت شراب حلم خوردہ شد ز یکبارہ شیطان روے زردہ آن بلا در ہائے تسلیم و دودہ زیرک و دانا و چستش کردہ بودہ یا ازان افیون حلم سخت اوہ زرد را و دوسوے رخت اوہ عقل آمد سوے حلمش مستحیرہ ساقیم تو بودہ دستم تو گیرہ اللغات بلا در فتنہ و ضم وال ہندی بھلا و ان مستحیرہ پناہ جویندہ المعنی یعنی اُسکا علم کہ عالم جملہ گناہ و خطا کا ہے اُس کے سامنے ایسے موقع پر کہ وہ جانتا ہے یہ ہڑک ہو کے لا ابالی کی طرح کون شفاعت کر سکتا ہے سو اس کے حلم کے کس واسطے کہ اول گناہ اُسی کے حلم سے پیدا ہوا ہے ورنہ ہیبت اس کی مجال گناہ ہی کی کب دے لہذا اگر کسی جرم میں نفس قابلہ کا خون کیا جائے اور نفس قابلہ انسان تو اُسکا خون ہا و دیت اُس کے حلم اور اسکی قوت عاقلہ کے ذمے ہے ہمارا نفس اسی حلم سے مست و بیخود تھا جو اسی مستی میں شیطان ہمارے سر سے ٹوپی لے بھاگا اگر ساقی اُسکے حلم کا بادہ ریزہ نہوتا تو شیطان کی بھلا مجال تھی کہ سارے جہان سے ایسا لڑتا پھرتا سب اسی شراب حلم سے مست و بیخود ہو رہے ہیں دلت تعلیم کے آدم کہ ملائک کے استاد تھے اور علم کے نقدون کے نقاد یعنی پرکھنے والے جب جنت میں گئے اور شراب حلم کی پی تو ایک بازی میں شیطان کی روز رو ہو گئے یا تو اس معجون بلا و تعلیم و دود نے اُن کو زیرک و دانا اور چست کر دیا تھا یا اُسی افیون یعنی حلم سخت سے اُسکے چور کو اُنکے رخت کی طرف لے آئی پھر عقل اُن کی حلم کی طرف اُسکے پناہ جو

ہوئی کہ تو ہی میرا ساقی تھا تیرے ہی جام سے بخود ہو کے گری ہوں تو ہی میرا ہاتھ پکڑ
فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ تو چاہے عفو اختیار کر چاہے بدلے تجھ کو اختیار ہے
عدل و لطف جو کچھ تو کرے سب بہتر ہے ہر ایک مصالح اور ہر عدل
میں ہزاروں لطف درج ہیں و لکن فی القصاص حیلۃ جو کوئی قصاص
کو بکروہ رکھتا ہے شاید حیات قاتل کی دیکھتا ہے و ہزار
حیات دیکر

قولہ کن میان مجرمان حکم اے ایاز بڑا اے ایاز پاک با صد اختر از بڑا گرد و صد بارت بچو شہ
در عمل بڑا در کف جوشت نیام یک و غل بڑا امتحان شرمندہ خلقے بیشمار بڑا امتحانہا کردہ
ایشان شرمسار بڑا بحر بے قعر است تنہا علم نیست بڑا کوہ صد کوہ است تنہا علم نیست بڑا
گفت من داعم عطاے تست این بڑا در نہ من آن چار قم دان پوستین بڑا بہر این پیغمبران را
شرح ساخت بڑا کانکہ خود شناخت یزدان را شناخت بڑا چارقت لطفہ است
و خونست پوستین بڑا بقی اے خواجہ عطاے دوست این بڑا بہر آن دادست تابوئے دگر بڑا
تو لگو کہ نیستش جز این قدر بڑا نان غایب چند سیب آن باغبان بڑا تابدا نے غل و دخل بوستان
گفت گندم زان دہد خرکار را بڑا تابدا نگندم انبار را بڑا تکتہ زان شرح گوید استاد بڑا ناشناسی
علم اورا مستزاد بڑا در تو خود گوئی ہمینش بود بس بڑا دورت انداز چنان کز ریش خس بڑا
اللفات مستزاد زیادہ کردہ شدہ اے یعنی یاد شاہ کہتا ہے اے ایاز ان مجرموں کے
حق میں تو حکم کر اور تو پاک ہے جرم سے اور سیکڑوں اختر اند پر ہیز والا اور تو وہ ہے کہ اگر دوسو
دفعہ تجھ کو چرخ و تار کسی عمل میں دن تو تیری جوش کی جھاگھ میں ذرا بھی و غل پاؤں بغی
تو ہر دفعہ امتحان میں کھدا ہی نکلے گا اور یوں تو بیشمار مخلوق تیرے امتحان میں شرمندہ
ہی ہوئی ہے کو ان کے امتحانوں نے انھیں کو شرمندہ کیا ہو تو ایک دریا بے تھاہ ہے
فقط علم ہی نہیں ہے تو کوہ صد کوہ ہی تنہا علم ہی نہیں ہو ایاز نے کہا میں جانتا ہوں یہ سب تیری
عطا ہے در نہ میں تو وہی چارق اور وہی پوستین ہوں اسی واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اسکی شرح فرمائی ہو کہ جس نے آپ کو بچانا خاک کو بچا چنانچہ حدیث شریف ہو من عرف نفسه
فقد عرف ربہ معنی اسکے وہی ہیں کہ جو اوپر کی سطح میں غریب ہوے اب فرماتے ہیں کہ
تیرا چارق لطفہ ہے اور خون تیرا پوستین باقی اور یہ جو کچھ ہے اے خواجہ اس کی عطا ہے

اور عطا اسکی بے انتہا ٹھکڑو چا سقد دیا ہے اس واسطے کہ اسکو پاکے اور کا طالب ہوئے اور یہ مت کہ کہ جو
 ٹھکڑو دیا ہے بس اتنا ہی ہے سوا اسکے اور نہیں ہے یہ تو ایسا ہے جیسے باغبان کسی کو چھبھب
 رکھتا ہے مادہ نخل و دخل بوستان کو جانے کہ ایسی آمدنی ہو جو کہ کھیتی کے کام میں رہتا ہے
 ایک ٹھکی گھون اسکو بھی دیدیتے ہیں تا جانے گھون کے ڈھیر کے ڈھیر ہوتے ہیں استاد
 پڑھانے والا ایک نکتہ کسی شرح کا بیان کرتا ہے تو تو اسکے علم مستزاد سے واقف ہو اور پچھانے
 اور جو تو یہ کہے گا کہ اسکے پاس یہ تھا اور بس تو ٹھکڑو ایسا نکال کے دور پھینک دے گا جیسے
 ڈاڑھی سے تنکا نکال ڈالتے ہیں قولہ اے ایاز کنون بیا و داد وہ ہذا و داد و در جہان بنیاد نہ
 جمرات ستمی کش متندہ و ز طبع بر عقو و حلت مے متند ہتا کہ رحمت غالب آید یا غضب ہذا آب کوثر
 غالب آید یا لب ہذا ز پے مردم رہا کی ہر دوست ہذا شاخ حلم و خشم از روز الست ہذا بہر
 این لفظ الست مستبین ہذا نفی و اثبات است و لفظی و فنی ہذا تا کہ استفہام اثبات است این ہذا
 لیک و روے لفظ لیس ہم بہین ہذا ترک کن تا اندازین تقریر خام ہذا کا سہ خاصان منہ در پیش عام ہذا
 لطف و قمرے چون صبا و چون و باہا کن یکے آہن رہا این کہ با ہذا مے کشد حق راستان را
 تار شد ہذا قسم باطل باطلان را مے کشد ہذا معده حلوائے بود حلوا کشد ہذا معده صفرائے بود سکبا کشد ہذا
 نہ رش سوزان سر دے از جانفش برد ہذا فرش افسردہ حرارت را خورد ہذا دوست بیٹنے
 از تور رحمت مے جمد ہذا خصم بیٹنے از توسطوت می جمد ہذا نور ہینی روشنی بیرون زہد ہذا نار ہینی باد خان
 ظلمت و ہذا خصم دیا و نور دنار و فخر و عار ہذا تحت و دار و برد و حار و سرد و حار ہذا مور و مار و تار و
 پود و زیر و زار ہذا ہر یکے با جنس خود ہذا ہذا اللغات مستبین ظاہر و آشکار ہذا رش و فحش
 راہ راست ہذا ہذا ہذا جو شد و بیرون آید سکبا ایک قسم آتش کہ ولیہ اور سر کہ اور نبات
 و کشمش سے بناتے ہیں المعنی یعنی ایاز یہ داد تیرے ذمے ہے اب آوریہ داد
 تو ہی ہوے اور تا در داد کی جہان میں بنیاد رکھ جو ایسی کسی نے نہ کی ہو مجرم تو تیرے اس
 قابل ہیں کہ قتل کیے جائیں لیکن ان کو طمع تیرے عقو و حلم پر ہے اسی پر بھول رہے ہیں اور
 تاک رہے ہیں کہ دیکھے رحمت غضب پر غالب آتی ہو یا غضب رحمت پر آب کوثر غالب پڑتا ہو
 یا شعلہ لگ کا کس واسطے کہ روز الست سے یہ دونوں شاخیں حلم و خشم مردم رہائی کی بھوٹی ہیں
 یعنی لفظ الست سے ظاہر و آشکار ہے کہ ایک ہی لفظ میں نفی و اثبات دونوں مدفون و پوشیدہ
 ہیں اثبات کیا ہے استفہام اقراری جیسے فرمایا الست بر بکم کیا نہیں ہوں میں

پروردگار تعالیٰ نے ہون اور اسی میں لفظ لیس کا بھی موجود ہے جو نفی ہے غرض یہ کہ اثبات
 نفی دونوں دراست سے چلے آتے ہیں اب فرماتے ہیں اس تقریر کو ایسے ہی چھوڑنا یہ تقریر خام
 رہ جائے بہت پختہ مت کریں کہ اسہ خاصوں کے سامنے رکھنے کا ہی عوام کے سامنے مت
 رکھ لطف و قہر دونوں ایسے ہیں جیسے صبا اور وبا کہ لطف آہن رہا ہے اور قہر کمر رہا
 حق تو راستوں کو رشک کی طرف کھینچتا ہے اور جو باطل لوگ ہیں ان کو باطل کھینچتا ہے
 آدمی کا مہرہ اگر حلوائی ہے اسے شیرینی دوست تو حلوائی کھینچتا ہے اور جو صفراوی ہے تو سکبا
 چاہتا ہے بستر اگر گرم ہے تو جان کی سردی نکال ڈالتا ہے اور اگر ٹھنڈا ہو اور حرارت کو کھالیتا
 ہے تو اگر اپنے دوست کو دیکھتا ہے تو تیری طرف سے رحمت اچھلتی ہے اور دشمن کو دیکھتا ہے تو
 سطوت و شدت پیدا ہوتی ہے تو دیکھتا ہے روشنی جوش کرتی ہے نار دیکھتا ہے تو وہ اور اس کا
 دشمنان ظلمت دیتا ہے غرض دشمن اور یار اور نور و نار اور فخر و عار اور تخت و دار اور سرد و
 گرم اور گل و خار اور مور و مار اور تار و پود اور زیر و زار ہر ایک اپنے جنس کے ساتھ ہے

ایسے ہی شمار کرے کہ بشمار ہیں

تعمیل فرمانا شاہ کا ایاز کو کہ جلدی اس حکم کو فیصل کر

قولہ امی ایاز میں کار و راز و تر گناہ ناکہ نوعی انتقام است انتظار یگفت اسے شبہ جملگی فرمان
 تر است با وجود آفتاب اختر فنا است بزہرہ کہ بود یا عطار دیا شہاب بکہ برون آید بہ پیش
 آفتاب بکہ زود بق و پوستین بگذشتے بکہ چین تخم ملامت کشتے بکہ قفل کردن بر در حجرہ چہ بود بکہ
 در میان بدگمانان جسود بکہ دست در کردہ و روان کچہ ہر یکے زایشان کلوخ خشک جو بکہ پس
 کلوخ خشک در جو کے بود بکہ ماہے با آب عاصے کے شود بکہ بر من سکیں جفا دارند و
 ظن بکہ وفار اشرم مے آید ز من بکہ گریہ و دے زحمت ناخر مے بکہ چہ حرفے از وفا
 را گفتم بکہ چون جہان پر شبہ است و اشکال جو ست بکہ حرف مے را نیم ما برون پوست بکہ گرتو خود
 را بشکنے مغزے شو بکہ داستان مغز مغزے بشنو بکہ جو زار در پوستما آواز ہا است بکہ مغز
 روغن را محمد آوازے کجا است بکہ معنی پادشاہ نے کہا اے ایاز اس کام کو جلدی بجا لا
 اس سبب سے کہ انتظار بھی ایک قسم انتقام سے ہے جیسا کہ فرمایا ہے الانتظار اشد الموت یعنی
 انتظار موت سے سخت تر ہے ایاز نے کہا اے پادشاہ جملہ فرمان تیرے واسطے مخصوص ہیں میرا
 کوئی کیا ہے جیسے آفتاب کے سامنے جملہ اختر فنا ہوتے ہیں بجائے زہرہ یا عطار و

یا غماہ یا غماہ کیا چیز ہیں جو آفتاب کے سامنے طلوع کیوں نہیں اگر دلیق و پوسٹین سے درگزر کرتا
تو ایسا تخم ملامت کا کب بوتا کوئی مجھ کو ملامت کیوں کرتا اور حجرے کے دروازے پر قفل لگانا
ہی کیا ضرور تھا اس حال میں کہ ایسے حاسد موجود تھے یہ وہ بدگمان حاسد ہیں کہ نہر میں
ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں اور سوکھا ڈھیلہ ڈھونڈتے ہیں پھر نہر میں سوکھا ڈھیلہ کیسے ملے
بھلا کوئی بچھلی بھی پانی کے ساتھ عاصی و نافرمان ہو سکتی ہے یہ لوگ عجیب کہ ایک سکین و
غریب ہوں جفا و گمان کرتے ہیں ایسے کہ وفا مجھے شر ماتی ہے کہ تو ایسا ہے جس پر
یہ گمان ہو رہے ہیں اب جو کچھ وفا مجھے کہہ رہی ہے میں کیسے کمون کہ نا محرمون کا انہوہ ہے
وہ نہ چند باتیں وفا کی کتا لیکن اس صورت میں کہ جہان پر شبہ ہے اور شکلیں ڈھونڈتے ہیں
تو ہم بھی وہ باتیں بیان کرتے ہیں جو دوست کے علاوہ ہیں اور وہ یہ کہ اگر تو آپ کو ٹوڑیگا
یعنی عجز و انکسار کرے گا تو مغز ہو جائے گا اور جب مغز ہو جائے گا تو مغز نغز سے باتیں سنیکا
جوڑ کے پوست میں تو آوازیں ہیں کہ جمع ہونے سے نکلتی ہیں اور وہ جو اسکے اندر مغز ہے
اور مغز کے اندر روغن اسکی آواز گمان ہے پوست کی آواز تو نے سن لی قولہ دارد
آوازے نہ اندر و درگوش بدست آواز نہان درگوش ہوش پگرنہ خوش آوازے مغزی بود
خوش ترغ آواز قشرے کہ شنود بن ترغ ترغ آن زمان تحمل مے کنی پتا کہ خاموشانہ بر مغز
زنے چند گاہے بے لب و بے گوش شوہ دان گئے چون لب حریف گوش شوہ
چند گفتم نظم و نثر دما ز قاش بد خود یکے روز امتحان گوش باش بد چند پختہ تلخ و شور و
تیز و کزہ ہم یکے بار امتحان شیرین بنیز چند خوردے چرب و شیرین از طعام بد امتحان
کن چند روزے در صیام بد چند روزے خواب را گشتی اسیر یک شبی بیدار شو
دولت بگیرد روز ہار و ہسر در ہزل و جدہ روز کے دو جہد را شو مستعدہ آن یکے را در قیامت
زانتباہ بد و رکف آید نامہ عصیان سیاہ بد سر سیمہ چون نامہاے تعزیر بد پر معاہدے تنہا کن
با حاشیہ اللغات ترغ ترغ آواز دانتون کی کہ جاڑے یا غصے یا سخت چیز چاہنے سے ہو
یا گون ہلانے سے ہوئے اوپر جو کہا ہی کہ جوڑ کے پوست کی آواز تو نے سن لی مغز و روغن کی آواز
گمان ہی بس مغز و روغن کی وہ آواز ہے جس کے سننے کے لائق تیرے کان گمان ہیں وہ آواز گوش
ہوش میں چھپی ہوئی ہی ہوش اسکو سنستا ہے اگر خوش آوازی مغز کی کسی میں نہ تو ترغ ترغ
آواز پوست کی کون سے توجہ تحمل اسکی ترغ ترغ کا ہوتا ہے تو یہی بات تو ہو کہ چپکے سے اسکا مغز

حاصل کروں تھوڑے ہی دنوں تو بے کوشش و بے لب بجانہ کسی کی نین نہ کسی سے کچھ کہ بھر دیکھ تو
کیسا حریف اُس لب کا جو سر اسر نوش ہی ہوتا ہے کب تک نظم و شعر کچے کا اور راز فاش
کرے گا ایک روز امتحانوں کا بھی ہے اُسکو بھی سن لے کتنی دفعہ تو نے تلخ و شور اور تیز و کز
پکایا ہے ایک دفعہ امتحان شیرین بھی پکا بارہا چرب و شیرین طعام کھائے ہیں اب
اسکا امتحان کر روزوں میں کتنے دنوں خواب کا مقید ہو کے خوب دل بھر بھر کے سویا ہے
ایک ہی رات جاگ لے اور دولت حاصل کر نیت دن تو نے ہزل و جد میں تیر کیے ہیں وہی
دن جس کو کوشش کو مستعد ہو یہ بھی جانتا ہے کہ قیامت کے دن کوئی تو ایسا ہوگا کہ واسطے
اگاہی اعمال کے نامہ اعمال سیاہ عصیان کا اُسکے ہاتھ میں دینگے جس کا سر سیاہ
مثال نامہ تعزیت کے ہوگا اور گناہوں سے بھرا اور تن اُس کا مع حاشیہ لے

خوب مفصل و مشرح

خاموشی کی فضیلت اور اُسکے بیان میں جیسے کہ حدیث شریف ہے
من سکت سلم چو کوئی خاموش ہو سلامت رہا اور اس بات
میں کہ اپنے نامہ اعمال کو دیکھ کہ کون سے ہاتھ کے قابل ہو

قولہ جملہ فسق و معصیت آن کیسرے بیچو دار الحرب پر از کافرے بد آن چنان نامہ پلید پر وبال بد
از میں ناید در آید از شمال بد خود ہم اینجا نامہ خود را بنین بد دست چپ را شاید و یا در میں بد موزہ چپ
کفش چپ ہم در و کان بد آن چپ دانیس پیش از امتحان بد چون نباشد راست میدان کر چپ بد
ہست پیدا نعرہ شیر و کپے بد آنکہ گل را شاہد و خوشبو کند بد ہر چپے را راست فصل او کند بد
ہر شامے را لیکنے او دہد بد بحر را ماو معینے او دہد بد گر چپے با حضرت او راست باش بد تانہ بینے
دست برد لطفہاش بد تو در ادارے کہ نامہ آن ہمیں بد بگزر د از چپ در آید در میں بد این چنین
نامہ کہ پر ظلم و جفاست بد کے بعد خود در خور آن دست راست بد المعنی آوردہ نامہ ایسا کہ بالکل
فسق اور بالکل معصیت اور ایسا کفر سے بھرا جیسے دار الحرب کفر سے بھرا ہوتا ہے پھر ایسا نامہ پلید
بد وبال کبھی داہنی طرف سے نہیں آئے گا بائیں طرف سے آئے گا اب تجھ کو لازم ہے کہ اپنے
نامے کو آپ ہی یہاں دیکھ لے کہ اُسے ہاتھ کے لائق ہے یا سیدھے کے اگر موزہ اُٹا ہے
یا جوئی اُٹھی تو اُسکو دکھان ہی میں دیکھ لے جو چپ ہے اُس میں ادا چپ کی قبل امتحان سے معلوم
ہو جائے گی اگر راست نہیں ہے تو جان لے کہ تو چپ سے ہے اس لیے کہ نعرہ شیر کا اور ہر

اور انوار بندگی اور ہر کچھ بھیجی بات نہیں ہر بان اللہ تعالیٰ کہ گل کو معشوق خوش رنگ و خوشبو کرتا ہو
اور فضل اُسکا ہر چہ کو راست کر دیتا ہو اگر شمال ہوا سکو پینی بخشا ہو اور دریا کو دامعین کرتا ہو
لاجرم اگر چہ ہے ترا کے حضور میں سیدھا رہ تب تجھ کو اُسکے لطفون کی دستبر و معلوم ہو
تو کیسے روا رکھتا ہے کہ ایسا نامہ ناچیز خوار بایان ہاتھ چھوڑ کے سیدھے ہاتھ میں آجائے
لیکن ایسا نامہ جو ظلم و جفا سے بھرا ہے وہ خود لائق دست راست کی کب ہو

اس بیان میں کہ کوئی ایسی بات کہ مناسب اُسکے دعوے نہ ہو
چنانچہ وَلَمَنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اَكْرٰ تَوَّانَ سَے
پوچھے گا کس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ضرور کہیں گے اللہ نے
پچھرت کی بندگی کرنا اور جان و زرنشہار کرنا کب مناسب
اُسکے ہے جو خدا کو خالق زمین و آسمان کا جانتا ہے اور سمیع و بصیر
نگہبان و غیرت والا

قولہ زاہدے راجہ کیے زن بچہ چور نہ رشک ناک اندر حق او بس غیور نہ زانکہ بدزن را کنیز سے
مہوشے نہ در دل ناہد ہماز دے آتشے نہ زن ز غیرت پاس شوہر دشتی نہ با کنیزک خلوتش
نگذاشتے نہ بدستے شد زن مراقب ہر دورا بہ تاکہ شان نہ صرت نیفتد در خلایہ تا در آمد
حکم تقدیر آکہ نہ عقل حارس خیرہ سرگشت و تباہ نہ حکم تقدیرش چو آید بے وقوف نہ
عقل کہ بود در قمار افتد خسوف نہ بود در حمام آن زن ناگمان نہ یادش آمد طشت در خانہ بدان نہ
با کنیزک گفت روہان مرغ وار نہ طشت را از خانہ برگیر و بیا نہ آن کنیزک زندہ شد چون
این شنید نہ کہ بخواجه این زمان خواہد رسید نہ خواجہ در خانہ است و خلوت این زمان نہ پس
دوان شد سوے خانہ شادمان نہ عشق شمش سالہ کنیزک را ہمین نہ کہ بیا نہ خواجہ را خلوت
چنین نہ گشت پلان جانب خانہ شتافت نہ خواجہ را در خانہ خلوت بیافت نہ ہر دو
عاشق را چنان شہوت رہود کہ احتیاط و یاد در بستن نبود نہ ہر دو و ہم وا خریدند از نشاط نہ جان بجان
ہیوست آن دم ز اختلاط نہ یاد در زمان زن را کہ من نہ چون فرستادم و را سوے وطن نہ
پنبہ در آتش نہ آدم من بخویش نہ در نگندم من فوج بزرگمیش نہ گل فروشست اسرو
بخود وید نہ از پے اورفت و چادرے کشید نہ آن ز عشق جان دویہ این زیم نہ عشق کو د
زیم کو فرستے عظیمہ اللغات مراقب بضم نگہبان حارس چو کید آرمج مخففت توج ہندی

مینڈھا اٹھنے ایک زاہد کی ایک عورت ایسی حسین تھی جیسے حور اور اپنے شوہر کے حق میں بڑی
 رشک ناک و غیرت والی اس سبب سے کہ اس عورت کی ایک چھو کبریٰ بچوہ تھی اور زاہد کے
 دل میں اس کے عشق کی آگ تھی عورت غیرت کے سبب سے شوہر کی نگہبانی رکھتی تھی
 ایسا نہیں ہونے دیتی تھی کہ شوہر کنیز کو اکیلا پالے ایک مدت عورت نگہبان و دونوں کی رہی
 تا ایسا نہ کہ تنہائی میں دونوں کو فرصت مل جائے یہاں تک کہ حکم تقدیر خدا سے تعاضل کا
 نازل ہوا بس عقل حارس کی جو عورت تھی دیوانی و تباہ ہو گئی تھا ہر بے حکم تقدیر کا جب آنا ہر
 تو عقل کیا چیز ہے ماہ جیسی شے روشن و کامل تاریک ہو جاتا ہے اور گمن میں پڑتا ہے
 اتنا فائدہ عورت حمام میں تھی ناگمان طشت اس کو یاد ہوا جو گھر میں تھا چھو کبریٰ سے
 کہا جا چڑیا کی طرح اڑ جا اور طشت جو گھر میں دکھا ہے اٹھا لا چھو کبریٰ یہ سننے ہی زندہ ہو گئی
 اور جانا کہ اب وقت ہے کہ خواجہ سے مل جاؤں گی خواجہ گھر میں موجود ہے اور گھر اس وقت
 خالی بس خوش خوش دوڑتی ہوئی گھر کو چل دی دیکھو تو کنیز کے عشق کو کہ چھو برس سے عاشق
 تھی کیسے خواجہ کو اس وقت خلوت میں پاتی ہے بس اڑتی ہوئی گھر کو آئی اور کیسی شاد و شاد
 اور خواجہ کو خالی خلوت میں پایا جو کہ دونوں عاشق تھے ایسا ان کی خواہش و شہوت نے
 ان کو بخود کر دیا کہ کچھ احتیاط نہ کی حتیٰ کہ دروازہ بند کرنا بھی بھول گئے بس دونوں مارے
 مستی و خوشی کے ایسے چپٹ گئے کہ گویا ایک دوسرے میں گھس گئے اور ایسے غمگین ہوئے
 کہ جان سے جان چپک گئی اب اس عورت کو اس وقت یہ بات یاد ہوئی کہ میں نے
 اس کو گھر کیوں بھیجا یہ تو میں نے اپنے آپ سے روٹی میں آگ رکھ دی اور بزم زمیں پڑا دیا
 سر میں جو مٹی ڈالی تھی جھٹ پٹ دھو ڈالی اور بے اختیار چھو کبریٰ کے پیچھے چادر
 سنبھالتی دوڑی اب خیال تو کر دھو کبریٰ تو عشق میں دوڑی تھی اور یہ خوف سے دوڑی
 پھر یہ اس کو کب پاتی عشق اور بیم میں تو بہت بڑا فرق ہے کہاں عشق کہاں بیم
 قولہ سیر عارف ہر دمے تا تحت شاہ بہ سیر زاہد ہر دمے یک روزہ راہ بہ گرچہ
 زاہد را بود روزے شکر ہے کہ بود یک روزہ خم سین الف بہ قدر ہر روزے زعفر
 مروکار بہ باشد از سال جہان نجب ہزار بہ عقلمان زین سر بود برون در بہ زہرہ وہم ابرو دگر بود
 ترس ہوے نیست اندر پیش عشق بہ جملہ قربانان در کیش عشق بہ عشق و صف ایزدست آیا کہ
 خوف بہ و صف بندہ بتلاے منہج و خوف بہ چون بچو نہ بخواندے از بنے بہ با بچو نہ

شوق قرین و مطلبی بپس محبت وصف حق عشق تیرہ خوف نبود وصف یزدان اے عزیز و وصف
حق کو وصف مشت خاک کو بے وصف حادث کو و وصف پاک کو بے شرح عشق ارمن بگویم بر
دوام بے وصف قیامت بگذر دو ان نام تمام بے زانکہ تسبیح قیامت واحد ست بے حد کجا آنجا کہ وصف
ایزدست بے عشق یا پانصد پرست و ہر پرے بے از فراز عرش تا تحت اثرے بے
زادے با ترسے تازد ہوا بے عاشقان پران تر از باد صبا بے چہ مجال بادیا
برق اے پس بے چونکہ اور راہ حق بکشد پر بے کے رستہ این خالقان و رگر و عشق بے کاسمان
نہش سازد و در عشق بے جز مگر کا یہ عنایت ہاے ضو بے کو جہان دین روشن آزاد شو بے افش
خود و زوش خود باز رہ بے سوے شہ یافت آن شہ باز رہ بے این فش ووش ہست
جبر و اختیار بے از در اے این دو آمد جذب یار بے اللغات فش مراد و ش مانند و شملہ
دستار و موے یال اسب خنور و شنی آفتاب اے معنی عشق ایسی چیز ہو کہ عارف
ہر دم بین تحت شاہ تک پہنچتا ہو اور زائد کہ بے عشق ہو یہ ایک دن کی راہ ایک مہینے میں
چلتا ہے غرض دونوں کی سیلح السیری و بطی السیری کے بیان سے ہے اگر چہ زائد کا بھی
ایک دن عجیب و غریب ہو جائے تاہم ایک روز برابر بچا پس ہزار برس کے کب ہو گا کس واسطے
کہ جو مرد کا روالے ہیں یعنی اولیا امور بخدمت باطنی اُن کی عمر کا ایک دن بقدر بچا پس ہزار
برس اس جہان کے ہوتا ہے اب عقلین اس بھید سے اگر گھر چھوڑ کے باہر دروازے
کے نکلیں تو پڑی نکل جائیں اور وہم اگر اپنا کلیجہ پھاڑے تو کندے پھاڑا
اگر اس لیے کہ یہ بات دونوں کی حد سے باہر ہے عشق کے سامنے بال بھرت و ترس نہیں
ہے اور سب مذہب و کیش عشق پر قربان ہیں بتاؤ عشق و وصف خداے تعالیٰ کا ہے
یا خوف خوف تو وصف بندے کا ہے جو مبتلا فریخ و جوت یعنی شکم کا ہو دیکھ تو جب
تو نے بچو نہ و بچیم قرآن سے پڑھا ہو یعنی دوست رکھتے ہیں وہ اُسکو اور دوست رکھتا ہے
وہ اُنکو تو اسی مطلب کو اسکا قرین و ہم نشین بنا پس محبت ہی کو وصف حق کا جان اور نیز عشق کو
بے خوف کو کہ اے عزیز خوف و وصف یزدان کا نہیں ہے بھلا وصف حق کا کہاں اور وصف
خاک کا کہاں اور وصف حادث کا کہاں کہاں وصف پاک کا آپ فرماتے ہیں کہ یہ
عشق وہ بے انتہا شے ہے کہ اگر وصف اس کا ہمیشہ میں کرتا رہوں تو سو قیامتیں گذر جائیں
اور یہ وصف ویسا ہی نام تمام ہے اس واسطے کہ تاریخ قیامت کی حد ہو

کہ وہ دن بچاس ہزار برس کا ہوگا لیکن وہاں حد کمان ہے جہاں کہ وصف ایزد تعالیٰ کا ہر عشق کے پانسو پیر میں ہر ایک پر بالائے عرش سے تحت اثرے تک بس یہ راہد بیچارہ تو باخوف پانوں سے دوڑتا ہے اور عاشق باد صبا سے زیادہ پُران چھر فرماتے ہیں کہ باد صبا یا برق کی مجال کب ہے جو اسے پسیرے راہ حق میں اپنے پر کھول سکیں یہ خائف ہیں یہ تو عشق کی گرد کو بھی نہیں پہونچتے عشق کا درد تو وہ ہے کہ آسمان کو سرش وزمین بنادے خائف اس سبب سے کہا کہ روز ازل میں سارے مخلوق عشق سے ڈر گئے تھے جیسا کہ آیہ انما عرضنا الاممۃ لہ سے ثابت ہے مگر سوائے اُس کے کہ جس پر آفتاب ازل نے اپنی عنایتوں کی روشنی ڈالی اور کہا کہ اس جہاں اور اس کی روشنی سے آزاد ہو جا اور اپنی فحش دوش بیفنے فردزیا بانی کی راہ کو لوٹ دے اُس شہباز نے اپنے شاہ کی طرف راہ پائی اور فحش و دوش کیا ہے جسے رو اختیار کہ کسی نے جبر اختیار کیا کسی نے اختیار کیا لیکن جذب یا رکاز ان دونوں کے اُس پار ہواں کو نصیب نہیں

پہونچنا عورت کا گھر پر اور مجاہد ہونا زاہد کا کینزک سے

قولہ چون رسیدن زن بخانہ در کشادہ بانگ در در گوش ایشان در فتادہ آن کینزک
جست آشفته ز سازہ مرد بر جست دستاد اندر نمازہ زن کینزک را پڑ ولیدہ بدیدہ در ہم و آشفته
دنگ و مریدہ شوے خود را دید قائم در نمازہ در گمان افتاد و اندر استرازہ شوے را برداشت
دامن بے خطر بہ دید آلودہ منی خصیہ ذکر بہ از ذکر باقی نطفہ سے چکیدہ زان و زانو گشتہ
آلود و پلید بہ بر سرش زد سیلے و گفت اے لعین بہ خصیہ مرد نماز سے با شد این بہ لائق ذکر و منہ
ہست این ذکر بہ دین چنین زبان دہا رہ بر قدر بہ نامہ پر ظلم و فسق و کفر و کین بہ لائق است انصاف
وہ اندر بکین بہ گریہ پر سے گہرا کین آسمان بہ آفریدہ کیست دین خلق جہاں بہ گوید اینما آفریدہ
آن خداست بہ کافریش بر خدائیش گواہست بہ کفر و ظلم و استم بسیار او بہست لائق با چنین
استرا او بہست لائق با چنین اقرار رہست بہ آن فضیلتا و آن کردار کاہست بہ فعل او کردہ دروغ
آن قول را بہ تاشد او لائق عذاب ہول را بہ پس دروغ آمد ز سر تا پای او بہ کہ دروغ
کرد ہم اعضاے او بہ اللغات ساز موافقت پڑ ولیدہ بکسر بے رونق و بے طراوت
استرا از جنبش کرنا قذر نجاست اے لعنے جب وہ عورت گھر پہونچی اور دروازہ
کھولا چھو کری تو اس موافقت سے پریشان ہو کے جلدی سے علحدہ ہو گئی

اور موجد پٹ نمازین کھڑا ہو گیا غورت نے جو چھو کرمی کو دیکھا تو بے رونق پایا اور رنجیدہ اور
 پریشان دحیران و سرکش اور شوہر کو دیکھا کہ نمازین کھڑا ہے یہ دیکھ کر گمان و اہتزاز میں
 پڑ گئی یعنی خیالات میں آخر بے خطر ہو کے دامن شوہر کا اٹھا دیا دیکھا تو خبیثہ اور ذکر سب منی سے
 آلودہ تھے وہ جو منی سے کچھ باقی رہ گیا تھا خصیوں سے ٹپک رہا تھا آن و زانو سب اس
 سے بھرے ہوئے اور پلید تھے ایک سیلی اس کے سر پر مار کے کہا اے حسین
 خبیثہ مرد نمازی کے ایسے ہی ہوتے ہیں اور یہ ذکر لائق ذکر و نماز کے ہے اور یہ رانین اور موم
 زہا پر نجاست آب مقولہ مولانا کا ہے کہ تیرا نامہ اعمال جو ظلم و فسق و کفر و کین سے بھرا ہے
 کب سیدھے ہاتھ میں آنے کے لائق ہے تو ہی انصاف کر مثلاً اگر کو کسی گیر سے پوچھے کہ
 یہ آسمان اور تمام خلق و جہان کس کا پیدا کیا ہوا ہے تو یہی کہے گا کہ سب پیدا کیا ہوا
 خدا کا ہے جس کی خدائی پر ساری مخلوق گواہ ہے اب بتاؤ وہ کفر و ظلم اس کا اور ستم بسیار
 لائق اس گفتگو کے ہے بھلا ایسے ایسے سچے افسار کے ساتھ وہ فضیلتیں اور وہ ناکارہ
 کام اس کے افسار کے لائق ہیں لاجرم اس کے فعل ہی نے اس کے قول کو جھوٹا ٹھہرایا تو وہ
 لائق عذاب ہولناک کے ہوا بس سر سے پاؤں تک وہ گبر دروغ ہے کہ اس کے اعضا ہی
 اس کو دروغ کر دین گے قولہ روز محشر ہر نہان پیدا شود نہ ہم ز خود ہر مجرمے رسوا شود بد دست
 و پایہ ہر گواہے با بیان بد بفساد او بہ پیش مستعان بد دست گوید من چنین و زویدہ ام بد لب
 بگوید من چنین بوسیدہ ام بد پایے گوید من شد ستم تا سنا بد فرج گوید من بکرد ستم زنا بد
 چشم گوید غمرہ کرد ستم حرام بد گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام بد پس دروغ اندر سرتا پایے
 خویش بد چون گواہے نے دہا اعضا ز پیش بد آن چنان کا نہ نماز نافروغ بد از گواہ خصیہ شد
 زرقش دروغ بد پس چنان کن فعل کان خود بیزبان بد باشد اشد گفتن و عین بیان بد تا ہمہ
 تن عضو عضو اے پسر بد گفته باشد اشد اندر نفع و ضرر بد رفتن بندہ پے خواجہ
 گواہ است بد کہ نم محکوم و این مولاے ماست بد گریہ کردے تو نامہ عمر خویش بد توبہ کن
 زانہ کہ کردستی بد پیش بد عمر اگر بگذشت بخیش آئند دست بد آب توبہ آتش دہ اگر او بے
 منست بد بیج عمرت را بدہ آب حیات بد تا درخت عمر گردد با ثبات بد جملہ ما ضیہا
 ازین نیکو شوند نہ ہر بار بینہ ازین گردد چو تندہ سیات را مبدل کردہ حق بد تا ہمہ طاعت
 شوند آن ماسبق اے ملجنے او پر جو کہا ہے اس کے اعضا ہی اس کو جھوٹا کر دین گے ہوا نق

اسی کے فرمائے ہیں کہ محشر کے دن ہر ڈھکا چھپا ظاہر ہو جائے گا اور اپنے ہی آپ سے ہر مجرم رسوا ہو جائے گا باوجود انون خوب بین گواہی دینگے ہر کسی کے فساد پر سامنے اس مستعان کے ہاتھ مفصل کے گا کہ میں نے اس طور سے جڑا لیا ہے اور لب صاف صاف کہیں گے کہ ہم نے اس طرح بوسہ لیا ہے یا انون کہیں گے کہ ہم ایسے اپنی آرزو تک پہنچے ہیں منہ سرج کے گلی میں نے ننا کیا ہے آنکھیں کہیں گے ہم نے غم کے حرام کیے ہیں کان کہیں گے ہم نے بُری باتیں سنی ہیں بس اپنے ہی آپ سے سر تاپا دروغ ہو گیا جبکہ اگلی باتوں سے خود اپنے اعضا گواہی دیتے ہیں جیسے منازبے منہ دروغ میں زہر کے خبیثے گواہ ہوئے جن کی گواہی سے کمر اس کا دروغ ہو گیا بس ایسا فعل کر کہ وہ جو تو نے اشد کہا ہے اسی کہنے کا یہ بے زبان فعل عین بیان ہو گیا یہ فعل وہی اشد ہو تو تو ایسا ہو جائے کہ جیسے کسی کے عضو عضو نے ہر نفع و ضرر میں اشد کہا ہے دیکھ تو بندے کا پیچھے پیچھے خواجہ کے چلنا یہی گواہ ہے کہ میں محکوم ہوں اور یہ میرا صاحب ہے اب فرماتے ہیں کہ اگر تو نے نامہ اپنی عمر کا سیاہ کیا ہے تو توبہ کر ان سب سے جو پہلے کیے ہیں عمر اگر تیری گذر گئی تو گذر جانے دے جس تو ابھی اُس کی موجود ہے اگر بے فم ہے تو توبہ کا پانی اُس کو دے کے تازہ کر اور اسی جھکوا آبِ حیات سے شاداب کر تو درخت تیری عمر کا ثابت و قائم ہو جائے تمام گذری ہوئی باتیں اس سے نیک ہو جائیں گی اور سب پرانے زہر اس سے تذبذب جائیں گے اللہ تعالیٰ تیرے سیئات کو ایسا مبدل کر دے گا کہ وہ اگلے گناہ سب تیرے طاعت و بندگی ہو جائیں گے

توبہ نصوح کے بیان میں کہ جیسے شیر لہستان سے نکلتا ہے پھر لہستان میں نہیں جاتا بس جس نے توبہ نصوح کی پھر اُس گناہ کو یاد نہ کرے بطورِ رغبت کے بلکہ ہر دم اُس سے نفرت بڑھے کہ یہ نفرت دلیل قاطع توبہ کی ہے کس واسطے کہ شہوتِ اول بے لذت ہو گئی اور لذتِ توبہ کی اُسکی جانشین ہوئی اور جس نے قبول توبہ کو نہ پایا اس حال سے بخیر ہو

قولہ خواجہ بر توبہ نصوح خوش متن : کوشش کن ہم بجانِ دہم تن : شرح این توبہ نصوح از من : شہنوی بگوید سستی دے از نو گرد : ہر دم دے پیش ازین ناش نصوح : ہر بدزدلا کے زنان اورا نتوح : ہر بدوروے اوچر خسار زنان : ہر دم دے خود رائے کر دے نہان :

او کچھ زمان دلاک بودہ دروغا وحیلہ پس چالاک بودہ سالہائے کردولا کے وکس بہ بوہرہ از حالت آن
 بواہوس بہ نالکہ آواز و خوش زن وار بودہ لیک شہوت کامل و بیدار بودہ چادر و سر بند پوشیدی
 نقاب بہ مرد شہوانے و دروغہ شباب بہ دختران خسروان را ہر طریق بہ خوش بکالیہ
 دم شست آن عشیق بہ توہماے کرد و پا درمے کشیدہ نفس کا فرو تہ اش لامی دریدہ رفت
 پیش عارفے آن زشت کاریہ گفت مارا دروغے یاد دار بہ ستر و دانست آن آزاد مرد بہ لیک
 چون حلم خدا پیدا نہ کردہ بہ لبش تفل بہت و در دل راز بہ لب خموش و دل پر از آواز بہ عارفان کہ
 جام حق نیشیدہ اندہ راز بہ دانستہ و پوشیدہ اندہ ہر کرا اسرار حق آموختند بہ مہر کردند و دہانش
 دوختند بہ ست خندیدہ گفت اسے بہ نہادہ زن چہ دانے ایزد توبہ دہاد بہ المعنی یعنی
 یہ توبہ کہ توبہ سے سیئات طاعت ہو جاتے ہیں لیکن او خواجہ اگر تیری توبہ نصوحی ہے جب بھی
 اس پرست بھول اور جان و تن سے کوشش کیے جا اور بیان اس توبہ نصوح کا مجھے سن گزیدہ
 تو تو شوق خدا میں ہو ہی رہا ہے اسے نو پھر گرد ہو چنانچہ فرمایا کہ ایک شخص نصوح نامے تھا
 عورتوں کی دلاکی یعنی اُنکو نہلا یا دھلایا کرتا تھا یہی اُسکی آندنی تھی صورت اُسکی تھی جیسے رخسار
 عورتوں کے مردی اپنی چھپائے عورتوں کے لباس میں رہتا تھا اور عورتوں کے حمام میں
 دلاک تھا نہلانے بدن ملنے والا اور دغا و حیلہ میں بڑا چالاک چلتا ہوا بر سین دلاکی کرتے
 ہو گئی تھیں مگر اس بواہوس کی حالت سے کسی نے بھی نہ پائی اسی سبب سے کہ اُسکی
 آواز اور اُسکی صورت عورتوں کی طرح تھی مگر شہوت پوری اور خوب جاگتی ہوئی تھی چادر
 اور سر بند اوڑھتا تھا اور نقاب بھی مرد شہوتی تھا اور غرہ شباب یعنی آغاز جوانی میں بادشاہوں
 کی لڑکیوں کو یہ عشیق بڑے شوق اور اچھی راہ سے ملتا دلتا تھا اور خوب نہلاتا تھا بارہا توبہ کرتا
 تھا اور اس بات سے رکتا چاہتا تھا لیکن نفس کا فراسکا توبہ کو بچاڑتا تھا آخر وہ بدکار
 ایک عارف کے پاس گیا اور خواستگار ہوا کہ مجھ کو دعائیں یاد رکھو اُس عارف نے بھید تو
 اُسکا جان لیا لیکن مثل حلم خدا کے کہ دیکھتا ہے اور چھپاتا ہوا ظاہر نہ کیا کس واسطے کہ اُس کے
 یعنی عارف کے لب پر تو تفل ہے اور دل میں راز بھرے ہیں لب تو خاموش ہیں
 اور دل میں سیکڑن آواز جن عارفوں نے کہ جام حق پیا ہے بھید جانے ہیں اور جان بوجھ
 کے چھپائے ہیں اور جن کو قضا و قدر نے بھید حق کے سکھائے ہیں اُنکے منہ بند کر دیے
 ہیں اور جہر لگادی ہوا انرض عارف نے اُسکی خواستگاری سن کے بسم کیا اور کہا کہ جو کچھ

تو جانتا رہے اپنے مرد ہونا اور عورت بننا خدا اس سے چھکو توبہ بخشے کہ توبہ آئے۔

اس بیانیہ کہ دعا عارف واصل کی حق سے ایسی ہے جیسے درخواست حق کی ہے گنت سمعاً و بصراً و لساناً و بیداعی بن اسکی کان و آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہون و قولہ مار میت اور میت و لکن اللہ ربی نہیں تیر چھینکا تو نے جس وقت بھیجے گا لیکن اللہ نے بھیجے گا

قولہ ان دعا از ہفت گردن در گذشت بکا در سکین با تو خوب گشت بکا در دعا سے شیخ نے چون ہر دعا سے بنانی است از گشت از گشت خداست بن چون خدا از خود سوال و گد کند بن پس دعا سے خویش را چون ر کند بیک سبب گشت صنع ذوالجلال بکہ رہا نیدش زلفین و وبال اندران حمام پرے کر دشت بکہ ہر کے از دختر رشہ یادہ گشت بکہ ہر کے از طعمائی گوش او بن یادہ گشت دہر نے در جستجو بن پس در حمام بر بستہ سخت بن تا بجویند اول اندر پنج و رخت بن رختا جستن و آن پیدا نہ شدہ دزد گوہر نیز ہم رسوا نہ شد بن پس بجد جستن گرفتند از گزاف و از دہان و گوش اندر ہر شکاف بن در شکاف فوق و تحت دہر طرف بن جستجو کردند از ہر حدت بن بانگ آمد کہ ہمہ عریان شوند ہر کہ ہستند از عجز و از لوند بیک بیک را حاجہ جستن گرفت بن تا پیدا آید اگر بنگر شگفت بن آن نسوح از ترس شد در خلوت بن در دے زرد و لب کبود از خستہ بن پیش چشم خویشتن مے دید مرگ بن سخت مے لرزید بر خود بچو برگ بن گفت یارب بار بار برگشتہ ام تو بہا و نذر ہا بشکستہ ام بکہ وہم آنہا کہ از من مے سزید بن تا چنین سیل سیاہی در رسید بن نیت جستن اگر من در رسد بن وہ کہ جان من چہ ختہا کشدہ و ر جگر افتادہ استم صد شررہ در منا جاتم بین خون جگرہ اللغات کہ تخف کہ یہ توند مراد جوان سے خستہ خوف اسلئے فرماتے ہیں وہ دعا جو عارف نے کی تھی کہ اللہ تجھ کو توبہ بخشے یہ ساتون آسمانوں کے پانچ گلی اور انجام کار اس سکین کا خوب ہو گیا کس واسطے کہ دعا شیخ کی مثل دعا اور لوگوں کے نہیں ہر اس لیے کہ وہ فانی بحق ہر بس بات اسکی خدا ہی کی بات ہو اور ہر گاہ خدائے تعالیٰ اپنا سوال و گد یہ آپ سے کرے پھر اپنی دعا کو آپ کیسے رو کرے گا لہذا اس ذوالجلال کی صنع نے ایک سبب پیدا کیا کہ مقتضا عالم اسباب یہی ہو اور بذریعہ اس سبب کے اسکو اس نفرین دو بال سے چھڑا دیا یہ اس حمام میں طشت بھر رہا تھا ناگمان ایک گوہر یا شاہ کی لڑکی کا گم گیا اس کے کانوں میں جو حلقے تھے ان میں کا وہ گوہر تھا اب ہر عورت اسکی جستجو میں پڑ گئی دروازہ حمام کا خوب مضبوط کر کے بند کر دیا کہ کوئی جانے نہ پائے تا اول ہر پنج

ریوار وغیرہ اور ہر ایک کے رخت میں ڈھونڈھیں جو سورخ تھے اُن میں ڈھونڈھا لیکن نہ کوئی
گوہر ملا نہ کوئی چور گوہر کا معلوم و رسوا ہوا پھر بڑی کوشش و کرات سے ڈھونڈھنے لگیں کانون
میں اور منصفہ میں اور ہر شکاف میں پہنچے اوپر کے شکاف جو اشارہ قبل و دبر سے اور ہر طرف
ہر صدف سے اُس دُر کی جستجو کی اُس میں آواز آئی کہ سب ننگی ہو جائیں جو بڑھیاں ہیں وہ بھی
اور جو جوان ہیں وہ بھی اور ایک ایک کو درباغین ڈھونڈھنے لگی تاکو ہر ظاہر ہوئے اب عجیب
معاملہ یہ دیکھو کہ نصوص دُر کے مارے ایک خلوت میں جا چھپا اور مارے خوف کے یہ حال ہوا
کہ منصفہ زرد ہو گیا ہونٹھے نیلے پڑ گئے موت کو اپنے سامنے دیکھتا تھا اور پٹا سا اپنے
حال پر کانپتا تھا اور کہتا تھا اے رب میرے بارہا میں اپنے عہد سے پھر پھر کیا ہوں اور
توبہ اور نذرین توڑی ہیں میں نے ہمیشہ وہ کام کیے ہیں جو میرے لائق تھے جب تو ایسی سبیل
سیاہ نے بھٹکوا کیا اگر توبہ جستجو کی مجھ تک پہنچی تو ہاے جان میری کیسی سختیاں اٹھاتی
میرے جگر میں اس وقت سیکڑوں چنگاریاں جیلی ہوئی ہیں میری مناجات ہی کو دیکھ کیسا
خون جگرس میں ہے قولہ این چنین اندوہ کا فرامیاد بدامن رحمت گرفتار داد داد کا شے
مادر نژادے مر مرادے مارا شیرے بخور دے در چرا دادے خدا آن کن کہ از توے سز و ہ کہ زہر
سورخ مارے میگز و جان سنگین دارم و دل آہنیں بدور نہ خون گشتے درین دردے چنین بد
وقت تنگ آمد مرا و یک نفس بد باد شاہی کن مرا فریاد رس بدگر ملا این بار ستاری کنے بد
کو بہ کرم من زہر ناکردنے بد توبہ ام بپذیرا این بار در گز ما بہ بندم بہر توبہ صد مکرم من اگر زین بار
تقصیرے کنم بد پس در گز مٹو دعا و گفتنم بد او ہی زار یہ صد قطرہ رداں بد کا نہد رافتا دم بجلا د
و دعوان بد تا نہیر و ہج افر گئے چنین بد ہج ملحد را سبا د این چنین بد لوح ہائی کردا و بر جان خویش بد روے
عزرائیل دیدہ پیش پیش بد اے خدا و اے خدا چندان بگفت بد کان در و دیوار با و گشت جفت بد
در میان یارب و یارب بد او بد بانگ آمد از میان جستجو بد اے کبھی کہتا تھا ایسا اندوہ خدا کسی
کافر کو بھی نہ دے لگوین نے تیرے دامن رحمت کو بکڑا ہے اور داد داد کرتا ہوں کیا اچھا ہوتا جو مادر
بھٹکونہ ہنتی یا بھٹکوں کسی چہرہ کلام میں شیر کھا لیتا اے بار خدایا تو میرے ساتھ وہ کر جو تیرے لائق ہو
کس واسطے کہ ہر سبیل سے بھٹکوں سائب کاٹ رہے ہیں کیسی بے رحم جان میری ہے اور کیسا
ول آہن کا نہیں تو اس درد غمناک سے خون ہو جاتا آب بھیر بڑا تنگ وقت آگیا ایک دم کو
بادشاہ بن لور میری فریاد رہی کر آگ لب کی دفعہ میرا عجب اپنی ستاری سے چھپاے گا تو

تیری رحمت ہو کہ میں نے جملہ ناکردنی سے توبہ کی تیری توبہ قبول کر اور اس دفعہ بخش دے تو میں توبہ کے لیے سیکڑوں ٹپکے اپنی کمر باندھوں پھر اگر اس دفعہ سے کوئی کوتاہی و تقصیر کروں تو تو ہرگز میری دعا مت سنو نہ میری بات مانو ایسا ہی روتا تھا اور سیکڑوں آنسو بہتے تھے کہ اب جلا دے چاہیوں سے کوئی دم میں پالا پڑتا ہے جیسا میں مرتا ہوں خدا کرے ایسا کوئی فرنگی بھی ہرگز نہ مرے اور کسی لمحہ کو بھی یہ رنج و غم نصیب نہ ہو غرض عزرائیل کو اپنے سامنے ہی دیکھتا تھا اور اپنی جان پر نوچے کرتا تھا اس قدر اے خدا اور اے خدا کہ دیوار و درہ بھی اُس کے جفت ہو گئے اور اُن سے بھی یہی نکلتا تھا جیسا کہ لداؤ کے مکان میں جیسی آواز دے دے جیسی ہی اُس مکان سے آتی ہو بس یہ تو اسی یارب یارب میں تھا کہ اُسی جستجو سے ایک آواز آئی جو آئینہ مذکور ہے

توبہ ڈھونڈتا نضوح کا اور آواز آنا کہ سب کو ڈھونڈھ لیا اب نضوح کو
لاؤ اور بیہوش ہو جانا نضوح کا

قولہ جملہ راجستیم پیش آئے نضوح بگشت ہوشش آن زمان پر یہ روح بے ہنجو دیوارے شکستہ درختادہ ہوش و عقلش رفت و شد بچون جادہ چونکہ ہوشش رفت از تن آن زمان بے ستر و با حق بہ پیوست از نہان بچون تہی گشت و خودے او غماندہ باز جانش را خدا در پیش خواندہ چون شکست آن کشتے او میرادہ و رکنار رحمت دریا فتادہ جان بچن پیوست چون بیہوش شدہ موج رحمت آن زمان در جوش شدہ چونکہ جانش دار ہید از ننگ تن بہ رفت شادان پیش اصل خویش تن بہ جان چو بازو تن مراد را کندہ پائے بستہ پر شکستہ بندہ بچونکہ ہوش رفت بالمش بر کشادہ سے برد آن بازو سے کیفتادہ چونکہ آن دریا سے رحمت جوش کر دہ سنگہا ہم آہنجوان نوش کر دہ ذرہ لاغر شگرت و زلفت شدہ فرسش خالی اطللس و زربفت شدہ مردہ صد سالہ بیرون شد ز گورہ دیو ملعون شد بچو بے ہنجو جوش جملگی رو سے زمین سبز شدہ شاخ خشک اشکو دگر و گز شدہ گرگ بابرہ حریت سے شدہ بے امید آن خوش رگ و خوش پے شدہ اللغات گز بکاف فارسی و ہافق فرہ و سبط الملعنہ آور وہ آواز یہ تھی کہ سب کو ڈھونڈھ چکے لے نضوح اب تیری باری ہو تو سامنے آئے ہی ہوش اُسکے اُڑ گئے اور روح ہوا ہو گئی ایسا گڑھا جیسے ٹوٹی دیوار نہ ہوش رہا نہ عقل رہی پتھر کے مثل ہو گیا جبکہ ہوش اُسکے تن سے جاتا رہا تو بھیدا سا آسوت جو پوشیدہ تھا خدا سے جا ملا بھید پوشیدہ

مراد جان سے اتر اور ہر گاہ کہ آپ سے خالی ہو گیا اور خودی اُسکی نہ رہی تو خدا سے دعا سے اُس نے پھر اُسکی جان کو اپنے سامنے بلایا جیسے روزِ رحمت میں سب ارواح کو بلایا تھا اور جب یہ کشتی بے مراد اُسکی جوتن ہے ٹوٹ گئی تو بحرِ رحمت کے کنارے جا پڑا جان اُسکی بیہوش ہوتے ہی حق سے وصل ہو گئی اور موجِ رحمت اُس وقت جوش میں آئی جو کہ جان اُسکی ننگ تن سے کہ اس دربار میں اسکا گذر نہیں ہے چھٹ گئی خوش بخوش اپنی اصل کی طرف گئی جان تو ایسی تھی جیسے بازو در تن اسکے حق میں ایسا تھا جیسے قیدی کے پائوں میں کاٹھنہ کہ جب تک یہ تن ہے تو جان پابستہ اور پر شکستہ قیدی ہے جب ہوش جاستہ ہے اور بازو کھولے تو اب کی قیادت یعنی بادشاہ کی طرف اُڑنے لگے اور جب اُس دریاے رحمت نے جوش مارا تو اور کیا ہر پتھر ناچیزوں نے بھی آبِ حیات پیا ذرہ ناچیز عجیب وقوی ہو گیا یا تو خاک پر سرش کی طرح پڑا تھا یا اطلس وزرِ لبثت اسے قدر و قیمت والا ہو گیا گویا سو برس کے مردے نے قبر سے سر نکالا ویو ملعون خوبصورت حور بنا ایسی سبزی اُسکو حاصل ہوئی کہ گویا تمام زمین سبز ہو گئی اور سوکھی شاخ میں شگوفہ آیا جو میوے کے پھول کو کہتے ہیں اور شاخ محکم و سطر ہو گئی بھیڑیا برے کے ساتھ شراب پینے لگا یعنی معاملہ بالعکس ہو گیا اور اُمید کے ساتھ وہ خوش رگ و خوش پے ہو گیا یعنی اُمید کے اور اُسکے رگ پٹھے ایک ہو گئے اور خوب وصل ہو گیا

ملجانا گوہر کا اور معانی حاجیوں کی نصوح سے

قوله ہانگ آمد ناگمان کہ رفت بیم نہ شد پدید آن گم شدہ دستیم نہ بعد از آن خوف ہلاکت جان مدہ خود ہا آمد کہ اینک گم شدہ نہ حزن رفت و در نہ رج در تا قیتم نہ فرد گانے وہ کہ گوہر یا قیتم نہ از غرور و لغو و دستک زدن نہ پر شدہ تمام قد زال الحزن نہ آن نصوح رفتہ باز آمد بخویش نہ دیدیشش تابش صد روزہ بیش نہ سے حلائے خواست از دے ہر کس نہ بوسہ بے دادند بردستش بے ہدیمان بودیم ما کن حلال نہ بحکم تو خوردیم اندر قیل و قال نہ زانکہ ظن جملہ بروے بیش بود نہ زانکہ در قربت زیمہ پیش بود نہ خاص دلاکش بدو محرم نصوح نہ بلکہ پھون دو تن و یک گشتہ روح نہ گوہر از ہر دست او ہر دست بس نہ زو ملازم تر بخاتون نیست کس نہ اہل امداد خواست جستن در ہر در نہ ہر دست و داشتن تا خیر کرد نہ تا بود کان را بیندازد بجا نہ اندران ہمت را ہند خویش را نہ بس حلا ہما از دے خواستند نہ وز ہر اے عذر برے خواستند نہ

اللغات شردگان جو غرض فردے کے مژدہ رسان کو دین حلالے خواستن معافنے چاہنا
 جیسے کہ مرنے کے وقت عادت ہوا یعنی نصح تو بخود ہو رہا تھا یکا یک آواز آئی کہ لو اب
 خوف دیم جانا رہا وہ درمیتیم جو کم گیا تھا گلیا آب اس خوف ہلاکت سے مرے مست جاؤ تو بخبری
 آگئی کہ وہ کم شدہ یہ موجود ہے بس غم گیا اور ہم خوشی کی طرف دوڑے کچھ مژدگان دے
 کہ گوہر ہم نے پالیا جیسے یہاں کا محاورہ ہے کہ کوٹھائی کھلاؤ شور اور نعرے اور تالیان
 بجاتے سے حرام بھر گیا ہر کوئی کہتا تھا کہ بیشک حزن دور ہو گیا یہ نصح جو بخود چڑھا
 آپ میں آیا آنکھیں اسکی تابش دروشتی سے ایسی بھری ہوئیں کہ سور و زنجوع میں بھی یہ
 تابش نہوگی اس سے بھی زیادہ آب اس سے سب حلالی جاہتی تھیں یعنی ہمارا قصور
 معاف کر دے اور ہاتھ اسکے چومتی تھیں اس واسطے کہ ہلو بدگمانی بھیر بہت تھی ہلو معاف کر دے
 ہم نے تیرا گوشت اپنے قیل و قال میں بہت کھایا ہے یعنی غیبت بہت کی ہے جیسا کہ
 غیبت کرنے والے کے حق میں فرمایا ہوا ہے یا حب ان یا کل لحم اخیہ قتیہ آیا دوست رکھتا ہوا اپنے بھائی
 مردے کے گوشت کھانیکو اور اس سب سے سب کا گمان اسی پر زیادہ تھا کہ یہ زیادہ مقرب اس
 شاہزادی کا تھا خاص دلاک اسکا اور محرم رازیہ نصح تھا بلکہ ایسا کہ دو تن اور ایک روح بس
 سب کتنی تھیں کہ اگر گوہر لیا ہے تو اسی نے لیا ہے کہ ایسا ملازم خاتون کا اور کوئی نہیں ہے چنانچہ
 اب بھی رعایت اسکی مرغی تھی کہ اس جھگڑے میں اول اسکی تلاشی چاہی تھی پھر اسکی حرمت کا
 لحاظ کر کے اس میں تاخیر کی تا شاید کہ میں اسکو خود ڈال دے اور اس مہلت میں آپ کو بچائے
 لابد بہت سی معافیان اس سے جاہتی تھیں اور ہر کوئی عذر کے واسطے کھڑی ہوتی تھی قولہ گفت
 بفضل خداے دادگر و نہ زانچم گفتہ شد ہستم تہرہ چہ حلالی خواست سے باید زمین بے منم مجرم
 ترا ز اہل زمین نہ انچہ گفتہ شد بدان از حد کیست بے بر من آن کشف است اگر بر کس شکیست
 کس چہ نے داند زمین جز اند کے نہ داند ہزاران جرم دید فلعے یکے بے من سے آن داند ہزار
 من بے جرم ہا و زشتی کردار من نہ اول ابلیسی مرا مستاد بود بعد از ان ابلیس شیم باو بود
 حق بدید آن جملہ نادیدہ کرد بے تانہ گردم در فیضت روے زرد بے تاز رحمت پوشتین دوزیم کرد بے
 تو بہ شیرین جو جان روزیم کرد بے ہر چہ کردم جملہ نادیدہ گرفت بے طاعت نا درودہ آورد
 گرفت نہ پوچھو سو سو سنم آزاد کرد بے پوچھو بخت و دولتہ دلشاد کرد بے نام من در نامہ پاکان گوشت
 دوزن بے بودم بخشیدم بہشت بے عفو کرد آن جللی جرم و گناہ بے شد سپید آن نامہ و روے

سیاہ چاہ کر دم چون رسن شد آہ من بگشت آویزان رسن و چاہ من بآن رسن بگشت قسم و
 بیرون شہم بے شاہ و زفت و سر بہ و گلگون شدم بے در بن چاہے ہے بوم اسیر بے روز و شب
 اندر فغان و در لہیز بے ازہوس و رنگ نابودم زبون بے در ہمہ عالم نے کچھ کنون بے آفرینیا بر تو باد ا
 لے خدا بے ناگمان کر دے مرا زغم جدا بے گرسہر ہوسے من باشد زبان بے شکر با سے تو نیا بے
 در بیان بے زخم نعرہ درین روضہ و عیون بے خلق ریا لیت توے تعلیم بے اے مفعی نصوح نے
 اے کئے جواب میں کہا کہ یہ سب فضل خدا عادل حاکم کا تھا ورنہ میں تو جو کچھ تم نے کہا ہے اُس سے
 بھی تر ہوں تجھ جیسے سے معافی مانگنے کی ضرورت کیا ہے کہ سارے زمانے سے زیادہ مجرم میں ہی ہوں
 تجھ کو جو کچھ تم سب نے کہا ہے میرے کل جرموں سے سوان حصہ ہر تجھ پر تودہ سب کھلا ہوا ہے
 اگرچہ تجھارے نزدیک کچھ شک ہے تھلا کوئی میرے جرموں سے کیا جانتا ہے مگر تھوڑا سا اور
 ہزار دن گنا ہوں اور بد فعلیوں سے سوا ایک کے لیکن میں خوب جانتا ہوں اور میرے عیب
 چھپانے والا جو مجرم اور بد کردار یاں میری ہن اول میں اس فن کا ایک ابلیس میرا استاد
 تھا پھر تو خاص ابلیس میرے سامنے باد و بیودہ ہو گیا میں ایسا چالاک ہوا حق سبحانہ نے
 یہ سب میرا دیکھا اور دیکھے ہوئے کو بے دیکھا کر دیا تا میں رسوا ہو کے درد رو نہو جاؤں جسے
 اپنی رحمت سے پستین میرا سیلاب سے بھگو تو بہ جان سے بیٹھی روزی کی جو کچھ میں نے
 کیا تھا سب اُس نے ناویدہ فرض کر لیا میں نے طاعت نہیں کی اُس نے بے طاعت کو
 طاعت کر دیا بھگو شل سر و سوسن کے آزاد کر دیا اور مانند بخت و دولت کے دلشاد تیرا نام
 پاکون کی کتاب میں لکھ دیا میں فی نفسہ ایک دوزخ تھا بھگو بہشت عطا کی سارے جرم و
 گناہ میرے معاف کر دیے جس سے نامہ اور دوسیاہ میل دونوں سپر ہو گئے میں نے
 ایک آہ کی وہ آہ میرے حق میں رہتی ہو کے کنوئیں میں لٹک گئی کہ میں اُسکو پکڑ کے باہر نکل آیا اور
 جوش اور بوٹا اور مضبوط اور گرنگ و سرخ رو ہو گیا ورنہ چاہ بن میں اسیر تھا اور
 رات دن فغان و نفیس میں تین ہوس کے سبب سے عاجز ایک تنگ گلی میں پڑا تھا
 اب وہ ہوں کہ تمام عالم میں نہیں سماتا اے خدا لا کھن آنسہ میں تجھ کیسا ایک
 مجھ کو غم سے جدا کر دیا اگر سیر ہر بال زبان ہو جائے اور تیرا شکر کروں کبھی بیان میں نہ آئے
 آج میں اس روضہ اور چشمون میں خلق سے نعرے مار مار کے کہتا ہوں یا لیت توے
 تعلیم کا نش اے قوم میری تم جانتے

پھر بلانا شاہزادی کا نصوص کو اور عذر کرنا اسکا

قولہ بعد الان کہ کسی کرم رحمت نہ دختر سلطان مامی خواند نہ دختر شاہت سے خواہد بیاید
 تا سرش شولے کنی اسے پارسا نہ جز تو دلا کے نے خواہد و لش نہ کہ بالدر پا بشوید با گلش نہ گفت
 رور و دست من بیکار شد نہ این نصوص تو کون بیمار شد نہ رو کسے دیگر بوجو تعجیل و تفت نہ کہ مراد شد
 دست از کار رفت نہ بادل خود گفت کہ صرفت جسمم نہ از دل من کے رو داک سرس و گرم
 من مردم پیکرہ و باز آمد من چشیدم تلخی مرگ و عدم نہ توبہ کروم حقیقت با خدا نہ لشکر تاجان شود
 از من جدا نہ بعد ازین محنت کرا بار در گزار و یار و دوستے خطر الا کہ حشر اللغات اکرم بالشر
 غم و اندوه اے معنی بعد اس واقعہ کے ایک شخص آیا اور بڑی رحمت سے کہا کہ ہمارے
 پادشاہ کی دختر تھکوبلاتی ہے میرے ساتھ دختر ہمارے پادشاہ کی تھکوبلاتی ہو تو اسے پارسا
 تو اسکا سر دھلائے سوا تیرے اور کسی دلاک سے دل اسکا راضی نہیں ہو جو اسکو ہٹلائے اور
 مٹی سے سر دھلائے کہا جا چلا جا میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہو کہدے نصوص تیرا بیمار ہے جا جلدی اور
 اگر مارم اور کسی کو ڈھونڈھوے واللہ میرا ہاتھ کام سے جاتا رہا اور دل میں کہا میرے جرم تو حد سے
 بڑھ گئے بھلا میرے دل سے وہ خوف و غم کب جائے گا میں تو ایک دفعہ مر کے پھر لوٹ آیا
 ہوں اور تلخی مرگ و عدم کی چکھ چکا ہوں اور وہ توبہ خدا سے کی ہے جو حقیقت توبہ کی ہے
 کہ جب تک جان تن سے نہ نکلے گی توبہ نہیں توڑوں گا اس لیے کہ جب ایسی
 محنت کوئی اٹھائے اور پاؤں اسکا پھر خطر کی طرف جائے تو وہ سوانے گدھے
 کے اور کون ہے

اس شخص کے بیان میں کہ توبہ کرے اور پشیمان ہوئے پھر اس پشیمانی کو
 بھلا دے اور خسارت میں پڑے جیسا کہ کہا ہے من جرب المحرب
 حلت بہ الندامتہ

قولہ گزرے بود و مرا یک خرے نہ پشت ریش اشکم تہی چون لاخرے نہ در میان سنگلاخی
 بے گیاہ نہ روز تاشب مینو دے پناہ نہ بہر خوردن غیر آب آغا بنو نہ روز و شب حشر بدوران
 کو رو کہو نہ آن حوالے نیستان و بیشہ بود شیرے آغا بود و صیدش پیشہ بود شیرا پاپیل ز جنگلی قتادہ
 خستہ شد آن شیرا ماننا صطیا و نہ مد تے و مانند ان نضعف از شکارہ بینوا مانند و از چاشت خوان
 زانکہ باقی خوار شیرایشان بند نہ شیر چون رنجور شد تنگ آمد نہ شیر یک رو یاہ راز نور و نہ در خرے را

بہرین صیاد شوبہ گز کے یا بے بگرم غرارہ و فسونش خوان فریبانش بیارہ یا خرے یا گاؤ بہرین بگو بہ
 نران فسونہا یکہ مے دانی بگو بہ چون بیام تو تے از لحم حشرہ پس بگیم بعد از ان صید سے دگر
 اند کے من مے خورم ہاتے شمایہ من سبب باشم شمارا در نواہ از فسونہا در سخما کے خوشش چہ نرم
 گردان زود ترا بجا کشش اللغات اصطیاد بالکسر صید کرنا لے لے ایک وصولی تھا اور ایک
 اُسکا گدھا پشت ریش تھا لاغری کی طرح پیٹ خالی پیٹھ کو لگا ہوا ایک سنگلاخ بیگیاہین
 رہتا تھا رات دن بھوکا اور بے پناہ سوا کے پانی کے اور کچھ وہاں کھانے کو نہ تھا اُس میں وہ
 گدھا خواہستہ رہتا تھا اُس حوالی میں ایک نیستان ویشہ بھی تھا اُس نیستان میں ایک
 شیر تھا جسکا پیشہ شکار ہے اتفاقاً شیر و پیل ترکی لڑائی ہوئی شیر زخمی ہو کے شکار سے عاجز
 ہوا ایک مدت مارے ضعف کے شکار سے رہ گیا اور شکار نہ کرنے سے اور درندے بھی
 چاشت کی خوش سے بے توشہ ہوئے اس سبب سے کہ شیر کا بچا ہوا یہ کھاتے تھے جب
 شیر بیمار ہو گیا تو یہ تنگ ہوئے شیر نے ایک روباہ کو حکم دیا جا تو کسی گدھے کی میرے واسطے
 شکاری بن اگر تجھ کو اس مرغزار کے گرد کوئی گدھا لھجائے کو جا کر فسون سے فریب دے کے
 میرے پاس لے آؤ چاہے کوئی گدھا ہو یا کوئی بیل میرے لیے ڈھونڈھ اور فسون کہ
 تجھ کو آتے ہیں وہ اُس سے کہ جب میں قوت گدھے کے گوشت سے پاجساؤں گا
 تو پھر اور شکار بکڑے لگوں گا میں تو ذرا سا کھا لیتا ہوں باقی تعین سب کھاتے ہو میں
 تمہارے توشے میں ایک سبب ہوں تو اپنے فسون اور باتوں سے نرم کر کے اُسکو
 مجھ تک جلدی لگا لا

تشبیہ کرنا قطب جو عارف واصل ہے راتبہ دینے مخلوق میں قوت
 رحمت اور مغفرت سے اُس مرتبے پر جیسا کہ حق نے اُسکو الہام کیا کہ
 سب باقی خوار اُسکے ہیں موافق مراتب قرب بشر کے تقرب
 مکانی بلکہ قرب صفقی اور اسکی تفصیل کہ بہت ہیں

قولہ قطب شیر و صید کرون کارا وہ باقیان این خلق باقی خوار وہ تا تو فی در رضا سے خود بکوش
 تا تو سے گرد و کند در صید جوش بہ چون بر نجد مینوا اند خلق بہ کر کف عقلست چندین زرق خلق بہ
 وانکہ حملہ خلق ہاتے خوار و دست بہ این نگہ دارد دل او صید جو ست بہ او جو عقل و خلق چون اجزا
 تن بہ عقل است تدبیر بدن بہ ضعف قطب از تن بود از روح نے بہ ضعف در کشتی

بود در نوح نے قطب آن باشد کہ گرد خود تند بگردش افلاک گرداوزند بیا رہ کن در مرست کشتیش
 گر غلام خاص و بندہ گشتیش بیا ریت در تو فراید نے درو بگفت حق ان تنصروا اللہ فی سبیلہ
 ہجور و بہ صید گیر کن فدایش بیا ہزاران در عوض گیرے تو بیش بیا رہمانہ باشد اے صید مرید
 مردہ گیر و صید گرفتار مرید بیا مردہ بیش او کشتے زندہ شود بیا چسک در فانی زویندہ شود بیا
 بیا تطبیق صدر فرماتے ہیں کہ قطب ایسا ہے جیسے شیر اور شکار کرنا اُسکا کام لینے خدا سے
 فیض حاصل کرنا اور باقی لوگ جو مخلوق کے ہیں اُسکے باقی خوار ہیں لینے جو اُس سے بچا
 بس تا امکان قطب کی خوشنودی میں کوشش کر تو قوی ہوئے اور شکار میں خوب جوش
 کرے اگر وہ رغبت ہو تو مخلوق میںوار بجا کینے کس واسطے کہ وہ عقل ہے اور یہ سب رزق
 خلق کا عقل ہی سے ہے بس تو اس بات کو جان کہ جملہ خلق اُسکا بچا ہوا کھاتی ہو اور باقی خوار ہو
 اور یہ جو اُسکے دل کا نگہدار صید جو مثل عقل کے ہے اور خلق ایسی جیسے اجزائے تن بس
 تدبیر بدن کی ساری عقل کے متعلق ہو اور جو بظاہر اُس میں ضعف ہے تو وہ ضعف تن ہے نہ ضعف
 روح جیسے ضعف اگر ہے تو کشتی میں ہے نہ نوح میں قطب وہ ہوتا ہے جو اپنی گرد پورتا ہے جیسے
 اس قطب کے گرد فرقدین اور بنات انعش پھرتے ہیں اور وہ جنبش نہیں کرتا ایسا ہی اُسکا حال ہو
 کہ گردش افلاک کی گرد اسی کے پھرتی ہے تو اسکی کشتی کی رست میں جو تن ہے مدد کر اگر اُسکا
 غلام خاص اور بندہ ہو گیا ہے تو کچھ یاری اُسکی کرے گا تو ہی ترقی پائے گا نہ وہ جیسے حق تبارے نے
 فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ فی سبیلہ و تثبت احوالکم اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد
 کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم کر دے گا تو رہا وہ کے مثل شکار پکڑ اور اُس پر
 سربان کر اور ہزاروں بیشیان اُسکے عوض میں لے مرید جو صید اُسکے سلنے بیچتا ہے
 وہ اُس رہا وہ کا سا شکار ہے اور جو مثل بچو کے ہے وہ مردے کو شکار کرتا ہے لیکن وہ ایسا شخص ہو
 اگر تو مردہ اُسکے سلنے لائے گا وہ زندہ ہو جائے گا دیکھ لے چرکین فالینرین جا پڑتا ہے

جماؤ ہو جاتا ہے

اطاعت شیر کی حکم کرنا رہا وہ کا اور روانہ ہونا اور دیکھنا
 ایک گدھے کا

قولہ گفت رو بہ شیر را خدمت کنم بچیلہ یا سازم ز عقلش برکتم بچیلہ و انسون گرے کار میں آئے
 کار میں دستان داڑھ بدن است بیا از سرکہ جانب جوئے شتالت بیا آن

خوسکین لاغرا بیافت بپس سلامی گرم کرد و پیش رفت بپیش آن سادہ دل درویش رفت بگفت
چونے اندرین صحراے خشک بزمیان سنگلاخ و جاے خشک بگفت حسرت گرد غم در در
ارم بستم حق کرد من زان شاگرد بزم شکر گویم دوست را در خیر و شر بزانکہ ہست اندر قضا
از بدتر بچونکہ قسام اوست کفر آنگہ بزم صبر باید صبر مفتاح الصلہ بزم بگفت اے صبر
مفتاح الفرج بزم صابران را کے رسد جو روج بزم را ضمیم من قسمت قسام را بزم کو خداوند
است خاص و عام را بزم بہرہ و را نعمت او خاص و عام بزم میرساند روزے وحش و ہوام بزم مرغ و نا
قسمت خودے خوردند مار و مور از نعمت اوے چرند بزم خوان او سرتا سر عالم گرفت بزم سرخواستش
حسالتی در شکفت بزمے خوردند و بیچ کم ناید از انان بزم کیست بزم روزے بگو اندر جہان بزم باش
راضی گردونی دل زندہ بزم کورساند روزے ہر بندہ بزم غیر حق جملہ عدد و دوست اوست بزم باعد
از دوست کے شکوہ نکوست بزم شکر کن تا ناید از بدتر بزم ورنہ مانے ناگمان در گل چو خربہ تا دہد
دو غم نخواہم انگبین بزانکہ ہر نعمت غمے دارد قرین بزم گنج بے مار و گل بخار نیست بزم شادی بے غم
درین بازار نیست بزم یک حکایت یاد دارم از بدتر بزم در نصیحت گفت روزے کاے پسر اے
رو بہ نے شیر سے کہا میں تیری طاعت کرونگی اور حیلے کر کے اسکو عقل سے اکھڑ دونگی
حیلے اور افسون گری میرا یہی تو کام ہے اور باتین بنا کے ہکا دینا القصہ ایک روز پہاڑ
سے اتر کے نہر کی طرف جاتی تھی کہ اس گدھے مسکین لاغر کو پالیا بس سلام گرم بڑے تپاک سے
کر کے سامنے لگی اور اس احمق محتاج سے کہا کہ تو اس صحراے خشک اور سنگلاخ و جاے
خشک میں کہ نہ سبزہ ہے نہ گیاہ کیسے رہتا ہے اور تیرا کیا حال ہے گدھے نے کہا کہ اگر
غم میں ہوں یا ارم میں ہر حال میں شکر گزار ہوں حق تعالیٰ نے جو حصہ میرا کر دیا ہے میں اس پر
شاگرد ہوں میں اپنے دوست کا ہر خیر و شر میں شکر کرتا ہوں اس سبب سے کہ حکم الہی میں وہ
چیزیں بھی ہیں جو بد سے بدتر ہیں یعنی جب تو کسی بد میں مبتلا ہو اور شکایت کرے تو ایسا نہ کہ
وہ بد سے نکال کے بدترین ڈال دے اور ہر گاہ کہ قسام وہ ہے تو گلہ کرنا کفر ہے صبر چاہیئے
کس واسطے صبر کبھی عوض و انعام کی ہو پھر کہا ہو کہ صبر کبھی کشود کی ہے تو صابر دن کو اس میں ظلم و
تنگی ہی کیا ہے میں اپنے قسام کی قسمت پر راضی ہوں کس واسطے کہ وہ خداوند خاص و عام کا
جس کی نعمت سے خاص و عام حصہ پار ہے میں اور ہر وحشی و گس کوروزی پہونچاتا ہے تمام
مرغ و ماہی اپنا حصہ کھاتے ہیں اور مار و مور اسکی نعمت چرتے ہیں اس کا خوان نعمت

اس سرے سے اُس سرے تک عالم کو گھیرے ہوئے ہی اور ساری مخلوق اُس خوان پر خوش
روزمرہ کھاتے ہیں اور ذرا کم اُس سے نہیں ہوتا آبِ بنا تو ایسا جہان میں کون ہے جو بے روزی
ہے بس اگر تو زندہ دل ہے تو اسپر راضی ہو کہ وہ روزی ہر بندے کی پہنچاتا ہے سواے
حق کے سب دشمن اُس کے ہیں اصل دوست وہی ہے جو پھر دشمن سے شکوہ دوست کا کرنا کہ
اچھا ہے تو اپنے اس حال پر شکر کر جو موجود ہے تا مباد اس سے بدترین نہ پڑ جائے اور ناگہان
گدھے کی طرح کچھ زمین اندھ رہے جب تک وہ جھکوٹھا دے گا جو ترش ہے شہد ہرگز نہیں
مانگن گا کس واسطے کہ ہر نعمت کا مصاحب غم ضرور ہے تھلا کہیں بھی گنج بے مار اور گل بیخار ہوتا ہے
کوئی شادی بھی اس ہانار میں بے غم کے ہے اب ایک حکایت جو مجھ سے میرے باپ کے
ایک روز نصیحتا کی تھی بھلا یاد ہے وہ مجھ سے کہوں

دیکھنا گدھے سقا کا گھوڑوں تازی بانو کا آخر یہ اور تمنا کرنا اُس نواب
اور تمنا سواے مغفرت کے اور کی نہیں چاہیے اگر تو سیکڑوں بیج
میں ہے تمنا مغفرت کی شیریں کرے

قولہ بود سقائی مراد ایک خرے ہر گشت از محنت دو تا چون چنبرے پائشش از بارگران
جائے ریش پاشی جو تا برد مرگ خویش پو کجا از کاہ خشک او سیر نے پور عقب
زخمی ز سبب آہنے پامیر احمد دید اور ارجم کر دہ کا شناسے صاحب خر بود مرد پس
سلاش کر دو پر سیدش ز حال پو کجا این خرد و تا شد چون ہلال ہر گشت کر دوشے و تفسیر
من پو خود نے یا بد جو این بستہ دہن ہر گشت بسپارش بین تو روز چند تا شود در آخر شہ زور مند
حشر بد و بپر دواز محنت برست پور میان آخر سلطان شہ بست پور پور سوم کب
تازے بدید پو بانو و فرہ و خوب و جدید پو زیر با شان رفتہ و آبے زدہ پو کہ بوقت و جو ہنگام آمدہ
خارش و مالش مرا سپان را بدید پو پوز بالا کرو کاے رب مجید تاکہ مخلوق تو ام گیرم حشر
از چہ زار و پشت ریش و لا غرم پو شب زور و پشت و از جوع شکم پو آرزو مند مہر دن و بیدم
حال میں سپان چنین خوش بانو پو من چہ مخصوصم تعذیب و بلا پو اے سقا
اور اُس کا ایک گدھا کہ محنت کے مارے مثل دارے کے دہرا ہو رہا تھا بھاری بوجھ اٹھاتے
اٹھاتے پیٹھ اُسکی دھن جگہ زخمی تھی عاشق دانے کا مرتے دم تک چہر فرماتے ہیں جو
کہان نہو کھی گھانس بھی تو بیٹ پھر نہیں ملتی تھی اور پیچھے اُسکے ایک زخم سبب آہنی کا تھا

بادشاہی میرا آئے جو اُس گدھے والے کا آشنا تھا گدھے کو دیکھ کر اُس پر رحم کیا اور اُس کو سلام
 کر کے پوچھا کہ یہ گدھا تیرا کیوں ایسا ہلال کی طرح دہرا ہو گیا ہے کتا میری محتاجی و فقری سے دانہ اسکو
 نہیں ملتا انتھکے بانہ سے کھڑا رہتا ہے اور خود وہ بستہ دہن ہے بھی اسے غیر ناطق کتا چنہ
 روز کہ میرے حوالے کر دے تو میں آخر بادشاہی میں لیجاؤں تا قوی ہو جائے اُس نے گدھا
 اُسکے حوالے کیا اور زحمت سے چھوٹ گیا میرا آئے نے اُسکو آخر سلطان میں باندھ دیا اب
 اس گدھے نے جو دیکھا کہ ہر طرف تازی گھوڑے بندھے ہیں اچھے اچھے خوب فربہ اور نئے نئے
 اور دانہ کھانسی موجود پائون کے تلے جھاڑا ہوا چھڑکا دیا ہوا وقت پر کھانسی پڑتی ہر وقت پر دانہ
 آتا ہے خوب کھرہا ہوتا ہے اور االش کی جاتی ہے یہ دیکھ کر اُس نے منٹھہ اوپر اٹھایا اور کہا
 سلسے پروردگار بزرگ میں نہیں کہتا کہ تیری مخلوق ہوں آخر ایک ناچیز گدھا تیرا ہوں پھر میں
 کیوں ایسا پشت ریش درنچر ہوں رات بھر بیٹھ کے درد اور پیٹ کی جھوک سے یہ حال کہ
 ہر دم اگر دو مند موت کا ہوں اور ان گھوڑوں کا ایسا اچھا حال کیسے بانوا ہو رہے ہیں مجھ کو تو نے
 تعذیب و بلا سے مخصوص کیا ہے قولہ ناگمان آوازہ پیکار شدہ تازیان را وقت زین و کار شدہ
 زخمیائے تیر خود ند از حد و بد رفت پیکار نہاد را ایشان سو بسوز از غر باز آمدند آن تازیان بہ
 اندر آخر جملہ افتادہ ستان بہ پائہا شان بستہ محکم باواریہ نعلبندان ایستادہ در قطار بہ
 سے شگافیدند تنہا شان بہ نیش بہ تابرون آرند پیکار نہاد را ریش بیچون حنہ آن را دید پس
 گفت اے خدا بہ من بفقر و عافیت دادم رضا بہ زان نواہیز ارم و زین رخم رشت بہ ہر کہ خواہد
 عافیت دنیا بہشت بہ اللغات نوار بالضم و بالغ ہندی نوار بکسر خطا المعنی یعنی گدھا
 تو خدا سے تعالیٰ سے اپنی شکایت کر رہا تھا کہ یکا یکا سی اشامین آواز لڑائی کی ہوئی اور گھوڑوں
 زین و وقت کام کا اگیا کہ لڑائی میں گئے اور دشمنوں سے تیر کھائے ایسے کہ ہر طرف سے
 پیکان زخمون میں رہ گئے جب وہ گھوڑے غمرا سے لوٹ کے آئے آتے ہی سب اپنے
 تھانوں پر لیٹ گئے اب پائون اُنکے نوار سے مضبوط باندھے اور نعلبند قطار باندھے
 کھڑے تھے تشر سے بدن اُنکے چیرتے تھے تا پیکان اُنکے زخمون سے نکالیں جب
 گدھے نے یہ حال دیکھا تو کہا اے خدا میں اپنی محتاجی پر راضی ہوں کہ وہ با عافیت تو ہیچون اُس
 کھانے سے بزار ہوں جس کی بدولت یہ زخم بدکھانا پڑیں ایسے ہی جس نے عافیت
 چاہی دنیا چھوڑ دی

جوابِ رویاہ کا حشر کو

قولہ گفت رویہ جستن رزق حلال بہ فرض باشد از برای امتثال بہ عالم اسباب و رزق بے سبب بے نیاید پس ہم باشد طلب بہ وابتغوا من فضل حق کردست امر بہ تا نہاید غصب کردن تجھے غرض گفت پیغمبر کہ ہر رزق ای فتاہ در فرو بستست و ہر در قفلہا بہ جنبش دآمد شدہ وین آفتاب بہ مست افتادہ برین قفل و حجاب بہ بے کلید این در کشادن راہ نیست بہ بے طلب نان نیست اللہ نیست اگر تو نشینی بجای اندرون بہ رزق کے آید برت اسے ذوقیوں اسے قطعے رویاہ کے گدھے کے جواب میں کہا کہ رزق کا ڈھونڈنا فرض ہے بس فرمانبرداری حکم کی ہمارے ضرور ہے یہ دنیا عالم اسباب کو بس رزق بے سبب ہمیں مل سکتا لاجرم طلب ضرور چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا قضیت الصلوۃ فانتشر وابتغوا من فضل اللہ جب ادا کرو نماز تو اپنے اپنے کام کو چلے جاؤ اور ڈھونڈنا فضل خدا سے یہ امر سب حق نے کیے ہمیں تو کوئی شیر کی طرح کسی سے کچھ غصب کرنے نہ پائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتا فرمایا کہ رزق کا دروازہ بند ہے اندر دروازہ پر قفل پڑے ہیں یہ حرکت اور آمد شدہ ہماری اور کسب کرنا یہی اس قفل و حجاب کی کنجی ہے جسے اس کنجی کے اس دروازے کے کھلنے کی کوئی راہ نہیں ہے بے طلب کے روٹی کا ملنا سنت اللہ تعالیٰ کی نہیں اگر تو کسی کو یمن کے اندر بیٹھ جائے تو اسے ذوقیوں رزق تیرے پاس خود تو آنے سے رہا

جوابِ حشر کا رویاہ کو

قولہ گفت از ضعف توکل باشد آن بہ در نہ بدہد نان کسی کو داد جان بہ ہر کہ جوید پادشاہے و ظفر کم نیاید لقمہ نان اسے پس بدام و دو جملہ شدہ اکال رزق بہنے پے کسب اندونے حال رزق بہ جملہ راز راق روزے مے دہد بہ قسمت ہر یک بہ پیشش مے نہد بہ رزق آید پیش ہر کہ صبر بہست بہ رخ دکوشت شہا زبے صبرے تست بہ گفت رویہ ان توکل نادرست بہ کم کسے اندر توکل ماہرست بہ گردنا در گشتن از نادانست بہ ہر کسے را کے رہ سلطانست بہ المعنی گتھے نے جواب دیا کہ یہ بات جو تو نے کہی حسب اقتضائے ضعف توکل کے ہے تیرے توکل میں ضعف ہے نہین تو جس نے جان دی ہو وہ روٹی بھی ضرور دے گا خیال تو کر جان آدمی کی کہ طالب پادشاہی اور ظفر کی ہوتی ہے تو اسے پس کیا وہ لقمہ نان بھی نہ پائیگی اس سے بھی کیا کم ہوگی تمام دام و در و رزق ہمیں لیکن نہ کسی کے نیچے کسب لگایا ہے نہ کوئی رزق لا دے پھر تاہر سب کو وہ رزاق

روزمی دیتا ہوا اور ہر ایک کا حصہ ہر ایک کے سامنے رکھتا ہے جس نے صبر اختیار کیا اُس کا رزق اُس کے سامنے بھی آتا ہے لیکن رنج و کوشش یہ سب تیری بے صبری سے ہے پھر رو باہ نے کہا وہ توکل نا ور ہے کم ایسے لوگ ہیں جو اُس سے واقف ہیں بس نادر کے گرد پھرنا اور نادر پر تمسک کرنا نادانی ہے اس لیے کہ ہر کسی کو راہ سلطانی کی کمان ملی ہے یہ تو اُن کا حصہ ہے جو پادشاہ معنے کے ہیں

پھر جواب دینا رو باہ کا گدھے کو

قولہ چون قناعت را پیمیر گنج گفت ہر کسے را کہ رسد گنج نفعت بہ خود بشناس و بر بالا پیر تا نیقے در نشیب شور و شر بہ جد کن اندر طلب سے نما نہ چون نادر سے در توکل صبر ہا بہ اے معنے رو باہ کہتی ہے جب پیمیر نے قناعت کو گنج کہا تو یہ گنج پوشیدہ ہر کسے کو عھوڑی ملا جاتا ہے تو اپنی حد کو پہچانے رہ بہت ادنیٰ اُڑانین مت اُڑے تا شور و شر کی پستی میں نہ پڑے تو طلب میں سعی و کوشش کر اس لیے کہ توکل کے صبر شافہ تجھ میں کسان ہیں

جواب خسر کا رو باہ کو

قولہ گفت خسر معلوس می گوئی بدان بہ شور و شر از طمع آید سوے جان بہ از قناعت ہیچ کس بیجان نہ شد بہ و زحریے ہیچ کس سلطان نہ شد نہ نان زخوکان و سگان نبود در بے کسب مردم نیست این ہاران و بیج نہ آن چنانکہ عاشقی بر رزق و زار نہ ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار نہ گرتو نشا بے بیابے بر درت بہ ورتو بشتا بے دہد و در سرت اے معنے پھر گدھے نے کہا یہ تو اٹھی بات کہتی ہے جان لے کہ شور و شر میں ہر کوئی لالچ سے پڑتا ہے قناعت سے کبھی کوئی مر نہیں گیا اور حرصی بن کے کوئی پادشاہ نہیں ہو گیا گتے سوڑے سے بھی تو روٹی دینے میں در بے نہیں یہ ابرو ہاران تو کسی آدمی کے کسب سے نہیں ہے جو بالکل روٹی کا سامان اور اصل ہے خوب جان لے جیسا تو رزق پر عاشق نا رہے ایسے ہی رزق رزق خوار پر عاشق ہے اگر تو دوڑا دوڑا نہ پھرے رزق ضرور تیرے دروازے پر خود آئے گا اور جو تو دوڑے گا تو جھٹکو در دے گا

حکایت ایک زاہد کی جس نے توکل کا امتحان کیا تھا اور اسباب ترک کر کے شہر سے نکل گیا اور راہ سے دور ایک پہاڑ میں مہجور

ایک پتھر پر سر رکھ کے کہا کہ میں نے خدا پر توکل کیا دیکھوں کیسے رزق
مجھ کو ملتا ہے

قولہ آن کے زاہد شنیدار مصطفیٰؐ کہ بجان آمد یقین رزق خدا بگرتو خواہے ورنہ خواہے رزق تو بے
پیش تو آید و ان از عشق تو بے از براے امتحان این مرد رفت بے در بیابان نزد کو ہی خفت
تفت بے کا بے بہ بینم رزق چون آید بن بے تا توے گرد مرد در رزق ظن بے کار و انے راہ کم کردہ
رسید بے سوے کوہ آن متحن را خفت دید بے گفت این مرد آن طرف چون است عورہ در
بیابان از رہ و از شہر دور بے اسے عجب مرد است یا زندہ است او بے تر سر
بیچ از گرگ و عورہ آمد و دست بروے میزدند بے قاصدا چیزے نگفت آن ارجمند بے ہم نجیب
و نجیب بندہ و انکر از امتحان بیچ او نظر بے بس بگفتند این ضعیف بے مراد بے از مجاہدت سکتہ
اندر او فتاد بے نان بیا و ردند در دیگے طعام بے تا بریزندش بے جلقوم و بکام بے بس بقاصد مرد دندل
سخت کرد بے تا بداند صدق آن میعاد مرد بے رحم شان آمد کہ از بس بینواست بے از مجاہدت
ہالک مرگ و فناست بے المعنی ایک زاہد نے حضرت مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہنا کہ یقینی بات ہے کہ رزق ہر کسی کی جان کے واسطے ضرور آئے گا اگر تو چاہے یا نہ چاہے
رزق تیرا تیرے عشق سے بیشک تیرے سامنے دوڑتا ہوا آئے گا زاہد یہ سن کے
اور امتحان ایک بیابان میں ہو کے پہاڑ کے پاس جا کے خوب گرم و مستعد ہو کے سو رہا
اور دل میں کہا دیکھوں تو کیسے رزق میرے پاس آتا ہے تا جو گمان کہ مجھ کو رزق میں ہے
قوی ہو جائے اتفاقاً ایک قافلہ راہ بھول کے اُس پہاڑ کی طرف پہنچا اور اس ممتحن کو
سوئے دیکھا کہ یہ شخص یہاں کیسا تنگ پڑا ہے اس بیابان میں کہ راہ سے بھی دور ہے
اور شہر سے بھی دور آئے عجب مرد ہے یا زندہ نہ کسی دشمن سے ڈرتا ہی نہ بھیڑیے سے
غرض سب اسکے پاس آئے اور ہاتھ اس پر مارتے تھے اس ارجمند نے قصداً کچھ نہ کہا
نہ خود ہلانا نہ سر ہلایا اور ذرا بھی آنکھ نہ کھولی اُس لئے کہ اپنے امتحان میں محتاسب سب نے
کہا کہ یہ بیمار و ضعیف بھوک کے مارے سکتے ہیں پڑا ہی تو ٹی لائے اور ایک ہانڈی میں کھانا لائے
تو اُسکے منہ اور حلق میں ڈالیں اُس نے قصداً دانت بند کر لیے تا یہ شخص صدق اُس
وعدے کا دریافت کرے یہ دیکھ کر اُن کو رحم آیا کہ نہایت ہی بھوکا ہے بھوک کے مارے
مرتا و مرگ و فنا کا ہو رہا ہے قولہ کا رد آوردند قوم اشتافند بے دند نہاش

راہشکا گفتند: رحمت خداوند ہانش شور باہے فشرودند اندران نان پارہا بگفت اسے دل
 کرچہ خود تن سے زنے ہزارے داسے ونازے مے کئے بگفت دل داخم بقاصد مے کتم
 رازق است اللہ برجان و تمہا امتحان زمین بیشتر خود چون بودہ رزق سوے صابران خود
 مے رود ہا تا بدانے وز توکل نگذرے ہا حرص آوردن چہ ہاشد از خرے ہا بعد ازان بکشد
 این مسکین دہن ہا گفت کردم امتحان رزق من ہا ہرچہ گفت است آن رسول پاک جیب ہا ہست
 حق نیست دروے ہیہ ریب ہا **المعنی** جب اسکے دانت بند دیکھے تو دوڑ کے چھڑی
 لائے اور اسکے منہ کو جو بند تھا پیرا اور پھری سے دانت کھول کے شور با منہ میں ڈالا اور مسکین
 کچھ روٹی کے ٹکڑے بھی لائے تھے جب یہاں تک نوبت پہنچی تو اس نے اپنے دل سے
 کہا کہ اب کیا سبب ہے جو تو خاموش ہو رہا ہے بھید تو تو جانتا ہے کہ اللہ نے رزق
 تیرے منہ میں ڈال دیا پھر بھی ناز کیے جاتا ہے دل نے کہا میں جانتا ہوں کہ اللہ میرے
 جان و تن کا رازق ہے مگر قصدا کرتا ہوں اس سے زیادہ اور امتحان کیا ہوگا بیشک
 رزق صابرون کے پاس خود جاتا ہے تو تو جان مے اور توکل سے الگ نموے
 اور جانے کہ حرص کرنا گدھا پن ہے پھر اس مسکین نے منہ کھولا اور کہا کہ میں نے
 اپنے رزق کا امتحان کیا تھا سو بیشک اس رسول پاک جیب نے فرمایا ہے سب
 حق ہے کچھ شک و شبہ نہیں

پھر جواب رو باہ کا خر کو اور تخریص کسب

قولہ گفت رو باہ این حکایتا ہبل ہا ہستاد کسب زن جہد المقل ہا دست داد ست خدا
 کارے بکن ہا کبھی کن یارے یارے بکن ہا ہر کہ اور کسبے یارے ہند ہا یاری یاران دیگر
 مے دہد ہا ناکہ جملہ کسب نایدازیکے ہا ہم دروگر ہم سقا ہم جانکے ہا چون ہا نیازست عالم
 برستہ را ہا ہر کسے کارے گزیند ہا افتقار ہا طبل خوارے در میانہ شرط نیست ہا راہ سنت
 کارو کسب کرو نیست ہا **اللفاظ** افتقار بالکسر محتاجی **المعنی** پھر رو باہ نے کہا یہ حکایتیں
 چھوڑ اور ہاتھ کسب میں ڈال اور تھوڑی جہد و کوشش تو کر خدا نے تجھ کو ہاتھ دیے ہیں
 چاہیے کہ کچھ کام کر کسب کر اور یاری اپنے کسی یار کی کر جو کوئی کسی کسب میں قدم رکھتا ہے تو اپنے
 اور یاروں کا مددگار ہوتا ہے اس واسطے کہ جملہ کسب ایک شخص سے نہیں ہو سکتے چاہے
 بڑھی ہو چاہے سقا چاہے کوئی جلاہا اور ہر گاہ کہ یہ عالم ایک دوسرے کی شرکت سے

مذکورہ ہر قرار ہے لاجرم ہر کوئی اپنی حاجت سے کام اختیار کرتا ہو طبل خوار ہو یا ہر کسی خوار ہو یہاں شرط نہیں ہے جو چاہے کہ سب سے بچا کے میں ہی کھالوں یعنی سب کام آپ ہی کروں کسی کو کچھ نہ دوں طریقہ سنت یہی ہو کہ کوئی پیشہ یا کسب کرے تا اوروں کو بھی نفع پہنچے

جواب خسرو کا رو باہ کو

قوله گفت خیر از توکل بر ربے ہا من ندانم در دو عالم کسے شکست شکرش را نمی دانم نزدیک بہ تاکشد شکر خدا رزق جدید بخود توکل بہترین کسبماست ہذا لکنکہ در ہر کسب وسنت بر خداست کاے خدا کار مرا تو راست آرد وین دعا است از توکل پر سرار بخود توکل پہنچ بود احتیاج بہ فارغی از نقص و ریح از خراج بہ بحث شان بسیار شد اندر خطاب بہ ماندہ گشتہ از سوال و انجواب بہ بعد از ان گفتش کہ اندر مملکتہ نہی لائقو ابایدے تملکہ نہ صبر و صحرای خشک سنگلاخ بہ حقے باشد جہان حق منراخ بہ نقل کن زینجا بسوے مرغزار بہ میجر آنجا سبزہ گرد جو سبارہ مرغزار سبز مانند تانہ سبزہ رستہ اندر آنجا تا میان بہ خرم آن حیوان کہ آن آنجا رود بہ کاشتر اندر سبزہ تا پیدا شود بہ ہر طرف دروے یکے چشمہ روان بہ اندر ان حیوان مرفہ در مان بہ اسلئے گذرے نے کما میں دونوں عالم میں توکل سے جو اپنے خاص رب پر رکھتا ہوں کوئی کسب بہتر نہیں جانتا ہوں میرا بڑا کسب اُسکا شکر ہے جسکا کوئی مثل نہیں جس سے نیا نیا رزق سامنے آئے یہ توکل خود سارے کسب و پیشوں سے بہتر کسب ہو اس واسطے کہ ہر کسب میں ہی ہاتھ اٹھا اٹھا کے تو دعا مانگتا رہتا ہے کہ اے خدا میرے کام کو ٹھیک کر بس دعائیں توکل ہی کے توجہ بہرے ہیں تو جانتی ہے توکل بڑی بخت شہنہ نہ نقصان کا خوف نہ کسی محصول و خراج کا کھٹکا القصد بڑی بحث اس خطاب میں دونوں کے ہوئی دونوں سوال و جواب سے تھکے بعد اسکے رو باہ نے کہا کہ اس محل ہلاکت میں پڑا ہو تو نے نہی لائقو ابایدے لکھے اے التملکہ نہیں مٹنی مت ڈالو ہاتھ اپنے طرف ہلاکت کے ایسا منراخ ملک حق تعالیٰ کا ہے اور تو ایسے سنگلاخ خشک و صحرای بے گیساہ میں صبر کیئے پڑا ہے تیری بڑی حماقت ہو یہاں سے کسی مرغزار کو چلا جا وہاں نہروں کے آس پاس سبزہ چرا کر وہ مرغزار سبز جو مثل جنت کے ہو جس میں سبزہ کمرنگ جھا ہوا ہو کیا اچھا وہ حیوان ہے جو وہاں جا پڑے جسکے سبزے میں اونٹ سا طویل القامت غائب ہو جائے ہر طرف اس میں چمپر روان اور اس میں حیوان آسودہ اور در لمان قولہ از غرے اور انی گفت

اے لعین بیچون کو نا بچائے چرا زارے چنین کہ کو نشاط و فریبے و فر تو بیچست این لاغر تن مضطر تو بیچ
شرح روحہ گرد و رخ دزد نیست پس چرا چشمت از آن مخور نیست ہا این گدا چشمے داین
ناویدگی ہا از گدائے است نے بکھر گئے بیچون ز چشمہ آمدی چونے تو خشک ہا گر تونات آہوی
کو بوسے مشک ہا گر توے آئے ز گلزار حسان ہا دست گل کو از براے ارغمان ہا دا بچہ
مے کوئی و شر حش مے کنی ہا چہ نشاء تو اما دے سنے ہا اللغات بکھر گئے سردار و سپہ سالار
المعنی مولانا فرماتے ہیں یہ بحث وقیل و قال تو کرتا تھا مگر گدے بن سے یہ نہیں کہتا تھا کہ
اے لعین اگر تو ایسے مرغزار سے ہے تو تو ایسی نار و لاغریوں سے تیری وہ خوشی و فرہی نہ باقی
وہاں کی کہاں ہے اور یہ تن لاغر و مضطر تیرا کیوں ہے تو جو شرح روئے کی کرسی ہے اتر
بجھوٹ اور فریب نہیں تو تیری آنکھیں اُس سے مخور کیوں نہیں ہیں بس یہ گرا چشمہ اور
ناویدہ ہونا تیرا تیری گدائی سے ہے نہ سرداری سے تو تو چشمے میں سے آئی ہے پھر خشک
کیوں ہے تو اگر تونات آہو ہے تو بتا بوسے مشک کہاں ہے اور جو گلزار جنت سے آتی ہے
تو دست گل تیرے پاس بطور تحفہ کیوں نہیں ہیں بہر حال جو کمتی ہے اور جو بیان کرتی ہے اسکا
کوئی نشان بھی تجھ میں لے سکتی ہے سنی بزرگ روشن

اس بیان میں کہ حشر جو بیان کرے اور اسکا اثر اس میں نہ دیکھے تو
قابل شتم رہنے کے ہے اس لیے کہ وہ مقلد ہی

قولہ آن کے پر سید اشتر کہ ہے ہا از کجائے آئے اے اقبال پہ ہا گفت از حمام
گرم گوسے تو گفت خود پیدا است از ناوے تو ہا ماروسے دید فرعون عنود ہا ملتے می خواست
نرے مے عنود ہا دیر کان گفت ہا یستی کہ این ہا تند تر گشتی چہ ہست اور ب دین ہا مجرہ کواثر ہا
گرامر ہا بخوت و خشم خدائیش چہ شد ہا رب اعلیٰ گردیست اندر جلوس ہا بہر یک کرے
چہیست این چا پلوس ہا نفس تو باست نقل است و نبیذ و انکہ روح است خوشہ غیبی بچید
کہ علامات است از آن دیدار نور ہا التجانی منک عن دابر الفور ہا مرغ چون بر آب شورے
مے تند ہا آب شیرین را ندیدہ است او دہد ہا بلکہ تقلید است آن ایمان او دے ایمان را ندیدہ جان
اد ہا بس خطر باشد مقلد را عظیم ہا ازہ و رہن ز شیطان رحیم ہا چون بہ بیند نور حق امین شود ہا
ناضطر بات شک او ساکن شود ہا المعنی ایک شخص نے اونٹ سے پوچھا کہ اے اقبال
قدم بتا تو کہاں سے تو آتا ہے کہا تیرے کوچے میں جو حمام گرم ہے وہاں سے آتا ہوں کہا

میشک تیرے زانوؤں سے خود یہ بات ظاہر ہے بس جیسا جواب لغو اونٹ کا ہے ویسا ہی اس کا
ایجاب ہے طنز کہ کمان کا م کمان اونٹ اور کمان زانو اسکے جیسے یہاں کسی سے کسی بات پر
کئے ہیں تجھاری صورت ہی کہ رہی ہے جیسے فرعون سرکش نے مار کو دیکھا ڈرا اور مہلت چاہی
نرمی کی لیکن اُسکے یہاں جو دانا تھے اُنھوں نے علامتیں ڈھونڈیں اور کہا کہ یہ اگر رب دین ہو
تو چاہئے تھا کہ نہایت تند ہوتا اس سے جیسا کہ اب ہے یہ معجزہ اگر اثر دعا ہے جب اور مانگو
جب اسکی نخوت کیا ہوئی اور شرم خدا کمان گیا جو نہیں ہے اگر وہ رب اعلیٰ ہے تو پھر اُس نے
ایک کیرنے کے لیے یہ کڑو فریب کیوں کیا اور باتیں بنائیں ایسے ہی نفس تیرا جب تک نقل و
شراب ستین ہر روح تیری ایک خوشہ بھی غیبی نہ پائے گی اُس واسطے کہ جو دیدار اُسکا پاتا ہو
وہ نور والا ہوتا ہے اور جدائی ہو جاتی ہے اُس سے اس دار الفروردنیا کی جو مرغ کہ آب شور پر
پھولا ہوا ہے اُس نے آب شیرین کی مدد نہیں دیکھی ہے بس مرغ آب شور کا مقلد ہے کہ اسکی
جان نے صورت بھی ایمان کی نہیں دیکھی بلکہ تقلید اُسکا ایمان ہو لایا بد مقلد کے واسطے بڑے
اندیشے راہ و رہزن یعنی شیطان رجیم کے ہیں اور جو نور حق دیکھ لیتا ہے وہ جملہ اضطرابات شک
سے ساکن ہو جاتا ہے اُسکو اضطراب شک کا نہیں ہوتا قولہ تاکف دریا نیاید سوے خاک نہ
کا صل و آمد بود در اصطکاک نہ خاکیت آن کف غریب است اندر آب نہ در غریبے چارہ نبود
را اضطراب نہ چونکہ چشمش باز شد و ان نقش خواند نہ دیور ابروے دگر دستی نمائند نہ گرچہ بار بارہ خمر
اسرا گرفت نہ سر سری گرفت و مقلد وار گرفت نہ آب را بستود و تابق نبود نہ رخ درید و جامہ
او عاشق نبود نہ از منافق حذر و آمد غروب نہ زانکہ در لب بود نے آن در قلوب نہ بوی سبیش
ہست جز و سبب نے نہ بود و جز از پے آسیب نے نہ حملہ زن در میان
کارزار نہ نشکن صفت بلکہ گرد و کارزار نہ گرچہ مے بینی چو شیر اندر صفش نہ تیغ گرفتہ ہے اندر کفش نہ
دائے آگہ عقل او مادہ بودہ نفس پرستش زوآ مادہ بودہ لاجرم مغلوب باشد عقل او نہ جز سوے
شران نباشد نقل او نہ حملہ مادہ بصورت ہم جریست نہ آفت او نہ چو آن خرد و خریست نہ اللغات
اصطکاک وہ آواز جو بر ہم کرنے دو چیز سے کٹے تائیں بروزن و سنے شایق المعنی جب تک
جھاگہ دریا کی خاک کی طرف نہیں آتی جو اصل جھاگوں کی ہے اصطکاک میں رہتی ہیں سینے شور و
اضطراب میں اور ظاہر کہ پتھروں پر پانی گرنے سے جھاگہ اٹھتی ہیں اور شور بھی ہوتا ہے
در حقیقت جھاگہ خاکی ہیں پانی میں ایسی ہیں جیسے مسافر پھر مسافر کو مسافت میں

اضطراب سے کیا چارہ ہے اور جب اسکی آنکھیں کھلیں اور اس نقش کو پڑھائیں اپنے اصل کو جانا پھر
 دیو کا اسپر قابو نہیں رہتا ایسے ہی یہ گدھا تھا اگرچہ اس نے روباہ سے بھید کی باتیں کہیں لیکن
 برسی کہیں اور مقلد کی طرح پانی کی تعریفیں تو کہیں مگر شائق اسکا نہ تھا اٹھ نچا کپڑے پھاڑے
 لیکن عاشق اسکا نہ تھا منافق تھا اور منافق کا عذر رد ہوتا ہے نہ خوب اس واسطے کہ وہ عذر
 اس کے لب میں ہے نہ قلوب میں اور جو بات دلی نہیں ہوتی مردود ہوتی ہے اس لیے کہ
 بوسیب کی تو اس میں ہر مگر جز سبب کا نہیں ہو جس بوجہ اس میں سبب کی ہر وہ آسیب ہی آسیب ہے ہر عورت
 اگر صفت جنگ میں حملہ کرے تو حملہ اسکا صفت شکن نہیں ہوگا بلکہ کام اور لڑائی دونوں خراب ہونگے
 اگرچہ تو اسکو ایسا صفت جنگ میں دیکھے جیسے شیر تیغ ہاتھ میں لیے ہوئے یہ دونوں شعر
 تمسید واسطے اشعار مابعد کے ہیں پس دے اس شخص پر جس کی عقل مادہ ہو اور نفس زشت
 اسکا نرا مادہ کہ ضرور ہی عقل اسکی مغلوب ہوگی اور اسکی نقل خاص زبان کاری کی طرف ہوگی سوا
 زیاں کاری کے کچھ نہیں حملہ مادہ کا اگر بظاہر جری ہے لیکن آت اس کی مثل اس خرقے
 خری میں ہے قولہ وصف حیوانے بود بر زن فزون نہ زانکہ سوسے رنگ و بودار در کوٹ
 اے خنک آن کس کہ عقلش نہ بودہ نفس زشتش مادہ مضطر بودہ عقل جزویش نو غالب بودہ
 نفس آتے را حذر و سائب بودہ رنگ و بوسے سبزہ زار آن خرسنیدہ جملہ جہتہ از طمع
 اور سیدہ تشنہ محتاج مٹر شد و ابر نے نفس را جوع البقرہ صبر نے ہا اسپر آہن بود
 صبر اے پسر حق نوشتہ بر سپر جاوا الظفرہ صد دلیل آرد مقلد در بیان ہا از قیاسے گوید اور
 زوعیان ہا مشک آلودہ است اما مشک نے ہا بوسے شکتش وے جزویشک نے ہا
 تاکہ پیشکے مشک گرد دے مرید ہا سالما باید دران روضہ چرید ہا کہ نباید خورد و جو انچون حشران ہا
 آہوانہ درختن چار غوان ہا رو بھراے ختن با آن نفرہ جزو فضل یا سمن یا گل خوردہ معدہ را نوکن
 بلان ریجان و گل ہا تابا بے حکمت قوت رسل ہا خوے معدہ زین کہ وجہ باز کن ہا خوردن
 ریجان و گل آغاز کن ہا معدہ اتن سوے کمدان نے کشد ہا معدہ دل سوے ریجان می کشد
 ہر کہ کاہ و جو خورد و سربان شود ہا ہر کہ نور حق خورد و ستر آن شود ہا نیم تو مشک است و شمع
 پیشک ہین ہا ہین میفرایشک افز مشک چین ہا آن مقلد صد دلیل و صد بیان ہا بر زبان آرد ندارد
 بیج جہان ہا چونکہ گویندہ ندارد جان و نہر ہا گفت اورا کے بود برگ و ثمر ہا نے کند گتلخ
 مردم را براہ ہا و بھان لزان تر بہت از برگ کاہ ہا گر حدیش نیز ہم ہا نہر بودہ در حدیش

رنگ ہم مضمر بودہ اللغات رنگوں میں کرنا جو عالبق ایک مرض ہے جس میں تمام
اعضا بھوکے ہو جاتے ہیں کتا ہی کھائے سیر نہیں ہوتا اس لئے فرماتے ہیں وصف حیوانے
عورت میں زیادہ ہوتا ہے اس سبب سے کہ اسکی رغبت و میل رنگ و بو کی طرف ہوتی ہے
بس کیسا خوش اور آرام میں وہ شخص ہے کہ جس کی عقل نرم ہے اور نفس بد اسکا مادہ مضطر ہے
عقل جزوی تو اسکی زور غالب ہے اور نفس جو مونث ہے اسکی خرد کی نیست و نفی کنندہ اس
کدھ کی عقل بھی مونث تھی اس سبزہ زار کا رنگ و بو سنتے ہی جملہ جنتیں اسکی مارے طمع کے بھاگ گئیں
حالانکہ یہ تو تشنہ اور محتاج باران کا ہوا اور وہاں ابھی نہیں نفس مونث کو جو عالبق تھی اور اسکو
صبر ہی نہ تھا آئے پیر میر لوہے کی سیر ہے حق تعالیٰ نے اس سپر پر جا بظفر لکھ دیا ہے
یعنی جہان صبر آیا بس خف ریاب ہوا مقلد کی عادت ہے کہ سیکڑوں دلیلین اپنے بیان میں لانا کر
مگر سب تیا س سے کتا ہے نہ انکو کا دیکھا ہوا وہ دلیلین ہیں تو شک اکودہ یعنی فصاحت
و بلاغت کے ساتھ لیکن شک نہیں تو شک کی تو اس میں ہے شک اکودہ ہونے
سے مگر سوا سے پیشک کے کچھ نہیں آب اسے مرید اگر چاہے کہ یہ پیشک شک ہو جائے
تو ہر سون روئے عشق میں چرنا چاہئے کھانسی دانگدھون کی طرح چرنا چھوڑ کے آہو کے مثل ختنین
ارغوان چر اور صحراے فتن کو اس نفس کے ساتھ جو پیر ہے جا اور سواے لونگ اور سمن
اور گل کے اور کچھ مت کھا کہ ان سب سے مراد ذکر یا انوار و ارادات قلبی ہیں تو اپنے معدے کو
خوگر اسی ریحان و گل کا کر تو حکمت اس قوت کی جو رسولوں کا ہے حاصل کرے اس
کھانسی دانے سے عادت معدے کی توڑ دے بس ریحان گل کھانا شروع کر دے تو
خیال نہیں کرتا معدہ تن کا تھکوکہ ان کی طرف گھسیٹتا ہے اور معدہ دل کا ریحان کی
طرف کھینچتا ہے دیکھ تو گاہے بکری جو دانہ کھانسی خوب کھاتی ہیں تربان کی جاتی ہیں اور
جو نور حق کا کھاتا ہے قرآن ہو جاتا ہے اسے کتاب اللہ جو مستدام ہے ظاہر ہے کہ
نصف تیرے جسم کا شک ہے اور نصف شک بس خبردار ہو پیشک مت بڑھائے شک
چین بڑھا مقلد کی مت سن گو سیکڑوں دلیل اور سیکڑوں بیان اپنی زبان پر لائے اسلئے
کہ وہ سب بجان ہیں ذرا جان نہیں کیونکہ جب گویندہ ہی جان و سر سے خالی ہی تو اس کے
کلام و بیان میں برگ و ثمر کمان سے آئینگے ہر چند گستاخ ہو کے لوگوں کو اپنی راہ پر لگاتا ہو
لیکن جان کے ڈر سے تنکے کے مثل کانپ رہا ہے بلکہ تنکے سے

بھی زیادہ اگرچہ باتیں کسی کی ہی بظاہر یا فروزیب ہوں لیکن ان میں بھی وہ لرزہ ضرور
پوشیدہ ہوگا

فرق در میان سخن کامل و حاصل و سخن نامع مثلہ جواب اپنے
اور پر لگائیں

قولہ شیخ نورانی زہرہ کہ کندہ یا سخن ہم نور را ہر کہ کندہ بہر کن تاست نورانی شود
تاحتش را شود نورش روے بہر چہ در دو شباب جو شیدہ شود بہ در عقیدہ طعم دو شالبش بود
از گز روز سیب و بہر گز گردگان بہ لذت دو شباب یا بے توازان بہ علم چون در نور حق
نہر غرہ شدہ پس ز غفلت نور یابد قوم لد بہ ہر چہ کوئی باشد انہم نور پاک بہ
کاسمان ہر گز نہار و سنگ و خاک بہ آسمان شواہر شوباران بہار بہ نادان بارش
آئندہ ہو و بکار بہ آب باران باغ صدر رنگ آورد بہ نادان ہمایہ در جنگ آورد بہ
باز گردم سوے آن رو باہ و حشر بہ تاجران از راہ رفت آن حشر مگر بہ اللغات
تہ نہر غرہ سرشتہ و پیچیدہ دو شباب شیرہ انگور و خراجس پر ایک شب گذر کے ترش ہو گیا ہو
لذمع الدر کشش ناودان ہندی پر نالہ اسلئے جو شیخ کہ نورانی ہے اسکو ڈھونڈو وہ تجھ کو
راہ راست سے آگاہ کرے گا اور جو جواب دے گا اسکے ساتھ نور ہوگا تو کوشش کر اور ایسے
نورانی کا عاشق بن جس کی بات کا نور روی ہو وروی وہ حرف جس پر بنا قافیے کی ہوئی ہو
مطلب یہ کہ نور انکی بات کے ساتھ لگا ہوا ہے قاعدہ ہے جو چیز دو شباب میں جوش
کیجاتی ہے وہ عقیدے میں طعم دو شباب کھاتی ہو چاہے اس میں گز ہو چاہے سیب چاہے
میں چاہے گردگان سب سے تولدت دو شباب ہی کی پائے گا ایسے ہی علم بھی جب نور حق
میں سرشتہ و پیچیدہ ہو گیا تو اس علم سے کسی ہی کوئی قوم سرکش ہو ضرور نور پائے گی
اور جو کچھ تو کہے گا وہ بھی نور پاک ہوگا کس واسطے کہ آسمان سے خاک پھر نہیں برستے ہیں
بس تو آسمان ہو جا اور ہو جا اور باران پر سانہ مثل پر نالے کے کہ وہ بھی بارش تو کرتا ہے
لیکن کسی کام کی نہیں آب باران سے تو باغ سیکڑوں رنگ کے رنگ لاتا ہے اور
آب پر نالہ سے اکثر بیڑوسی رٹنے کو مستعد ہوتا ہے آب ہم پھر حکایت رو باہ و حشر
کی طرف لوٹیں کہ وہ رو باہ دیکھو تو کسی اس گدھے کو راہ سے بے راہ لے گئی

عاجز ہونا گدھے کا رو باہ کے ہاتھ میں حرص علف کے

قولہ شدہ نسبت بروہ جملہ کردہ چون مقلد بد فریب اور بخوردہ غلط ادراک و بینائی ہذا شستہ ہوا و نام
روہ پر دست گماشت باوص نمودن آن چنان گردش ذلیل ہوا کہ زویش کردہ بایا نقد و دلیل
المعنی گذرے نے دوین با روہاہ پر حملہ کیا لیکن مقلد غافل فریب میں اس کے اگر آہو کہ غلط
ادراک و بینائی کا اس میں نہ تھا روہاہ کے فریب نے اس کو سیکھتے میں ڈال دیا عرض غلط تو اسی
ایسا اس کو ذلیل کیا کہ یا نسو دلیلین لا کے عاجز کر دیا

حکایت مخنث کی اور پوچھنا لو طحی کا اس سے حالت لواطت میں کہ تیری
کمر میں خنجر کیوں ہے کہا اس واسطے کہ اگر میرے ساتھ بداندیشی کرے
تو اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں لو طحی اس پر آمد و شد کرتا تھا اور کہتا تھا
الحمد للہ میں نے تیرے ساتھ کوئی بداندیشی نہیں کی شہریت میں
بیت نیست اقلیمت ہزل من ہزل نیست تعلیمت ہذا ان اللہ
لا یتحیی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقہا اس تفسیر میں جو منکر تھے
ما ذرا ادا اللہ ہذا مثلاً بس فرمایا کہ ہم نے یہ چاہا یا بصل بہ کثیرا و یمدی
بکثیرا کہ ہر فتنہ مثل میزان کے ہے بہت اس سے سرخرو
ہوتے ہیں اور بہت زور و اگر تو اس میں تامل کرے گا تو بہت
نتائج شریف پائے گا پس سمجھ او جس نے سمجھا اس کو اللہ السلام
کرنے والا ہو اور سلام

قولہ گندہ مالو طے در شانہ بردہ سرنگون آگندہ دروے نے فساد از میانش خنجرے دید آن
لعین پس بگفت اندر میانست چہ است این بگفت آنکہ با من از یک بدشش بد بیندیشد بر دم
اشککش بگفتند لو طحی حمد شد ناگہ من بد بیندیشیدہ ام با تو فیض بد چونکہ دروے نیست خنجر یا چہ سودہ
چون عمار دول نماز و سود خود از سطلے میراث دار کے ذوالفقار بد بازو سے شیر خدا
ہستست بیارہ گرسو نے یاد دارے از صبح بد کوب و دندان عیسے اے و قبح بد کشتی سادی
ز تو در لعل و فتوح بد کو یکے ملارج کشتہ چو نوح بد بت شکستی گریم ایما ہیسسم وارہا کو بت تن
خدا کردن بنارہ گرد دلیلت بہت اندر فعل آری تیغ جو میں با بدو کن ذوالفقار بد آن وسیلے
کو تر مانع شود از عمل آن نعمت صانع شود اللعاست کو زریعہ پر آگندہ کرنا اور تقسیم کرنا
فتوح کشائش و شادی و قبح بے شرم المعنی پوشیدہ نہ رہے کہ اس حکایت کی

سُرخِ مین جو ایک شعر اور آئیہ کریمہ ایراد فرمائی ہے اس نظر سے ہے کہ کوئی حکایت کی ہزل پر مقرر نہیں بلحاظ اسکے کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لایستجی ان یضرب مثلاً ما یوحیہ
 فما یوقھا فالذین آمنوا یعملون انہ الحق من ربہم واما الذین کفرو فلیقولون ما ذا اراد اللہ بهذا
 مثلاً یفضل بہ کثیرا وید سے بہ کثیرا بیشک اللہ نہیں شر ماتا ہے مثال دینے سے کسی مثال ٹھہر
 وغیرہ یا اُس سے زیادہ کے سو جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے
 اور اُن کے پروردگار کی طرف سے ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہیں گے کیا ارادہ کیا
 اللہ نے اس مثل سے اور وہ گمراہ کرتا ہے اُس سے بہتوں کو اور ہدایت کرتا ہے بہتوں کو چنانچہ
 مولانا ج بھی فرماتے ہیں کہ ایک گندے کو ایک لوطی گھر میں لے گیا اور اُسکو سرنگوں کیے اغلام
 کرتا تھا اُس تعین نے اُسکی کریمین ایک خنجر دیکھا پوچھا یہ خنجر تیری کریمین کیوں ہے کہا اسولے
 کہ اگر کوئی بد منش میرے ساتھ بداندیشی کرے تو اُسکا پیٹ پھاڑ دوں تو اُسکی نے کہا الحمد للہ
 کہ میں نے تیرے ساتھ کوئی بدی اور بداندیشی اپنے پیشے میں نہیں کی ہے اب مقولات
 مولانا ج کے ہیں کہ اگر کوٹھمیں مردی نہیں ہے تو کتنے ہی خنجر ہوں اُن سے کیا فائدہ اور
 دل نہیں رکھتا ہے اور خود رکھتا ہے تو خود محض بے سود ہر ہم نے مانا کہ ذوالفقار حضرت علی سے
 تیری ہی میراث میں چلی آتی ہے لیکن بازو شیر خدا کے سے بھی تو لا با افرض تو نے افسون حضرت
 سچ سے یاد کیا اگر اے بے شرم مسیح کے سے لب و دندان بھی تو پیدا کردہ لب و دندان تیرے
 کہاں ہیں تو نے خنجر کر کے خوشی سے نوح کی سی کشتی بنائی لیکن کوئی ملاح نوح سا تیرے
 پاس کہاں ہے اور منہ بھی کیا کہ تو نے ابیہیم کی طرح بت توڑا لیکن اُس تن کے بہت کو
 آگ پر فدا کیا ہے اگر تیرے پاس دلیل ہے تو اپنے فعل میں اُسکو لایئے اُس پر
 عمل کر تو یہ تیغ چوہین تیری بدولت اسکے ذوالفقار ہو جائے اور جو دلیل کہ تیری مانع ہوئے اور
 عمل نہ کرنے دے اُسکو جان لے کہ یہ ایک بلا صانع کی طرف سے ہے تجھ پر ہی ہے قولہ خائفان
 راہ را کردے ولیہ از ہمہ لزان ترے تو زیر زیر ہر ہمہ درس تو کلے سے سکنے
 وہ ہوا تو پشہ مارگ میز نے بے غنٹ پیش رفتہ از سپاہ ہر دروغ ریش تو گیرہ گواہ
 چون ز نامر دے دل آگندہ بودہ ریش و سبلیت موجب خندہ بودہ تو بکن اشک باران چون
 مطہر ریش و سبلیت را ز خندہ باز دختہ داروے مردے بخور اندر عمل پناہ شوی
 خورشید گرم اندر محل ہر مودہ را بگذارو سوے دل حرام ہر ناگہ بے پردہ ز جوی آید سلام

رستمی گریادت غنجر بکیرہ در بحرے مانے چادر بکیرہ رستمی گریائے جو شن بہوش بہ در بحرے
 مانے رو کون نمدوش بیک دو گامے رو توکل ساز خوش بہ ۲۲ تر عشق کشت اندر برش
 بر سر میدان چو مردان پادارہ تا بگردے بتلا در پائے دار بہ تاکہ از جامہ زنان ہجون زنان بہ
 در صفت مردان در آنچون سنان بہ اسلمے جو لوگ اس راہ میں ڈرتے تھے انکو تو نے
 اپنی باتوں سے دلیر کر دیا اور ان سب سے زیادہ تو چپکے چپکے ڈر رہا ہے اور کا پنتا ہے
 سب کو سبق توکل کا پڑھانا ہے گویا اڑتے پھسر کی فصد کھولتا ہے آے محنت تو نے محنت
 ہو کے سب سپاہ سے قدم آگے بڑھایا تیری ریش کے دروغ پر خود گواہ گرفت کرے گا
 جب نامردی سے دل بھرا ہوتا ہے دائرہ موچندہ دونوں سبب خندہ کی ہوتی ہیں خوب تو بہ کر اور
 دھند کی طرح اشک برسا اور اپنی دائرہ موچندہ سے چھڑا اپنے فعل و عمل کے لیے
 وہ دوا کھا جس سے تو فعل و عمل میں مرد ہو جائے اور جیسے خورشید برج حل میں جا کے
 گرم ہو جاتا ہے ایسا ہی گرم ہو جائے معدے کو چھوڑ دل کی طرف رجوع ہوتا ظاہر ہے پردہ حق
 سے تھکوا سلام آئے اگر رستم بنا چاہتا ہے غنجر بکیرہ اور جو چیزی کی طرف راغب ہے چادر
 اوڑھ لے جیسا کہ طالب الدنیا مونث و طالب الحقہ محنت و طالب الموتی مذکر اگر رستمی
 کی طرف مائل ہو جو شن بہن ادا اگر چیزی کی طرف جھکا ہوا ہے جا کون بیچنا پھسر دوا یک قدم
 چل اور اچھی طرح توکل کرو عشق اُسکا تجھے بفلک ہوئے مردوں کی طرح بر سر میدان
 کھڑا ہو تو پائے دار میں بتلا ہوئے کتب تک عورتوں کے کپڑے عورتوں کی طرح پہنے
 رہے گا مردوں کی صفت میں شل سنان کے داخل ہو

غالب ہونا مکر و باہ کا گدھے پر اور لیجانا اس کا

قولہ روبہ اندر چارہ پائے خود فشر دیش خبر گرفت و بیش شیر بردہ مطرب آن خالقہ کو تاکہ
 تفت بہ دفت زہد کہ خبر گرفت و خبر گرفت بہ چونکہ خرگوشے برد شیرے بچاہ بہ چون نیا درو بھی
 جند تا گیاہہ گوش لب بند و افسونہا خورہ جز فسون آن وے داد گردہ آن فسون خوشترانہ
 حلاوے او بہ ناکہ صد حلاوت خاک پائے او بہ خماسے خسروا نے پر زے بہ نایہ بردہ از
 دم لبھائے وے بہ عاشق مے باشند آن جان بید بہ کوئے لبھائے لعلش را ندید بہ آب
 شیرین چون نہ بیند مرغ کور بہ چون نگر دگرد چشمہ آب شود بہ سوئے جان سینہ را
 سینا کند طوطیان کو را بینا کند بہ خسرو شیرین جان نوبت درہ است بہ لاہرم

در شہر قندازان شدہ است بنو سغان غیب شکرے کشندہ تنگہاے قند و مصرے سے چشنند
 اشتران مہر مارو سوے راست بنو نوبداے طوطیان بانگ در است بالغات ورا کھنڈ
 اٹھنے فرماتے ہیں اس رو باہ نے ایسا قدم اس تدبیر میں جمایا کہ آخر ڈڑھی گدھے کی پکڑ کے
 شیر کے پاس لے ہی گئی اب فرماتے ہیں مطرب اس خالقہ کا کہان ہو جو گرا گرم دف بجا کے
 کے کہ خبریت خبر رفت اسکا قصہ اگلے دفتر میں مذکور ہو چکا ہے اور ہے بھی تو یہ کہ جب خرگوش
 شیر کو گنوئین پر لے گیا تو رو باہ گدھے کو گھانس تک کیوں نہ لے آئی اسکا قصہ بھی
 دفتر اول میں گذرا آئندہ مقولات ان کے ہیں تو اپنے کان بند کرے اور کسی کے
 افسون میں مت آسو اے افسون ولی دادگر کے اس کے وہ افسون خوشتر از حلاویہاں
 کہ سیکڑوں جلوے اس فسون کی خاک پاہن یہ خم خسروانی پرازے اسکے لب میگون
 سے مایہ پائے ہوئے ہیں لیکن عاشق اس سے کی وہ جان بید و دور افتادہ ہے
 جس نے کہ شراب اُن لب لعل کی نہ دیکھی جو مرغ کا نہ صا ہے اور آب شیریں اس نے نہیں دیکھا
 وہ اندھا گرد آب شور کے کیسے نہ پھرتے مگر سوئے جان کا وہ ہے جو سینے کو طور سینا بناتا ہے
 جس پر تجلی حق کی پڑی تھی اور اندھ صی طوطیوں کو بینا کرتا ہے خسرو شیرین جان سے نوبت بجادی ہو
 اسی سبب سے اس شہر میں قندازان ہو رہا ہے معمول ہے کہ سوداگر جب کوئی متاع گران
 بہا لاتا ہے تو نقارہ واسطے اطلع خریداروں کے بجاتا ہے غیبی یوسف جو انور تجلیات ہیں
 لشکر کشی کرتے ہیں اور گویند قند و مصری کی چکھتے ہیں اور مصر کے اونٹ ہماری طرف
 متوجہ ہیں اسے طوطیوں کو آواز ان کے گھنٹوں کی منو قولہ شہر ما فر واپہ از شکر شود بن شکر از ان
 است و از ان تر شود و در شکر غلطید اے حلوایان بنو طوطی کورے صفرائیان بنے شکر
 کو بیہ کار نیست دیس بن جان بر افشانید یا رانیست دیس بن یک ترش و در شہر ما اکنون
 نمائد بن چونکہ شیرین خسروان را بر نشانہ نقل بہ نقل است و سے برے ہلا بن ہمارہ
 رو بہ زن بانگ صلابہ سرکہ نہ سالہ شیرین سے شود بن سنگ مرمر لعل زمین سے شود بن آفتاب
 اندر فلک و سنگ زنان بنو ہا چون عاشقان بازی کنان بن چشمہا مخمور شد اسبزو نار بن
 گل شکوفہ سے کند بر شاخسار بن چشم دولت سحر مطلق سے کند بن روح شد منصور انا الحق سے زند بن
 شد بن یوسف آن زلیخا نو جوان بن عشرت از سر گہ خوش خوش شادمان بن آتشے اندر دل
 خود بر سر و زبہ و رخ چشم بد سپند رائے بسوز بن کو بحال خویش تن سے باش شاد بن تا بیا بے

در جهان جان مراد با گر خری نامے بر در وہ دسر تو گر بگو بر تو خرم باش و غم مخور بمعنی شکر ہمارا
کل کو شکر سے بھر جائے گا ویسی ہی شکر بیان ارزان ہے اور زیادہ ارزان ہو جائے گی آب
اسے حلوائی تو تم شیرینی میں لوٹو مثل طویون کے حلوائی مراد خوش اخلاقوں سے اور کوری ہے
صفرائیوں کو صفرائی ترخو کوری اس سبب سے کہ شکر صفاوی کو مضر ہے آب نیشکر جابو بس بھی کام ہے
اور جان قربان کر دے یا یہی ہے کوئی ترش ہمارے شیریں اب نہیں رہا کہ شیریں نے
اپنے خسرو بٹھا دیے جن سے سب شیریں کا ہو گئے آب نقل بر نقل ہے اور مے بر مے دونوں
بافراط خبر دار ہو مٹا رہے پر چٹھو جا اور بانگ صلا کی پکار دے کہ آؤ تو سرکہ نو برس والا پڑانا
شیریں ہوتا ہے اور جو سنگ مرمر ہے لعل ندین ہوتا ہے آفتاب آسمان میں تالیان بجاتا ہے
ڈرے عاشقوں کی طرح لوٹ پوٹ ہونے میں چشم دولت کی سحر مطلق کرتی ہر روح منصور ہو گئی غور
انا الحق کا مار ہی ہے یوسف سے وہ زلیخا جو بڑھی پرانی تھی کہ مراد روح سے ہے نوجوان ہو گئی
آب توا سر و عشرت اختیار کی بڑی خوشی و شادمانی سے یوسف مراد معشوق حقیقی سے ایک
آگ اپنے دل میں بھڑکا اور واسطے دلچشم بد کے سپند جلا تو اپنے حال میں شاد رہ تو چہاں
جان میں اپنی مراد پائے اگر گدھے کی رو باہ عقل کاٹے لیے جاتی ہے لے جانے دے
بلکہ کہدے بجا تو گدھا مت بن اور اسکا غم مت کھا

حکایت اس شخص کی کہ خوف سے ایک گھر میں گھس پڑا صاحب خانہ نے
پوچھا کیا خوف ہے کہا کہ سے بیگار پکڑے ہیں کہا تو گدھا نہیں ہے
بھسر کیون ڈرتا ہے

قولہ آن کے در خانہ ناگہ گرخت ہند و دلب کو دورنگ ریخت ہ صاحب خانہ گفتش غیر مست
کہ ہے لرز و ترا چمن پر دست ہ واقعہ چون است چون بگرختی ہ رنگ رخسارہ بگو چون
ریختے ہ گفت بہر سرخہ شاہ حرون ہ خرم ہے گیرند از مردم برون ہ گفت سے گیرند خراس
جان گم ہ چون نہ خرو ترازین چیست غم ہ گفت بس چند و گرم اندر گرفت ہ گر خرم گیرند
ہم بنو شکفت ہ بہر خرم گیرے بر آوردند دست ہ جد جہ تیز دم ہ خاستست ہ چونکہ بے تمیز
مایان سرور ہ صاحب خرم را بجائے خبر نہ نیست شاہ و شہر مایہودہ گیر ہ است متمیزش
سمیع است و بصیر ہ آدے باش و زخ گیران ترس ہ خرم آدے عیسے و ددان ترس ہ چرخ
چارم ہم نواز ہ پرست ہ حاش ہ کہ مقامات آخر مست ہ نور چرخ و اختران ہم بر ترے ہ

گرچہ بہر مصلحت در آخرے ہیر آخردیکر و خردیکرست ہنے ہر آنکو کاندرا آخر شد خست ہ المصنی
 ایک شخص ناگاہ ایک گھر میں بھاگ کے گھس گیا اور یہ حال کہ ٹھہر زرد ہو ٹھہ نیلے رنگ اڑا ہوا
 صاحب خانہ نے دیکھ کر کہا خیر ہے کیون تیرے ہاتھ پوڑھوں کی طرح کاپتے ہیں کیا واقعہ ہے
 جس سے تو بھاگا اور تیرے ٹھہ کارنگ کیون اڑا ہوا ہے کہا باہر لوگ بادشاہ سرکش کے
 واسطے گدے لوگوں کے بیگار پکڑتے ہیں کہا اے جان عم جب تو گدھا نہیں ہے تو
 تجھ کو کیا غم ہے تو جا آخر وہ تو گدھے پکڑتے ہیں کہا وہ بڑی جدو جہد میں ہیں گویا خود ہی جہد میں
 اور نہایت گرم ہیں اس پر دھک دین اگر تجھی کو گدھا فرض کر لیں تو ان سے کچھ عجب نہیں
 ان لوگوں نے گدھے پکڑتے ہیں ہاتھ نکال ہے ایسا کہ جد ہی جد ہے تمیز بھی اٹھ گئی ہے اور
 جب کہ ہمارے سردار ہی بے تمیز ہیں تو ایسا نہو کہ میں صاحب جس کو بجائے خر کے لیجاؤں
 آپ مقولات مولانا رح کے ہیں کہ ہمارا شہر اور ہمارا شاہ یہودہ گہر نہیں ہے بلکہ
 اسکو تمیز ہے اور سمیع دبصیر ہے تو آدمی بن پھر خر گیر دن سے مت ڈر تو گدھا نہیں ہر
 عیسے وقت ہے تو ہرگز مت ڈر تیرے ہی نور سے چوٹھا آسمان بھرا ہے حاش شد تیرا
 مقام یہ آخر نہیں ہے تو تو چرخ اور جہلہ اختر دن سے برتر ہے اگرچہ مصلحتاً چندے اس آخر
 میں ہے خیال تو کر میرا خراور ہو اور خراور ہے نہ یہ کہ جو کوئی آخر میں گیا وہ خر ہے قولہ میرا خراور چہ
 در آخر کو نہ ہر کہ اور آخر کو نہ جہد بود چہ در افتادیم در دنبال حشرہ از گلستان گوے وز
 گھماے ترہ از اندازہ ترہ و شمشاخ سبب ہر شراب و شاہان بے حیب ہیا انان بازان
 کہ بکان پروردہ ہم نگوں اشکم ہم آسان سے چرہ رضا لان دریا کہ موجش گوہرست ہگوہر شش
 بینندہ بینش درست ہیا ازان مرغان کہ گھن مے کنند بیضا ز دین و سیمین مے کنند ہ
 نرو ہارتا یست نہمان در جہان ہ پایہ پایہ تا عنان آسمان ہ ہر گرہ زار و دبانے دیکرست ہ
 ہر روش را آسمانے دیکرست ہ ہر یکے از حال دیگر بخیر ہ ملک با پنا و بے پایان و سر ہ
 این دران حیران کہ اواز نیست خوش ہ دان درین خیر کہ حیرت چیتش ہ صحن ارض اللہ واسع
 آمدہ ہ ہر درختے از سینے سرزدہ ہ بدورختان شکر گویان برگ و شاخ ہ کہ زہے ملک و
 وزہے عرصہ و سرخ ہ این سخن پایان ندارد کن رجوع ہ سوے آن رو باہ و شیر
 و سقم جوع ہ اللغات عنان ذاع آسمان وابر المصنی بتائید صدر پھر فرماتے ہیں کہ میر
 آخر اگرچہ آخر میں ہو لیکن اسکو جو کوئی خر کے وہ خود خر ہے اب فرماتے ہیں عجب حال ہر

کیسے ہم خرد کے تیجے پر ٹپکے ہیں کہ خرد ہی کا ذکر کیجئے جاتے ہیں اسے دل اسکو چھوڑ کچھ گلستان کا
 یا گلون شرد تازہ کا یا انار و ترنج اور شلخ سیب کا اور شراب و معشوقون بے حساب کا ذکر کر
 گلستان عبارت جنت سے ہے یا ان ہازون کا ذکر جو کبک پرور ہیں کہ اپنے شکم کو نگون
 کیے ہوئے ہیں اور سہل طور پر چرتے ہیں کہ عبارت انہیا سے ہے یا اُس دریا سے کچھ کہ
 جس کی موج گوہر ہے اور گوہر اسکے بیان کرنے والا بیش در ہے بس دریا سے ارادہ
 کتاب اللہ کا ہے یا ان مرغون سے جو گھوڑا گریدتے ہیں اور انڑے زرین و سیمین دیدیتے ہیں
 جن سے مرغ زرین اور سفید پیدا ہوتے ہیں یہ سب سیڑھیاں جہان میں چھپی ہوئی ہیں اور
 پایہ پایہ حوالی آسمان تک ہیں پھر ایک آسمان کی گرہ سے دوسرے آسمان
 کی گرہ تک ہر گرہ کی دوسری سیڑھیاں ہیں اور ہر روش کا آسمان دوسرا ہے ہر ایک
 ایک دوسرے کے حال سے پیچھے اور ہر ایک ایک ملک پہنا و منساخ جس کی نہ حد نہ سرا
 یہ تو اُس ہیں حیران کہ یہ کس بات میں خوشش اور وہ اس پر حیران کہ یہ حیران ہے کیوں ہے
 ایسے ہی سخن زمین کا نہایت وسیع ہے جیسا کہ فرمایا ارض اللہ واسعہ اور ہر درخت نے
 زمین سے سدا کا لا اور درختوں پر شاخ و برگ جو شکر خدا کا کہ رہے ہیں کہ عجب ملک ہے اور
 عجب میدان فراخ آب فرماتے ہیں اس سخن کی تو نہایت نہیں لہذا تو حکایت شیر و روباہ
 اور سقم بھوک کی طرف رجوع ہو کہ بھوک سے کیا سقم پیدا ہوا

یہ جانار و روباہ کا خرگوسا منے شیر کے اور جبت کرنا خر کا شیر سے اور
 عتاب روباہ کا شیر پر کہ کیوں جلدی کی اور خوشاد شیر کی کہ اب کی دفعہ
 پھر اسکو لگا کے لا

قولہ چونکہ روباہش بسوے مرغ بروہ تا کند شیرش بحملہ خرد مردہ دور بودار شیر و آن شیر ز نبرد
 تا بہ نزدیک آید آن صبرش نکر دہ گنبدے کرد از بلندے شیر ہول نہ خود نمودش
 قوت امکان حول نہ خرد و ورش دید و برگشت و گریخت نہ تاباے کوہ تا زان نعل
 ریخت نہ گفت روبہ شیر را نے شاہ ما نہ چون نکر دے صبر و وقت دعا نہ تا بہ نزدیک تو
 آید آن غوے نہ بس بانک حملہ غالب شوے نہ مکر شیطانست تعجیل و شتاب نہ لطف
 رحمانست صبر و احتساب نہ در بود و حملہ دید و گریخت نہ ضعف تو ظاہر شد و آب تو ریخت نہ
 گفت من پنداشتم بر جاست زور نہ خود دم از ضعف خود نادان و کورہ نیز جوع و جاسم

مازہ اور دگر لطف خود علم الانسان ختم طغرائے است بہ علم عند اللہ مقصد ہمارے ہاں ہے تربیت کن
آفتاب روشنم بہ ربی الاعلیٰ ازان برے زخم بہ تجربہ گردار وادو ہائیمہ بہ بشکندہ مد تجربہ زمین
درد مد بہ بوکہ توبہ بشکند ان مست خود در رسد شوئے اشکستن درد المفاصل مغلغل بضم
جس کے اعضا خوب چسپان بنون تربیہ اسے تربیت المعنی روباہ کتنی ہومین اسکو لائن توبہ لیکن
توبہ جلدی مت دوڑ پڑو تو پھر اسکو جلدی کر کے نہ کھو دے شیر نے کہا پیچ کتنی ہے میں نے بھی
تجربہ کیا میں سخت رنجور ہوں میرا جسم مغلغل ہو گیا تھے اعضا اپنی جگہ نہیں رہے قوت باطل
ہو گئی ہے جب تک تو اسکو پورا پورا میرے پاس نہ لے آئیگی میں ہلو نگا نہیں ایسا ہو جاؤں گا
جیسے خفتہ ہر دوام سینے مردہ آب روباہ چلی اور شیر سے کہا دعا کرتا اسکی عقل کو غفلت خوب چھپائے
اُس نے خدا کے سامنے بہت سی توبہ کی ہیں کہ پھر میں فریفتہ کسی ناکارہ شے پر ہونگا مگر میں اسکی
توبہ کو دیکھے گا کیسے خراب کرتی ہوں میں عقل در عمدہ روشن کی دشمن ہوں یہ تو ایک ہی گدھا ہو
میرے تو گلے کے گلے گدھوں کے ایسے ہیں جیسے فرزند اسے پروردہ مثل بچوں کے
کہ در امین انکو پھسلاتے ہیں اور اسکی جو کچھ فکر تو میری فکر و فریب کی کھلوتا ہے اب فرماتے ہیں
جو عقل کہ در زحل سے حاصل ہوتی ہے کہ جس سے دورہ سیاروں کا شروع ہوتا ہو اور سب سے
بلند فلک ہفتم بر اس عقل کا ہماری عقل کے آگے کیا رتبہ ہے وہ تو عطارد اور زحل سے داننا
ہو ہے کہ عطارد و دبیر فلک ہو اور ہم داو خدا سے کھائے سے کہ لطف جس کی خوب ہمارے طغرائے
بوجہ ختم خلق الانسان علمہ البیان سے ہیں اور العلم عند اللہ کل مقصد ہمارے ہیں اہل تربیت
و تعلیم اس آفتاب روشن سے ہو اسی سبب ہم ربی الاعلیٰ کہتے ہیں کیسا ہی تجربہ اسکو ہے
باوصف اس کے سیکڑوں تجربے اس کے اس درد سے پکڑ جائیگے تجھ کو امید ہے کہ وہ مست خو
توبہ توڑ دے اور شومی شکست کی خود بخود اسکو پیونچے

اس بیان میں کہ عہد و توبہ کا توڑنا ہمارے بلکہ موجب مسخ جیسا کہ اصحاب
سبت کے حق ہوا نقلنا ہم کو لو اقرودہ خاسین اور ماہدہ مسیح کے مقدمے
میں فرمایا وجعل منہم القروۃ والکنازیر و عبد الطاغوت اور یہی ہم نے
ان سے بند اور خوگ اور عبد الطاغوت

قولہ نقض یشاق شکست توبہ بہ موجب لغت بود و راتما بہ نقض عہد و توبہ اصحاب سبت بہ موجب
سخ اندر اہلک و کبت بہ پس خدا ان قوم را بوزینہ کرد بہ چونکہ عہد خود شکستہ از بندہ

اندرین است نہ بدسخ بدن نہ لیک مسخ دل بود اسے ذوالفطن نہ چون دل بوزینہ گردو آن دلش
از دل بوزینہ شد خوار آن گلش نہ اگر ہنر بودے دلش راز اختیار نہ خوار کے بودے نہ صورت
آن خسارہ آن سگ اصحاب خوش بدسیرش نہ بیچ بودے نقصت نان صورتش نہ مسخ
صورت بود اہل سبت را نہ تا بہ بند خلق ظاہر کبت را نہ از رہ شر صد ہزاران و گریہ گشتہ از
توبہ شکستن شوک و حسرت اللغات نقص توڑنا یشاق عمد سبت روز شنبہ مسخ اچھی
صورت بری صورت سے بدل جانا نقصت نقصان کبت بالفتح خوار کرنا المعنی قرآنے
ہیں عمد و توبہ کا توڑنا آخر میں موجب لعنت کا ہو جاتا ہے دیکھو اصحاب سبت نے عمد و
توبہ توڑے موجب مسخ دہلاک و خواری کے ہوئے اور یہ اصحاب سبت اُمت داؤد علیہ السلام
سے ہیں کہ ان کو سینچر کے دن مچھلی کے شکار کھیلنے کو نہی کی گئی تھی اور یہ داؤد بیچ کر کے کھیلنے
رہے آخر کار مسخ ہوئے بندر ہو گئے جیسا کہ فرمایا ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت
تقلنا لم کو نوافسردہ خاصین تحقیق جانا تم نے اُن لوگوں کو جنھوں نے تم میں سے زیادتی
کی تھی ہفتے کے دن میں سو ہم نے کہا بندر ہو جاؤ پھٹکارے ہوئے اور اُن کو خدائے تعالیٰ
نے بندر کر دیا اسی سبب سے کہ اُنھوں نے عمد اپنا لڑائی سے توڑا اُس اُمت محمدیہ میں
سرخ بدن نہیں ہے لیکن اسے دانا مسخ دل ہو اور جب کہ اُسکا دل مسخ ہو کے بندر کا دل ہو جاتا ہے
بس اُس بندہ کے دل سے اسکی مٹی خوار ہوتی ہے اگر اس کے دل کو ہنر اختیار ہوتا بیٹھے ہنر مند
دل ہوتا تو صورت سے وہ گدھا خوار کیوں ہوتا دیکھو اصحاب کفت کا کتا خوش سیرت اُسکو
اسکی صورت نے کیا نقصان کیا اور مسخ صورت کا اہل سبت کو اس سبب سے ہوا تو
مخلوق ظاہر ان کی بخاری و خرابی کو دیکھو اُن کے سوالا کھوں اپنی شر سے شوک و حسرت
ہو گئے جنھوں نے توبہ توڑی

عتاب کرنا آخر کار و یا ہ سے

قولم پس بیامد ز دور و بہ پیش خربہ گفت خزانہ چو تویاری الخدریہ تا جو نامردا چہ کردم من ترا نہ کہ بہ پیش
شیر زبردے مرا بہ موجب کین تو با جام چہ بود بہ غیر خبث گوہر تو اسے عنودہ پہچو کردم کو گرد
پاسے فتنے نہ نار سیدہ ازوے اورا آفتے نہ یا چود دیوے کو عدوے جان ماست نہ
نار سیدہ ز حمتش ازنا و کاست نہ بلکہ بطناً خشم جان آدمیست نہ از ہلاک آدمی در خربہست نہ
جد پے ہر آدمی او نگلد نہ خوب و طبع زشت خود را کے ہلد نہ ناکہ خبث ذات ادبی ہو جیہ نہ

سادہ دل بہ در نہ ہاؤ نے غشے دارم نہ غل بہ از خیال زشت خود منکرین بہ بر محبان از چہ داری سوی
 نقی بہ عین نیکو بر ہر اخوان صفا بہ گوجہ آید ظاہر از ایشان جفا بہ آن خیال و دہم بہ چون شدہ یہ صفا
 ہزاران یار از ہم ہرید بہ شفقے گر کرد جور و امتحان بہ عقل باید کہ نباشد ہر گمان بہ خاصہ من ہر گ
 بخود زشت قسم بہ آنچه دیدہ سے ہر بندہ و آن طلسم بہ در بڑی بدان سگانش قدر را بہ عفو فرمایند از
 یاران خطابہ عالم دہم و خیال و طبع دہم بہ است رہر در ایکی سدرے عظیم بہ نقشبند سے این خیال
 نقشبند بہ چون خلیفے تاکہ کہ ہر شد گزند گفت ہزار بی ابراہیم زاد بہ چونکہ اندر عالم دہم او فتاد بہ ذکر کوکب
 راچہ من تاویل گفت بہ آن کسی کو گوہر تنویر سفت بہ عالم دہم و خیال و چشم بندہ آن چنان کہ راز جہا
 خویش کند تاکہ ہزار بے آمد قال او بہ خریطہ در راچہ باشد حال او بہ اللغات تنزل قرآن مجید
 خریطہ ہر گمان اسلحے کو بہاہ نے کہا ہم صاف ہیں ہم میں گادو کہ ورت نہیں ہی لیکن تیرے
 خیالات وہی کا کیا علاج کہ وہ بڑے بڑے ہیں آسے الحق سادہ دل یہ سب تیرے دہم ہیں ورنہ
 میں تو تیرے ساتھ کوئی وفا اور فریب نہیں رکھتی تو اپنے خیال بد سے حکومت دیکھے دوستوں پر
 بدگمانی کا کیا موقع ہے چاہیے کہ جو اخوان صفا ہیں ان پر گمان نیک کرے اگرچہ بظاہر ان سے کوئی کھفا
 بھی ہوئے یہ جو یار دن میں جدائی ہو جاتی ہی کہ لاکھوں بار ایسا ہوا ہی ہی خیال دہم بہ عطا جو ظاہر ہو جو
 ایسا ہوا ہے اگر کسی مشفق نے جو رو کا امتحان کیا آزمائش کے واسطے تو عقل چاہیے کہ وہ بدگمان نہ ہو
 خاص کر میں بد اصل اور بد قسم سے نہ تھی جو ایسی بُرائی کرتی تو نے جو کچھ دیکھا وہ کوئی بد نہ تھا طلسم حق
 اور جو وہ سگانش آسے تجویز اپنے قدر و اندازہ میں بد ہی تھی تو ایسی بات کی یاروں سے یہ عفو خطا
 کی ہوتی ہی تو بھی معاف کردہ عالم جو دہم و خیال و طبع دہم کا ہے خوب جان لے کہ راہرو کے حق
 میں یہ سب ایک موانع عظیم ہیں اس دنیا کے نقشوں نے جو خود ایک خیال نقشبند ہی خلیل شد
 جیسے کہہ کو جو اپنی جگہ سے ہٹنے والے نہ تھے انکو بھی گزند میں ڈالا تھا یعنی ابراہیم نے جو بڑے جو ائمہ
 دینی تھے ہزار بے کہا کیسے عالم دہم میں بڑے تھے اور ایسے ہی کوکب کی نسبت انھوں نے
 تاویل کی ہی جنھوں نے گوہر قرآن مجید کے پروئے ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام بس اس
 عالم دہم و خیال و چشم بند نے ایسے کہہ کو اپنی جگہ سے ہلا دیا جسکے سبب سے ہزار بی انھوں سے کہے کہا
 پھر اگر کوئی خریطہ ہو یا جو کو اسکا کیا حال قولہ غرق شدہ عقلماء چون جبال بہ در بکار دہم و گرداب
 خیال ہا کہہ ہمارا ہست زمین طوفان نضوج بہ کو امانے جز کہ در کشتی نوح با زمین خیال را ہزن راہ
 یقین بہ گشت ہفتاد و دولت زاہل دین بہ فردو یقین رست از دہم و خیال بہ مولیٰ ابرو را نہی گوید

ہلال کا وہ انداز کہ نور و نور ہو سسہ ہوی ابروی کی راتش بروہ صد ہزاران کشتی باہول و سحر و عجب و حجت
کشتہ در دریا سے وہم نہ کہترین فرعون جیسی فیلسوف ہا ماہ اور برج دیہی ریشوسٹا کس نکاح و رومی زین
کیست ان کا داند نہ پوش ہر خوش گمان پہ چون ترا وہم تو دار و غیرہ سرہ از چہ گردی گرد و وہم ان دگر
عاجز ہم سن از سن غرضتین ہا چہ نشینی پرنی تو پیش من ہا از من و ماہر کہ این در میزند ہا عاشق غرضت
و ہر بالائے ہا بے من و مانی بھی جو ہم بجان ہا تا شوم من کو سے ان خوش صو بجان ہا ہر کہ بے من ہا
ہمہ متبادر دست ہا یار جملہ شدہ چو در دست دوست ہا آئندہ بے نقش شدہ ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا
ز جملہ نقشہ ہا اللغات فصوح بختین رسوائی تمام خلیفہ دوم روسی زن قحبہ صو بجان ہا عرب
چو گان حاکم کندہ اسطے بہت عقلین ایسی جیسے بہا و شگم اسی وہم کے دریا و ان اور گور
خیال میں ڈوبے ہن یہ وہم و خیال ایسا طوفان ہے کہ بہا و جس سے رسوائی بخت ہو کے ہن جیسے
کنعان نے بہا و ہر ہوسا کیا تھا لیکن ماناں کمان ہر سوا کے کشتی نوح کے اور اسی خیال ہا ہن
راہ یقین کی اہل دین میں بہت ملت پر ہو گئی تکریم و ایقان کے ہن وہ وہم و خیال سے جھوٹے ہن
وہ ابرو کے ہال کو ہال نہیں کہتے اور جسکو نور عمر سے سند نہیں ہو وہ ٹیڑھے ہال ابرو کو ہال کہتا ہے
یہ سو کے کج اسکی راہ مارتا ہے اور اس سے یہ اشارہ ہو کہ حضرت عرط کے وقت میں ماہ عیام
دیکھتے تھے ایک شخص نے کہا کہ ہلال وہ ہو حضرت عرط نے آسمان پر نظر کر کے کہا کہ ہلال نہیں ہے
یرے ابرو کے سو کے کج شدہ کو تیرا خیال ہلال بتا رہا ہر چنانچہ یہ نقل مفصل سابق مذکور ہو چکی ہا ہستی
لاکھوں کشتیاں بڑی ہول و ہیبت والی تھتہ تھتہ ہو کے دریا سے وہم میں ہو گئی ہن آوی لجن زین
فرعون جیست و فیلسوف تھا ایک ماہ اسکا برج وہم میں پر کے خسوف میں آیا کی کوئی نہیں جانتا کہ
روسی زن کون ہو اور جو جانتا ہو اسکو اپنے اوپر گمان نہیں ہوتا اور جب جھٹکوا تیرا وہم دیوانہ بنا لے
تو تو اور دن کے وہم کے گرد کیوں پھرے مثلاً میں تو اپنے ہی منی سے عاجز ہو رہا ہوں تو منی سے
بھرا میرے سامنے کیا بیٹھا ہو خوب جان لے کہ ما دمن کے ساتھ جو کوئی یہ دروازہ بجاتا ہو وہ عاشق
ابنا ہی بالائے کرتا ہو یعنی لبیان لیتا ہو میں تو اسکو بے من و ما کے بجان ڈھونڈتا ہوں تو اس کے چوگان
خوش کا گیند بنوں چاہے جد صرہ بھینکے اور یہ بھی ہو کہ جو کوئی بے من ہو جاتا ہو سب من واسے
سے ہوتے ہن اور جو شخص اپنا دوست نہیں ہو وہ سب کا یار ہو دیکھ لے آئندہ جب بے نقش ہوتا ہے
دشمنی پانا ہو اسی سبب سے کاس لے جملہ نقش حاکم کر دے

حکایت شیخ محمد سررزی کی اور اسکی ریاضت کی کہ ہر شب برگ رز سے

افطار کرتا تھا

قولہ ناہد سے دروغ نے از دانش مزیٰ بہ محمد نام و کنیت سرری بن بود را فطارش سرری ہر شبی بہ ہفت سال او دائم اندر طلبی پس عجائب دیدار شاہ وجود بیک مقصودش جمال شاہ بود بہر سرکہ رفت آن از خویش سیر گفت بنمایا تمام من بیریہ گفت نامہ نوبت آن مکرست بہ در فراقتی میرے نکشست بہ او فراغت خود را از دوا دہ در میان عمق آبے در قناد بہ چون خرد از نکس انجا سیر مود بہ از فرق مرگ با خود نوحہ کر دیکہا یں حیات اور بوجہ مگی مے نمود بہ کار پیشش باز گو نہ کشتہ بود بہ موت را از غیب مے کرد او گدے بہ آن فی موتی حیاتی میزدی بہ موت را چون زندگی قابل شدہ بہ بالاک جان خود یکدل شدہ بہ سیف و خنجر چون علی ریحان او بہ نرکس و سرین عدوی جان او بہ بانگ آمد روز صحر سوسے شہر بہ طرفہ بانگی از درای سر و جہر بہ گفت ای دانای رام ہو ہو بہم کہم در شہر خدمت گوے تو بہ گفت خدمت آنکہ بہر ذل نفس بہ خویشتن را سازی تو عباس دس بہ بدے از اغنیاز رے ستان پس بدرویشان و سکین میقتان بہ خدمت نیست تلمیچند گاہ بہ گفت سمعاً طاعۃ اے جان بینا بہ پس سوال و پس جواب و اجرا بہ بد میان ناہد و رہا اورے بہ کہ زمین و آسمان پر نور شدہ بہ در مقامات ایہمہ مذکور شدہ بہ لیک کہہ کہم آن گفتار را بہ تانیو شد ہر خسی اسرار را بہ اللغات مزیٰ مزیدن چہ نکس بافتح سرنگونی عباس دس بفتح مال نام ایک گدہ کا کہ بڑا مانگنے والا تھا کنیت باضم فارسی مین معنی لقب اسے لطفے ایک ناہد غنی مین تھا بڑا دانش جو سنے والا یعنی علم والا محمد اسکا نام تھا اور کنیت سرری ہر شب زندگی کو بل سے روزہ افطار کرتا تھا اسی سبب سے اسکی کنیت سرری تھی سات برس ہو گئے کہ وہ ہمیشہ اپنے مطلب مین رہا اس در میان مین بہت عجائب پا دشاہ عالم وجود سے دیکھے لیکن مقصود اسکا یہ تھا کہ جمال شاہ کا دیکھوں ایک دن پہاڑ پر چڑھ گیا آپ سے سیر تو ہو ہی رہا تھا کہ کہہ تو مجھ کو اپنا یا تو جمال دکھایا مین سچے گرا پڑنا ہوں حکم ہوا ابھی اس مکرست کی نوبت نہیں ہو چکی ہو اور اگر تو گریٹے گا تو نہ مرے گا نہ ہم تجھ کو مار ڈالینگے اُس نے مارے محبت کے آپ کو پہاڑ سے گرایا گرتے ہی ایک آب عمیق مین پڑا مرنے سے بچ گیا جب دہ از جان سیراوندھا گرتے سے نہ مرا تو فرق مرگ سے بہت ہی نوحہ کیا کس واسطے کہ یہ حیات اسکو مثل مرگ کے معلوم ہوتی تھی اس سبب سے کہ یہ معاملہ اُسکے سامنے اُٹھا ہو گیا تھا یعنی موت حیات تھی اور حیات موت اپنی موت غیب سے اُٹکتا تھا اور کتا تھا بیشک موت مین میری حیات ہی جب زندگی اسکی موت کے قابل ہو گئی تھی لہذا ہلاک جان سے یکدل ہو رہا تھا مثل علی شیر خدا کے کہ سیف و خنجر انکو ریحان و گل تھے

ایک ہون میں تو بخاری و گدا کی کوٹیا ہوں تیرا رادہ کسی سے قال وقیل کا نہیں اور میں تو در بدر ذلیل سیل
گدا کی گردن کا جھکنا حکم خدا کی کہ گدا ہوؤں اور تکرار بنا کر تاکید ہو بس میں بندہ فرمان ہوں اور گدا کی
میں کوئی نقطہ نہ لائوں جیسے غیر قسم قسم کی صدا ہنسنے میں سوا اسکے کہ جیسے بڑے بڑے
گدا گدا کی کرتے ہیں سو اسے گدا کی کے اور کوئی نہ ہی نہ چلوں گا تا میں مذلت میں ڈوب جاؤں اور
بہی با میں لوگوں سے سنون خاص کی بھی عام کی بھی آخر حق کا جان ہی اور میں اسکا پسرو اس کا جھکنا حکم
طبع کا دیا اور ہر ذل میں شمع یعنی ذلیل ہوا جس سوال کیا نیکیں ہر گاہ سلطانین مجھ کو طمع کا علم دے تو تھا عت
سر پر خاک پرے میں ایسی تھاعت کو کیا کروں جب وہ مجھے مذلت چاہے تو میں عزت اپنی کیسے کسی پر
رکھوں اور خواہان اسرار کا ہوؤں وہ گدا کی مجھے چاہے پھر میں اس پر کب ہوں اب جو اسکی یہ رضا ہو
تو بعد اسکے گدا کی ہے اور میری جان اور مذلت اور عباس دس بیس میری جھولی میں پڑے
ہیں میں وہ گدا کی کر سنے والا ہوں بس شیخ پھرتے تھے اور ذلیل ہاتھ میں لیے کہتے تھے اسے خواجہ
کچھ تو نہیں ہی جو اندکے واسطے دے مولانا فرماتے ہیں دیکھو وہ شخص کہ جسکے اسرار عرش و کرسی سے ہر
تھے اسکا کام تھے رند تھے رند ہوا انبیاء و نبی بھی یہ ہنر و پیشے کیے ہیں اور ہاد جود اسکے کہ مخلوق اسکے
مقابل مفلس تھی ان سے گدا کی کی ہر اقرضوا اللہ اقرضوا اللہ کہتے ہیں یعنی قرض دوا اللہ کو اور بتکار اور آٹ
سعا لہ تنصروا اللہ و کرو اللہ کی لاجرم یہ شیخ بھی اب در بدر حاجت لچھاتا ہو اور حال یہ کہ فلک پر اسکے لیے
سیکڑوں دروازے کھلے ہیں قولہ کان گدا کی کہ مجھ پر کدوا یا بہر زوان بود نے ہر کلوہ و ہر کدوی نیز از
ہر کلوہ آن کلوہ ہر حق داد علوہ در حق او خورد نان و شہد و شیر و ہر چلہ و زسہ روزہ صد فقیر نورمی نوشد
کونان می خورد نہ لالہ می کار و بصورت می چرد نہ چون شراری کو خورد و رخن ز شمع نہ نور بفراید ز خوردش
ہر جمع نہ ناغوری را گفت حق نا تسر فزادہ نور خوردان را گفت است اکتفا بہ این کوی اہلما بدوان کلوہ فارغ
اذا سراف و امین از علوہ ہر فرمان بود نے حرص و طمع نہ آن چنان جان حرص را بنود تیج نہ گر بگوید کیما
س را بدہ نہ تو میں خود را طمع بود فرہ نہ آن گدا کی کہ مجھ می کروا و نہ بود از آنا حکمتا سے ہو نہ گنجائے خاک
تا ہفتم طبق ہر موصد کردہ بود پیش شیخ حق شیخ گفتا خالق اس عاشق نہ در جویم غیر تو بس فاسق نہ ہشت جنت
گرد آرم در نظر نہ در کتم خدمت من از خوف سقر ہر مونی با شتم سلامت جو می من نہ زانکہ این ہر دو بود خط بدن
عاشقی کو عشق زہان خورد تو ت نہ صد بدن پیشش نیز در ترہ تو ت بالغات قرہ بوزن گرہ زیادت
و غلبہ و افرونی اسے یعنی شیخ جو گدا کی مجھ کو تھا خدا کے واسطے کرتا تھا نہ اپنے حلق و گلو کے واسطے
اور بالفرض اگر وہ اپنے حلق و گلو کے واسطے کرتا تو وہ گلو بھی اسکا ایسا تھا کہ حق کے واسطے بڑا سلو

رکتا تھا وہ جو روٹی یا شہد و شیر کھا تا تھا وہ ایسا تھا کہ جیسے سو فیہ چیلہ یا خلوت سہ روزہ میں بیٹھ کے
کھائیں اور انکو نفع بخشے وہ نور نوش کرتا ہی اسکی روٹی کو روٹی مست کہ وہ لالہ بورہا ہو گویا ہر تاجر جیسے
شمع کے شہر کہ روغن کھاتے ہیں اور مجلس کے لیے نور جھلاتے ہیں انکے تھانے میں ان نور کی
واسطے لائسہ فواکما ہو کہ یہودہ مست خرچ کرو لیکن نور خوری کے واسطے اکتفا نہیں کیا کہ بس کر دیکھا جلتا
کا ہو کہ بسیا خوری سے ہر طرح درد و بیماری میں مبتلا ہوتا ہو اس سبب سے لائسہ فواکما ہو اور یہ کھانا ہر ص
غلو سب سے فارغ و شپست ہو یہ شیخ مرد فرماں برکتا حصہ طبع کا نہ تھا اس لیے کہ ایسی جان تابع حص
کی نہیں ہوتی مثلاً اگر کیمیا سے کہے کہ تو اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے تو یہ طبع ہوگی بلکہ غلبہ اور نفوذ
ہوگی وہ کمالی جو وہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی انار حکمتوں سے حق اللہ تھا لے لے خزانے خاک کے
ہفتم طبع تک اُس کے سامنے کیے تھے شیخ نے کہا اے خانی من عاشق ہوں اگر تیرے سوا کسی اور کا طالب
ہوں تو عاشق نہیں بن سکتا ہوں اگر بہشت جنت کو دیکھوں اور جو دوزخ کے خوش سے طاعت کروں تو
ایک سو سن سلامت جو ہوں بچا ڈھونڈھنے والا اس سبب سے کہ یہ دونوں حصہ بدن سے ہیں اور جس
عاشق نے عشق یزدان سے توت کھایا ہو اس کے سامنے سیکڑوں ایسے بدن توت کے ساگ برابر بھی
نہیں رہے قولہ دین بدن کہ دارد آن شیخ فطن بہ چیز دیگر گو دم خواش بدن بہ عاشق عشق خدا وانگا ہر وہ
جبریل مومن وانگا ہر وہ عاشق آن لیلی کو رکھو بدن ملک عالم پیش او یک ترہ بود بدن نزد او یکسان شدہ
بد خاک و زر بہ زچہ باشد کہ بند جان را خطرہ شیر و گرگ دروازہ واقع شدہ بہ ہجو خوشیاں کو اد جمع آمدہ بہ
کین شدہ از خوے حیوان پاک پاک بدن پر عشق دلچمش زہر ناک بہ زہر دہ باشد شکر زہر خوردہ زانکہ نیک
نیک باشد ضد بدن لحم عاشق را نیار و خوردہ بہ عشق مودت بہت پیش نیک و بد بہ زور و خودی مثل
دام و دوش بہ زہر گو دلم عاشق یکشدش بہ ہر چہ جز عشق بہت شدہ اکول عشق بہ دو جہان یکدانہ پیش نول عشق بہ
دانہ مرغ را ہر گو خوردہ کا بدان مرا سب را ہر گو خوردہ بندگی گن شوی عاشق نعل بہ بندگی کسب بہت آید و
عمل بہ بندہ آزادی طبع دارد جہد بہ عاشق آزادی نخواہد تا ابدہ بندہ دائم خلعت داد و از چہ بہ خلعت عاشق بہ
ویدا دوست بہ در گنج عشق در گشت دشید بہ عشق دریا یست قعرش ناپدیدہ قطرہای بحر را نتوان شمر
ہفت دریا پیش آن بحر بہت خیر و این سخن پایاں ندارد ای فلان بہ بازار و در قصہ شیخ زانہ اللغات
نول بود محمول منقاد نعل بمعنی شاید و امید **معنی** اور یہ بدن جو اس شیخ فطن اسے دانکا ہو اسکو
کچھ اور کہ یہ اور ہی چیز ہی جو عاشق عشق خدا کا ہو بھلا وہ اور مزدوری کمان جبریل امین اور پھر جو رکھیں
تو مجنون جو عاشق لیلی کو رکھو کا تھا اُس کے سامنے ملک عالم کا ایک ادنی ساگ کی طرح تھا اور خاک و رکیا

ہو گیا تھا بلکہ زکریا چیز ہی جان کا اندیشہ نہ تھا اگرگ و شیر اور سارے درندے اُس سے واقف تھے مثل اپون کے اُسکے پاس جمع ہوتے تھے کہ یہ خوش حیوان سے بالکل پاک ہو گیا ہو عشق سے بھرا ہو اسکا لحم شحم زہر ناک ہو اُس لیے کہ عشق بھی زہر ہی خود کا زہر شکر ہے اور ایسا زہر جیسے دو کا زہر اس سبب شکر اچھی چیز ہو اور شیرین اور اچھی چیز کی ضد بُری چیز ہوتی ہو بہان کے لذائذ وہاں کے لیے سراسر تلخ ہیں مگر عاشق کے گوشت کو کوئی درندہ نہیں کھا سکتا کیہ ہر نیک و بد میں مشہور ہو اور مثلاً اگر دام دودا اُسکو کھا بھی لیں تو وہ گوشت عاشق کا اس کے حق میں زہر ہو کے اُسکو مار ڈالے گا اُس لیے کہ عشق کے سوا جو چیز ہو سب خوراک عشق کی ہو اسکی سفار کے سامنے دونوں جہان ایک دانہ ہیں پھر بتاؤ تو دانہ بھی کسی مرغ کو کھا لیتا ہو اور گھوڑا بھی کسین کا بدان کو چر لیتا ہو عشق کو کوئی کھائے یا چرے تو اگر عاشق ہونا چاہتا ہو تو بندگی کر شاید عشق تجھ کو حاصل ہو جائے بندگی حصول عشق کے واسطے کسب ہی کہی اس کام میں اتنی ہی یہ بندگی ایسی ہو کہ کوئی بندہ جو کسی کا ہو تو بے ہمیشہ آزادی کی بکوشش تمام طلب رکھتا ہو عاشق اپنی آزادی ابد تک نہیں چاہتا وہ بندگی میں آزادی جانتا ہو بندہ اپنے مالک سے ہمیشہ خلعت و روزینہ ڈھونڈھتا ہو عاشق کا خلعت بس اُسکا دیدار ہو اب فرماتے ہیں عشق ایسی چیز نہیں ہے جو گفت و شنید میں سما جائے عشق ایک دریا ہے تھاہ ہو پھر دریا کے قطروں کو کون شمار کر سکتا ہو ساتوں سمندر اسکے سامنے ایک چھوٹی سی مٹی ہیں غرض عشق کی تو کچھ حد نہیں ہو اب ای فلان بھر قصہ شیخ زمان کی طرف چل

حکایت لولاک لما خلقت الافلاک کے معنی میں

قولہ شد چنین شنی گدای کو بگوئے عشق آمد لا ابالی اتقوا بے عشق جو شد بحر را مانند دیگ پہ عشق شاید کوہ را مانند ریگ پہ عشق بشکاؤد فلک را حد شکاف بے عشق اندازد زمین را از گراف پہ با محمد بود عشق پاک جفت بے بہر عشق اور اخذ لولاک گفت بے منتے و عشق او چون بود فرد پس مراد از انبیا تخصیص کر دہے کہ فرمودے بہر عشق پاک را بے کی وجودی دادی افلاک را بے من بدان افراشم چرخ سنی بے تا علو عشق را فنی کنی بے منفعتاے دگر اندیز چرخ بے آن چو بیضہ تابع آمدین چو فرخ بے خاک را سن خار کردم یکسری بے تا زول عاشقان بودے برس بے خاک را دادیم سبزی دلی بے تا ز تبدیل فقیر کہ شوے بے با تو گویند این جبال را سیات بے وصف حال عاشقان اندر ثبات بے اگر چہ آن حینست این نقش ای پس بے تا بغم تو شود زو یک تری غصہ را بازار تشبیه کنند آن نباشد لیک تشبیه کنند بے آن دل قاسی کہ سنگین خواندند بے تا مناسب بد متائے راندند بے در تصور دنیا بے عین آن بے غیب بر تصویر نفیض مدان بے اللغات سنی بزرگ قرخ جو زہ مرغ را سیات بلند قاسی سخت اے فرماتے ہیں دیکھو عشق ایسی شے ہے کہ ایسے شیخ کو گلی گلی کا گدا بنایا بے عشق بڑا لا ابالی ہو

کسی سے ڈرتا ہی نہیں بس اس سے بچتے رہو عشق سمندر جیسی چیز کو ایسا کہو لاڈالتا ہی جیسے دیگ کھلتی ہو اور پہاڑ کو ریگ کے مثل گھس ڈالتا ہو عشق آسمان ہی مستحکم محوڈشے میں سرشکاف کرتا ہو اور اسکے پار ہوتا ہو اور عشق زمین کو شیخی سے گرا دیتا ہو کوئی شیخی نہیں چلیے دنیا عشق پاک محمد کے ساتھ جفت تھا اسی عشق کے سبب سے خدای تعالیٰ نے انکو لولاک کما محمد ہی عشق میں منتی اور گیتا تھے اسی واسطے انکو انبیا سے مخصوص کیا کہ اگر تم عشق پاک کے واسطے نہوتے تو میں افلاک کو کب عالم وجود میں لاتا میں نے اسی واسطے چرخ کو بلند کیا ہو اور بزرگ تو تو انکے علو عشق کو سمجھے اور سوا اسکے اور شفقتیں ہیں جو اس چرخ سے ہوتی ہیں کہ وہ مثل بیضے کے تابع ہیں اور یہ مثل مرغ کے خاک کو میں نے ہاکل مثل خار کے کر دیا تو اسکو دیکھ کے دل عاشقوں سے بوجہ حاصل کرے کہ ایسے ہی اس میں خار بھرے ہیں پھر خاک کو سبزی و تازگی بھی دی تا جانے کہ فقیر کو بھی ایسی ہی تبدیل ہوتی ہے یہ پہاڑ بلند جو پر ثبات و قرار ہیں وصف حال عاشقوں کے ہیں کہ وہ بھی ایسے ہی عشق میں ثابت و قائم ہیں اگرچہ وہ ثبات معنی ہے اور یہ ظاہر صورت پہاڑ کی نقش نگارے پسیر یہ اس واسطے کہا کہ تو اسکو خوب سمجھ لے اور تیری قسم کے نزدیک تر ہو جیسے حصے کو خار سے تشبیہ کرتے ہیں غصہ خار نہیں ہوتا مگر آگاہی کے واسطے ایسا کہتے ہیں ایسے ہی دل سنگین کو جو فاسی کہتے ہیں وہ دل کہ مناسب دل کے نہ تھا ایک مثال فاسی کے ساتھ جاری کر دی آئیے کہ جب تصویر میں ذات کسی شے کی نہیں آتی تو ایسے کہہ دیتے ہیں بس عیب تصور کا ہی نفی عین کی مست جان

جانا شیخ کا ایک امیر کے مکان پر گدائی کو ایک دن میں چار دفعہ باشارت اور عتاب امیر کا شیخ پر

قولہ شیخ روزی چار کرت چون فقیر بہر گدیہ رفت برتھر امیر در نقش زنبیل شے شد زنانہ خالق جان سے بگوید تلے نان بنقلہاے بازگوئے است ای پسند عقل کلی را کند ہم خیرہ سر چون امیرش دید گفتش اے دروغ گو گیت چیزے منہ نام شیخ ہادی خس بے شرم چندین گفتگو تاسکے و تا چندین زندق و دو تو انچہ سفری وچہ رویت وچکارہ کہ روزی اندر آئی چند بارہ کیست اینچا شیخ اندر بند تو بدین من ندیدم مرگدا مانند تو بہرمت و آب گدایان بردہ ہا اینچہ عباسی زشت آدودہ بنہ غاشیہ بردوش آن عباس نخس بنہ شیخ محمد را مباو این نخس نفس بنہ گفت امیر ابدہ فرام نمودش بنہ لالتشی آگہ نہ چندین مکوش بنہ ہر نان درغوش سرص اردیدے ہا حکم نان خواندہ را بدریدے بنہ غبت سال از سوز عشق جسم پزہ دریا بان غودہ ام من برگ رزہ اللغات تاسنے عدو جیسے یکتا دوتا شیخ بخیل سنہری بافتہ سخت ردی و عیالی اسنے

فرماتے ہیں ایک دن شیخ چار دفعہ دن میں نفی کی طرح ایک امیر کے مکان پر نکلے گیا زنبیل ہاتھ میں لیے
 شے لٹکتا کہ خالق جان کا ایک عدد روٹی مانگتا ہے دیکھو ایسے اٹے معاملے ہیں جس میں عقل کلی بھی حیران
 و دنگ ہوئی اور عقل کلی عقل کل جو کتنا یہ حضرت جبریل سے ہے اور حیرانی یہ کہ خالق جان کا روٹی مانگے
 جب امیر نے اسکو دیکھا کہا اے بے شرم اگر میں تجھکو کچھ کہوں کہ تو چار دفعہ آجکا ہی تو جھگو جھیل مت کمیو تیری
 حرکت قابل کئے کے ہے اسے نا چیز بے شرم کتنی باتیں تجھکو آتی ہیں کب تک اور کہاں تک اس کلمہ کو دہرا
 اور مضبوط کرے گا کیسی بچیائی کیسی تیری صورت ہو اور کیسے تیرے فعل ہیں کہ ایک دن میں بار بار مانگنے کو
 آتا ہے اے شیخ یہاں کون ایسا ہے جو تیری فکر میں بیٹھا ہو اور تیرے بند میں ہو میں نے تجھ سادہ فقیروں
 فقیروں میں کوئی نہیں دیکھا تو نے تو عنایت و ابرو اور فقر و ن کی بھی آمار لی یہ کیسی عیاسی بد تو نے ظاہر کی
 اور کہاں سے لایا ہے تو تو عباس غس کا بھی مرشد ہو اور وہ تیرا غاشیہ بردار مثل غلام اور خدشکار کے
 جیسے تیرے نفس میں ناچیزی ہو خدا کسی لمحہ میں بھی نہ کرے شیخ نے کہا اے امیر چپ رہ میں بندہ
 فرمان کا ہوں تو میری آتش درونی سے آگاہ نہیں ہے پھر کیوں بہت سی کوشش گفتگو میں کرتا ہے میں وہ
 ہوں کہ اگر آپ میں روٹی کے واسطے یہ حرص پاتا تو اس غلم نان خواہ ہی کو بچاڑ ڈالتا میں نے تو سات
 برس جنگل میں بہ سبب سوز عشق کے جو جسم کا پکانے والا ہے پتے انگور کے کھائے ہیں پھر حرص کیسی قول
 ناز بگ خشک و تازہ خوردہ ام ہر گز گشتہ بود این رنگ تنم تا تو باشی در حجاب بولہ بشری سرسری در
 عاشقان کمتر نگرند زیر کان کہ موی را بشکافتند علم ہیست را بجان دریا فتند علم نیر خجالت و سحر و فلسفہ گریہ
 نشانست حتی المعروف لیک کوشیدند تا مکان خود بہرگز شتند از ہمہ اقرن خود بہ عشق غیرت کرد و خود را در
 کشیدہ شد چہنیں خورشید را نشان نا پدیدہ نور چشمے کو بردن استارہ دیدہ آفتابی چون از دور و کشیدہ زین
 گذر کن پند من بیدیر ہیں بہ عاشقان را تو چشم عشق میں بہ وقت نازک گشتہ دجان در رصدہ با تو متوان گفت
 این دم عذوقہ فہم کن موقوف این گفتن مباحثہ سینہاے عاشقان کمتر تراش بہ بے کمالی بردہ تو زین
 نشاطہ حزم را گذار و میکن احتیاط بہ واجبست و جائز ہیست و سخیل بہ تو دست را گیر در خرم و دخیل اللغات
 نیر خجالت سحر و افسون و شعبہ و طلسم رصد امیر کھنا و منتظر ہونا فلسفہ حکمت سخیل محال و نامکن و حیلہ گزار
 و منتظر الفتحتین میانہ تحقیقی ہر چیز کا یا طول عرض فہمی لاغری وغیرہ میں درمیانی ہو دخیل وہ کہ کسی کے کار و عمل
 میں دخل رکھا ہو اور دوست و خاص المفعی میں نے اس درخشک و تازہ پتے کھائے ہیں کہ میرے
 جسم کا رنگ سبز ہو گیا تو جب تک حجاب بولہ بشری یعنی زندہ بصورت بشری ہو تب تک سرسری
 نظر سے عاشقوں کو مت دیکھ ان زیر کون نے کہ بال کی کھال نکالی ہے اور علم ہیست کو بجان و دل بڑی

توجہ سے حاصل کیا ہو اور علم طلسم و سحر اور حکمت سیکھی ہو اگرچہ جوتی اسکے بچانے کا تھا ویسا نہیں بچانا لیکن
حتی الامکان نہایت کوشش کی ایسی کہ اپنے اثران و امثال سے گور بڑھ گئے لیکن عشق نے جو اصل شے ہو
غیرت کی اور ان سے آپ کو کھینچا بچایا اور ایسا آفتاب گن سے ناپید ہو گیا وہ نور چشم کا جو ان کو تارے دیکھے
دیکھ کر تو آفتاب نے اُس سے کیسا منہ پھیر لیا کہ وہ اُس نور چشم کو نہیں سوچتا یہ طعن ہیست و فاسفہ والوں پر ہر
اب اسکو جانے دے اور خبردار میری نصیحت مان عاشقوں کو جب دیکھے تو چشم خشت ہی سے دیکھو وقت
نازک ہو گیا اورین بجان اپنی امید و انتظار میں ہوں اسوقت عذر اپنا تجھ سے نہیں کہہ سکتا تو سچ
میرے کہنے پر موقوف مت رکھ اور سینے عاشقوں کے مت نوچے عاشقوں کو جو نشا ط حاصل ہو اسکا
کچھ نہ کچھ تو آخر بھلکومان ہو اسی کے موافق ہوشیاری کو مت چھوڑا و رعایت کیے جائیں باتوں سے کوئی
شے خالی نہیں ہو واجب ہو یا جائز یا محال و متمنع تو اپنے حزم میں اور جس کام میں دخیل ہو وسط کو اختیار کر
جیسا کہ فرمایا ہے خیر الامور اوسطها

گریبان ہونا امیر کا نصیحت شیخ سے اور عکس اسکے صدق کا اس پر پڑنا
اور ایثار کرنا مخزن اپنا شیخ پر اور قبول نہ کرنا شیخ کا بے امر غیب کے
قولہ این گفت و گریہ در شدہای ہای بذا شک غلطان برخ ادجای جای بصدق ادہم بر ضمیر میرزہ
عشق ہر دم طرفہ دیگے پڑ بصدق احمد بر جمال ماہ زدہ بلکہ بر خورشید رخشان راہ زدہ بصدق عاشق
بر بھادی نے تندہ چہ عجب گریہ دل دانا زدہ بصدق موسیٰ بر عصا کوہ زدہ بلکہ بر دریا کے پر آشکوہ زدہ
ردبر و آوردہ ہر دور در نفیر بگشت گریبان ہم امیر و ہم فقیر بسعادت بسیار چون بگریستند گفت میرا و را کہ
خیزای ارجمند ہر چہ خواہی از خزینہ برگزین بگرچہ استحقاق داری صد چہین بخانہ زان تست ہر چہ
میل ہست بگرزین خود ہر دو عالم اندکست بگفت دستوری نہادند چہین بکہ بدست خویش چیزے
برگزین بمن ز خود نتوانم این کردن فضول بکہ کتم من این دخیلانہ دخول باین بہانہ کہ وہرہ در بودہ مانع
اکن بدکہ عطا صادق بنودہ گرچہ صادق بنودہ بیغل بود و چشم بشیخ راہر صدق می ناید چشم بگفت سرانہم
چنین دادہ است اکہ بکہ گدایانہ برد چیزی بخواہ بگاگدایانہ اتان در خواستیم ورنہ اتان اموال بے پروا ستیم
اللغات فضول اپنی طرف سے کچھ زیادتی کرنا اسلئے شیخ نے جو او پر مذکور ہوا کہا اور ہاے ہاے
ر کے ایسا رویا کہ آنسو اسکے چہرے پر جا بجا بننے لگے اسکی گریہ کے صدق نے امیر کے دل پر بھی اثر
کیا اس واسطے کہ عشق بھی عجیب عجیب ہاڈیاں پکاتا ہے اور مزے چکھاتا ہے دیکھو حضرت احمد کے
صدق نے جمال ماہ پر کیسا حملہ کیا کہ دو ٹکڑے کر دیا جیسا کہ معجزہ شق القمر ہوا اور ماہ کیا بلکہ خورشید رخشان کی

راہ ماری کہ چلنے نہ دیا چنانچہ عصر کے وقت آپ کی نماز تک ٹھہرا ہاتھ عاشق کا صدق تو جھادی پر اثر کرتا ہے جو کہ دانا و جاندار نہیں مثلاً مہر و ماہ پھر دانا و جاندار کے دل پر کیسے نہ اثر کرے ایسے ہی موسیٰ کے صدق نے عصا و پہاڑ میں اثر کیا کہ عصا سواے اتر دہا بننے کے ہر جہت کی چیز ان کی بنجائا تھا مثلاً مثل کشتی و گھوڑے وغیرہ کے اور پہاڑ نیچے طور انھیں کے سبب سے ہنگام بجلی اتنی ناچنے لگا اور دریائے نیل جو پر شکوہ ہی پھٹ گیا راہین خشک اُس میں بن گئیں اور سواے کوہ طور کے پتھروں سے چشمے جاری ہوئے علیٰ ہذا شیخ کے صدق نے دونوں میں اثر کیا دونوں رو برو ہو گئے یعنی امیر و فقیر چلا چلا کے رونے لگے ایک ساعت جب بہت سارے لوگ تھے تو امیر نے اُس فقیر سے کہا کہ اے اب اٹھا اے ارجمند جو چاہے سو میرے خزانے سے لے لے اگرچہ میرا خزانہ تیرے لائق نہیں ہے تو تو ایسے ایسے سیکڑوں کا ستم ہی نہیں کرے گھر کا تو مالک ہی جو تیری خواہش ہو لے لے اور یہ کیا ہے تیرے مقابلے میں تو دونوں جہان کچھ چیز نہیں شیخ نے کما بھکویہ اجازت نہیں دی ہے کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کی لیلون میں اپنی طرف سے یہ زیادتی نہیں کر سکتا ہوں کہ دخیلون کی طرح اپنا دخل کروں تبس یہ بہانہ کر کے مہر اپنا بچا لیا اور مانع اسکی یہ بات ہوئی کہ وہ عطا صادق نہ تھی اگرچہ فی نفسہ صادق اور بغل و خشم تھی یعنی گھٹائی و برائی اور بے رضائے تھی تاہم شیخ کی نظر میں ہر صدق کب آتا ہو کما بھکویہ تو خدا سے تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ فقیروں کی طرح پھر کے مانگ سہی سبب فقیروں کی طرح مانگتا ہوں ورنہ میں جملہ اموال دنیا سے بے پروا ہوں

اشارہ ہونا شیخ کو کہ دو برس تو تو نے ہمارے حکم سے لیا اور دیا بعد اسکے نہ کسی سے لے نہ کسی کو دے بس پورے کے کتنے ہاتھ ڈال کہ ہم اُسکو انبان ابو ہریرہ کی کر دین تا جو کچھ تو اُس سے مانگے پائے تا لوگوں کو یقین ہو کہ سواے اس جہان کے دوسرا جہان بھی ہے کہ خاک ہاتھ میں لے کر ہو جائے اور مردہ اس میں آئے زندہ ہو جائے محسوس کبر سعد اکبر ہو جائے اور کفر ایمان اور زہر تریاق اور وہ عالم نہ اس عالم میں داخل ہے نہ خارج نہ فوق نہ تحت نہ متصل نہ منفصل نہ چون و چگون ہر خطہ اُس کے ہزار عمر اور نمونے جیسے صنعت ہاتھ کی ہاتھ کے ساتھ اور غمزہ چشم کا چشم کے ساتھ اور فصاحت زبان کی زبان کے ساتھ نہ داخل ہے نہ خارج نہ متصل نہ منفصل

تو کہ تا دو سال این کار کرد آن مرد کارہ بعد از ان امر آمدش از کرد کارہ بعد ازین مبدہ دلی از

کس خواہ با بادیست ز غیب این دستگاہ بہر کہ خواہد از تو از یک تا ہزار بہ دست و در دیرِ حیرت کن بر آید
 ہین ز گنجِ رحمت میر بہد بہ در کف تو خاک کرد ز رہد ہر چہ خواہند بہد مندیش ازان بہد از داندان
 تویش از پیش دان بہد عطاے مانہ تحمیر و کم نہ پیشمانی غسرت نہ ندیم بہد دست زہر پوریا کن لے
 سند بہد از برای روے پوش چشم بہد پس زہر پوریا پر کن تو مشقت بہد بدست سائل شکستہ پشت
 بعد ازین از اجزا ممنون بہد بہر کہ خواہد گوہر لکنون بہد توید اللہ فوق ایدیم تو باش بہد ہجو دست حق
 گزافہ رزق پاش بہد وام دار از زعمدہ وار ہان بہد ہجو باران سبز کن فرش جہان بہد بود یکسال دگر کارش
 ہمیں بہد ہادی زہر کیسہ رب دین بہد زہر شدی خاک سیہ اندر کفش بہد حاتم طائی گدای و صفش بہد حاجت
 خود گرد نہ گفتی آن فقیر و ابدالستی و دادی از حیرت و اللغات تحمیر خسارہ ہونا حیرت پوریا سند تکیہ گاہ
 گزافہ بضم ہوزن و بے تخمین اے معنی فرماتے ہین دو برس اُس مرد کار نہ یہ کام کیا بعد اسکے حکم
 کردگار کا کیا کہ اب کسی سے مت لے مت مانگ لیکن تو اورون کو دیا کہ تو ہم نے تجھ کو غیب سے یہ مقدمہ دیا
 جو کوئی تجھے ایک سے ہزار تک مانگے چٹائی کے بیچے ہاتھ ڈال اور نکال دے میری رحمت کا
 گنج بیشمار ہو دے تیرے ہاتھ میں خاک نہ رہو گی زہر کیا کر اور دیے جا جو کوئی تجھے مانگے دے اور دے
 مت خدا کی دین بیش از پیش ہی تمہاری عطامین نہ کوتاہی ہو نہ کمی نہ بیشمانی نہ حسرت نہ ندامت کہ یہ سب
 اور دن کی عطا کے ساتھ لگی ہوئی ہین تو ہاتھ بردیے کے نیچے ای تکیہ گاہ خلائی ڈال اور نکال دے یہ ہاتھ چٹائی
 کے بیچے ڈالنا ایک رو پوشی ہو چشم بد کے لیے کردہ نہ دیکھنے پائے تو بردیے کے بیچے سے مٹھی بھر کے
 نکال لے اور جو سائل پشت شکستہ ہو اُسکے ہاتھ میں دے دے تیری گدائی کا جہم لے تجھ کو چہر
 تا ممنون دیا ہو اب اُس میں سے تو دے اگر کوئی دُر لکنون تجھے مانگے تو وہ بھی دے اب توید اللہ فوق
 ایدیم بجا یعنی اللہ کا ہاتھ ہو تمہارے ہاتھوں پر اور مثل دست خدا کے بے وزن و تخمین روزی سے
 قرضدارون کو قرضداری سے چھڑا اور مثل باران کے فرش جہان کو سبز کر بس ایک سال سک
 یہی کام رہا کہ اُسکورب دین اپنے کیسے سے مدد دیتا تھا کہ خاک سیاہ اُسکے ہاتھ میں نہ رہتی تھی
 اور ایسی سخاوت کرتا تھا کہ حاتم طائی اُسکی صفت گدایان سے ایک گدھا لینے گدا غنی ہو کے
 حاتم کی طرح سخی ہو گئے تھے جو فقیر حاجت مند جانا وہ اپنی حاجت کئے نہیں پاتا تھا کہ یہ جان کے
 چٹائی کے بیچے سے نکال دیتا تھا

جاننا شیخ کا ضمیر سائلون کو بدون کے کہ اخراج بصفائے الٰہی خلقی فمن
 راک فقہ راکے

قولہ پیش اور دشمن ضمیر کے ہر کسی کا از فقر و دام دار و مفلسی پہ ہر چہ در دل داشتی کن پشت خم بہ قدر آن داد
 نہ بسیار دم کہ پس گفتندش چہ دانستی کہ او بہ این قدر اندیشہ دارد ای عمو بہ ادب گفتی خانہ دل خلوت است بہ خلصے
 از گدیہ مثال جنت است بہ اندران جز عشق یزدان کار نیست بہ جز خیال وصل و دیار نیست بہ خانہ را
 من رفتم از نیک و بد بہ خانہ ام برگشت از نور احد بہ ہر چہ بنیم اندر و غیر خدا بہ آن من نبود بود عکس گدا بہ
 اگر آبے نخل یا ع چون نمود بہ جز عکس نخل بیرون نبود بہ در تگ آب از بہ بینی صورت کے بہ عکس بیرون
 باشند آن نقش اسے فتنے بہ لیک تا آب از قدر خالی شدن بہ تنقیہ شرط است در جوی بدن بہ تا ماند تیر گے
 و خس درو تا این گرد و ناید عکس رو بہ جز گلابہ در منت کو ای بقل بہ آب صفائی کن تو زود ای خصم دل بہ
 تو بر بی ہر دے کن خواب خور بہ خاک ریزی اندرین جو بیشتر بہ چون درون آب انا نہا خالی است بہ عکس
 رہا از برون در آب جست بہ اللغات ضمیر از دیار باشند خانہ عجبون چوب خشک حسرت ما
 قدر گندگی گوبر و غیرہ نقل بضم و کسراف درویش اسے یعنی شیخ کے سامنے ضمیر ہر کسی کا یعنی جو جسکے
 دل میں ہوتا تھا روشن تھا چاہے فقیر ہو چاہے قرضدار چاہے کوئی مفلس جو کچھ کسی بوڑھے ضعیف کے
 دل میں ہوتا تھا اتنا ہی اسکو دیدیتا تھا نہ تھوڑا نہ بہت لوگ کہتے کہ تو نے کیا جانا ای عمو کہ اتنا ہی اس نے
 سوچا تھا تو شیخ کہتا کہ خانہ دل کا ایک خلوت ہو گداگری و حاجت سے خالی مثل جنت کے اس میں
 سوائے عشق خدا کے اور کام نہیں ہو سوائے وصل یار کے کوئی اس گھر کا گھر والا نہیں سوچتا نہ
 اس گھر کو جملہ نیک و بد سے بھاڑ کے صاف کیا اور یہ گھر نور پاک احد سے بھر گیا آب جو کچھ اس میں
 علاوہ نور خدا کے دیکھتا ہوں وہ میری ملکیت سے نہیں ہے ملکیت گدا سے ہے مثلاً پانی میں اگر درخت
 خرے کا معلوم ہو یا کوئی سوکھی لکڑی اسکی تو وہ جو باہر پانی سے درخت ہو اسکا یہ عکس ہی ایسے ہی اگر
 پانی کی تھاہ میں کوئی صورت دکھائی دے تو اسے فتنے وہ عکس اس نقش بیرون کا ہے لیکن پانی کا
 تا ورات سے خالی ہونے تک تنقیہ اپنی نہر بدن کا ضرور ہو تو گدا و کوٹھڑا میں نہ رہے اور وہ اس میں ہو جائے
 اور عکس رو کو دکھائے آب اسے درویش تیرے تن میں تو سوائے گلابہ کے اور کچھ نہ لینے تو کہان ہو
 تجھ کو اسے دشمن دل کے لازم ہو کہ آب صفائی کر لیکن تو تو ہر دم اس بات پر زیادہ مستعد ہو کہ خواب و
 خور سے اس نہر میں خاک ہی ڈالتا رہوں اور جب درون آب کا ان سب سے خالی ہو تو ضرور عکس
 صورت بیرونی کا اس سے ظاہر ہوگا

بیان اس سبب میں جس سے ضمیر دل خلق چاہا ہے

قولہ بس مصفا کن ضمیر خویش را با تابدانی سر ہر درویش را بس ترا باطن مصفا ناشدہ بہ خانہ پرا دیو و ناس

ودہ : اے خزانہ ستیزہ ماندہ ازخری ہرگز ارواح سیجا بوبری ہرگز شناسی گر خیالی نہ کنند نہ کرکرامی مکنے
سر برزند چون ظالی می شود در زہدن ہرگز تا خیالست از دروند رفتن ہرگز **لمعنی** یعنی اگر ضمیر دل غلو کا جانتا
چاہتا ہی تو اپنے دروند کو مصفا کر تو مجید ہر درویش کا جانے گا اور جب تیرا باطن مصفا نہیں ہوا اور گھبریں
تیرے دیو اور بنائس اور درندے بھرے ہین جو عبارت خیالات بیہودہ وغیرہ سے ہی تو کیسے یہ بات
میسر ہوا ہے کہ میں تو اپنے گدھے میں سے اس ستیزہ میں تھکا ہوا ہی پھر تو سیجا کی ارواح سے بویسے پائیگا
اور کیا جانے گا اگر کوئی خیال ظاہر ہوگا کہ یہ کس ٹھکالے سے ہی آیا دیو اور ناس و دوسے ہے یا ارواح سے
اور یہ بات کب حاصل ہوتی ہو کہ جب زہد سے تن مثل خلال کے لاغر ہو جائے تو خیال دروند سے
صاف ہو پاتے ہین

غالب ہونا مکر و باہ کا اور عاجز ہونا گدھے کا حرص سے

قولہ خربے کو شدید اور ارفع گفت ہرگز ایک جوع الکلب باخیر و جفت ہرگز غالب آمد حرص و صبر ش
شد ضعیف پس کلو ہا بر و عشق رغیف ہرگز ان رسولی کش جہالت دادوست ہرگز کا و فقر ان مکن کفر آمدہ
گشتہ بود آن خر جماعت را اسیر ہرگز گفت اگر مکرست یکہ مردہ گیر ہرگز زمین عذاب جوع یکہ دار ہم ہرگز حیات
انیست من مردہ ہم ہرگز اول تو بہ و سو گند خورد ہرگز عاقبت ہم ازخری خبطی بگرد ہرگز حرص کو رد الحق و
نادان کند ہرگز برابر احمقان آسان کند ہرگز نیست آسان مرگ بر جان خزان ہرگز نہ اندازد آسان جان
جاودان ہرگز نہ در دجان جاویدان شقیست ہرگز جرات اور اجل از حقیقت ہرگز مکن تا جان مخلد گردست ہرگز
تا بروز مرگ برگی با شریعت ہرگز اعتمادش نیز بر خاق نبود ہرگز نہ برانساند بر و از غیب جود ہرگز تا کنونش فضل ہرگز می
نداشت ہرگز کہ کہ بر تنش جوعی گماشت **لمعنی** فرماتے ہین گدھے نے بہت کوشش کی اور اس کے قول کو
رفع کیا لیکن یہ بھی تھا کہ جوع الکلب سے خود بھی جفت ہو رہا تھا پس حرص غالب پڑی صبر کو اس کے
ضعیف پا کے دبا لیا اور کیوں نہ نور وئی کے عشق نے یہ کیا بہت سے گلے کاتے ہین وہ رسول جن سے
حقیقتیں اشیا کی ہرگز حاصل ہوئی ہین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے فرمایا ہرگز کا و الفقر ان کیوں
کفر قریب ہرگز یہ کہ فقر کفر ہو جائے یہ گدھا بھی بھوک میں اسیر تھا دل میں کہا کہ اگر وہ باہ کا مکر ہی ہو تو بلا سے
آخر ایک دفعہ مرنا ہو اس بھوک کے عذاب سے جو ہر وقت ہی ایک بار کی چھوٹ جاؤں اس لیے کہ اگر
یہی دندگی ہو تو اس سے مرنا ہی اچھا دیکھو خیر نے کہ پہلے توبہ کی ہرگز اور قسم خدا کی کھائی تھی جیسا کہ اوپر گذرا
اب اس خطا میں پڑ گیا لا جرم حرص ایسی چیز ہو کہ آدمی کو اندھا اور نادان و احمق کر دیتی ہے یہاں تک
کہ مرنے کو احمقوں پر آسان ٹھہر دیتی ہو اور حالانکہ مرگ جان احمقوں پر آسان نہیں ہرگز اس لیے کہ اب

حیات جان جاودان کی انکو حاصل نہیں اور جب جان جاودان نہیں ہے یعنی عشق تو شقی ہے پھر شقی اگر حیات
مرنے پر کرے تو اسکی حماقت ہے اس واسطے کہ بحالت حیات عذابات الہی سے بچا ہوا ہو اور عاشق دیدار
الہی سے مرنے تک فراق میں ہی لایا اسکا مرگ کو آسان جاننا صحیح ہے تا جلدی وصل کو پہنچے لہذا
کوشش کر تو جان تیری مخلد ہو جائے اور بزرگ تیرے واسطے برگ و سامان بچائے اس
گدھے کو اعتماد و خالق پر بھی نہ تھا کہ وہ غیب سے جو اسپر ٹھونکا اب تک تو اسکے فضل نے اسکو پروزی نہیں کھا
گو کبھی کبھی بھوک کو اس کے تن پر تعین کیا

جوع و احتما کی فضیلت میں

قولہ گرنا شد جوع صد ریخ دگر از پے ہیضہ برآرد از سر ریخ جوع اند بھما پاکیزہ تر ہے خاصہ در جوع است
صد فضل و ہنر ہے ریخ جوع اولے بود خود نان علل ہے ہم بلطف و ہم بغفت و ہم عمل ہے جوع خود درمان و دار و ہاست
ہین ہے جوع بر جان نہ چنین خوارش میں ہے جوع نور چشم باشد در بصر جوع باشد قابلیت در نظر ہے جملہ ناخوش
از مجاعت خوش شود ہے جملہ خوشہا بے مجاعت است ردیہ اللغات ہیضہ مرض معروف علل جمع علت بیماری
بصر بینائی مجاعت بھوکا ہونا رد چشم دیدال شے ناگوار اسلئے اگر بھوک نہ تو اور سیکڑن ریخ ہیضے کے
واسطے تجھے سر کا لین پس ریخ بھوک کا سب ریخون سے پاکیزہ تر ہے کہ مذمت نفی اور خصوص بھوک میں
سیکڑن فضل و ہنر ہیں لہذا ریخ بھوک کا اولے ہے اس راہ سے سب علتوں سے پاک ہوتا ہے اور سیکڑن کی
راہ سے بھی اور عمل کی راہ سے بھی خبردار ہو جان لے کہ بھوک خود علل ج و دو ہر مرض کی ہے تو بھوک کو
انہی جان پر رکھ اور ذلیل و خوار مت جان بھوک مینائی کے واسطے نور چشم ہے اور بھوک ہی بصر میں قابلیت
نظر کی ہے جتنی چہ یوں ناخوش ہیں بھوک سے سب خوش ہو جاتی ہیں اور جتنی خوش ہیں بے بھوک
سب رہو جاتی ہیں

تشکیل صبر و مجاعت میں

قولہ آن کی می خود نان تحفرہ بگفت سائل چون بدین دارد شرہ بگفت جوع از صبر چون دو تا شود نہ نان
جو در پیش من حلوا شود پس تو اتم کہ ہمہ حلوا تو ہم چون کم صبر صوری لاجرم نہ خود نباشد جوع ہر کس را زبون ہے
کاین علف زاریست زاندا تو بیرون ہے جوع مرخصان حق دادا وہ اندہ تا شود از جوع شیر زور مند ہے جوع ہر حلف
گدار کے دہند ہے چون علف کم نیست پیش او مند کہ بخور تو ہم بدین از زانی ہے تو نہ مرغاب مرغ نایسے ہے
ہو داند سر ترا جز فکر نان ہے ناید اندر خاطر جز ذکر آن ہے بعد چندین سال حاصل جیست ہے جوع مردن پر بود
زمین زیست اللغات تحفرہ بالفتح جو و بھوسی جو گندم اسلئے ایک شخص روٹی بھوسی کی کھاتا تھا

ایک سائل نے کہا کہ مجھ کو اسکے کھانے پر حرص کیوں ہو رہا ہے جو کہ جب صبر سے عاجز ہو جاتی ہو تو جو کی روٹی میرے سامنے حلوا ہو جاتی ہو پس جب کہ میں صبر صبور کی کارڈن تو ضرور ہو کہ ہر شے سے صلوا کھا سکتا ہوں ہر شے حلوے کا فراہ کی یہ بھوک چاہیے کہ کسی کو زبون نہواس سبب سے کہ یہ خود ایک علف زار بے اندازہ ہو جس میں ہر قسم کے فزے ہیں یہ بھوک ایسی پسندیدہ چیز ہے کہ قضا و قدر نے خاصوں کو دی ہو نہ عوام کو تا وہ اسکی بدولت شیر زور مند ہو جائیں اور ہر مسخرے کے گدا کو بھوک کب دیتے ہیں جو کہ علف کی خدا کے یہاں کمی نہیں ہو لہذا ہست سی اُسکے سامنے رکھ دیتے ہیں ان میں بھی فاعل قضا و قدر ہیں کہ کسے کھا تو اسی کے ملائی ہو تو مرغ آب کا نہیں ہو جیسے آنحضرت اکثر چاہ فرم بر تشریف لیجاتے تھے اور پانی پر انکے قافراتے تھے تو مرغ روٹی کا ہواے شکم بندہ تیرے سر میں بھر فکر ان کے اور کچھ نہیں ہو اور ہر وقت اسی کا ذکر تیرے دل میں گزرتا ہو خدا کے ذکر و فکر سے کچھ خبر نہیں لیکن یہ ابھی ہے بعد چند سال کے دیکھا جائے گا کہ تیرا حاصل داند فی اس قدر کھانے سے کیا ہو پس بھوک مرنے کی اچھی جس قدر ہو اور ایسی

زیست اچھی نہیں

حکایت ایک مرید حرص اور شیخ کی

قولہ شیخے شد بامریدے بید رنگ بہ سوی شہری نان در آنجا بود تنگ بہ ترس جوع و قحط و رجاں مرید بہ ہر دمی می گشت از غفلت مرید بہ شیخ واقف بود آگاہ ضمیر گفت اورا چند باشی در زحیرہ ابر برای غصہ نان سوختی بہ دیدہ از صبر و توکل و خوشی بہ تونہ نان نانہ فیماں عزیز کہ ترا در ندبے جوع و مویرہ جوع رزق جان خاصان خداست بہ کے زبون اچھو تو کیج گداست بہ باش فارغ توانا نہایتی بہ کا ندرین سطح تو بے نان ہستی بہ کا نہ بر کا نہ است خوان ہر خوان مدام بہ از برای این شکم خدان عام بہ چون بمیری می دو دو نان پیش پیش بہ کاے ز بیم بیوای گشتہ خویش بہ تو بر فنی ماند نان بر خیز گیر ای بکشتہ خویش را اندر زحیرہ بر سر ہر نقہ بنوشہ عیان بہ کو فلان بن فلان بن فلان بہ ہیں توکل کن بلرزان پا و دست بہ رزق تو بر تو ز تو عاشق ہر دست بہ عاشق است و میرند اومول مول بہ کو زبے صبریت و اندای فضول بہ اگر ترا صبری بدی رزق آمدی بہ خویش را چون عاشقان بر تو زدی بہ این تب دلر نہ زخوف جوع چہیست بہ در توکل سیرے تا یبند زیست بہ اللغات زحیرہ پیش مول در رنگ و تاخیر لغتے ایک شیخ مرید کے ساتھ بے تامل یہ شہر کی طرف جاتا تھا جہاں روٹی کی تنگی تھی یعنی قحط تھا اس مرید کے دل میں جوع و قحط کا بڑا خوف تھا اور ہر دم بسبب غفلت کے بڑھتا جاتا تھا شیخ واقف تھا اور ضمیر سے اسکی آگاہ اس سے کہا کہ کمان تک اس پیش میں پڑا رہے گا تو روٹی کے غم میں جلتا ہو اور صبر و توکل سے آنکھیں بند کر لی ہیں

کیا تو ان نازنینوں عزیز سے نہیں ہے جو تجھ کو بے جود و مہربانی رکھیں تجھ کو نہ دین اسے احمق جو عورت تو رزق خاصان
خدا سے ہے تجھ سے احمق گدا کار رزق جو عکس ہے تو بھوکا نہیں رہے گا نجات رہ اس لیے تو ان سے
نہیں ہے جو جکار رزق جو عکس ہے تو اس مطیع میں بھوکا بے نان نہیں کھڑا ہو جائیگا یہاں کاسے پر کاسہ اور خوان پر خوان
ہیں ہمیشہ ان کے لیے جو شکم خوار ہیں اور عام جب تو مرتا ہے تو روٹی تیرے آگے آگے دوڑتی ہے اور کہتی ہو
کہ اسے شخص تو نے بینوائی کے خوف سے آپ کو مارا ہے تو توجہ دیا اور روٹی رکھ لی اب اٹھ
اورے کہ تو نے آپ کو اسی روٹی کی پیش میں مانا ہے اور روٹی کا آگے آگے ہونا یہ کہ بعض مجھلا مردیکے
ساتھ روٹی بنام نہاد تو شے کے رکھ دیتے ہیں تو نہیں جانتا ہر لقمے کے سر پر لکھا ہے کہ یہ لقمہ فلان بن فلان
بن فلان کا ہے پھر تیرا لقمہ اور کون لے سکتا ہے اور اور کا تو کب لے سکتا ہے خبردار ہو تو کل کہ
بہت ہاتھ پاؤں مت کپکپاے تیرا رزق تجھ سے زیادہ تجھ پر عاشق ہے عاشق تو ہے مگر وہ ناز و غمزے
کرتا ہے اس لیے کہ تیری بے صبری سے اے فضول خوب واقف ہے کہ اس سے رہا نہیں
جائے گا ورنہ اگر تجھ کو صبر ہوتا تو رزق خود آتا اور عاشقوں کی طرح آپ کو تجھ پر ڈالتا تجھ کو یہ تپ دلرزہ
بھوک کے خوف سے کیوں ہے تو کل کر تو کل میں زیست سیری سے کر سکتا ہے

حکایت اس گاؤں حلیص کی کہ ہر روز صبح ابر علف دیکھتی ہے اور چرتی ہے تا فرہ ہونے
اور غم روزی فردا سے لاغر ہوتی ہے

قولہ ایک جزیرہ سبز ہست اندر جہان اندر گادیسست تنہا خوش دہان ہے جملہ صحر اچھا و آبشہب ہماشود
زنت و عظیم و منتخب ہر شب زانندیشہ کہ فردا چہ خورم ہر گروہ و چون تار مولانا غم ہنچون برآید صبح بیند سبز دشت
نامیان رستہ تفصیل و سبز گشت ہا اندر افتد گاؤں جوع البقر ہا تاہ شب اور اچر داور سب سے تا کہ زفت
و فرہ و لمر شود آن تنش از پیہ و قوت پر شود ہا از شب اندر شب افتد از فرزع ہا تا شود لاغر
از خوف متحج ہ کہ چہ خواہم خورد و فردا وقت خورہ سالما ایست خوف آن بقرہ ہا چہ مندیشد کہ چندین سال
من ہا می خورم زمین سبز و زار و زمین چمن ہا ہر روزی کم نیابد روزیم ہا چیسست این ترس و غم و دلسوزیم ہا باز
چون شب می شود آن گاؤں زفت ہا می شود لاغر کہ آوہ رزق زنت ہا نفس آن گاؤں است و این دشت این
جہان ہا کہ نمی لاغر شود از خوف نان ہ کہ چہ خواہم خورد و مستقبل عجب ہا لوت فردا از کجا سا از م طلب ہ
سالما خوروی و کم نامد ز خورہ ترک مستقبل کن و ماضی نگذرت پوت خورده را ہم یاد واریہ منکر اندر عنایت
کم پاش نارہ قصہ این گاؤں ایک سو بندہ نان خورد نان شیر ز پیغام دہ ہا الخوات تفصیل غوید لمر فرہ و قوت
فرزع غم و اندوہ متحج جائے گا آب و گیاء آوہ کلمہ افسوس لوت نعمت لذت لوت پوت نعمت غابر آئیندہ

المعنی بطور تشبیل فرماتے ہیں کہ مثلاً ایک جزیرہ سبز و جہان میں اور اس میں ایک گاؤں خوب تنہا پرانے والی تمام صحرا کو وہ رات تک چرتی ہو تا خوب فربہ اور جسیم اور منتخب سب میں برگزیدہ ہو جائے لیکن رات بھر اس سوچ میں کہ کل کیا کھاؤنگی تارمو کی طرح لاغر ہو جاتی ہو جب صبح ہوئی دشت کو ویسے ہی سبز دیکھا کہ کرم تک خویدا اور کھیت خوب سبز رہے ہوئے ہیں پھر اس میں جمع البقر ٹرکٹی جو تمام اعضا کا بھوکا ہو جاتا ہے اب رات تک خوب آسکو چرتی رہی یہاں تک کہ بالکل چر لیا تا قوی اور فربہ اور موٹی ہو جائے اور جسم آسکا چرتی وقت سے بھر جائے پھر رات کو اسی غم و اندوہ کی تپ میں مبتلا ہوئی کہ خوف آب گیارہ سے لاغر ہوئی کہ کل کو وقت خورش کیا کھاؤنگی ایسے ہی برسوں اس گاؤں کا بھی خوف ہو اور ذرا نہیں سوچتی کہ برسوں میں اس سبزہ نارا اور اس چمن سے کھایا ہو اور کسی دن میری روزی سے ذرا کم چھو کم نہیں ملا پھر میں کیوں ٹرون کیوں غم کروں کیوں اپنا دل جلاؤں میں بعد جب رات ہوتی تو وہ گاؤں فربہ لاغر ہو گئی کہ افسوس رزق کیا بس اب فرماتے ہیں کہ وہ گاؤں یہ نفس ہے اور دشت یہ جہان کہ یہ نفس روٹی کے غم سے جو روز پاتا ہے تاہم لاغر ہوتا ہے کہ آئندہ کیا کھاؤں گا اب نعمت کل کے واسطے کہاں سے پاؤں کہاں ڈھونڈھوں یہ خیال نہیں ہو کہ برسوں کھاتا رہا ہے اور خوراک سے کبھی کم نہیں ملا لہذا آئندہ کو ترک کر اور گذشتہ پر نظر ڈال کیسا پاتا رہا ہو جو نعمتیں لذیذ کھا چکا ہو انکو بھی تو یاد کر آئندہ کو دیکھ دیکھ کے کیوں لاغر و زار ہوا جاتا ہے اب فرماتے ہیں اس گاؤں کے قصے کو الگ رکھ دے اس خراور شیر نر کا ذکر سنا

لیچا نارا و باہ کا خرو اور مار لیٹا شیر کا

قولہ برد خروار و بہک تاپیش شیر پناہ پناہ کردش آن شیر دلیر شد از کوشش آن سلطان دوش رفت سوئے چشمہ تا آبے خورد و بہک خرد آن جگر بند دلش با چون زمان فرصت شد حاصلش شیر چون داگشت از چشمہ بخر جست دل از خرد دل بدے جگر گفت رو بہ را جگر کو دل پہ شد کہ نہا شد جا نور دازین دو بدہ گفت اگر بودی و را دل یا جگر بدے کے بدیجا آمدی بار در گرد آن قیامت دیدہ و آن رستخیز و دان نہ کوہ افتادن و ہول گریز و گور بودی جگر یا دل ہدی بہ بار دیگر کے درینجا آمدے بہ چون نادر و نور دل دل نیست آن بہ چون نہا شد روح جز گل نیست آن بہ ان تلجے کو نادر و نور جان بہ بول قارورہ است قندیش بخوان بہ نور مصباحست داد و ذوالجلال بہ صنعت خلق رست آن شیشہ سفال بہ لاجرم در ظرف باشد اعتدال بہ در بسا بنودال اتحاد بہ نورش قندیل چون آستینتہ بہ نیست اندر نورشان اعدا و چند بہ آن جہودا نظر نما شرک شدہ است بہ نور دید آن مومن و مد رک

شدہ است چون نظر بر روح افتد مرد را پس کی بنید خلیل و مصطفیٰ چون نظر بر ظرف افتد روح را پس
 وہ بیند شیت را و چون دلش اینست خود چون آن بودہ آدمی آنست کوراجان بودہ این مرد
 رواند اینها صورتہ مردہ مانند کشتہ شہوتہ اللغات فارورہ شیشہ بول شیت نام پیغمبر
 اسلحہ انقصہ وہ روباہ ناچیز گرہے کو پاس شیر کے لے گئی شیر نے اسکو پھاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
 شیر نے جو اسکے مارنے میں بہت کوشش و محنت کی تھی پیاسا ہوا لہذا ایک چشمے کی طرف پانی پینے
 گیا تا پانی پیے روباہ ناچیز نے کہ اسکو تھوڑی فرصت مل گئی اسکا دل دگر بند کھا لیا جب شیر لوٹ کے
 اپنے ٹکا پر آیا اس نے جو دھوڑہ معانہ مٹس کا دل ملا نہ جگر بند ملا روباہ سے پوچھا اسکا دل جگر کیا ہوا
 کہ ہر جانور کے شرابی ہوتا ہے ہر جانور کوان دونوں سے لابر ہو گا اگر اسکا دل ہوتا یا جگر ہوتا تو دوبارہ یہاں
 کیون آتا وہ قیامت اور وہ رستخیز اور وہ پہاڑ سے گرنا اور ہیبت کا بھاگنا تو ایک دفعہ اٹھا چکا تھا
 اگر دل جگر ہوتا تو دوبارہ یہاں کیون آتا اب مقولات مولانا کے ہیں جو دل کہ نور نہیں رکھتا وہ دل
 دل ہی نہیں ہے جیسے روح نہ تو پھر کیا ہے مٹی ہے جو شیشہ کہ اس میں نور جان نہوا اسکو
 فارورہ بول کا کہ قندیل مست کہ نور چراغ کا جو دل ہو داد و الجلال ہو اور شیشہ اور سفال صنعت
 مخلوق کی ہو اسی سبب سے طرف میں عدد و تعدد ہو اور وہ جو روشنی ہو ان سب میں اتحاد ہو وہ سب
 ایک ہیں شگافہ قندیون کا نور ملا دین تو اس کے نور میں گنتی اور چندگی نہوگی سب کا نور یکساں ہوگا بس
 جو ہر وہی وہ ظروف کو دیکھ کر مشرک ہوے ہیں اور جس نے نور دیکھا وہ مومن اور مدرک ہو اس لیے کہ
 جب نظر آدمی کی روح پر پڑے گی تو خلیل و مصطفیٰ کو وہ ایک ہی دیکھے گا اور جب روح کی نظر ظرف پر
 پڑے گی تو وہ شیت و لوح کو دو دیکھے گا بس جب دل اسکا ایسا ہو تو پھر کیسا ہوگا لاجرم آدمی وہی ہے
 جس میں جان ہوا اب جو مرد نظر آتے ہیں یہ مرد نہیں ہیں صورت ہی صورت ہیں مردہ نان کے

اور کشتہ شہوت کے ہیں

حکایت واسب کی جودن کو شمع لیے آدمی کی جستجو میں پھیرا تھا

قولہ ان کی باشع برمی گشت روزہ کرد ہر بازار دل بر عشق و سوزہ بوالفضولے گفت اور اکالے فلان
 ہیں چمے جوئی ہر پیش ہر دکان بہا میں چمے جوئی تو ہر سو با چراغ بہ در میان روز روشن جیت لا رغبت
 گفت سے جویم ہر سو آدمی بہ کہ بودی ادھیات ان دے با گفت من جو بای انسان گشتہ ام بے نیام بیچ
 و حیران گشتہ ام بنیست مردی گفت این بازار پرہ مردماند آخرای داناسے حرہ گفت خواہم مرد بر جادہ
 دورہ بہ درہ ششم و ہنگام شرہ بہ وقت خشم و وقت شہوت مرد کو بہ طالب مرد و دانم کو بکو بہ

کو درین دو حال مودی در جهان بنام خدا سے اونکم امرو ز جان بگفت ناز و حیرے جولی و لیک بے غافل از حکم خدای
 نیک نیک بے ناظر فرغے زاصلے بنجر بفرغ نام اصل احکام قدر بے چرخ گردان راقضا کرد کند صد عطار
 راقضا ابلہ کند تنگ گردان جہان چارہ را بے آب گرداند حدید و خارہ را بے اسے فراری دادہ رہ را گام گام
 خام خامے خام خامے خام خامے چون بدیدی گردش سنگ آسیا بے آبجور ہم بین آخر بیا بے خاک را دیدی
 برآمد برہوا بے در میان خاک بنگر باد را بے اسے ایک شخص دن کو ہر بازار میں شمع لیے پھر تا عصا
 اس حال سے کہ دل پر عشق و سوز تھا ایک بوا الفضول نے اس سے کہا کہ فلان بتا تو ہر دوکان کے
 سامنے کیا ڈھونڈھتا ہے اور خبردار ہو بتا تو چراغ لیے کیا ہر طرف ڈھونڈھتا پھر تا ہے روز روشن
 میں یہ کیسی تیری بیہودگی ہے کہا ہر طرف میں اس آدمی کو ڈھونڈھتا ہوں کہ خاص اس دم کی حیات
 سے وہ زندہ ہو یعنی لغت فیہ سے پھر کتا ہی کہ میں انسان کا تلاشی ہوں اور کہیں کسی کو آدمی نہیں پاتا
 حیران ہوں ایک شخص نے کہا کیا یہ بازار آدمیوں سے بھرا نہیں ہے یہ سب آخر اسے
 دانا آزاد مرد آدمی ہی ہیں کہا میں وہ مرد چاہتا ہوں جو در راہ کی راہ کا مرد ہو اور وہ دوسرا میں یہ ہیں ایک
 تو مرد راہ خشم کا اور دوسرا دقت حرص کے اب تمام وقت خشم و شہوت کا کون ہوں دونوں کے
 مرد کا طالب ہوں گلی گلی پھرتا ہوں آن دونوں حال کا مرد جہان میں کون ہی تو میں اپنی جان اسپر آج
 فدا کروں کہا تو نا در چیز کو ڈھونڈھتا ہی لیکن حکم خدا سے نہایت ہی غافل ہی تو فرغ کو دیکھ رہا ہی اصل سے
 بنجر ہے اور وہ فرغ تو ہم ہیں اور اصل حکم قدر کا اور حکم قضا کا وہ ہی کہ چرخ کو بھی کہ جس کی گردش میں غلطی
 نہیں ہکا دیتا ہی اور سیکڑوں عطار و منشی فلک کو احمق بناتا ہی جہان چارہ و تدبیر کا گویسا ہی فراخ ہے
 اسکو تنگ کر دیتا ہی لوہے پتھر کو پانی کر کے بہا دیتا ہی ای فلان تو نے ایک راہ کو قدم قدم کر کے ٹھہرایا ہی
 اور ایک راہ وہی حکم قضا و قدر گام گام خشم و شہوت بس تو خام ہی خام ہی تو گراں بظرف مزید تاکید و مبالغہ
 جب تو نے گردش آسیا کی دیکھی تو آبجور کو بھی تو دیکھ جس سے آسیا کو گردش ہی خاک کو تو تو دیکھتا ہی کہ جو نہ
 فلک تک چڑھ گئی اور اس کے بیچ میں جو ہوا بھری ہی کہ اسکو چڑھائے گئی اسکو نہیں دیکھتا قولہ دیکھا سے
 فکرے بینی بجوش بے اندر آتش ہم نظر سیکن بہوش بگفت حق ایوب را در مکرست بے من بہر موسے تو
 صبرے داد مت بے من بصبر خود مکن چندین نظر صبر دیدے صبر دادن را نگر بے چند بینی گردش دولا بے
 سر برون کن ہم بین میر آب را بے تو ہے گئے کہ نے بنیم و لیک بے دید آن را بس علامتہا ست نیکٹ
 گردش کف ناچو دیدے مختصر خبرت باید بدیا و نگر بے آنکہ کف را دید سر کو بان بود و آنکہ دریا دید او
 حیران بود و آنکہ کف را دید نیتہا کف و آنکہ دریا دید دل دریا کند بے آنکہ کف را دید با شد و شمشاد

وانکہ دریا دید شد بے اختیار بے آنکہ کف را دید و گردش بود و آنکہ دریا دید و منبش بود و آنکہ کف را دید و یکا نش
کنند و آنکہ دریا دید و گردش کند و آنکہ کف را دید و گردش است او و آنکہ دریا دید و باشد غرق بود و آنکہ کف را دید
آمد و سخن و آنکہ دریا دید شد بے ما و من بے آنکہ کف را دید و پالوده شود و آنکہ دریا دید و آسوده شود و آنکہ
ہائے یان فکر کی تو یکا تار ہتا ہو لیکن آگ میں بھی تو نظر کرتا رہ جس سے بکیتی ہیں فکر سے مراد فکر نیست طعام
اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو براہ مکرمت فرمایا کہ میں نے تیرے بال بال کو صبر دیا ہو خبردار اپنے
صبر کی طرف بہت سی نظر مت کرنا تو نے صبر تو دیکھا مگر ہمارے صبر دینے کو بھی دیکھ لو گردش چرخ کی
کب تک دیکھے گا ذرا سر غفلت سے نکال اور میرا آب کو بھی دیکھ چرخ سے مراد وہ چرخ جو کونین پر ہوتے
ہیں میرا آب باغبان یا باغ کا پانی دینے والا اگر چہ تو کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں لیکن کچھ نہیں دیکھتا اگر
دیکھتا ہو تو اسکی علامتیں اچھی کمان ہیں تو نے دریا کی جھاگن کی گردش دیکھ لی جو ایک مختصر بات ہے نہیں سمجھو
ہو شیار ہی چاہئے دریا کو دیکھ اس لیے کہ جس نے کف کو دیکھا ہو وہ اپنا سر پیشے گا اور جس نے دریا دیکھا ہو وہ
حیران ہے پھر کہتے ہیں جس نے کف دیکھے ہیں وہ نیتون اور ارا دون باطل میں پڑا ہو اور جس نے دریا دیکھا
اسکا دل دریا ہو جاتا ہے ایسے ہی جو کف دیکھتا ہو وہ تعد و شمار میں پڑتا ہو اور جس نے دریا دیکھا بے اختیار
ہوا علی ہذا جس نے کف کو دیکھا گردش میں پڑا جس نے دریا دیکھا وہ بغیر غفل ہو گیا جس نے کف کو دیکھا کف کو کھارو
اور جس نے دریا دیکھا اسولی پر چڑھا جیسے منصور اور جس نے کف کو دیکھا اٹھی میں مست ہو گیا اور جس نے دریا دیکھا
وہ ذات ہو میں ڈوب گیا جس نے کف کو دیکھا وہ لسان زبان دماڑ ہوا اور جس نے دریا دیکھا بے ما و من
ہوا جس نے کف کو دیکھا یا لودہ ہوا یعنی رخ و محنت اٹھائی اور جس نے دریا کو دیکھا آسودہ ہوا

دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک مع کو اور جواب اسکا

قولہ من نے را گفت مردے کا ی فلان بہین مسلمان شو یا بش از مومنان بگفت اگر خواہ خدا مومن شوم بہ
در فرایہ فضل ہم مومن شوم بگفت می خواہد خدا ایمان تو بہ تار ہدا دست و دوزخ جان تو بے لیک نفس شست
و شیطاں لعین پے کشدت جانب کفران و کین بگفت ای نصف چو ایشان غا بلند بہ یا را و با شتم کہ
باشد زور مند بہ یا را و خواہم بدن کہ غالبست بہ آن طرف اقم کہ غالب جاذبست بہ چون خدای خواست
از من صدق زفت بہ خواستش مجہد کہ چون پیشش زفت بہ نفس و شیطاں خواہش خود پیش برویہ این عنایت
قرگشت و خرد مردہ تو یکے قهر و مراے ساختی بہ داند و صد نقش خوش افزا ختی بہ خواستی مسجد بود آنجاے
غیر بہ دیگرے آمد مرا و ساخت دیر بہ یا تو با نیدی یکے کہ پاس تا بہ خوش بسازی ہر پو شیدہ قبا بہ تو قبا
سے خواستی ختم از بندہ نعم تو کہ پاس را شلوار کردی چارہ کہ پاس چہ بد جان من بہ جز بون این و آن

غالب شدن بنا لئے ایک مغ سے ایک مرد نے کہا کہ ای فلان خبر دار مسلمان ہوا دیو نمون سے ہو جا کما
خدا چاہے تو نمون سے ہو جاؤں اور جو زیادہ فضل کرے تو ایقان و یقین والوں سے ہو جاؤں کما
خدا تو ایمان تجھ سے چاہتا ہے تو دوزخ کے ہاتھ سے جان تیری بچ جائے لیکن تیرا نفس بداد شیطان لعین
جھکو کفر و دین کی طرف کھینچتے ہیں کما اگر منصف جب یہ دونوں غالب ہیں تو میں اسی کا یا رہوں گا جو زور آور
میں اسی کا یا رہونا چاہتا ہوں جو غالب ہے اور اسی طرف گردن گا اس لیے کہ غالب کھینچنے والی شے ہے
سب غالب کی طرف کھینچتے ہیں خدا نے مجھے ہر چند صدق مستحکم جاہا لیکن وہ چاہتا ہی اسکا کیا ہے
جو پیش نہ گیا نفس و شیطان خواہش اپنی پیش لیکے وہ عنایت اسکی قہر ہو گئی اور چور چور ریزے
ریزے مثلاً تو نے ایک محل دکان بنایا اور اس میں سیکڑوں نقش و نگار بنائے اور چاہا کہ اس
اچھی جگہ کو مسجد بناؤں اور دوسرا آیا اس نے اسکو تھانہ کر دیا تو نے ایک کپڑا بنا تو اسکی پوشیدہ تباہناؤں
اور ہوا یہ کہ تو تباہنا چاہتا تھا اور دشمن نے تیرے لٹکے برخلاف اس کپڑے کا پا جامہ بنا لیا اب
بتا وہ کپڑا کیا کرے اسکو کیا بن پڑتا ہے سوائے اپنے مغلوب ہونے اور اس کے غالب ہونے کے
تو کہ رزبوں شہر جم آن کر یاں جیست بن واکلا و مغلوب غالب نیست کیست بن چون کسے ناخواہ وے
بروے براندہ خار بن در بلخ ملک او نشانہ صاحب خانہ بدین خواری بودہ کاین چنین بروی خلافت میر و
ہم خلق کردم من از کارہ بوم بن چونکہ یاری این چنین خواری شوم بن چون کہ خواہ نفس آمد مستعان بن تسخر آمد ایش
شار اللہ کان بن اگر ننگ مغان یا کا فرم بن آن نیم کہ بر خدا این ظن برم بن کہ کسے ناخواہ او در غم او بن گرد و
اندر مملکت او حکم جو بن ملکیت او را فرود گیر و چنین بن کہ نیار و دم زند دم آفرین بن دفع او سے خواہد و می نایدش بن
دیو ہر دم غصہ می آفرایدش بن بندہ آن دیوی باید شدن بن چونکہ غالب اوست در ہر محن بن تا سبدا کین کشد
شیطان زن بن پس چہ دستم گیر دنیا جاذو المنن بن اچھے ادخواہد مرا و شود بن از کہ کار من و گرنیکو شود بن حاش اللہ ایش
شا و اللہ کان بن حاکم آمد در مکان و لا مکان بن ہیکس در ملک او از امر او بن در غیر اید سر یکتا رمو بن لئے
بتا یہ سابلین یہ معنی کہ اگر وہ کپڑا اس غالب سے مغلوب ہو گیا تو اسکا جرم ہی کیا ہو اسوجہ سے وہ کون ہو جو مغلوب
غالب کا نہیں ہو جاتا کوئی شخص بخیر ایش کسی کے کسی پر دوڑ گیا اور اس کے ملک کے باغ میں اس نے
کاٹے لگا دیے تو صاحب خانہ اس سے ضرور خوار و ذلیل ہو گا کہ اس پر ایسی تیرے خلاف چل جاتے
ہیں اور میں بھی بڑے مکروہ و ناگوار ملاستوں سے پارہ پارہ ہوں گا کیونکہ ایسا یا رہوں گا جو درین ذلیل و خوار
ہوں پس جب کہ خواہش نفس کی استعان ٹھہری تو یہ بات ایش شار اللہ کان یعنی جو بات اللہ نے
چاہی سو ہوئی تسخر و استہزا ایش تحفہ امی شخی کا ہو میں اگر ایسا بد ہوں کہ ننگ مغون کا ہوں

یا کافر ہی ہوں مگر ایسا پھر بھی نہیں ہوں کہ خدا پر ایسا گمان کروں کہ کوئی بے مرضی اور برعکس اُس کے اس کی ملکیت میں اپنا حکم ڈھونڈے اور حکمرانی کر سکے اور ایسا اس کی سلطنت پر محیط ہو جائے کہ وہ دم آفرین سکے سامنے دم نہ مار سکے وہ تو اُس دم زفت کا دفع کرنا چاہے اور وہ دفع نہو سکے اور دیو ہر دم اُس کے رنج و غصہ کو قابو نہ پانے سے بڑھائے تو بس بندہ اسی دیو کا ہونا چاہیے کس فاسق سے ہر انجن اور ہر مخلوق پر غالب ہو وہ ڈرتا ہو اس سے کہ ایسا نہو شیطان مجھے کینہ کشی کرے پھر ایسے موقع پر میری دستگیری ذوالمنن کیا کرے گا جب سرکش اُس پر غالب ہو رہا ہو اور وہ اپنی حسب مراد اپنا کام کر رہا ہو لاجرم ایسے غالب کے سوا اور کس سے میرا کام سنبھلے گا جو کہ اوپر کے کلمات میں نوع سودا دہی نسبت حضرت رب العزت کے حق لہذا مولانا روح باریاد کلمہ تنزیہ حاش شد کے فرماتے ہیں کہ حاش شد ایش شاد اللہ کان مکان و لامکان کا حاکم ہے کوئی شخص اُس کے حکم اور اُس کے ملک میں بال کے سر برابر نہیں بڑھا سکتا

در بیان مثل شیطان بر در گاہ رحمن

قولہ ملک ملک دوست فرمان آن او نہ کمترین سگ بر درش شیطان او نہ ترکمان را اگر سکے باشد بر درش بر درش نہادہ باشد روے و سر نہ کردکان خانہ اش دم می کشند باشد اندر دست طفلان خوار مند باز اگر بیگانہ معبر کند چہ حملہ بروے همچو شیر نہ کند کہ او شاد علی الکفار شد باولی گل باعد و چون خار شد ناب تمنا جی کہ دادش ترکمان با آن چنان وافی شد دست و پا سبان پیس سگ شیطان کہ حق ہستش کند اندر و صد فکر و حیلہ تند آبر و بار اغدای او کند تا بروا آبروی نیک و بد با آب تما جست آب روی عام نہ کہ سگ شیطان ازویا بد طعام نہ بر در خرگاہ قدرت جان او نہ چون نباشد حکم را قربان او نہ گدازد از مرید و از مرید نہ چون سگ باسط ذراعہ بالو صید نہ بر در کف الوہیت چو سگ نہ ذرہ ذرہ جو جہتہ رگ نہ ای سگ دیوانہ خان میکن کہ تا نہ چون درین رہ می ہند این خلق پا نہ حملہ میکن منع سے کن سے نگو نہ تاکہ باشد مادہ اندر صدق و نہ پس عودا زہر چہ باشد چو سگ نہ گشتہ باشد از ترغ تیز تگ اللغات ترکمان ایک قوم ہو ترکون سے کمتر معبر بالفتح گذر گاہ شکار نوع از آتش مرید بفتح مردود اے منع فرماتے ہیں ملک اُس کی ملک ہو ایسے ہی حکم کا بھی وہی مالک ہو یہ شیطان اُس کے در کا ایک کتا ہو دیکھو ترکمان کے دروازے پر جو کتا ہوتا ہو اُس کے دروازے پر منہ اور سر رکھے پڑا ہوتا ہو اُس کے گھر کے ریشے دم پکڑ کر رکھے کھینچتے ہیں اور وہ اُن لڑکوں کے ہاتھ میں نہایت خوار ہوتا ہے کان نہیں ہلاتا پھر اگر وہ دروازہ کسی بیگانے کا گذر گاہ ہوتا ہے تو شیر نہ کی طرح اُس پر حملہ کرتا ہو کس واسطے کہ وہ کفار پر

سختی کرنے والا ہولی و دوست کے ساتھ گل ہو اور دشمن کے حق میں خار اُس ترکمان نے جواب تمام
 سے اُسکو دیدیا اُسکے سبب سے ایسا وفادار اور ایسا پاسبان ہوا ہو سہرہ کیا سگ شیطان کہ حق تعالیٰ اُسکو
 ہشت کرے اور وہ اسوقت میں اپنے سیکڑوں حیلے اور فکرین بنائے اور لوگوں کی آبرو کو کھا جائے
 اور اپنی غذا کرے اور نیک و بد کی آبرو اتارے یہ آبرو جو عوام کی ہے یہ اُسکے لیے آب تمام ہو
 البتہ اُس سے وہ طعام پاتا ہو نہ آبرو خواص اُسکے خیمہ قدرت پر تو اُس کی جان ہو یعنی اُسکے
 قبضہ قدرت میں پھر کیسے اُسکے حکم کا قربان نہوئے گلے کے گلے مرید بھی اور مردود بھی دونوں
 ایسے جیسے کلہم ذراعیم بالوصید یعنی کتا اصحاب کف کا دونوں ہاتھ بڑھائے اور منہ رکھے
 بیٹھا ہو ایسے ہی اُسکے کف اکوہیت کے دروازے پر سگ کی طرح پڑے ہن اور ذرہ ذرہ اُسکے
 امر کا جویا اور برجہ رگ کہ رگ رگ اُنکے امر کے لیے پھٹک رہی ہو اُسکو بھی حکم ہو کہ اُسکے دیوتا خان
 کرتارہ کہ توجو کوئی مخلوق سے اس راہ میں قدم رکھے تو حملہ کرتا ہ اور اُنے مت دے اور دیکھے رہ تو
 صدق میں مادہ و نہ معلوم ہوئے اور اس نظر سے کہ اپنے ترفع میں جو مراد اُسکے بھونسنے سے ہی تیز قدم
 نہو جائے اعوذ ہو جواسی واسطے نازل ہوئی اور حکم ہو استعذ باللہ من الشیطان الرجیم قولہ این اعوذ
 آنست کاے ترک خطا بنانگ برزن بر سگت رہ بر کشا بن تا بیام بر در رخ گاہ تو بن حاجتہ خواہم
 زجو دو جاہ تو بن چونکہ ترک از سطوت سگ عاجزست ہ این اعوذ و این نغان ناجائزست ہ ترک
 ہم گوید اعوذ از سگ کہ من بہم ز سگ در ماندہ ام اندرون تو نمی یاری بدین درآمدن بن نمی یارم
 زور بیرون شدن ہ خاک اکنون بر سر ترک و قفق ہ کہ یکے سگ ہر دو را بند و عنق ہ حاش شد ترک
 بانگے برزند ہ سگ چہ باشد شیر ز خون تی کند ہ ایکہ خود را شیر ز دان خواند ہ ہ سالما شد با سگی در ماندہ ہ
 چون کند آن سگ برای تو شکار ہ چون شکارا دشمنی آشکارا المعنی یہ اعوذ ایسی ہ شیطان کے لیے
 جیسے کتے کے لیے لکار مثلاً کوئی شخص کسی ترک خطا کے گھر گیا اور کتا مال نہو تو وہ کتا ہو کہ اسے ترک خطا
 اپنے گتے کو لکار اور میری راہ کھول دے تو تیرے درخیمہ پر آؤں اور تیری جود و جاہ سے حاجت
 روانی کروں اور حال یہ کہ ترک خود غلبہ سگ سے عاجز ہو رہا ہے بس جب یہ خود تو عاجز ہے
 یہ اعوذ و فرما دسب ناجائز ہے ترک خود سگ سے عاجز ہے اور اعوذ کتا ہو کہ میں اس سگ سے
 آپ عاجز ہوں اپنے وطن میں تو تو اس دروازے پر کتے کے مارے نہیں آسکتا اور میں دروازے
 سے نکل نہیں سکتا بس فرماتے ہیں ایسے ترک دھماں دونوں کے سر پر خاک پڑے کہ ایک کتے
 نے دونوں کی گردن باندھی ہو لیکن وہ ترک ہی نہیں ہو ورنہ حاش شد کہ ترک لکارے اور کتا

نہ مانے اسکی لٹکار سے تو کتا کیا چیز ہے شیرِ نر خون کی تے کر دے اور اسکا دل ہیبت سے خون ہو کے
نکل پڑے یہ اشعار نسبتِ پیرومید زمانہ کے معلوم ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اے فلان تو شیرِ زیدان آپ کو
کھانا تھا اور برسوں سے ایک کتا نا چیز کا مغلوب ہو رہا ہے پھر ایسا سنگ تیرے واسطے شکار کیسے
کرے گا جب کہ تو خود اسکا شکار ہو

جواب مومن سنی کا کافر جبری کو ثابت کرنے اختیار میں اور دلیل کہنا کہ سبب
ایک راہ انبیاء کے قدموں کی ٹھونڈی ہوئی داہنی طرف اُسکے راہِ بیابانِ جبری ہے کہ
اپنا اختیار نہ دیکھے اور امر و نہی کا منکر ہو اور تاویل کرے اور امر و نہی کے منکر ہونے
سے انکارِ بہشت کا اور دوزخ کا کہ بہشت بدلا مطیعوں کا ہے اور دوزخ جبراً
مخالفتوں کی والعاقل تکلفیہ الاشارة اور بائیں طرف اُسکے راہِ بیابانِ قدر کی ہے
کہ قدرت خالق کو مخلوق کی قدرت کا مغلوب جانے

تو کہ گفت مومن بشنوای جبری خطاب بہ آن خود گفتی نک آدم جواب بہ بازے خود کر دے اے
شرطِ بجا نہ بازی خصمت ہمیں ہیں و دراز نہ نامہ عذر خودت بر خواندی نہ نامہ سنی بخوان یہ مادی پنجہ
گفتی جبراً نہ در قضا نہ سزا نہ بشنوز من و زاجرا بہ اختیارے ہست ما را در جہانِ دہس را منکر تانے شد
عیان بہ اختیاری خود ہمیں جبرے مشورہ رہا کر دی براہِ کج مرویہ سنگ را ہرگز نگوید کس بیابانِ در کلوخی
کس نے جوید وفا نہ آدمی را کس کجا گوید یہ بیابانِ امی کو رو در من در نگز گفت یزدان ما علی الاعلیٰ
حرج نہ کہ نہر یہاں حرج رب الفرع کہ کس نگوید سنگ را دیر آمدی نہ یا کہ جو باتو جبر میں زدی پنجہ چین و جہتہا
بجہور را نہ کس نگوید یا ز ند مقدور طے امر و نہی و شتم و تشریف و عیب نہ نیست جز مختار را اے
پاک جیب بہ اختیارت ہست در ظلم و ستم ہمیں ازین شیطان و نفس این خواہم بہ اختیار اندرون ساکن
ہست نہ تانید او یوسف کہ را نخست بہ اللغات جبر یہ یقین ایک فرقہ ہے کہ بندے کو بے اختیار
کہتے ہیں کہ خیر و شر سب خدا سے ہے ہندے کو ان دونوں میں کچھ اختیار نہیں ہے واجب تھا میں و از اید ہے
المعنی مومن نے اُس رخ سے کہا کہ اے جبری اب میرا خطاب سن تیرے پاس جو کچھ تھا تو کہ چکا
اب میں جواب اسکا لایا تو تو اے شرطِ بجا نہ اپنی چال چل چکا اب حریف کی لمبی چوڑی چالیں دیکھو تو
تو کتاب اپنے غدر کی پڑھ چکا اب کتابِ سنی کی پڑھ کیونکہ جبر میں رہا ہے تو نے جو کچھ جبروں کی
طرح حکم آئی ہیں کہا اسکا مجید و ما جرا مجھے سنے کہ ہوگا اس جہان میں قضا و قدر نے اختیار دیا پھر
تو حسی باتوں کا جو ظاہر ہیں کیسے منکر ہو سکے گا تجھ کو چاہیے کہ اختیار کو بھی اپنے دیکھ نہ

جبری مت ہو جائی رہا ہو جسکو تو نے چھوڑ دیا اور طبعی راہ چلنے لگا بس طبعی راہ مت چل پتھر کو جو بے اختیار ہے ہرگز کوئی نہیں کہ سکتا کہ میرے پاس آیا کسی کلون سے کوئی وفا کا کٹا لب ہوتا ہی آدمی سے کون کتا ہے کہ تو اڑیا اندھے سے کہے کہ اٹھکو دیکھ خیال نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی باعلیٰ الہی حرج یعنی اندھے پر کچھ تنگی نہیں ہر اسی سبب سے کہا ہے کہ وہ بہت باتوں سے بے اختیار پتھر یا خیال کرنے والا باوصف بے اختیار کے ہکو تنگی میں ڈالتا کس واسطے کہ وہ افریدگار کشود و فتوح کا ہے کوئی بھی پتھر سے کتا ہے کہ دیر میں کیوں آیا یا لکڑی سے کہے کہ میرے کیوں لگ گئی ایسے ہی مجبور سے کون کتا ہے کہ تو پتھر کو دیا کسی معذرت کو کوئی کچھ کتا ہی مارتا ہے سارا مرنی اور خشم و عتاب اور خلعت و عنایت اسے پاک جیب سوائے مختار کے اور کسی کو نہیں ہے پاک جیب اس سبب سے کہا کہ تیری جیب تقدیر ایمان سے خالی ہے تھکو اختیار ہے کہ تو ظلم و ستم کر سکے اور ہم نے اس اختیار کو اس شیطان نفس سے ارادہ کیا ہے اور وہ جو درونی اختیار تیرا ہے وہ ساکن ہے اور ایسا کہ جب تک اس نے یوسف کو نہیں دیکھا ہاتھ نہیں کاٹے اندرونی اختیار عقل جسکو حکمانے فرشتہ کہا ہے جو مانع شر سے ہے اور راجع الے الخیر یوسف اعمال حسنہ قولہ اختیار و داعیہ در نفس بودہ روش دیدہ انگہ پر وہاں کشودہ سگ بختہ اختیارش گشتہ گم بد چون شکنبہ دید جنباں کر دم بد اسپ ہم جو جو کند چون دید جو بد چون بہ بند گوشت گرہ کر دم بود دیدن آمد جنبش آن اختیار بد پھونچے ز آتش انگیز و شرارت پس بجنبہ اختیارات چون بلیس بد شد دلالہ آردت پیغام و یس بد چونکہ مطلوبی بر اینکس عرضہ کر بد اختیار خفتہ بکشاید بندہ وان فرشتہ خیر ہا بر غم بود بد عرضہ داردے کند در دل غلو بد تا بجنبہ اختیار خیر تو بد نا لکھ بیش اد عرضہ خفتہ است این دو تو بد بس فرشتہ و دیو گشتہ عرضہ دارد بد بہر تحریک عروق اختیار بدے شود زالہا ما و وسوسہ بد اختیار خیر و شر ت وہ کہہ بد وقت تحلیل غازی بانک بنان سلام آوردہ باید مالک بد کہ زالہام و دعا سے خوب تان بد اختیار این غارم شد روان بد بازار بعد گنہ لعنت کنی بد بلیس ازرا کہ ازو سے مخنی بد این دو عند عرضہ کنندہ در سرار بد در حجاب غیب آمد عرضہ دارد بد چونکہ پردہ غیب بر خیزد بیش بد تو بہ بینی روی دلالان خویش بد در سخن نشان و شناسی بد گزندہ کان مغلور حجاب اینہا بندہ اللغات شکنبہ بکسر معہ حیوانات ہندی او جہر المعنی مثلاً ایک ارادے کا اختیار تیرے نفس میں تھا بس جان اس ارادے کی صورت نفس نے دیکھی اور پر بازو کھولے جیسے کوئی گنا سورہا ہوا اور اس وقت میں اختیار اسکا گم ہوا اور جان شکنبہ دیکھا دم ہلانے لگا یا مثل کھوڑے کے کہ جو دیکھتے ہی جو جو کرنے لگتا ہے جیسے بلی گوشت کو دیکھے سو سو کرتی ہے یہ حال ہوتا ہے پس دیکھنا اس دایے کا بھی جنبش اختیار کی ہے اسی سے

اختیار حرکت کرتا ہے جیسے پھوکنے سے آگ چمکے یا ان اٹھاتی ہے پھر وہ اختیار ایسی جنبش کرتا ہے جیسے ابلیس کے
 ولالہ بن کے پیغام دیس کا لائے اور جو بعد پیغام آوری کے مطلوب کو تیرے سامنے پیش کر دیا تو وہ اختیار
 خفہ تیرا لڑائی و آفت اٹھاتا ہے اب اس وقت میں وہ فرشتہ خیر کا برخلاف دیو کے امر خیر تیرے سامنے
 پیش کرتا ہے اور دل میں شور ڈالتا ہے تا اختیار خیر کا تجھ میں جنبش کرے اس سبب سے کہ قبل ان کے
 پیش کرنے سے وہ سوتا تھا غافل بس فرشتہ اور دیو دونوں پیش کرنے والے ہوئے تا تیرے اختیار کی گین
 ہین اب فرشتہ تو الہامات کر رہا ہے اور دیو دوسو سے ڈال رہا ہے جن سے تیرا اختیار خیر و شر میں دو دلہ کیا وہ
 کسہ ہو گیا یعنی نہایت ہی بگلیا اسی واسطے جب نماز کے احرام سے تحلیل پائے تو اسے بائیں ہاتھ میں فرشتہ خیر
 سلام کرنا چاہیے جیسے کہ بعد نماز السلام علیکم درجہ اللہ کتے ہیں کہ اس سلام سے شرعاً ارادہ سلام کا
 فرشتوں اور مقبولوں اور امام پر ہوتا ہے تحلیل احرام نماز سے باہر آنا کہ تمھارے ہی الہاموں اور تمھاری ہی
 دعا و دعوت سے اختیار نماز مجھ سے روانہ ہوا اور بعد گناہ کے ابلیس پر لعنت کرتا ہے کس واسطے کہ
 اُس سے تو بخشنی ہو رہا انرا خفہ ازیر الیکن یہ دونوں پیش کرنے والے کہ باہم ضد ہیں پوشیدہ ہیں اور
 پردہ پوشیدگی میں عرضہ دار ہیں جس وقت یہ پردہ غیب کا تیرے سامنے سے اٹھ جائے گا تو اپنے ان لالوں کی
 صورت دیکھے گا اور ان کی باتوں کو بے گنہ پچانے کا کہ وہ جو پردے میں مجھ سے گفتگو کرتے تھے یہی تھے
 قولہ دیو گوید اسے اسیر طبع و تن بہ عرضہ می کردم نکر دم نور میں ہوا ان فرشتہ گوید تن گفتمت کہ ازین
 شادی فزون گرد و غمت بہین فلان روزی نلغتم من چنان کہ از ان سولیت رہ سوے چنان بہاغب
 روح و جان افزای تو بہ ساجدان و مخلص بابای تو بہ این زمانت خدمتی ہمے کنیم بہ سوے محند وے
 صلایت می نرمیم بہ این گرہ بابات را بودہ عدلی بہ در خطاب اسجد و کردہ بابا کہ آن گرفتنی دان ما انداختی بہ حق خدمت
 ما شناختی بہ این زمان ما را و ایشان را عیان بہ در نگریشتاں در حق و بیان بہ نیم شب چون بشنوی زاری
 دوست بہ چون سخن گوید سحر فانی کہ دوست بہ در و دوس در شب خبر آرد ترا بہ روز از گفتن شناسی ہر دوراہ
 بانگ شیر و بانگ سگ شب در رسید بہ صورت ہر روز تازی نا پدید بہ روز شد چون باز در بانگ
 آمد نہ بس شناسد شان زمانگ این ہوشمند بہ مخلص آنکہ دیو و روح عرضہ دار بہ ہر دو مستند از تہمتہ
 اختیار اختیار ہی ہست در نا پدید بہ چون دو مطلب دید آمد در مزید اللغات کہہ بچہ اسب و خر
 عدلی بکسر جمع عدو المعنی یعنی بعد حجاب اٹھ جانے کے دیو تو کہے گا کہ تو تو خود گرفتار طبع و تن کا تھا میں نے
 تیرے سامنے ایک بات عرض کی تھی کچھ نور تو نہیں کیا تھا اور فرشتہ کہے گا کہ میں نے مجھے نہیں کہا تھا
 یہ شادی اس وقت کی غم بڑھائی گی خبر دار ہو فلان روز میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ ادھر ادھر ہو کے

راہِ جنت کی ہو تم تیری روح جان افزا کے دوست ہیں ہم نے تیرے بابا کو سجدہ کیا ہو اور ہم اُس کے دوست ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَاذْقُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوا لِادَمَ فَسَجَدُوا اِلَّا ابليسَ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے نہ کیا اسی کے موافق اس وقت بھی ہم تیری اطاعت کرتے ہیں اور اُدھر تجھ کو بھلاتے ہیں کہ تو خدوم ہوئے یہ گدھے کا بچہ تیرے باپ کا دشمن تھا اور جب خطابِ اسجد کا ہوا تو انکار کیا چنانچہ فرمایا ابی واسطی انکار کیا ابلیس نے اور آپ کو بڑا جانا تو نے افسوس دشمن کے کہنے کو مان لیا اور جو ہم نے کہا تھا اُس کو پھینک دیا اب یہ وقت ہے اس وقت ہلکا اور اُسکو دونوں کو ظاہر دیکھ اور بحسن و بیان کو ہمارے اُسکے دیکھ پس ایسا حال ہو گا کہ جیسے تو اُدھی ات کو کسی دوست کی زاری سنے اور جب صبح ہوئے اور وہ بات کرے تو جان لے گا کہ یہ وہی رات والا زاری کنندہ ہو یا دوا دمی تیرے لیے رات میں کوئی خیر لائیں جب دن ہو گا تو انکی گفتگو سے دونوں کو پہچان لے گا رات کا وقت ہے اور شیر کی آواز آئی اور کتے کی آئی لیکن اندھیرے کے سبب سے صورت دونوں کی نہیں معلوم ہوتی اور جب دن ہوا اور پھر دونوں کی آواز آئی پس انکی آواز سے ہوشمند اُنکو پہچان لے گا انقض خلاصہ یہ ہے کہ دیو و روح دونوں عرضہ دار ہیں اور دونوں تہمت اختیار کے اختیار ایسی چیز ہے کہ ہم میں اور ناپید جب دو مطلب ہیں دیکھتا ہے تو جو زیادہ ہوتا ہے اس میں رجوع ہوتا ہے قولہ استادان کو دکاترا مینرندہ ان ادب سنگ سید را کی کشند بیج کوئی سنگ را فردا بیاہ ورنیائی من دہم ہداسنرا بیج عاقل مرطوخی رازندہ بیج با سنگی عتاب کس کندہ درخود جبراز قدر سوار ترست ہذا لکھ جبرے حس خود را منکرست ہذا منکر حس نیست آنقدر قدرد فعل حق حس نباشد لے پس ہذا منکر فعل خداوند جلیل ہست در انکار دلول و دلیل ہذا آن بگوید وہ ہست و ناری ہذا نور شمع نے و شمع روشنی ہذا دین بھی میند معین نار را ہذا نیست میگوید ہمیں انکار را ہذا دانش سوز بگوید نار نیست ہذا جامہ اش دوز بگوید نار نیست ہذا بس تسفط آمد این دعوی جبر ہذا لاجرم بدتر ہووین ہر دو گبر ہذا گوید ہست عالم نیست رب ہذا ربے گوید کہ ہو مستحب ہذا این بھی گوید جہان خود نیست بیج ہذا ہست سوظانی اندر بیج بیج ہذا جماع عالم مقدور اختیار امر و نہی این بیار و آن میار ہذا وہ بھی گوید کہ امر و نہی لا است ہذا اختیاری نیست و شجر خطاست ہذا حس را حیوان مقررست ای رفیق ہذا لیک اوراک دلیل آمد دقیق ہذا لکھ جو مار اختیار خوب ہے آید برو تکلیف کار اللغات تسفط سوظانی ہونا اور سوظانی ایک فرقہ ہی باطل ہے کہ منکر حقائق اشیا کے ہیں اور وہ تین قسم ہیں جمادیہ کہ قائل حقائق یا شیا کے نہیں ہیں کہتے ہیں یہ عالم ایک دہم و خیال ہے عند یہ منکر ثبوت اشیا اور تابع اپنے اعتقاد کے لینے جیسا ہم کسی

شے کو اعتقاد کہ لعین وہ دسی ہی ہے اگر جوہر اعتقاد کوین جوہر ہو اور عرض و عرض اور قدیم تو قدیم اور حادث تو حادث لا اور یہ کہ منکر نہیں نہ ثبوت کے نہ نفی کے مستحب استجاب سے قبول کرنا اور جواب دینا قدر یہ ایک فرقہ ہے کہتے ہیں یہ فاعل مختار ہے تمام امور میں خدا تعالیٰ کا محتاج نہیں ہے المصنفی استاد جو تعلیم و ادب لڑکوں پر کرتے ہیں وہ ادب اور زد و ضرب سنگ سیاه پر کب کرتے ہیں تو پتھر سے یہ کب اکے گا کہ جاکل کو ایسا کہ لڑکوں سے کہہ دیتے ہیں اور اگر نہیں آئیگا تو بڑی سزا جھکو دو لگا اور کوئی عاقل بھی کلوح کو مارتا ہے کہ کیوں میرے لگ گیا یا پتھر پر غصہ کرتا ہے جیسا کہ آدمی پر کرتا ہے عقل کے نزدیک جبر قدر سے بہت ہی رسوا تر ہے اس سبب سے کہ جبری خود اپنے حس کا منکر یا ہر بات کو خدا پر مانتا ہے لیکن جو مرد قضا کا یعنی قدری ہے وہ منکر حس کا نہیں ہے یا ان یہ ضرور کہ خدا کے فعل حسی نہیں ہیں واضح ہو کہ جب شخص واحد مقصود ہوگا تو جبری کہیں گے بیا اور جب عام مقصود ہوگا تو جبر ایسے ہی قدری و قدر جس جو منکر فعل خداوند جلیل کا ہے اس کے انکار ہی میں بدلول و دلیل موجود ہے وہ ایسا کہتا ہے جیسے کوئی کہ دھواں تو ہے آگ نہیں ہے جو اصل دھوئیں کی ہے تو شمع کا نہیں ہے شمع سے روشنی ہے اور یہ یعنی مرد قدر کا کہتا ہے اور آگ کو مقرر دیکھتا ہے یہ نہیں ہے کہ اس کے انکار کے لیے کہتا ہے جیسا کہ کہتا ہے حالانکہ دامن آگ کا جھل رہا ہے اور کہتا ہے نار نہیں ہے اور کپڑا رسل رہا ہے اور کہتا ہے نار نہیں ہے پس یہ دعویٰ جبر کا تسفط ہی یعنی سوفسطائی ہونا ہے لاجرم آتش پرست ان دونوں سے بدتر ہے کہتا ہے عالم تو ہے لیکن اس کا رب یعنی پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہے اب کون یا رب کہے جب کوئی جواب دینے والا نہیں ہے یہ یعنی سوفسطائے کہتا ہے کہ جہاں خود کچھ نہیں ہے اور بیچ بیچ میں بڑا ہے تمام جہاں مقرر ہے اختیار کا اور امر و نہی کا کہ یہ عمل میں لا اور وہ ست لا وہ کہتا ہے کہ امر و نہی سب لا و نیست ہیں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے سب خطا ہے لیکن جس کے سب حیوان مقرر ہیں مگر ادراک دلیل ای یا نا دلیل کا بہت باریک ہے اس سبب سے کہ اختیار بنا ہوا کہ خوب محسوس ہے جبر تکلیف کا عمل ہے اس بیان میں کہ درک وجدانی جیسے اختیار و ضبط ارادہ و خشم و اضطراب بجائے حس کے ہے کہ زرد سرخ سے اور تلخ شیرین اور پشاک مشک اور سخت نرم اور سرد گرم سے معلوم کرے بس منکر وجدان کا منکر حس کا ہے اور زیادہ کس واسطے کہ منکر وجدان کا حس سے ظاہر تر ہے کہ حس کو احساس سے باز رکھ سکتا ہے اور راہ و مدخل وجدان کا روک نہیں سکتا

قولہ درک وجدانی بجائے حس ہونا ہر دو دریک ساجد ول ایعم میر و وہ تغیر سے آید ہو کن یا کن امر و نہی و ما جہاں در سخن ہے اینکہ فردا آن کنم یا این کنم یا این دلیل اختیار بہت اسے صنم ہے و ان پیشمانے کہ خود سے

کتاورد باہ مراد نفس و شیطان سے اگر سوائے حق کے اور کسی کو اختیار نہیں ہے تو اپنے تصور دار پر جھکو غصہ کیون
آتا ہے اور کیون اپنے دشمن پر دانت چا بتا ہے جب کہ اُس سے گناہ و جرم دیکھتا ہے اُس کا کیا اختیار ہو
قولہ گرز سقف خانہ جو ہے بشکندہ بر تو افتد سخت مجروحیت کند پہنچ خشم آیدت بر چوب سقف ہ
پہنچ اندر کین ادباشی تو وقت ہ کہ چرا بر من زد و دستم شکست ہ یا چرا بر من فتاد و کرد پست ہ او
عدو جان و خشم تن بدست ہ قاصد اور بند خون من بدست ہ کو دکان خرد را چون میزنی ہ چون بزرگان را
منزہ می کنی ہ آنگہ زد و مال تو کوئی بگیرد دست و پایش را بر سازش اسیر ہ و انکہ قصد عورت تو سے کند ہ
صد ہزاران خشم از تو سرزند ہ و بر بیاید سیل و رخت تو بر دہ پہنچ با سیل آورد گیتی خرد ہ گریاید با دو دستارت
ربود ہ کے ترا با بادل خشمی بنود ہ خشم در تو شد بیان اختیار ہ تا نگوئی جبر یا نہ اعتذار ہ اگر شتر بان شتری را میزند
آن شتر قصد زندہ میکند ہ خشم اشتر نیست با آن چوب او پس ز رفتاری شتر بدست بود چھین کر بر سگ
سنگی ز نے ہ بر تو آورد و گرد دشنے ہ سنگ را اگر گیر د از خشم تو است ہ چون تو دور سے و نذر دیر تو دست ہ
عقل حیوانے چو دانست اختیار ہ این لگوائ عقل انسان شرم دار ہ و شنست این لیک از طعم
سحور ہ آن خورد نہ چشم بر بندد ز نور ہ چونکہ کلی میل آن نان خورد نیست ہ و رہ تار یکے کند کہ روز نیست
حرص چون خورشید را پنهان کند ہ چه عجب گریشت بر برہان کند ہ این مثل بشنو شو منکر دیان ہ اختیار
خویش را در امتحان بنالغاف ہ تہمتی بالضم دوتا و سرنگون تھم سحر سحری کھانا اے طعنے بتائید صدر فرماتے ہیں اگر
تیرے گھر کی چھت سے کوئی کہی ٹوٹ کے تجھ پر پڑے اور تجھ کو سخت زخمی کرے تو تجھ کو کچھ بھی غصہ
اُس کڑی پر آئے گا اور تو ذرا بھی اُسکے کہنے پر سیدھا ہو گا کہ کیوں تجھ پر گڑھی اور میرا ہاتھ توڑ دیا یا کیوں تجھ پر
گرمی اور جھکو پست کر دیا اور کہے کہ وہی دشمن میری جان و تن کی ہے قاصد اُس سے میرے خون کی فکر کی
تجھوٹے چھوٹے لڑکوں کو تصور یہ کیوں مانتا ہے جب بڑوں کو اُس سے پاک کرتا ہے جو کوئی تیرا مال چڑاتا ہے
کیسا اُس کو کتا ہے کہ اُس کو یڑو ہاتھ پاؤں کا تو قید کر د اور جو کوئی تیری عورت کا قصد کرے تو کیسے کیسے لاکھوں
غصے تجھ سے ظاہر ہو گئے اور جو اہلائے اور اسباب تیرا ہمالیجائے تو کچھ بھی تیری عقل اُس سے کہ نہ
کرے گی اور جو ہوا تیرے کپڑے اڑا لیجائے تو تیرا دل کب ہوا پر کچھ غصہ کرے گا بس یہی غصہ جو تجھ میں ہو گا
خود بیان اختیار کا ہی ہرگز جبر یوں کی طرح عذرت کر اگر شتر بان کسی شتر کو مارتا ہے تو وہ بھی قصد اسی
مارنے والے ہی کا کرتا ہے اُس لکڑی کے ساتھ اُس کا غصہ نہیں ہوتا اسی سبب سے کہ اُس نے بھی تیرے
مختار ہونے کی بویائی ہے اسی سے ہی اگر کسی کتے کے تو چھہ مارے تو وہ تیری ہی طرف مٹھ کر کے سر جھکا لیتا
اور اگر وہ چھہ کو پکڑ لیتا ہے تو وہ غصہ بھی اس کا تجھی پر ہے اس لیے کہ تو دور ہے تجھ پر قابو اس کا نہیں

چلتا مجبور ہو درحالیکہ عقل حیوان نے تیرے اختیار کو جان لیا تو اسی غفل انسان کی تویہ بات مست کہ ذرا
شمرایا یہ ایسا ہی جیسے کوئی سحری کھانے والا نور و سفیدی صبح سے آنکھ بند کر لیتا ہو اور کتا ہو کہ رات ہو
اس لیے کہ اسکی رغبت کلی تو روٹی کھانے کی طرف ہو وہ تاریکی دیکھتا ہے اور ادھر ہی متوجہ ہو اور
یہی کتا ہے کہ صبح نہیں ہو بس جب حرص بر ملا آفتاب کو چھپا رہی ہے تو اس سے کیا عجب ہو
جو حجت و برہان سے پیٹھ پھیرے آپ یہ مثل سن اور منکر مست ہو اور جان لے کہ تیرا اختیار
امتحان میں داخل ہو خارج نہیں

حکایت تقدیر و امتحان بندہ میں

قولہ گفت وز دے شمعہ را کای پادشاہ پانچہ کرم بود تقدیر آکہ پگفت شمعہ انچہ من ہم میکنم بد حکم حق سست
اید و چشم روشنم اندکانے گر کسے تر بے بردہ کلین ز حکم ایز دست ای باخرد و بر سرش کو بے دوسرہ مشست
گرہ بد حکم حق سست اینکہ ایجا باز نہ بدریکے تر بے چو این عذرائی قبول پدی نباید نزد بقائے قبول پچون بدین
عذر اعتمادی میکنی پگرمار و از دہا برے تنی پچینین عذرائی سلیم یا نبیل بدخون و بال وزن ہمہ کردی سبیل پ
ہر کسے بس سنت تو بر کندہ عذرا رد خویش را مضطر کندہ حکم حق گر عذری شاید ترا بد بس ہیا موز و بدہ فتویٰ
مرا بد کہ مرا صد آرزو و شہوت است بد دست من بستہ ز بیم و ہیبت است پس کرم کن عذر را تعلیم دہ پ
بر کشا از دست دپای من گرہ بد اختیارے کردہ ہر پیشہ بد کا اختیارے دام داندیشہ بد ورنہ چون بگزیدہ
ہر پیشہ را با از میان پیشہا اے کد خدا بد چونکہ آید نوبت نفس دہوا بد بست مردہ اختیار آید ترا پچون
بر دیکھ از تو یار سود بد اختیار جنگ و رجانت کشود پچونکہ آید نوبت شکر نعم بد اختیار نیست
وز سنگے تو کم بد و درخت را عذرائین باشند یقین بد کا ندین سوزش مرا معذورین بد کس بدین حجت
چو معذورت نہاشت بد و زکف جلا و این دورت نہاشت پچون بدین داو جہان منظوم شدہ پ
حال آن عالم یقین معلوم شدہ اللغات نبیل بزرگ و دانا سبیل وقت و داو یعنی داری نیز شمعہ بکس پادشاہ
و محافظ کو تو الٰہی طمعے ایک چور نے پادشاہ سے کہا ای پادشاہ یہ کام جو مجھے ہوا ہو میں نے نہیں کیا
تقدیر الٰہی سے ہوا پادشاہ نے کہا یہ جو میں کرتا ہوں اے دہشتم روشن میرے میں نہیں کرتا ہوں حکم
حق کرتا ہوں یہ بھی تو حکم حق ہے کسی دکان سے اگر کوئی ایک مولیٰ اٹھائے اور کہے کہ میں نے حکم خدا سے
اٹھالی ہے اے باخرد تو تو اُسکے سر پر دو تین گھونسے تھونکے گا ادا کے گا یہ بھی تو حکم حق ہو مولیٰ یہاں
رکھ دے بس جب ایک ادے مولیٰ میں یہ عذر تیرا دنی کچھڑا اے فضول نہیں ماننا پھر تو اپنے عذر پر پھرو
کیا کیا ہو اور گرو مار و از دہا کیوں پھولا پھرتا ہو ایسے عذر نے تیرے اے سلیم دانا خون و مال و عورت

سب سبیل کر دیے اب جو کوئی تیری موچین اکھڑے وہ بھی ایسے ہی عذر لایگا اور آپ کو مضطرب بنا سکے گا
مضطرب یہ ایک فرقہ بھی ہے جبر سے حکم حق کا اگر تیرے عذر کے لائق ہو تو جھکو بھی سکھا دے اور فتویٰ دے
کہ پھر میری خوب بن پڑے اس لیے کہ جھکو بھی سیکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں مگر ہاتھ میرا خوف و
ہیبت سے بندھا ہوا ہے بس میرا ہی کر کے وہ عذر جھکو سکھا دے اور میرے ہاتھ یا کون کی گرو کھول دے
تا بے قید ہو جاؤں تو نے ہر پیشے کو اختیار کیا ہے جس سے تیرا اختیار دائرہ شہ ظاہر ہے اگر وہ نہیں ہے
تو اسے کد خدا و پریشوں سے اسکو کیسے چھانٹا ہے اب جو باری حرص و ہوا کی آئی تو اسوقت میں تجھ کو
کیسے بیس آدمیوں کا اختیار مل جاتا ہے اگر کوئی یا تیرے پاس سے ایک حبہ لچائے نظر فائدہ کیے تو اختیار کا
تیرے کیسا دروازہ جنگ کا کھل جاتا ہے اور اس سے لڑاؤ اور جب کہ باری شکر نعمتوں کی آتی ہے تب
تو بے اختیار ہو جاتا ہے ایسا کہ پھر سے بھی کم بنتا ہے ورنہ کے لیے تو یہ عذر تیرا یقینی ہے کہ اس سوزش
میں جھکو معذور رکھ میں تیرے جلائے میں بے اختیار ہوں اس حجت پر تیری کس نے جھکو معذور رکھا
اور جلا دے ہاتھ سے بچا لیا نہ حال جبکہ جہاں اس نظم پر منظوم ہوا ہے تو اسی سے حال اس جہاں کا بھی
یقیناً معلوم ہوا کہ ایسا ہی حال وہاں بھی ہوگا

**حکایت جواب جبری اور ثبوت اختیار میں اور حجت امر و نہی و نیز اس میں
کہ عذر جبری کا کہیں مقبول نہیں**

قولہ آن یکے بر رفت بالاے درخت پنے فشا ندا میوہ را در دانه سخت پے صاحب باغ آمد و گفت ای
دے پے خدا شرمست کوچہ میکنی پے گفت از بلغ خدا بندہ خدا اگر خوردن را کہ حق کردش عطا پے عامیانہ چہ
ملاست میکنی پے بخل برخوان خداوند فنی پے گفت ای ایک بیاد ران رسن پے تا بلویم من جواب بوا الحسن
پس پرستش سخت آندم برد درخت پے میزدش بر پشت و پہلو چوب سخت پے گفت آخر خدا شرمی بدارش پیکشی
این میگنہ را ز زار پے گفت کہ چوب خدا این بندہ اش پے میزند بر پشت دیگر بندہ خوش پے چوب حق و پشت
و پہلو آن او پے من غلام دالت و فرمان او پے گفت تو بہ کردم از جبر اسے عیار پے اختیار هست اختیار
ہست اختیار پے اختیارش اختیارست ہست کرد پے اختیارش چون سوارے زیر کرد پے اختیارش
اختیار ما کند پے امر شد بر اختیار اسے مستند پے اللغات ایک غلام دیز آقا بوا الحسن کنیت علی شیر خدا
کہ ایک جبری کو اٹھون نے بھی نہایت معقول جواب دیا تھا اسے ایک شخص درخت پر چڑھ گیا
اور چروہن کی طرح میوہ درخت سے بھاڑنے لگا مالک باغ کا آیا اور کہا اے ناچیز خدا تجھ کو شرمائے
بتا پے کیا کرتا ہے کما خدا کا باغ ہے اور میں بندہ خدا کا بس خدا کے بلوغ سے بندہ اسکا اگر خرا کھائے تو کیا

غضب ہو خدا نے اُسکو عطا کیے تو عام لوگوں کی طرح مجھکو ملامت کیا کرتا ہو اور خداوند غنی کا خوان لگا ہوا ہو
 تو اُس میں بخل کرتا ہو صاحب باغ نے غلام سے کہا وہ رسی لے آتا میں اسکو وہ جواب دوں جیسا کہ بوجھن
 نے اُس جبری کو دیا تھا بس اُس رسی سے اُسکو درخت سے سخت باندھا اور اُسکی پشت و پہلو پر نہایت
 دھڑکے مارتا تھا کما آخر خدا سے شرمایوں تو اس بیگنہ کو نہایت ہی مارے ڈالتا ہو کما کہ لکڑی بھی خدا کی ہو
 اور یہ بندہ بھی اسکا اسکی پٹھر پر یہ دوسرا بندہ اسی خدا کا خوشی سے مار رہا ہو کوئی اور نہیں ہو لکڑی بھی اسی
 کی ہے دونوں بندے بھی اُسی کے اور اُسکی پشت و پہلو بھی اُسی کی ملک اور میں غلام و آلہ اُسی کے
 حکم کا شب کما کہ میں نے جبر سے توبہ کی اور اس عقیدے سے باز آیا بیشک اختیار ہو اختیار ہو اختیار
 و تحقیقت اُسکے اختیار نے کہ مالک مختار ہو تیرے اختیار کو زندہ کیا اور اسکا اختیار ایسا ہو جیسے گرد میں سوار
 چھپا ہوا اُسی کا اختیار ہمارے اختیار کو کرتا ہو اور ہمارے اختیار پر اختیار اُسکا و مستند یعنی سند پڑھنے والے
 حکم ہو قولہ حاکمی بر صورت بے اختیار بہت ہر مخلوق را در اقتدار بہت تا کشد بے اختیارے صید را بہ
 تا برد بگرفتہ گوش اوزید را بہ لیک بی بیج اکتی صنع صمد اختیارش را کمن او کنت اختیارش زید را قیدی کند بہ
 بے سگ بے دام چون صیدی کند بہ آن دروگر حاکم چوبے بود و انصور حاکم خوبی بود بہت است تا ہنگر بگاہن قیمتی بہت
 بنا ہم بر آلت حاکمی بہ ماور باشد کہ چندین اختیار سا جہد اید ز اختیارش بندہ دارۃ قدرت تو بر جمادات آن چنان
 نفی نکند اختیار را ندان بہ قدرت تو بر جمادات از برون کہ جمادی را ز آئنا نفی کر د بہ خواستش سے گوی
 برو جہ کمال بہ کہ نباشد نسبت جبر و ضلال بہ چونکہ گفتے کفر من خواہ و نیست بہ خواہ خود را نیز ہم می خوان کہ
 هست بہ زانکہ بے خواہ تو خود کفر تو نیست بہ کفر تو خواہش تناقض گفتنیست بہ امر عاجز را قبح است و ذمیم کہ ختم بہتر
 خاصہ از رب رحیم بہ کاگو کو غی نگیر و نیز نہتہ بیج کاوی کو بر دشمن نہتہ کاو چون معزول ہو در فضول بہ صاحب
 کاوا زچہ معزولست و دول بہ چون نہ بخور سر را در بند بہ اختیار است بہت بر سبکست خند بہ جہد کن کو ز جام حق
 یا بے نوی بہ بخور د بے اختیار انگہ شوے بہ آنکہ آن سے را شود کل اختیار تو شوی معذور مطلق بہت
 دار بہ ہر چہ کوئی گفتہ سے باشد آن بہ ہر چہ رو بے رفتہ سے باشد آن بہ کہ کند آن بہت بہت جز عدل و
 صواب بہ کہ ز جام حق چشیدہ است او شراب بہ جاودان فرعون را گفتند بیست بہت را پر وای دست دیا
 نیست بہ دست و پایے مائے آن و اجد دست بہ دست ظاہر سایہ است و کاس دست بہ چون بسر بر شد
 جام او دما بہ خانہ دل را فرو گیر و تمام بہ اللغات یو غ ہندی جو اودل بود و محمود دلوا بکش و در فارسی
 بیکار و بیحیا مدام بضم شراب و آجہ یا بندہ فرو گرفتہ نگیر لینا اسلئے یعنی دہی امر اختیار یا سکا ہر صورت
 بے اختیار پر ہر مخلوق میں اپنے اقتدار میں حاکم ہے تا وہ بے کسی اختیار کے صید کو

کھینچ لائے اور کان پکڑ کے زید کے واسطے لیجائے یہ تو سب آلات ہیں لیکن صنعت اس صمد پاک کی ہے
 کسی آلات کے مختار ہو کر اُسکے اختیار ہی کو کند اسکی کر دے زید کا اختیار زید کو قیدی بنائے اور بے سگ
 بے دام مثل صیدی کے کر دے دیکھو بڑھئی لکڑی پر حاکم ہے جیسی چاہتا ہے دیسی گرٹھا ہے اور
 مصور صورت پر حاکم ہے جیسی چاہتا ہے بناتا ہے علی ہذا لو ہار لو ہے پر غالب ہو اور معمار اپنے آگے پر
 لیکن انکے واسطے یہ نہیں ہو کر اپنے اختیاروں کے سبب سے وہ مصنوعات انکے بندے کی طرح
 انکو سجدہ کرنی تیری قدرت جمادات پر ایسی تو ہو کہ حسب دلخواہ اُسکو گرٹھا بناتا ہو لیکن ایسی نہیں کہ
 اُسکے اختیار کی اُس سے نفی کر دے قدرت تیری جو جمادات پر ہو کیسے ہی اُس سے لڑے مگر اُسکی
 جمادی کی نفی اُس سے نہیں کر سکتی پس اسکی خواست کو بصورت کمال کے بیان کیا کہ جس میں نسبت
 جبر و کراہی کی نہ ہو اور یہ جو تو نے کہا کہ کفر میرا اسکی خواہش سے ہو تو اپنی خواہش کو بھی تو کہ جو اُس میں موجود ہو
 اسوا سٹے کہ اگر کفر تیرا تیری بے خواہش کے ہو تو وہ کفر تیرا کفر ہی نہیں ہو اور یہ کہ میری خواہش نہیں ہو
 اور کفر یہ تناقض والی بات ہو کہ نہ ہی خواہش نہیں ٹھہراتا اور کفر ہو جب کوئی اپنے کام میں عاجز ہے
 اُسپر امر کرنا قبیح و ذمہ ہو اور غصہ تو اور بھی بدتر ہے خاص اُس پروردگار سے کہ جو رحیم ہے ایسے شخص پر
 کیسے امر و غصہ کرے گا بھلا اگر وہ انہیں لیتا ہو تو مارتے ہیں اور کوئی بھلا بھی جو جو ایجابائے وہ بد بخت و فزند
 ہوا ہو پس خیال کرے کہ وہ بھلا جب اپنے فضول میں معزول و بیکار رہا اور پٹا بھریل والا کیسے
 معزول و بیکار رہے گا جب تک کہ اطاعت نہ کر لگایہ کیسی بات ہو کہ بیمار تو نہیں ہو اور سر میں ٹپی ہانڈھ کے
 زبردستی بیمار بنتا ہو یعنی اختیار والا ہو کے بے اختیار ہوتا ہو اور اپنی موچھون پر آپ کیوں مسخر کرتا ہے
 شر مانتا ہی نہیں تو تو ایسی کوشش کر کہ جام حق سے تازگی پائے تو اسوقت بے خود و بے اختیار ہو جائے
 اور اُس جام کی شراب کو کل اختیار ہو اسوقت میں تو معذور و مطلق مست کی طرح ہو جائیگا پھر جو کچھ کے گا
 اُس شراب ہی کا کہا ہوا ٹھہرے گا اور جو کچھ جھاڑے گا اسی کا جھاڑا ہوا ہو گا اس لیے کہ وہ مست سوا سے
 مدد و صواب کے اور کچھ نہیں کیگا کسو واسطے کہ اُس نے شراب جام حق کی چکھی تو ہمیشہ فرعون سے کہا کہ
 بانا لیکن وہ خودی میں مست تھا اور مست کو پروا اپنے ہاتھ پاؤں کی کب ہوتی ہے ہمارے ہاتھ
 پاؤں شراب اُس واجد کی ہے کہ ہلکے سنبھالے ہوئے ہے اور یہ جو ظاہر کے ہاتھ ہیں اسکے سایہ
 میں اور ناقص اور کھوٹے کیونکہ جب اُسکے جام کی شراب ہمارے سر کو چڑھ گئی تو اُس نے خانہ دل کو
 بالکل گھیر لیا

بیان معنی ماشاء اللہ کان میں یعنی ہر خواہش خواہش اُسی کی ہو اور رضا

قوله قول بندہ ایش شاہ اللہ کان بہ ہر آن ہو کہ منبل کن مردان بہ بہر تخریض است و بہر اخلاص وجہ نہ کاندران خدمت فزون شو مستعد گر گویند انچہ می خواہی کہ را دہ کار کارگزارتست بر حسب مراد نہ آنگہ از منبل شوقے جائز بودہ کا پنچہ خواہی کا پنچہ جوی آن شود نہ چون بگویند ایش شاہ اللہ کان بہ حکم حکم دوست مطلق جاودان بہ پس چرا صد مردہ اندر رودادہ بر نگردی بندگانہ گردا و نہ گر گویند انچہ می خواہد وزیر نہ خواست آن دوست اندر دارو گیرہ گردا و گردان شوی صد مردہ زود بہ تابریز دہر بر سر احسان وجودہ یا اگر زنی از وزیر و قصر او نہ این نباشد جسجو و نصرا و نہ بازگونہ زمین سخن کاہل شوی پنچکس ادراک و خاطر اے غوی بہ امر آن فلان خواہہ است ہین بہ چیست یعنی با جزا و کمتر نشین بہ گرد خواہہ گرد چون امر آن دوست بہ کو کش دشمن رہا نہ جان دوست بہ ہر چہ او خواہد رہا خواہی یقین بہ یا وہ کم رو خدمت ادبر گزین بہ نے چو حاکم دوست گردا و گردنا شوی نامہ سیاہ و روی زرد بہ چونکہ حاکم دوست ادراک و پس بہ غیر اور نیست حکم و دسترس بہ حق بود تا ویل کان کرمت کند بہ برامید و جست و پر شرمست کند بہ در کند مردت حقیقت این مردان بہ است تبدیل و نہ تا نیست آن بہ این برای گرم کردن آندہ است بہ تا بگیدنا امید از او دوست بہ معنی قرآن زقرآن پرس و پس بہ وزر کے کالتش ز دوست اندر ہوس بہ بیش قرآن گشت قربانی و پست بہ تا کہ عین روح او قربان شدہ است بہ روغنی کو شد فدای گل بگل بہ خواہ روغن بوی کن خواہی تو گل بہ **المعنی** یہ چونکہ استہای ایش شاہ اللہ کان یعنی چو چچہ چاہتا ہوں وہ ہوتا ہے اس واسطے نہیں ہے کہ تو اپنے منبل و کاہلی کو جاری کرے یعنی بیکار بن بیٹھ بلکہ واسطے آگاہ کرنے اور اخلاص و کوشش کے ہو کہ اُس خدمت میں جو کچھ بھگودے ہو زیادہ مستعد ہو اور اگر قضا و قدر تجھے کہیں کہ اسے جو امر دے جو کچھ تو چاہتا ہے جملہ کام حسب مراد تیرے تیرے ہی کام ہیں یعنی تیرے ہی واسطے اسوقت میں اگر تو منبل ہو جائے تو جائز ہے اس لیے کہ پھر جو کچھ تو چاہے گا اور جب کا طالب ہوگا وہی ہوگا اور جب کہتے ہیں ایش شاہ اللہ کان تو اس صورت میں حکم مطلق ہمیشہ اُسی کے حکم کا ہے اور جب حکم اُسی کے حکم کا ہے تو کیوں صدقہ بنے یعنی جتنی کہ سو آدمی کوشش و محنت کر سکیں ایسی کوشش کے ساتھ بندوں کی طرح گردا کے نہیں پھرتا اور گھیرتا مثلاً اگر تجھے کہیں کہ یا بادشاہ کا وزیر حکومت یا بادشاہ میں ایسا خیل ہے کہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اپنی خواہش و خواہش کا مالک و مختار ہے تو تو اس کے گرد فوراً صد مردہ بنے پھر یکا یا نہیں اس امید میں کہ وہ تجھے احسان وجود کرتے یا کہ اُس وزیر اور اُس کے قصر سے بھاگا بھاگا پھرے گا یہ اسکی جستجو و درد کی صورت نہیں ہے بلکہ اُنسا اس بات کو جان کے کاہل ہو جائے گا اور اپنی ادراک و فکر کو اسے غوی یعنی بہکے ہوئے لوٹ دیکھا خلاف اسکے کرے گا پس

جب یہ ثابت ہوا کہ اب امر فلان وزیر کے امر کا ہو تو پھر کیا ہو سوا اسکے کہ جو اسکا بغیر ہو اسکے پاس نشست
اپنی ست کر اسی خواجہ کو گھیر جو حکم کا مالک ہو کہ یہ خواجہ دشمن کا کشتہ دوست کی جان کا رہا نہ ہو جو کچھ
وہ چاہے چاہیے کہ وہی تو چاہے یقیناً خلاف اسکے ست ہو مگر اہ ست بنے اسی کی خدمت اختیار کر پھر
منع کرتے ہیں جو دارِ ایسا ست کر کہ جب حاکم وہ ہو تو بغیر کے پاس ست بٹھکے تاکہ نامہ سیاہ و روزر دہو جائے
کیونکہ جب حاکم وہ ہے تو بس اسی کو اختیار کر اس واسطے کہ اسکے بغیر کو کچھ حکم و مقدور نہیں ہے اسکی
تاویلین حق ہیں اور حق وہی تاویل ہے جو تھکو گرم کر دے اور پراسید و جست و پر شرم بنائے اور جو تاویل
تھکو سرد کرے اسکی حقیقت ست جان یہ تاویل نہیں ہے تبدیل اسکی ہے یعنی ایش اشارۃً کان یہ
لوگوں کے گرم و مستعد کرنے کی آہ ہو کہ راہ طاعت میں گرم ہوئیں اور نا امید اسکو دونوں ہاتھوں سے
پکڑے تو سنئے قرآن کے قرآن سے پوچھ بس اور کسی سے ست پوچھ اور اُس سے پوچھ جس نے
اپنی ہوس بھونک دی ہو وہ ٹھیک ٹھیک بتائے گا اور ہوس والا حسب اقتضا ہوس اور جس نے
قرآن کی آپ کو قربانی بنایا ہو اور اسکو بالا و اعظم جانتا ہو آپ کو پست و حقیر سمجھتا ہو یہاں تک کہ قرآن
عین اس کی جان و روح ہو گیا بس یہی صورت قرآن کے سنئے قرآن سے پوچھنے کی ہے
مثلاً جب روغن بالکل گل میں مخلوط ہو کر اُسیر فدا ہو گیا تو اب چاہے اُس سے بو گل کی سونگھ
چاہے روغن کی دونوں پائے گا

بیان معنی جہ القلم و کتب ان لایستوی الطاعة و المعصية و لا یستوی
الامانة و السرقة جہ القلم ان لایستوی الشکر و الکفر ان جہ القلم ان لایضیع
اجرا المحسنین یعنی خشک ہوا قلم اور لکھا اُس نے کہ طاعت و معصیت
برابر نہیں ہوتی اور نہ برابر ہوتی ہے امانت و چوری اور خشک ہوا قلم کہ
برابر نہیں ہوتا شکر و ناشکری اور خشک ہوا قلم یہ کہ اجر احسان و الون کا ضائع
نہیں کرتے

تو کہ چنانچہ تاویل قد جہ القلم بہر ترض است بر شغل اہم و پس قلم نوشت کہ ہر کار را بد لائق آن ہست
تاثر و جزا کمزور ہے جہ القلم کز ایدت بد راستی آری سعادت زایدت بد چون بدزدے
دست شد جہ القلم بدادہ نوشی مست شد جہ القلم تور واداری روا باشد کہ حق ہمچو معزول آید از حکم
سبق بد ظلم آری مدبر ہے جہ القلم بد عدل آری بر خوری جہ القلم گزند دست من برون رفتہ ہست کار
پیش من چندین میا چندین نزار بد بلکہ ان معنی بود جہ القلم بد نیست یکسان نزد او ظلم و ستم فرق نہاد م

میان خیر و شر فرق بنیاد میں زبرد و زبرد بزرگ درخت گرد و تو افزونی ادب بہ باشد از یار است ہر اند فضل رب بہ قدر آن
 ذرہ ترا افزون دہدہ ذرہ چون کوہ ہے قدم بیرون نمندہ بادشاہی کہ بہ پیش تخت ادبہ فرق نبود از امین مظلم جو بہ
 آنکہ سے لرزد ز بیم ردا و نہ وانکہ طعنہ میزند بر جدا و نہ فرق نکند ہر دو یک باشد برش بہ شاہ نبود خاک تیرہ
 بہ سرش بہ ذرہ اگر چند تو افزون شود بہ در ترا زوی خدا موزون شود بہ اسلحہ فرماتے ہیں جیسے کہ تاویل
 ایش شاہ اللہ کی ہر ایسی ہی جفت القلم کی ہر اور یہ بھی تحریریں و آئادہ کرنا شغل اہم پر ہو بس قلم نے وہ لکھا کہ
 ہر کام کے لائق اسکی تاثیر ہو اور اسی کے لائق اسکا بدلہ اگر تو ٹیڑھا چلے گا تو جفت القلم ٹیڑھا ہی تیرے
 سامنے آئیگا اور اگر راہ راست پر چلے گا سعادت تجھکو پیدا کرے گا مثلاً جب چوری کرے گا تو تیرے ہاتھ جفت قلم
 ہوے اور اگر شراب پیئے گا تو جفت القلم ہی مست ہو آں اس بات کو روا رکھتا ہو اور تیرے نزدیک
 یہ ردا ہو کہ حق تعالیٰ اس اگلے حکم کے سبب سے مثل محزون دیکار کے ہو گیا اگر ظلم کرے گا تو بد رجعت القلم کا
 ہے عدل کرے گا فائدہ پائے گا یہ بھی جفت القلم ہو بس ہر گاہ تو یہ جانتا ہو کہ ہو جب جفت القلم کے میرے
 اختیار سے ہر کام باہر ہو تجھکو اختیار نہیں ہو تو میرے پاس کیوں آتا ہو اور کیوں ناری و خوشا د کرتا ہو ہر معاملہ میں
 بلکہ جفت القلم کے یہ معنی ہیں کہ اس کے نزدیک عدل و ستم یکساں ہیں بین میں نے خیر و شر کے درمیان
 میں فرق رکھا ہو اور ایسا فرق کہ بد علیحدہ ہو اور جو بد سے بدتر ہو وہ علیحدہ ایک ذرہ ادب بھی اگر تیرے
 یار سے تجھیں زیادہ ہو تو تو اسکی نسبت بھی فضل ہ اپنے رب کا جانے گا اور سمجھ جائیگا اس ذرے کے
 بقدر تجھکو زیادہ دے گا تیرے یار سے وہ ذرہ ادب تیرا ہمارے مثل کمین بل کے نہیں جاسکتا اب فرماتے
 ہیں جو بادشاہ ایسا ہو کہ اسکی عدالت میں امین و ظالم میں فرق نہ ہو یعنی ایک ایسا ہو کہ دوسرے کے خوف
 سے لرزتا ہو کہ یہ مجھکو مردود نہ کرے اور ایک ایسا ہو کہ اسکے دادا پر طعنہ کرتا ہے اور دونوں اسکے نزدیک
 یکساں ہیں وہ بادشاہ نہیں ہو تیرہ خاک اسکے سر ہوا اور خداے تعالیٰ وہ بادشاہ ہو کہ اگر ذرہ بھی تیری کوشش
 افزون ہوگی تو وہ بھی اسکے عدل کی ترانہ میں تولی جائے گی قولہ پیش کن شاہان ہمیشہ جان کنی بیخبر
 ایشان ز قدر و روشنی بہ گفت غامی کہ بد گوید ترانہ صلح آرد خدمتت را سالما بہ پیش شاہی کو سمیعست
 و بصیرت گفت غمناں نہ باشد جانگیر بد جملہ غمناں انان آتش شدند سوے ماتیند افزیند پند بہدی گویت
 شدہ را پیش باب کہ روجت القلم کن و قابہ معنی جفت القلم کے این بود کہ جفا با با وفا یکساں شود بل جفت با
 ہم جفا جفت القلم وان و قار ہم و قار جفت القلم عفو یا شد لیک کو فرامیدہ کہ بود بندہ ز تقویٰ رو سپیدہ
 و زور اگر عفو یا شد جان بردہ کے وزیر و خادان مخزن شود بہ اسے امین الدین ربانی بیابہ کز انانست
 رست ہر تاج و تاجہ و سلطان گیر و خائن شود بہ آن سرش با نترن بردا کن شود بہ در غلام ہند وے آرد

و ناناہر دولت در امیر نرطالی بقا چہ غلام ارہر دی سنگ با وفا سست و در دل ساکارا و راضد رضا سست چہ
 زمین چہ سنگ را بوسہ بر پوزش زندہ گر بود شیر سے چہ پیر و زرش کندہ جز بگرد زدی کہ خدمتہا کندہ صدق او بخ
 جفا را بر کنہ بیچون فضیل رہز سے کہ راہ یافت ہا نہ لنگہ دہ مردہ بسوی او بہتافت ہا و انچنان کہ ساحران فرعون
 را بہر کسی کہ دیر از صبر و وفا دست دیا داند و در جزم و قوت ہا آن بعد سالہ عبادت کی شود ہا تو کہ پنج سالہ
 خدمت کردہ ہا کے چنین صدقی بدست آوردہ ہا **الطاعات** بائن خدا شومہ قوت و بختین و ال **مصل** المصنی
 یعنی یہ تو ایسے شاہ ہیں کہ تو انکے سامنے محنت و طاعت سے کیسی ہی جان مار لگا انکے کچھ نہیں کہ یہ خدمت
 دغا سے ہی یا صدق سے جب کوئی غافل را بھی کہد لگا کہ تجھ کو ظان شخص ہوا کہتا تھا بس برسوں کی خدمت تیری ہم
 میں ضائع کرے گا اور اس بادشاہ کے سامنے جو سمیع و بصیر ہو ظاہر و پوشیدہ کا خود جاننے والا اور دیکھنے والا
 اسکے سامنے غافل کیسے ٹھہر سکتی ہو سارے غنائس سے نا اُمید ہو سکے کہ یہ کسی کی نہیں سُنتا آپ ہی
 دیکھنے سے نہ والا ہا تو ہمارے پاس آتے ہیں اور بھلو بہت سی نصیحت کرتے ہیں اور بادشاہ کی برائیاں
 ہمارے سامنے کر کے کہتے ہیں کہ جا تیری تقدیر میں قلم نے یوں ہی لکھ دیا تو بھی و فاکم کرا ببت جفت القلم
 کے یہی معنی ہیں کہ جفا و وفا یکساں ہو یہ کب ہو سکتا ہا بلکہ جفا کے لیے جفا ہی جفت القلم ہے اور وفا کیلئے
 و فاجفت القلم اب اس جفت القلم کے لیے عفو بھی بہت لیکن خوبی و ذریبا کی اُمید کی کمان کہ وہ تقویٰ ہو کہ وسط
 کہ تو سے ہی سے آدمی رو سپید ہوتا ہے اسے قابلِ رحمت جیسے دزد اگر اسپر کوئی عفو کرے گا حد یہ ہے
 کہ جان سے چھوڑ دے گا و زبرد و خازن و خزین کا نہیں کرو لگا جیسے آتو سے وائے مرتبہ باتے ہیں آسب
 فرماتے ہیں کہ اے امین الدین ربانی اگر تیری امان سے ہر تاج و علم پیدا ہوا اور بادشاہ ہوے امین الدین
 کوئی معبود نہی یا خارجی مولانا یح کا ہا اگر بادشاہ کا بیٹا ہوا اور وہ اسکے ساتھ خائن ہو گا تو بادشاہ اس کا
 سر کاٹ ڈالے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا اور جو غلام ہندی ہوا و وفا بجالائے گا تو اقبال اس سے کہیگا
 حال بقا خدایتیری عود را ذکرے یعنی اقبال اسکا دعا گاہ ہو گا پھر کہتے ہیں کہ غلام کیا چیز ہے اگر دروازے کا کٹا
 اور با وفا ہے تو سردار خانہ کے دل میں اس سے سیکڑوں رضا سندیان اور خوشنودیان ہوتی ہیں بس اس
 شخص سے خیال نہ کر کہ کتنے کامنچہ متا ہو اگر شیر ہو تو کیسا پیر و زرا سلو کر لگا دیکھو دہ چور جو چوری کرتا ہا اور خدمتوں
 میں جب اسکی صادق ہو اسکا صدق کیسی جڑ بھاگی نکال ڈالتا ہو جیسے فضیل کہ یہ ایک راہزن ہے جب
 ان کو ہار لیت ہوتی تو وہ مردہ ہو کے اسکی طرف دوڑے اور جیسا کہ ساحرون نے فرعون کا منہ کالا کیا اور صبر
 وفا اختیار کر کے خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع ہوے اور کمانا اے ربنا مغلوبوں ہم اپنے پروردگار کی طرف
 لوٹنے والے ہیں اور ہاتھ پاؤں اپنے قطع و قصاص کے حوالے کر دیے یعنی کٹوا دیے

چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ تعین ایدیکم دار جگہ من خلافت غراصلہ علیکم اجمعین ضرور کا لنگاہین ہاتھ
اور پاؤں تھامے بھاری ناموافقت سے پھر سولی دو لنگاہین تو سب کو آب ایسا صدق اگر سوہر سس
کوئی عبادت کرے تو کب میر ہو تم تھی سے پوچھتے ہیں تو نے بھی پچاس پس خدمت و بندگی کی ہر توی بتا چھکو
ایسا صدق و اخلاص میر ہو کبھی تو اس رہنے کو ہو پونا

حکایت اس درویش کی کہ ہر است میں عمید خراسانی کے غلاموں کو آراستہ
پیراستہ دیکھ کر کہتا یہ کون ہیں جب معلوم ہوا کہ غلام ہیں پھر آسمانی طوط کر کے کہا کہ
بندہ پروردی عمید سے سیکھ

قولہ آن یکے گستاخ رواند ہرے بیچون بدیدا و خود غلامی مہرے بد جائے طلسم کر زرتین روان بدوی
گرداوسوی قبلہ آسمان ہا کامی خدازین خواجہ صاحب شن بیچون نیاموزی تو بندہ داشتن بندہ پروردن
بیاموزای خدا زین رئیس و اختیار شہر ماہ بدعتان و برہنہ بیواہ و درستان لرززان انہوا بد انہا سٹے
گردان از خود بری بدجائی نمود آن از لہری بد اعتقادش بہ ہر اسان موہبت بد کہ ہم حق ناہل معرفت بد
گردیم شاہ گستاخی کندہ تو لکن چہ نموداری آن سند حق میان داود سیان بد انکرہ کر کے تاجی دہا داود شہ
سایکے روزے کہ شاہ آن خواجہ را بد شہم کرد وہ بدش دست و پایہ دان غلاما نرا شہم ہی نمود کہ دھیت
خواجہ بنائید زود بد سر و ہاس بگوئی را می خشان بد و نہ ہم از شہا دست و لسان بد دے یک ماہ شان
تعذیب کردہ روز و شب شکوہ و تعذیب و درد بد پارہ پارہ کرد شان و یک غلام ہرا خواجہ دانہ گفت از
اہتمام بد گفتش اندر خواب بالفت کا سے کیا بد بندہ بدون ہم بیاموز و بیاب المعنی ایک شخص شوخ و گستاخ و
تھاہرات میں جب اس نے ایک غلام سردار کو دیکھا کہ طلسم کے کپڑے پہنے اور شہرا چکا ہاندھے چلا جاتا کہ
سٹھ طرف قبلہ آسمان کے کر کے کہا کہ اسے خدا اس خواجہ صاحب منت و احسان سے تو بندے کا
رکھنا کیون نہیں سیکھتا اسے خدا بندہ پروردی اس سے سیکھ جو ہمارے شہر کا رئیس اور اختیار والہ ہے
یہ بندہ اسکا کیسا پھر تا جو فرماتے ہیں کہ یہ گویندہ ایک محتاج ننگا بیٹھا تھا کہ جاڑے میں ہوا کے مارے
کیکپا تھا لہذا اس از خود نیز اسے براہ انہا طو خوش طبعی ایسی گستاخی و جرأت لہی لہری سے کی اپنے
توت و فرہی سے وہ ایسا بے اعتقاد تھا بلکہ اسکو خدا کا لے کی غمش و موہبت بہر اظن اعتماد و بھروسے
تھے کہ اسے اہل معرفت سب ندیم حق کے ہیں اور خوش طبعی ندیموں کی عادت تھی اگر ندیم بادشاہ کا
گستاخی کرے اسکی دیکھا دیکھی تو نہ کہ اس سے کہ تیرے پاس وہ ست بہنیں جو اس کے پاس تھیں حق تعالیٰ نے
چھکو کردی اگر وہ سر چکا چھکو دے تو پٹکے سے کراچی چکر کوئی چھکو تاج دے تو اس نے چھکو کو سردیا کہ

بے کم اور سر کے تاج و تیکا کس کام کا القصہ ایک روز لیا ہوا کہ شاہ نے اس خواجہ کو کسی ٹھمت سے شہم کیا اور بدگمان ہو کے اُس کے ہاتھ یا کون باندھے اور اُس کے غلاموں کو شکنجہ کرتا تھا کہ اپنے خواجہ کا دین نہ جلدی بتاؤ لے ناچیز و جھیدا سکا مجھے کہو ورنہ تھارے ہاتھ اور زبان کاٹ ڈالوں گا الغرض ایک مہینہ انکو تعذیب کی اور دکھ دیا اور رات دن شکنجے میں رکھا اور ٹکڑے ٹکڑے اٹاؤ کیا لیکن ایک غلام نے بھی راز خواجہ کا ظاہر نہ کیا ایسا قصد اٹھون نے اپنے دل میں کیا بعد اُس کے خواب میں ایک ہاتھ نے اُس گستاخ رو سے کہا کہ تو کتا ہی بندہ پروری ہمارے شہر کے رئیس سے سیکھ ہم کہتے ہیں تو پہلے بندہ ہو نا ان غلاموں سے سیکھ لے پھر ہمارے پاس آؤ تو لہ لے دریدہ پوستان یوسفان بگرید و گرت آن از غولیش فان بذا پنجہ می بانی ہمہ روزہ بیوش بذا پنجہ می کاری ہمہ سالہ بیوش بذا فعل تست این غصہ کا و سپہم باین بود معنی قد جفت القلم کہ نگرد و سنت ما از رشتہ نیک نیکی را بود بد راست بد بکار کن دیوا سلیمان زندہ است بذا تا تو دیوے تیغ او بزندہ است بچون فرشتہ گشت از تیغ امین است بذا در سلیمان امین و از خوف رست بذا از سلیمان هیچ اورا خوف نیست بذا دشمن دیو است و از وی ایمنیست بذا حکم او بر دیو باشند نے ملک بذا پنج در خاکست نے فوق فلک بذا ترک کن امین جبر کہ بس تیسست بذا مابدا سر سر جبر چیسست بذا ترک کن امین جبر جمع بطلان بذا تا خبر یا بے ازان جبر چو جان بذا ترک کن معشوتے و کن عاشقے بذا ای گمان بردہ کہ خوب وفا لقی بذا ایکہ در معنی زشب خامش تری بذا گفت خود را چند خواہے مشتری بذا سر بچنیا نہ پیشیت بہر تو بذا رفت در سوداے ایشان دہر تو بذا تو مرا گوئی حسد اندر سپہم بذا چہ حسد آرد کہے بر فوت هیچ نہ است تعلیم خسان ای بار شورخ بذا پنج نقش خوب کردن بر کلورخ بذا اللغات پختین معروف و عیب رشتورخ بختین پابر جا بودن داستواری المعنی یعنی تو ادرون کو دیکھ کے رشک کرتا یہ نہیں جانتا کہ یوسفون کا جو بے عیب ہیں عیب کرتا رہتا ہے پھر اگر گرگ بچھکو بچھاڑے تو اپنا ہی قصور جان جو دن بھرتا رہتا ہے اسی کو پین اور جو توتا رہتا ہے اسی کو سال بھر کھایا کرتے ہی فعل ہیں جو اس غصے کو سپہم بڑھاتے ہیں بس یہی معنی قد جفت القلم کے ہیں کس واسطے کہ ہماری سنت یعنی جو راہ ہم نے رکھی ہے وہ اپنی راہ راست سے تغیر نہیں ہوتی نیک کے واسطے نیکی ہے اور بد کے واسطے بدی ہے آے دیو تو اپنا کام کرے جا سلیمان بھی زندہ ہے اور جب تک تو دیو پر تیغ اسکی بزندہ ہاں جب تو فرشتہ ہو جائے تو تیغ سے امین ہو اور سلیمان سے بھی کوئی دشمنی سب سے نچست اس لیے کہ جب وہ فرشتہ ہو گیا تو دشمن دیو کا ہے پھر اُسکو سلیمان سے کیا خوف ہے سلیمان کا حکم تو دیو پر نہ فرشتے پر سرخ تو سارے اس خاک پر ہیں جب تک آدمی اس خاک میں آلودہ ہو اور جب فرشتہ ذری ہو گیا تو پھر آسمان پر

ریخ کب ہیں تو اس جبر کو ترک کر کہ یہ بالکل خالی چیز ہو بے مغز تو جانے کہ جب کہ بھید کا بھید کیا ہے یہ خبر نہیں اور
 کا ہون کا کام ہو جن سے محنت ریاضت نہیں ہو سکتی وہ جبر اختیار کرتے ہیں اسکو چھوڑنا تجھ کو اس جبر کا حال
 کھلے جو مثل جان کے ہو اے محنت در ریاضت شرعیہ ناز اور عیش و آرام معشوقوں کا کام ہے اور محنت
 مشقت عاشقوں کا کام تو خواہ مخواہ معشوق مست بن عاشق بن ناحق تجھ کو یہ گمان ہے کہ میں خوب ہوں اور
 سب سے فائق تو تو در حقیقت رات سے بھی زیادہ خاموش ہو جیسے رات میں ہر شے خاموش ہوئی ہو
 پھر اپنے کام کا مشتری و خریدار کب تک چاہے گایا تیری تحسین کریں اور تیرے سامنے ہاتھ پاؤں پسند تیری
 خوشی کے واسطے سر ہلا دیں اور تو اُنکے سودا میں اپنا وقت کھو رہا ہے تو مجھ سے کہتا ہے کہ کسی سے
 حسد مت کر حسد تو دنیا کی چیزوں پر ہوتا ہے سو میرے سامنے سب بیچ ہیں پھر بیچ تو تیر کوئی عاقل بھی
 حسد کرتا ہے اور جو لوگ خس و فاش ہیں انکی تعلیم بحث و تعلیم ایسی ہی ہے کہ یار شوخ جیسے کسی کلو رخ پر چھ
 اچھے نقش بنانا کہ محض بے فائدہ اور بے ثبات ہو قولہ خویش را تعلیم کن عشق و نظر نہ کان بود کا نقش فی
 جرم الحجبہ نقش تو با است شاگرد و فانیہ غیر شغفانی کجا جونی کجا نہ کر کے مرغوش را جبر دسنی بنویش را
 بد خو و خالی سے کنی نہ متصل شد چون دلت با آن عدن نہ ہیں بگو مہر اس از خالی شدن نہ امر قل زمان آمد
 است اسے سہتین نہ کم نخواہد شد بگو دریا ست این نہ الفتوا یعنی کہ ایت را بلاغ نہ ہیں تلفت کم
 کن کہ لب خشک است باغ نہ این سخن پایاں نہ ادا ہے پدینہ این سخن را ترک کن پایاں نہ گزیر غیر تم آید کہ
 پیشست بیستندہ بر تومی خندند عاشق نیستندہ عاشقات در پس پردہ کم نہ ہر تو نعرہ زمان ہیں دسبم نہ
 عاشق آن عاشقان غیب باش نہ عاشقان پنج روزہ کمر آش نہ کہ بخوردندت بخندہ جذبہ نہ سا لہذا نشان
 تیرے جذبہ نہ چند ہنگام نہی بردہ عام نہ عام جیسے بر نیامد بیچ کام نہ وقت صحت حملہ یار نہ در حریف نہ وقت
 در دو غم بجز حق کو الیست نہ وقت در دو غم بجز حق کی یکس نہ خود نہا شد مٹا فریادرس نہ پس بجان در دو غم
 رایا دار بچون ایاز از پوستین کن اعتبار نہ پوستین آن حالت در دو غم نہ کہ گرفتہ است آن ایاز
 اور ابد ست نہ اللغات جبر بالکسر و تشدید سنی بزرگ در روشن آیت الفت گیر نہ اسلئے
 تو آپ کو تعلیم عشق و فکر کی کو اور فکر وہ جسکو کہا ہو فکر وافی آلا را شد یعنی فکر کردا اللہ کی نعمتوں میں تجھ کو اور کی تعلیم
 سے کیا جیسا کہ اوپر تعلیم غسان کہا ہے کس واسطے کہ عشق و فکر دونوں ایسے ہیں جیسے تمہر کا نقش کہ تباہی
 نہیں یہ نقش تیرا تیرے ساتھ ہے اس لیے کہ یہ شاگرد و فانیہ ہے اور غیر اسکا فانی ہے اسکو کہاں
 دھونڈتے پھرے گا وہ کب ملے گا اگر آپ کو تو جبر و دانشمند بنانا چاہتا ہے اور بزرگ تو جان لے کہ آپ کو
 بد خو بنانا ہے اور عقل سے خالی کرتا ہے جب دل تیرا واصل بحر عدن سے ہو گیا تو ابدت کے جا اور خالی ہونے سے

ست درآسی واسطے اسے راستی واسطے حکم قتل کا آیا جو کہ اس وقت میں کم نہیں ہوگا کس واسطے کہ دریا ہے
بحر عدن مراد قرآن سے اور اس میں حکم الفتوا کا بھی ہو یعنی خاموش ہو جاؤ یہ اسی واسطے ہو کہ اپنے پانی کو یہود وہ
ضائع مت کر کہ تیرا باغ خود لب خشک ہو اسکو میراب کر آب فرماتے ہیں کہ اسے پدراس سخن کی توجیہ حد نہیں
اسکو چھوڑا اور پایاں کار کو دیکھو تجھ کو غیرت آتی ہے کہ تیرے سامنے کھڑے ہوں اور تجھے ہنسین اس لیے
کہ عاشق ان باتوں کے نہیں رہیں تیرے جو عاشق ہیں بروہ کرم کی آڑ میں ہیں اور تیرے لیے چلاتے
ہیں لاجرم تو بھی عاشق ان غیبی عاشقوں کا ہوا در یہ جو عاشق پنجروزہ ہیں یعنی چند دنوں کے ان سے امید
و طمع مت رکھ اس سبب سے کہ برسوں اپنے کو سے تجھے ایک جذبہ اور کشش پاتے رہے اور تو نے
ایک جہ ان سے نہیں دیکھا بے طمع اور بے امید جذبہ ہو بچا یا آب کب تک یہ ہنگامہ باہ عام پر کیگا تو نے
جوانا مقصدان سے ڈھونڈھا وہ کوئی ان سے نہ نکلا یہ لوگ سب بنے کے یار ہیں اور صحت و عافیت کے
حریف و ساتھی درد و غم کے وقت جو مرگ و گور و حشر ہے سوائے حق کے کوئی الفت کرنے والا نہیں ہے
جس وقت کہ تجھ کو درد و غم گھیرے گا اس وقت کوئی تیرا قریا درس نہوگا بس تو اسی درد و مرض کو یاد رکھ اور
ایاز کی طرح اپنے پوستین سے عبرت پذیر ہو اور پوستین جسکو کہ ایاز نے ہاتھ سے پکڑا ہے وہ
تیرا درد جو جسکا کوئی شریک نہیں

پھر جواب دینا کا فرجبری کاموں سنی کو اور منع کرنا اصرار سے کہ مادہ شکال کو
سوائے عشق کے کوئی کھونہ نہیں سکتا ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء یہ فضل خدا کا کہ
جسکو چاہتا ہو دیتا ہے

قولہ کا فرجبری جواب آفا ز کردہ کا زمان عاجز شد ان عجاہ مردہ لیک من گران جوابات و سوال بی جملہ واکویم
بما تم زین مقال بنان ہم تر گفتینما ہست مان کہ بدان فہمی تو یہ یا بد نشان ہ اند کی گفتیم زان بحث عسل
نائد کے پیدا شود قانون کل در میان جبری دابل قدر ہچنین بحث تاحشری پسر کہ فرودماندی ز دفع خصم
خولش ہذہب ایشان برافتا دی نہیں بیچون برون شوشان بودی در جواب ہذہب رسی جری ازان راہ
تباب ہچونکہ مقضی بدرواج آن روش ہمید ہر شان از دلائل پرورش ہ تا نگرد ملزم از اشکال خصم
تا بود نجوب از اقبال خصم ہ تا کہ این ہفتاد و ولایت دوام ہ در جہان ماندالی یوم القیام ہچون جہان ظلمت
و غیب امین ہ از ہر اسے سایہ می باید زمین ہ عزت مخزن بود اندر رہا نہ کہ ہر بسیار ہ شد قضا ہ تا قیامت
ماند این ہفتاد و دو حکم نیاید ہتہر را گفتگو ہ عزت مقصد ہو دے متحن ہ بیچ تیج راہ قصد ہ از ہر ہ عزت کہ ہ
آن ناچہ ہ دزدے اعراب و طول ہادیہ ہ ہر روش ہر کہ آن محمود نیست ہ عقبہ او مانے

در ہر نیست باین روش خصم و حسود آن شدہ پناہ قلند در دورہ حیران شدہ بصدق ہر دورہ بہ بنید در روش
 ہر فریقہ درہ خود خوش نش با اللغات عقل اضمیتین درشت آواز تیرہ وسط تباب ہلاکت و
 زیانکاری مقضی بالفتح گزارہ شدہ و تمام کردہ بہا لفتح روشنی و زیبائی و قیمت بہتیر باضم لوبہ کندہ المعنی
 آب فراتے ہیں کہ کافر جبری نے ایسا جواب شروع کیا جس سے وہ مرد و بیچارہ عاجز ہو گیا لیکن میں اگر وہ جملہ
 جوابات و سوال بیان کردن تو اس مقال سے رہا جاتا ہوں اور حالانکہ اُن سے زیادہ بڑی بڑی باتیں ہو سکتی ہیں
 جو کہنے کے لائق ہیں کہ اُن سے تیری قوم کو اچھے پتے اور نشان بجا کیئے البتہ کچھ تھوڑا اُس درشت دتیرہ سے
 کہتے ہیں کہ تھوڑے سے قاعدہ کل کا معلوم ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ جبری اور قدری کے درمیان میں ایسی بحث
 اسے پس کر حشر تک ایسی ہی رہی اگر ایک دوسرا ایک دوسرے سے دفع کرنے میں عاجز ہو جائے تو یہ
 مذہب ہی ان کا انکے لگے سے گر جائے اگر جواب میں باہم کسی کو راہ نکلیجائے کی نہ ملتی تو اس راہ ہلاک
 و زیانکاری سے بھاگ جائے اور چھوڑ دیئے لیکن جو کہ رواج اس چلن کا مقضی تھا اسے نقصان
 الہی سے لکھا ہر کوئی دلائل سے اُسکو پرہیز کرنا پڑتا تھا ہم کی مشکلوں سے مہم نہوا اور اقبال خصم سے
 محبوب نہوے تو یہ ہفتاد و دو ملت ہمیشہ قیامت تک جہان میں رہیں جو کہ یہ جہان ظلمت و غیب کا ہے
 یعنی جملہ چھ چیزوں کا اور وہ غیب و ظلمت سماویہ اصل چیزوں کی ہیں اور سائے کے لیے زمین ضرور
 چاہیئے اس واسطے سب یہاں چھپے ہوئے ہیں جب صبح قیامت کی ہوگی تو حق باطل سب کھل جائیئے تب
 حزن کا سپر بہت سے قفل لگے ہیں تو مسکلی عزت اپنی قدر قیمت میں بہت ہوتی ہے بخلانہ بے عقل کے
 بس قیامت تک یہ ہفتاد و دو ملت رہیں کہ انکے جو مہر و ہمت مدح تھے اُن سے کسی کی گفتگو کم نہوئی اور
 لے متحین خوب جانتا ہے کہ ہر مقصد کی عزت اُسی میں ہے جسکی راہ پہنچ صعب گزار ہو اور قصہ
 راہزن کا خون دیکھو کہنے کی عزت بھی اسی سے ہو کہ اُسکے نواح میں دزدی ہراس و طول باویہ کا
 لگا ہوا ہے ایسے ہی جو روش اور جہراہ کہ محمود نہیں ہر اُسکے لیے بھی کوئی امر سخت اور کوئی مانع و بہزن
 ضرور ہے اور یہ روش دشمن اور حاسد اس راہ محمود کی ہر اسی سبب مقلد اس دورا ہے ہر اکے حیران
 راجاتا ہے اور جو دونوں راہوں کے صدق کو اپنے چلن میں دیکھتا ہے تو ہر فریق کو اپنے اپنے چلن میں خوش نش
 پاتا ہے قولہ ورجو ابش نیست بے بند و ستیز بہمان دم تا بر وزر ستیزہ کہ همان ما بر اندان جواب ہر جہ
 از ناشد ہما وجہ صواب پناہ ز بند و سوسہ عشقت و بس پور نہ کے و سواس بہتست کس با عاشق
 شو شاہد خوبی بچہ صید مرغابی ہی کن جو تھوڑے کی بردان آب کابت مابروہ کے کنی نلک فہم کو قیمت خورد
 غیر این معقولہا معقولہا یا بے اندر عشق با فروہا پناہ عشر امثال دہد تا مقصد چون بیانی عقل در حق

صمد بن آن زمان چون عقلها دریافتند بر رواق عشق یوسف تاختند عقل شان یک دم سدا ساقی عصب
 سیر گشتند از خود باقی عمر به اصل صمد یوسف جمال ذوالجلال پدای کم از زن شوقدای آن جمال به عشق بر جوش
 راس جان و بس به کو ز گفت و گو شود فریاد رس به حیرت آید عشق آن لطف را به زهره نبود که کند آن ماحول
 گو تر سدا گویا وادهدنگوهرے انکام او بیرون جہد لب بہ بند سخت ادا ز خیر و شر تا مباد از دہان افتد
 گہر بہ چنانکہ گفت آن یار رسول بہ چون نبی بر خواندی برافضل بہ آن رسول مجتبی وقت تشارخو استی
 از احضور و صدور قاریہ آن چنانکہ بر سرست مرغی بود کہ فواش جان تو لرزان شود پس نیاری ایسی
 جنبیدن زجا بہ تا بگیہ و مرغ خوب تو ہوا بہ دم نیاری ز دہ بندی سرفہ را بہ تا نیاید ناگمان پردہا بہ در کست
 شیرین بگو یار ترش بہ بر لب انگشتی نہی یعنی قمش بہ حیرت آن مرغ است خاموشت کنند بہ بر بند سر پوش
 دہر جوشت کنند اللغات رواق بغم و بکسردہ سقف خانہ جسکی مہندی بچھا ہو و طاق سقفت اور وہ
 عمارت جو دوسرے درجے میں ہوا اور ابراہیمؑ اور جو مقلد کو جواب نہیں بن پڑتا تو قیامت تک
 لڑائی ناندھتا ہو اور کہتا ہو کہ جو ہمارے بزرگوار و پیشوا ہیں وہ اس جواب کو جانتے ہیں ہم سے اگرچہ یہ وجہ
 صواب چھپی ہوئی ہے بس یہ اسی دسو سے میں رہا لیکن دسو سے کا کٹھن مسونے والا سوا سے
 عشق کے کوئی نہیں ہو ورنہ دسو اس کو کب کسی نے بند کیا ہو اچھا عاشق ہوا اور کوئی اچھا معشوق ڈھونڈ
 اور اس مرغابی کو نہ میں صید کرتا چھڑا اس لیے کہ جو تیری اب آب کھونے والا ہے اُس سے
 تو آب کیسے پائے گا اور تیری فہم کا کھانے والا ہو اُس سے فہم کب حاصل کرے گا یہ جو
 معقول دنیا والوں کی ہر آنکھ سوا عشق کی معقول اور ہیں کہ انکو عشق میں بڑے کرد و قدر و روضہ شنی
 کے ساتھ پائے گا اگر تو اپنی اس عقل کو عشق صمد میں کھودے گا تو دس گنی بلکہ سات سو گنی تاکہ
 جھکو دے گا اُس لیے کہ جب لوگوں نے عقلیں اپنی اس کے عشق میں کھودیں ہیں تو رواق عشق پوچھا
 دوڑے ہیں اُن کی عقل دم بھر میں ساقی عمر کا لے لیتا ہے اور باقی عمر وہ خود سے سیر ہو جاتا ہے
 اب فرماتے ہیں کہ وہ معشوق وہ ہے کہ اصل سیکڑوں یوسف جمالوں کا ہے کہ وہ داست
 ذوالجلال کی ہے بس کم اسے از زن اُس جمال پر فدا ہو جائیگا اسے کو کہ ہر کسی یوسف پر فدا ہو
 جتنی چھین ہیں سب کو عشق ہی قطع کرتا ہو کس واسطے کہ بحث کی ہو گفتگو اسکا فریاد رس وہی ہے
 کیونکہ عشق سے ایسی حیرت آجاتی ہو کہ لطف کو بجز زہرہ نہیں رہتا کہ وہ اُس ماجرے کو کہ اسے اس سے
 کہ بجز لطف کو ڈر ہو جاتا ہو کہ ایسا نہو میں جواب دوں اور کوئی گوہر میرے ٹھوسے نکل پڑے لہذا خیر و شر
 دونوں سے سخت لب بند کر لیتا ہو تو ایسا نہو کہ کوئی گوہر دہن سے گر جائے نہ کیا کہ ایک صحابی رسولؐ

مقبول سے منقول ہو کہ جب وہ رسولِ مجتبیٰ اہم فضولوں کے سامنے قرآن پڑھتے تھے اور گوہرِ شاکر کرتے تھے کہ وہ پڑھنا اُن کا تھا تو ہم سے حضور و وقار کے خواستگار ہوتے تھے کہ سیکڑوں حضور و وقار کے ساتھ سنو اور ایسا ہو جا کہ گویا تیرے سر پہ کوئی مرغ اُبیٹھا ہو جسکے اُڑ جانے کے خوف سے تیرنی جان لرز رہی ہو اور تو اپنی جگہ سے ذرا ہل نہیں سکتا کہ ایسا نہویہ مرغ میرا اُڑ جائے اور دم نہیں مارتا کھانسی کو بند کیے ہوئے ہو کہ مبادا ایک ایک یہ مرغ اُڑ جائے اور ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے آپ جو کوئی بیٹھی بات تجھ سے کہتا ہو جب اور کڑوی کہتا ہو جب توب پر انگلی رکھ کے اشارہ کرتا ہو کہ خاموش ہو جا اٹھ سے نہیں بولتا جیسا کہ حضور صحابہ سے منقول ہو کہ انہم علی رؤسہم طیور گویا اُنکے سر پر طیور ہیں ایسے آنحضرت کے حضور میں بیٹھتے تھے بس ایسی حیرت عشق کی ہو کہ تجھ کو خاموش کر دیتی ہے اور اُسی خاموشی میں پرجوش جیسے ہانڈی کہ اُسکے اوپر سر پوش رکھ دیتے ہیں اور وہ اندر ہی اندر جوش کرتی ہے

رجوع بحکایت ایاز و سوال سلطان

قولہ ای ایاز بن مہر بار چارتے بہ چیت آخرتجو بہت عاشقی بہ بچو مجنون برخ لیلیٰ خویش بہ کردہ تو چارتے رادین و کیش بہ بادو کمنہ ہرجان انگینہ بہ ہر دورا درجہ آؤ بخت بہ چند گوئی بادو کمنہ تو سخن بہ درجادی مے دے سرکمن بہ چون عرب باسراج اطلال ای ایاز بہ مے کشتے از عشق گفت خود را بہ چارقت ربع کداین آصف است بہ یوسنین گوی قمیص یوسف است بہ بچو ترسا کہ شمارو باکشیش بہ جرم یکسالہ زنا و غش خویش بہ تابام زد کشیش آن گناہ بہ عفو اور عفو داند انا لہ نہیست آگہ آن کشیش بہ از جرم و داد بہ لیک در جادوست عشق و افتاد دوستی دروہم صد یوسف تمند بہ سحر از ہاروست و مار و تش کند بہ صورتے پیدا کند بریاد او بہ جذب صورت آردت در گفتگو را ز گوید پیش صورت صد ہزاراں آن چنانکہ یار گوید پیش یار بہ نے بد اخلاصورتے نے سیکھے بہ زادہ ازوی صد الست و صد علی بہ آن چنانکہ مادر دل برودہ بہ پیش گور بچہ نومردہ بہ راز ہا گوید بجد و جہاد بہ می نماید زندہ اورا آن جماد بہ می وقام داند او آن خاک را بہ خوش نگارین عشق سا حونا کہ را بہ پیش او ہر ذرہ زان خاک گور بہ گوش دارد ہوش دارد وقت شورۃ اللغات چارق پُرانی جوتیان ربع بالفتح سرا و خانہ و محلہ و منزل اطلال نشان سلمی کہنہ و ویران آصف نام وزیر حضرت سلیمان کشیش بردن حریص پیشوا و معلم ترسیان و ناہ نصرانیان و بت پرستان اٹھے تھے اے ایاز یہ مہرین جو تو چارق پر کیے ہوئے ہو آخر بتا تو یہ کیا بات ہو کہ تو ایسا اسپر عاشق ہو جیسے کوئی کسی عاشق پر اور ایسا ہورہا ہے جیسے مجنون اپنی لیلیٰ کی صورت پر اور اُسکو

اپنا دین و مذہب کر رکھا ہے تو نے ایک دو پرانی چیزوں سے محبت پیدا کی ہے اور دونوں کو حجرے میں لٹکایا ہے
 آن دونوں پرانی چیزوں سے کمان تک باتیں کرے گا اور اس مجاہد بیجان میں کنبہ بھید بھونکے گا جیسے
 عرب کسی منزل دسرا کے گرے پڑے مکافوں کے نشان دیکھ کے گفتگو بڑھاتے ہیں چنانچہ طویے
 قصائد عرب کے ہوتے ہیں ایسے ہی تو بھی اس چارق وغیرہ کے سلسلے لمبی پوڑی باتیں کرتا ہے
 تو یہ چارق تیرا کون سے آصف کا نشان ہے اور پوستیں گویا فیض یوسف کا ہی یا جیسے ترسا اپنے پیشوا
 کے آگے جرم سال بھر کے خواہ زنا ہو خواہ سوا زنا کے اور خیانت وغیرہ گناہوں کو بیان کر کے اس
 پیشوا سے انکو بخشتا ہے اور عفو کرتا ہے اور اس کے عفو کو عفو خدا کا جانتا ہے حالانکہ وہ پیشوا اسکا جرم و داد سے
 اس کے محض ناواقف ہے کہ بخشے گئے یا نہیں مگر اس شخص کو جو اس سے اعتقاد و عشق ہو وہ اس پر جادو کر رہا ہے
 کہ اسکی بخش دینے سے بخش گئے اس واسطے کہ دوستی و محبت ایسی چیز ہے کہ یہ اپنے دہم میں ہر تصور کی
 صورت سیکڑوں یوسف سے بڑھکے بتاتی ہے اور ہاروت و ماروت کا ساجادو کرتی ہے اور اپنے
 مطلوب کی یاد میں ایک صورت پیدا کرتی ہے اور کوشش صورت کی اس صورت پیدا کر لیا ہے
 گفتگو میں لاتی ہے کہ اس صورت سے باتیں کرتا ہے جیسے ایاز چارق و پوستیں سے کرتا تھا
 اب تو اس کے سامنے ہزاروں باتیں اپنے دل کی کرتا ہے اور بھید کہتا ہے جیسے کوئی یا کسی بار کے
 سامنے کہتا ہے لیکن نہ وہاں کوئی صورت ہے نہ کوئی جسم ہے اور سیکڑوں است و ہلی پیدا ہو رہے
 ہیں یعنی آپ ہی تو اپنے آپ سے سوال کر رہا ہے اور آپ ہی جواب دے رہا ہے سیکڑوں جواب سوال
 ہو رہے ہیں خود بخود چہر مثال ہے جیسے مادر فریفتہ اپنے بچے نومردہ کی گور کے سلسلے بڑی جادو کوشش سے
 اپنے دل کی باتیں کرتی ہے وہ قبر جو مادہ ہے اسکو حی و زندہ معلوم ہوتی ہے اور اسکو زندہ و قائم جانتی ہے
 اب ذرا اچھی طرح غور تو کر عشق کو کیسا سحرناک ہے کیسی جادو خیالیان کرتا ہے جو وقت وہ شور و نالہ کرتی ہے
 تو اس گور کے درے درے کو خوب ہوش والا اور گوش والا جانتی ہے کہ سب سنتے سمجھتے ہیں قولہ مستمع داند
 بعد ان خاک را بہ چشم و گوشتی داند آن خاشاک را کہ آن چنان برخاک گور تازہ او بہ دمیدم خوش سے ہند
 با اشک رو بہ کہ بوقت زندگی ہرگز چنان نہ روی نہ مادہ است بر پور جوان بہ از عراچون بگذر و بچند روز
 کم شود آن آتش و آن عشق و سوز بہ بعد ازان زان گور ہم خواب آیدش بہ از جادوی ہم جادوے
 ز آیدش بہ زانکہ عشق افسون خود برود و رفت بہ باز خاکستر ہو آتش رفت تفت بہ عشق بر مردہ نباشد
 پائدار بہ عشق را بر حی جان افزاے دارہ انجہ بیند آن جوان در آئینہ بہ پیر اندر خشت بیند عائنہ بہ
 پیر عشق تست لے موے سپید بہ و مشکیر صد ہزاران نا امید بہ عشق صورتہا باز دور و سراق بہ

تاصویر سرکشند وقت تلاق پاکہ غم حمل و حمل ہوش و مست بہر صورت کسی حسن مایہ دست پیردہ بالین زمان
 برداشتم چمن بلبلو اسطہ بفرشتہم پناکہ لب با عکس من مد یافتی بہ قوت تجربہ فاقم یافتی بہ چون ازین سو چند من
 شد روان بہ او کشش مای نہ بنید در میان بہ مغفرت خواہد ز جرم و از خطا بہ از پس آن پردہ از لطف خدا
 چون ز سنگی چشمہ جاری شود بہ سنگب اندر چشمہ متواری شود بہ کس نخواند بعد از ان آن را حجب نہ ناکہ
 جاری شد انان سنگش گہر کا سہادان این صور را اندر نہ انچہ حق ریزد بدان گیرد علو بہ اللغات
 مست بالضم غم داندہ املعنی تھیر فرمایا کہ وہی بچہ کی مان اسکی خاک کو بھجہ جانتی ہو کہ یہ یمننتی ہو اور اس
 خاکشاک کی آنکھیں بھی ہیں اور کان بھی ہیں اب ایسی اسکی خاک گور تانہ پر ہمدہم رو رو کے خوشی سے
 متھہ رکھتی ہو کہ اپنی زندگی بھر میں ایسا متھہ ہرگز نہ ہو جو ان بہ بھی نہیں رکھا جب اس کے ماتم و غم میں چند روز
 گزر جاتے ہیں بھرہ آتش و عشق و سوز کم ہو جاتا ہے اور ایسا کہ بعد اس کے جو گور پر جاتی ہو تو اس پہنچی و
 بیتابی کے خلاف اسکو اس جماد یعنی گور سے یمند آتی ہے اور محس ہوتی ہے اور جادی سے جمادی
 پیدا ہوتی ہو کہ وہی محس و حرکتی خواب کی ہو اس سبب سے کہ عشق نے جو اپنا متھہ چھوٹا دیا تھا اس
 متھہ کو وہ نے کے چلا گیا اور وہ آگ جو گرما گرم تھی نہ رہی ٹھنڈی لاکھ رنگی اب فرماتے ہیں دیکھو عشق
 مردے کا پاؤں نارغین ہوتا خواہ یہ بچہ جو مذکور ہوا خواہ اور جو زندہ کہلا رہے ہیں لہذا تو اپنا عشق اس پر کھ
 جو زندہ اور جان بڑھانے والا ہے عشق ایسی شے ہو کہ جو کچھ جو ان آدمی آئینے میں دیکھتا ہو یعنی حسن و
 جمال پر اسکو خوشت میں دیکھتا ہو جو تیرہ اور بی ہو اور سیر کون ہو تیرا عشق نہ سفید بال کہ عشق و سنگیز اردن
 نا امید کا ہو اور امید کو پہنچانے والا دیکھ تو جب ٹھکوا پنے مطلوب سے جدائی ہوتی ہو تو زمان فراق میں
 کیسی صورتیں بناتا ہے تاصویر یعنی جسکی صورتیں بناتا ہو وقت ملاقات کے ظہور کرے اور کے کہ حمل و
 حمل تیرے ہوش و غم داندہ کا میں ہوں اور وہ صورتیں جو پیدا ہوتی تھیں ان پر میرے ہی حسن کا
 عکس پڑا تھا اب اس وقت وہ پردے میں بے اٹھا دیے اور بے واسطہ حسن کو ظاہر کر دیا اس سبب سے
 کہ تو نے بہت دنوں میرے عکس سے صورتیں بنائیں حتی کہ قوت تجربہ میری ذات کی یا انی مثل میرے
 مجرد ہو گیا اس واسطے میرا ہی جذبہ ادھر سے جاری ہوا ہو کہ تو اس کشش کو در میان میں نہ دیکھے اب جو اس
 صورت سے مغفرت اپنے جرم و خطا کی چاہے تو وہ مغفرت چاہنا اس پردے کی اس میں لطف خدا
 ہی سے ہی جیسے کسی تھیر سے کوئی چشمہ جاری ہو تو تھیر اس میں بھپ جاتا ہو پھر کوئی اس تھیر کو تھیر نہیں
 کہتا وہ چشمہ ہی کہلاتا ہو اس سبب سے کہ اس سنگ سے جو ہر اسکا حواصل اسکی تھی جاری ہوا ہے
 بس ایسا جاننا چاہیے کہ جتنی یہ صورتیں ہیں گویا پیالے ہیں حق تعالیٰ جو کچھ ان میں ڈال دیتا ہو اسی سے

یہ پیالے علوم و بلندی پکڑتے ہیں

حکایت تسلی کرنا خوشیوں مجنون کا مجنون کو عشق لیلیٰ سے

قولہ ابلہان گفتند مجنون را ز جبل بہ حسن لیلیٰ نیست چندان ہست سہل بہتر از وی صد ہزاران دلربا بہ
ہست بچون ماہ شوہر اسے کیا بہ نازنین تر و ہزاران حور و ش بہ است بگزن نان ہمہ یک یا خوش
و ابلہان ما را و خود را نیز ہم بہ از چنین سودای ازشت تہم گفت صورت کوزہ است و حسن می بہ سے خدا ہم
سے دہرا ظرف دے بہ مر شمارا کہ دادا کوزہ اش بہ تابنا شد عشق او مان گوش کش بہ از یکے کوزہ دہر
زہر و عسل بہر یکے را دست حق غر و جبل بہ کوزہ می بینی ولیکن آن شراب بہ روی نغایہ چشم ناصواب بہ قاصرات
الطرف باشد ذوق جان بہ جز بہر خشم خویش نغایہ نشان بہ قاصرات الطرف باشند اک مدام بہ وین حجاب طرفنا
بچون خیام بہ اللغات خیام جمع خیمہ المعنی امحقون نے بہ سبب پنی جہالت کے مجنون سے کہا لیلیٰ کچھ ایسی
حسین نہیں ہر اور یہ بات کچھ ایسی مشکل نہیں بلکہ سہل ہے کہ اس سے بہتر کچھ بھی لاکھوں عورتیں دلربا ہیں ایسی
ہمارے ہی شہر میں اسے دانا جو مثل ماہ کے ہیں ہزاروں حور و ش اس سے نازنین تر ہیں ان میں سے
کسی اچھی سی کو یا رہنا بنا ہم کو بھی اور اچھو بھی ایسے سودا ازشت و تہمتناک سے بچا مجنون نے کہا کہ صورت
تو ایسی ہے جیسے ایک پیالہ اور حسن ایسا جیسے پیالے میں شراب بس بیکو خداے تعالیٰ اُسکے طرف سے
شراب دیتا ہے اور تمکو اس پیالے سے سرکہ دیتا ہے تو عشق اُسکا تمہارے کان پکڑ کے اُسکی طرف نہ لجاوے
یہ دست قدرت اُسی حق غر و جبل کا ہے کہ ایک ہی پیالے سے زہر دیتا ہے اور ایک ہی سے شہد تو
کورے کو تو دیکھتا ہے لیکن شراب کو نہیں دیکھتا اسکی وجہ یہ کہ وہ شراب چشم ناصواب میں نہیں نظر آتی اس
واسطے کہ ذوق جان کا مثل حور وں کے قاصرات الطرف ہے یعنی جنت میں وہ عورتیں مستورہ ہیں کہ سوا
اپنے شوہر کے سب سے آنکھیں چھپاتی ہیں کنیا کے بھی نہیں دیکھتیں ایسا ہی حال ذوق جان کلہے
کہ وہ بھی سواے خیمہ شوہر کے اور کو نہ نہیں دکھاتا پھر تفسیر اسی کی ہے کہ یہ شراب بھی قاصرات
الطرف ہے اور یہ جو حجاب طرفوں کے ہیں یہی اُسکے خیمے ہیں جیسے فرمایا حور مقصورات فی الخیام حورین
مقصورہ ہیں خیموں میں یعنی کوتاہ نظر غیر سے قولہ ہست دریا خیمہ دروی حیات بہ نظر لیکن کلاغان را
مات بہ زہر باشد مارا ہم قوت و برگ بہ غیر اور زہر اور دست و مرگ بہ صورت ہر نکتے و مخفے بہ ہست
آزاد و زخ این را جستی بپس ہمہ اجسام اشیا تمہرون بہ اندر قوت ہست وہم لا بہر وں بہ ہست ہر جسے
چو کا سہ و کوزہ بہ اندر وہم موت وہم دلسوزہ بہ کا سہ پیدا و ندر ان پیمان رغبت طاعش و اندر ان چرمی خورد
صورت یوسف چو جامے گرد خوب بہ زان پدرے خورد صد باوہ طروب بہ بازاخوان بلا زبان زہر آب

بودہ کا در ایشان زہر کیسہ می فرویدہ باز ازی مرزینا لاشکو می کشد از عشقی فیونی دگر غیر آن چہ بود مر یقوب را بہ
 بود از یوسف غذا آن خوب را بہ گونہ گونہ شربت و کوزہ یکے بہ تا ماند در می خست شکی بہ بادہ از غیبست و کوزہ
 زینچمان بہ کوزہ پیدا بادہ ازوے بس نہان بہ بس نہان از دیدہ ناخرمان بہ لیک بر محرم ہویدا و عیان بہ
 اللغات زعد بختین عیش خوش و نعمت اے پھر بتائید سابق فرمایا کہ دریا ایک نیمہ می جس میں بط
 کی زندگی ہو اور کوئے کی موت ایسے ہی زہر سانپ کے لیے قوت و سامان ہو اور اس کے غیر کے حق میں
 زہر اسکا درد و موت ہو غرض صورت ہر نعمت و محنت کی کسی کے حق میں دوزخ ہی کسی کے حق میں جنت
 بس تمام اجسام اشیا کے جنگو تم دیکھتے ہو سب میں تو ہے ہر انکا کہ جنگو وہ نہیں دیکھتے ہر جسم مثل کاسہ اور
 کوزہ کے ہو کاس میں تو ہے بھی ہو اور کوئی دل جلانے والا بھی چنانچہ پیالہ ظاہر اور اس میں خواہش کی
 چیز چھپی ہوئی جسکا مزہ لینے والا ہی جانتا ہو کہ وہ کیا کھا رہا ہو حضرت یوسف کی صورت کا کیسا ایک
 جام خوب بنایا جس سے حضرت یعقوب باپ نے سیکڑوں قسم شراب طرب کی پیتے تھے اور وہی جام خوب
 تھا جس سے بھائی اُنکے آب زہر کھاتے تھے پھر اسی جام خوب سے زینجا کو شکر نصیب ہوئی جو عشق سے
 اول میں انیون پتی تھی اب غیر اس کے جو یعقوب کو حاصل تھا یعنی زمان و صل میں جو غذا یعقوب اُن سے
 پاتے تھے وہ غذا زینجا کے واسطے ہوئی یعنی اُنکو تلخی فراق کی اسکو شربت وصال کا بس قسم قسم کے
 شربت ہیں اور کوزہ ایک تا تو غور کرے اور شراب غیب میں کچھ جھگو ٹھکتا رہے اور جائے کہ شراب تو
 غیب سے ہو اور کوزہ اس جہان سے کوزہ تو ظاہر شراب اُس سے نہایت پوشیدہ پھر فرمائے ہیں اگرچہ
 پوشیدہ ہو لیکن نامحرمون سے پوشیدہ ہو اُنکی آنکھ نہیں دیکھ سکتی البتہ محرمون پر عیان اور ہویدا ہو اُن سے کچھ
 بھی نہیں قولہ یا الہی سکر الہصار ناہ فاعف عنا اثلثت اوزار ناہ یا خفیہا قدمات الخافین بہ دست
 علوت فوق نور المشرقین بہ انت سرکاشف اسرار ناہ انت فجر فجر انما ناہ یا خفی الذات محسوس اعطایہ
 انت کالما و نحن کالرحی بہ انت کالرحی و نحن کالغبار بہ یخفی الروح و جہار بہ تو ہمارے ماچو بارغ
 سبز و خوش بہ ادھمان و آفکارا بخشش بہ تو چو جانی ما مثال دست و پا بہ قبض بسط دست از جان
 شد و او تو عقلی ما مثال این زبان و این زبان از عقل می بیاید بیان بہ تو مثال شادی و ما خندہ ایم بہ کہ نتیجہ
 شادی فرخندہ ایم بہ جنبش مابردی خود اشد بہت بنو گواہ ذوالجلال سر دست بہ گردش سنگ آسیاد
 اضطراب بہ اشد آمدہ وجود جوئی آب بہ اسی برون از ہم و قال قیل من بہ خاک بر فرق من و تمثیل من بہ
 بندہ لشکیر از تصویر خوش بہ ہر دی گوید کہ جانم مفرشت بہ چو آن چو بان کہ میگفت ای خدا پیش چو بان مجب
 خود یا بہ ناسپش جویم من از پیر بہت بہ چارقت دوزم ہو سم و انت بہ کس نبودش در ہوا و عشق

جنت بہ لیک قاصر ووش از تسبیح و گفت بہ عشق او خرگاہ برگردون زودہ چون سبک خرگاہ آن چوپان شدہ
چونکہ بحر عشق بزبان جوش زدہ بد بردل اوزد ترا بر گوش ^و الملمات نفرش بافتح بستر و فرش ^{المعنی}
ای محبوب میرے چچی ہوئی ہیں اکھین ہماری تو معاف کر دے کہ ہمارے گناہوں کے بوجھ بہت بھاری ہو گئے
اے پوشیدہ اور حال یہ کہ سرتاسر جہان کو گھیرے ہوئے ہے اور عالم کو اپنی ذات سے بھرے ہوئے
اور تحقیق نور مشرقین سے تو بالاتر ہے تو خود تو پوشیدہ ہے اور ہماری پوشیدگیوں کا ظاہر کرنے والا تو فخر ہے اور
روشنی اور جاری کرنے والا ہماری نہروں کا آئینہ و تودہ ہے کہ ذات تو تیری تھی ہی اور عطائیری ظاہر محسوس
تو ایسا ہے جیسے پانی اور ہم ایسے جیسے چلی کہ پانی سے چلی چلتی ہے تو ایسا ہے جیسے ہوا ہم ایسے جیسے غبار کہ جسکی
اثران ہوا سے ہے جو خود بھی ہوتی ہے اور غبار ظاہر ہوتا ہے تو بہار ہے مثل بلبل و سبز و خوش کے کہ بہار پوشیدہ ہے
اور بخشش اسکی ظاہر تو دراصل جان ہے اور ہم دست و پا کہ بند و کشود ہاتھ پاؤں کی جان ہی سے ہوتی ہے
تو مثل عقل کے ہے اور ہم مثل اس زبان کے کہ یہ زبان عقل ہی سے بیان پاتی ہے تو مثل شادی کے اور ہم مانند
خندہ کے ہیں کہ وہ نتیجہ اسی شادی فرخندہ کا ہے یہ جنبش جو ہر وقت ہر قسم کی محکوم حاصل ہے خود بھی ہر دم ہمارے
لیے گواہی و اقرار تیری اکوہیت کا ہے کہ تہذو الجلال ہے اور ہمیشہ قائم جیسے گردش آسیا سنگ کی
بجالت اضطراب ظاہر اشد و گواہ وجود آب نہر ہے کہ یہی گھماتا ہے اے تودہ ہے کہ ہمارے دم و فتال
فیل سے باہر ہے پھر خاک ہمارے سر پر اور ہماری تشیلون پر جو بندہ ہے وہ تیری تصویر خوش سے صبر
نمین کرتا ہر دم ہی کہتا ہے کہ جان میری تیرے لیے فرش و بستر ہے جیسے وہ چر دہا جو کہتا تھا کہ اے خدا
اپنے چوپان عاشق کے پاس آتو تیرے کیڑوں کی جوئیں بینوں اور تیری پٹھی ہوئی جوتیان سیون اور
پیرے دامن کو جو مون ایسا عاشق کہ کوئی عشق و محبت والا اسکے جوڑ کا نہ تھا لیکن ذکر و تسبیح سے اسکی قاصر تھا
آخر عشق نے اسکا خیمہ آسمان پر کھڑ کیا اور مثل سبک خرگاہ کے وہ چوپان ہوا اس لیے کہ جب
دریا عشق بزبان کا جوش مین آیا تھا تو اس کے تودل تک پہنچا اور تیرے فقط کان تک پہنچے تیری

تو سنی سنائی باتیں ہیں یہ تسبیح و ذکر اور اسکی دل اور قلبی

حکایت جوئی کہ چادر اور صوف کے عورتوں میں بیٹھتا تھا اور ایسی حرکت کی کہ
ایک عورت نے اسکو بچا کہ مرد ہے اور چلا بھی

قولہ واعظی بد بس گزیدہ در بیان بہ زیر منبر جمع مردان و زنان بہ رفت جوئی چادر و روبر و بند ساخت بہ
در میان آن زنان شدنا شناخت بہ سائل پر سید واعظ را براۓ موے عانہ است نقصان نماز
گفت واعظ چون شود عانہ دراز بد بس کراہت باشد ازوے در نماز یا بنورہ یا بستر بسترش بہ

تائمازت کامل آید خوب و خوش بگفت سائل وان و رازی را چه حدیث شرط باشد تا نماز کامل بود بگفت چون قدر جوئی گردد بطول پس ستردن فرض باشد اسے سؤل بپیش جوئی یک زن بشتہ بود ہوش را بر وعظ بردا عطا شد بود بگفت اورا جوئی اسے خواہر ہمیں بعامہ من باشد اکنون این چنین بہر خوشنودی حق پیش آمد دست بکان بر مقدار کراہت آندہ است بدست زن در کرد و ر شلوار مرد و خرنہ اش بر دست زن آسیب کرد بدفعہ زد سخت اندر حال زن بگفت واعظ بردش زد بگفت من بد صدق انانین زن بیاموزید ہین بد چونکہ بر دل زودرا گشت چنین بگفت نے بر دل نزد بردست زدہ واسے اگر بر دل زندای بخیر دین اللغات جوئی نام ایک مرد کا جاز بس اور نہایت مسخرہ و ظریف تھا تو بند برقع عانہ زیر ناف ہندی پیر و نورہ وہ دوا جس سے بال گر جائیں سترہ مخفف استرہ خرنہ بالفتح و حرف ناسے بجماعت و کیرا لے فرماتے ہین ایک واعظ تھا تائیت پسندیدہ بیان کہ اسکے منبر کے نیچے مرد و عورت جمع تھے جوئی جو ایک بڑا مسخرہ و ظریف تھا یہ بھی گیا خوب چادر اوڑھ کے اور برقع پہن کے بے پہچان عورتوں میں جا کے بیٹھا ایک اور سائل نے واعظ سے آہستہ پوچھا کہ بال زیر ناف آیا نقصان نماز میں کرتے ہین واعظ نے کہا کہ یہ بال اگر دراز ہوتے ہین نماز مکروہ ہوتی ہو چاہیے کہ ان کو نورہ یا استرے سے صاف کرے یا موٹڈ ڈالے تا نماز کامل ہو اور ابھی اور خوب پھر سائل نے پوچھا اس و رازی کی کچھ حد ہے جس شرط سے نماز کامل ہوئے واعظ نے کہا کہ اگر جو بھیر لیے ہو جائیں تو اسے سائل پھر موٹڈا فرض ہو جوئی کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی اور اپنے ہوش و اعظ کی وعظ پر لگائے ہوئے تھی اس سے جوئی نے کہا اسے خواہر دیکھ تو میر پڑوا اب ایسا ہو تو نظر ثواب اپنا ہاتھ میرے سامنے لا کہ وہ بقدر کراہت کے ہو گئے ہین یا نہین اس عورت نے ہاتھ اس مرد کے پاؤں میں کیا اسکے کیر نے عورت کے ہاتھ کو صدمہ دیا اسی وقت اسکے صدمے سے وہ جلا اٹھی واعظ نے کہا کہ میری بات اسکے دل کو لگ گئی اور کہا اسے حاضرین دیکھو اور خبر ہو صدق اسکے دل سے سیکھو کیسی یہ بات اسکے دل کو لگ گئی جوئی نے کہا نہین دلی پر نہین لگی ہاتھ پر لگی ہو مگر واسے اسپر کہ جسکے دل پر لگ جائے تو اسے الحق جلتے اسکا کیا حال ہو قولہ بر دل آن ساحران زنداند کے بد شد عصا و دست ایشان را یکے بگزر پیری در ربائی تو عصا پیش رنجہ کان کردہ اند دست و پا بد نفرہ لافیر بر گردون رسید ہین ہر چون جان ز جانکندن رہید بد ما بد استیم کما یں تن تا نیم ہ از براسے تن بر زندان نیز نیم ہ اسے خنک آکر کہ ذات خود شناخت ہ اندام من سرمدے قصرے بساخت ہ کوو کے گرد پئے جو زوموینہ پیش عاقل باشند بس سہل چہیز پیش دل جو زوموینہ

اگر حسد بچہ طفل کے درد انش مردان رسد ہر کہ محبوب ست او خود کو کیست ہر دآن باشد کہ بیرون از
 شکیست ہر گریش و خایہ دوستی کسی ہر ہری ریش و مو باشد بسی پیشوای بد بود آن پرشتاب ہمی برد
 اصحاب راسوی قصاب ہر ریش را شانہ زوی کہ ساکنم ہر سالتی لیکن بسوی درد و غم ہین روش بگوین و
 ترک ریش کن ہر ترک این مادم و تشویش کن ہر ریش خود را خندہ زاری کردہ ہر نازک کن چونکہ ریش
 آوردہ ہر ناشوی چون بے گل بر عاشقان ہر پیشوا و رہنمای گلستان ہر چیت بوے گل دم عقل
 حسد ہر شد قلا و زرہ باغ ابد المعنی دیکھو حضرت موسیٰ کی بات ذرا ہی ان ساحرون کے دل پر
 لگ گئی تھی کہ اُنکے نزدیک عصا اور ہاتھ دونوں یکساں ہو گئے تھے جب تو فرعون سے کٹوا دیے تھے
 اگر کسی بوڑھے کے ہاتھ سے تو عصا لیجائے تو اُس سے زیادہ رنجیدہ ہوگا جیسے وہ گروہ ہاتھ پاؤں کٹنے
 سے رنجیدہ ہوئے تھے تاہم نعرے لاضر انالہ ربنا منقلبون کے آسمان پر پہنچاتے تھے یعنی کچھ
 غم نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں تو خبردار ہو کاٹ ڈال جب ہماری جان درد
 جانکندن سے چھوٹ گئی تو پھر ہلکوا گیا غم ہم نے اب جان لیا کہ یہ تن جو ہمارا ہے یہ ہم نہیں ہیں سوائے
 اس تن کے ہم اپنے خدا سے زندہ ہیں نہ اس تن سے اب مقولات مولانا رح کے ہیں اے
 مخاطب کیسا خوش اور کیسی ٹھنڈھک میں وہ دل ہر جس نے اپنی ذات کو بچانا اور مصداق من عرف نفس
 فقد عرف ربہ کا ہوا یعنی جس نے آپ کو بچانا اُس نے اپنے خدا کو بچانا اور اس سرمدی میں اپنا قصر بنایا
 لڑکے تو جود مویز کے واسطے روتے ہیں اند عاقل کے سامنے وہ ایک سہل چیز تو سو یہ جود مویز تیرے
 دل کے مقابل تیرا جسم ہر بچہ مردون کی عقل کو کب پہنچتا ہر خوب جان لے جو محبوب ہے اور اُس پر
 پردہ پڑا ہر دہی بچہ ہر اور مرد دہی ہر جو شک سے مجاہد اور حق یقین کو پہنچا ہوا اگر مردی ریش و خایہ پر
 موقوف ہو تو ہر بڑی بڑی دارھی اور بہت سے بال ہوتے ہیں وہ پیشوا جو پرشتاب ہر بہت ہر پیشوا ہے
 وہ اپنے یاروں کو لیے جاتا ہر تا قصاب کے حوالے کر دے دارھی کو چھکارے ہوئے کہتا ہے کہ
 میں سالتی ہوں اے ہانکنے والا ہم کہتے ہیں کہ تو سالتی ہی لیکن درد و غم کی طرف ہے خبردار ہو اپنی
 روش چھوڑ اور ریش کو ترک کر اور اس مادم اور تشویش کو توڑے تو اپنی ریش کو ایک خندہ نار کر رکھا
 سوچ تو جب تیری ڈارھی لگئی تو ناز کیسا ناز تو ناز کے وقت میں زیبا ہے تو چاہتا ہے کہ اس
 وقت میں میں عاشقوں کے نزدیک بوے گل کی طرح ٹھرون اور پیشوا و رہنما گلستان کا بنون
 لیکن یہ بھی جان لے کہ بوے گل کیا چیز ہے دم عقل و خرد کا ہے جو رہنما و رہبر باغ ابد کا ہے

فرمانا شاہ کا دوسری بار ایاز کو شرح چارق و پوسین کی کر

قولہ ستر چارق را بیان کن لے ایاز بپیش چارق چیست چندین نیاز تاناوشد سنقر و بگیا رقت بد سر سر
پوستین و چارقت بد ای ایاز تو غلامی تو ریافت بد نورش اگر گردون بالاتر شتافت بد حسرت
آنا دکان شد بندگی بد بندگی را خود تو دادی زندگی بد مومن آن باشد کہ اندر جزر و مد بد کافر از امان او حسرت
خورد و اللغات سنقر بضم سین وقاف نام غلام بگیا رقی بالکسر و کاف فارسی و رای مضموم نام اسیر
بمبنی غلامان یک صاحب المعنی پھر پادشاہ نے کہا ایاز بھید چارق کا بیان کر کہ چارق کے
سامنے تو ایسا عجز و نیاز کیوں کرتا ہو تو سنقر اور بگیا رقی تیرے سینے یعنی اور غلام تا وہ بھید جو پوستین
چارق میں تیرے ہو اسکا بھید کھلے آے ایاز تجھے غلامی نے نور پایا غلامی تجھے روشن ہو گئی
اور اپنے حق کو پہنچ گئی اور نور تیرا گردون سے بھی بالا ہو گیا بندگی تیری اس رتبے کو پہنچی کہ حسرت
آنا دون کی ہو گئی آزا دکتے ہیں کاش ہم کو ایسی بندگی حاصل ہوئی ہوتی تو تے بندگی میں جو بیجان تھی جان
قال کے زندہ کر دیا بسل ایسے ہی مومن وہ شخص ہو کہ کافر اسکے ایمان پر حسرت کرے ایسا جزر و مد یعنی
آتا رہا و دنیا میں مستقل و ثابت قدم ہو

دعوت کرنا ایک مسلمان کا ایک گبر کو طرف اسلام کے زمانہ بایزیدین

قولہ بود گبری در زمان بایزید گفت اور ایک مسلمان سعید بد کہ چہ باشد اگر تو اسلام آوری بد بایابی صد
نجات و سروری بد گفت این اسلام اگر هست ای مریدہ آنکہ دارد شیخ عالم بایزید بد من ندانم طاقت
آن تاب آن بد کان فزون آید و کوششهای جان بد اگر چه در ایمان و جان تا موقع بد لیک در ایمان او بس مومن بد
دارم ایمان کو ز جملہ برترست بد بس لطیف و با فروغ و با فرست بد مومن ایمان اویم در جہان بد اگر چہ مہرم
ہست حکم بردہان بد بانایمان اگر خود ایمان شماس بد نے بدان مے گشم و نے اشتہاست بد آنکہ صد
میلش سوی ایمان بود چون شمارا دید و باطل شود بد نالکہ نامی بیند و عنیش کے بد چون بیابان را نفازا گفتی بد
چون بایمان شمارا دنگ و بد عشق او آرد و ایمان بفسد بد این حکایت یا دگیری تیر ہوش بد صورتش بگذر و معنی
بنوش بد اللغات مغازة بفتح میم جائے رہائی یافتن و جائے فیروزی و بیابان سہل گذرا المعنی
فرماتے ہیں کہ زمانہ بایزیدین ایک گبر کتیش پرست تھا اس سے ایک مسلمان نیک بخت نے کہا کہ
کیا بڑائی ہو جو تو مسلمان ہو جائے تا سیکڑوں نجات و سروری پائے گبر نے کہا اگر یہ اسلام ہے اسے مرید جو
کہ جہان میں شیخ بایزید کا ہو اسکی تو تاب و طاقت مجھ میں نہیں ہو اس واسطے کہ یہ تو جان کی کوششوں سے
زیادہ ہو مجھ میں یہ جان کمان میں اگر چہ ایمان و دین میں بے یقین ہوں لیکن بایزید کے ایمان پر

ضرور میرا ایمان ہو اسکے ایمان کا قائل ہوں اور اس پر میرا ایمان ہو کہ وہ سب سے برتر ہو اور نہایت پاکیزہ و با فروغ و با فہم جن بھٹوں میں اسکے ایمان کا ہوں اگرچہ اسلام کے معاملے میں مہر میرے دہن پر لگی ہوئی ہو اور پھر کہتا ہوں اگر یہی ایمان ہی جیسا کہ تم لوگوں کا ہو تو ایسے ایمان کی طرف میری رغبت و خواہش نہیں ہے تم وہ لوگ ہو کہ اگر کسی کے دل میں سورغبتیں ایمان کی طرف ہوں مگر تلو دیکھتے ہی سب باطل ہو جائیں اس سبب سے کہ تم فقط نام کو دیکھتے ہو معنی کو نہیں دیکھتے تم نے بیابان صعب گزار کا نام مفازہ رکھا ہے جب کوئی ایمان کی رغبتوں والا تھا کہ ایمان کو دیکھے گا اسکا عشق ایمان لانے سے ٹھٹھ جائے گا اب فرماتے ہیں اس حکایت کو بھی اسے تیز ہوش یاد کرے مگر صورت کو اسکی چھوڑ دے اور معنی کو اسکے سن

حکایت موزن بد آواز کی کہ کافرستان میں بانگ نماز کی کی نماز کے واسطے اور ایک کافر نے اسکو اچھی تھی حیرین تحفہ میں

قولہ یک موزن داشت بس آواز بد شب ہمہ شب میدریدی خلق خود بخواب خوش بر مردمان کر دے حرام بد و رصدا ع افتادہ از وی خاص و عام بد کو دکان ترسان از دور جامہ خواب بد مردوزن نا آواز او اندر عذاب بد مجمع گشتند تو زلیج را بہر دفع رحمت و تصدیع را بد پس طلب کردند اور در زمان بد اچھا دادند گفتند اسے فلان بد اذانت جملہ آسودیم ما بد بس کرم کر دی شب و روز ای کیا بد چون رسید از تو بہر یک دولتی بد خواب رفت از ماکون ہم مدے بہر آسایش زبان کوتاہ کن بد در عوض ما ہمتے ہمراہ کن بد قافلہ سے شد بلکہ از دلہ بد اچھ بستہ شد روان با قافلہ بد شبگی کردند اہل کاروان بد منزل اندر موضع کافرستان بد وان موزن عاشق آواز خود در میان کافرستان بانگ زد بد چند گفتندش بگو بانگ نماز کہ شود جنگ و عداوتما درازہ اوستیزہ کر دوج بے احترازہ گفت در کافرستان بانگ نماز بد جملگان خائف رفتند عامہ بد خود بیاد کافرے ہا جامہ بد شمع و حلاوی کی جامہ لطیف بد ہدیہ آورد بیاد شد ایف بد اللغات تو زلیج پریشان و پرانہ آچھ بالفتح دم و دینار دلہ بد فتحین عشق و غضب آہن ز جنبش و خوشحالی اسے معنی ایک موزن نہایت ہی بد آواز تھا مات میں تمام مات خلق اپنا پھاڑتا رہتا تھا آئند لوگوں پر حرام کرتا تھا تمام خاص و عام اس سے درد سر میں پڑ گئے تھے لڑکے سوتے ہوئے چونک پڑتے تھے اور ڈر جاتے تھے اور تمام مردوزن اس سے عذاب میں سب جمع ہوئے بنظر اپنی دفع پریشانی و دفع زحمت اور درد و غم کے پھرا سکو فوراً بلایا اور دم و دینار دیکر کہا کہ آئے فلان ہم تیری اذان سے بہت خوش ہوئے تو نے اسے کار گزار رات دن ہم بہت کرم کیے جو ہم سب کو تجھ سے نہایت دولت

حاصل ہوئی ہو کہ مدتوں کو ہمارے خواب جائے رہے اب تو بھی آرام کر اور اپنی زبان روک اور اسکے عوض
 میں یہ لے اور ہمارے حق میں دعا کر اور رخصت ہو اسی زمانے میں ایک قافلہ کعبہ کو اپنے عشق و شوق سے
 جاتا تھا وہ تحفے لیے اور قافلے کے ساتھ چل دیا اتفاقاً قافلہ ایک رات ایسی جگہ ٹھہرا کہ وہ جگہ کافرستان
 تھی یہ تو اپنی آواز کا عاشق ہی تھا اُس نے اس کافرستان میں بانگ نماز پکاری چند لوگوں نے
 کہا بھی کہ بانگ نماز مت کہ ایسا نہ لڑائی ہو اور لمبی لمبی عداوتیں پیدا ہوں اُس نے لڑائی کی اور
 کجی اور بے احتیاطی اور اُس کافرستان میں بیدھڑک اٹھا کہ کدی سب ڈرے کہ کوئی فتنہ عام نہ
 پیدا ہو جائے اُس میں ایک کافر نے کچھ کپڑے کے خود کیا شمع اُسکے آگے جلتی ہوئی اور حلوائیں اور
 ایک جامہ لطیف لایا اور اس سے بڑی اُلفت کی قہقہہ پڑس پڑسان کو موزن کو کجاہست ہ
 کہ صدائے بانگ اور راحت فراست ہ ہیں چہ راحت بود زان آواز زشت ہ کو قناد ازوے بنا گہ
 در کشت ہ دخترے دارم لطیف و لبس سنی ہ آرزوے بود اور اموں سے ہ بیچ این سودا منی رفت
 از سرش ہ پند ہا سید و چندین کافر ش ہ در دل او مہر ایمان رستہ بود ہ بیچ و نمود این غم من چہ عود ہ در غدا ہ
 و در دو اشک بزم ہ کہ بچند سلسلہ او مبدم ہ بیچ چارہ من ندا نسیم دران ہ تا فرو خواند این موزن آن اذان ہ
 گفت دختر چیست این کردہ بانگ ہ کہ بگوئم آید این دو چارہ بانگ ہ من ہمہ عمر این جنین آواز زشت ہ
 بیچ نشنیدم درین دیر و کشت ہ خواہش گفتا کہ این بانگ اذان ہ ہست اعلام و شعار و منان ہ
 باورش نامہ پیر سید از دگر ہ آن دگر ہم گفت آری اسے تم چون یقین گشتش رخ اوزر و شدہ و مسلمان
 دل او سر و شدہ ہ باز رستم من ز تشویش و عذاب ہ دوش خوش خفتم دران بیخوف و خواب ہ راحت مے بود
 انا و از او ہ ہدیہ آوردم بشکر آن مرد کو ہ چون بدیدش گفت این ہدیہ بگیر ہ چون مرا گشتی مجھ و دوست گیار
 انچہ کردی با من از احسان و برہ بندہ تو گشتہ ام من تم کو کمال و ملک و ثروت فروے ہ من و ہانت را
 پرانذر کردے ہ اطمین فرماتے ہیں کہ وہ کافر پوچھتا پوچھتا آیا کہ وہ موزن کون ہو اور کہاں ہو جسکی بانگ
 کی صدائے میرے لیے راحت فراہم خبردار ہو وہ کیا راحت تھی اس آواز بدین کہ ناگاہ تجھائے میں جا پڑھی
 میری ایک لڑکی ہ نہایت لطیف و عزیز اُسکو آرزو من ہونے کی رہتی تھی یہ سودا اُسکے سر میں ایسا
 جم گیا تھا کہ فرادیر کو اُس سے نہیں جاتا تھا کتنے کافر اُسکو نصیحت بھی کرتے رہتے تھے وہ نہیں مانتی تھی
 اُسکے دل میں محبت ایمان کی جمی تھی اور میرے لیے یہ غم بھر تھا اور میں اسکا عود تھا کہ اس غم میں جلتا تھا
 میں اس سبب سے بڑے عذاب و درد و شکنجہ میں تھا کہ ایسا نہویہ سلسلہ و مبدم زیادہ جنبش کرے
 کوئی تدبیر و علاج اسکی نہیں جانتا تھا اُس موزن نے وہ اذان پڑھی لڑکی نے

پوچھا کہ یہ مکروہ ہانگ کیسی ہے کہ دو چار دفع میرے کان میں آئی دو چار دانگ میں یہ رعایت بھی ہے کہ اذان میں بعض کلمات دو دفعہ اور بعض چار دفعہ کہتے ہیں یعنی دو دو حصے ہو کے اور چار حصے ہو کے اے میں نے عمر بھر ایسی آواز بد بھی نہیں سنی نہ دیر میں نہ تنہا نے میں اس کی بہن نے کہا کہ یہ ہانگ اور اذان ہوا اعلام و نشانی مومنوں کی مومن ایسی آواز کرتے ہیں اس کو یقین نہیں ہوا اور سے پوچھا اُس نے بھی کہا کہ ہاں لے قمر وہی ہے جب اس کو یقین ہوا تو اُس کا شرم سے زرد ہو گیا اور مسلمان ہونے سے دل اُس کا بھگ گیا میں اس فکر و غلبہ سے چھوٹ گیا رات چہین سے بچوت ہو کے خوش بخوش سویا بھگو یہ راحت اُس کی آواز سے حاصل ہوئی اب میں یہ تحفہ اُس کے شکرانے میں لایا ہوں اُس کو بتاؤ وہ شخص کہاں ہے جب اُس کو دیکھا کہ یہ تحفہ لے کہ تو میرا ہے پناہ دو سنگیر ہوا ہے تو نے وہ بات میرے ساتھ نیکی و احسان سے کی ہے کہ میں ہمیشہ کو تیرا بندہ ہو گیا کیا کروں ملک و مال و ثروت میں فرد نہیں ہوں نہ تیرا منہ زور سے بھر دیتا وہ آواز تیرے منہ سے نکلی ہے

رجوع بحکایت کبر با مسلمان در ایمان بایزید

قولہ ہست ایمان شہار ق و مجاز بہ راہزن ہچون کہ آن ہانگ نمازہ لیک انا ایمان و صدق بایزید چند حسرت بردل جانم رسیدہ ہچو آن زن کہ جماع خربیدہ گفت آوازان خغل فریدہ گر جماع اینست کا یاد از خان بہ در کس نام میرید اے شوہران بہ داد و جملہ داد ایمان بایزیدہ آفرینا بر چنان شاہ فریدہ قطرہ ایمانش در بحر ارود بہ بحر اندر قطرہ اش غرقہ شود ہچو آتش زہ در شہابہ کا مدران میشہ شود یکسر فنا ہچون خیالی در دل شہ با سپاہ کردہ در چالیش ایشان را تباہ بہ یک ستارہ در محمد رو نمودہ تا فنا شد کفر ہر گبر و جود و یک ستارہ در محمد شد سطر بہ تا فنا شد جملہ کفر شرق و غرب بہ آنکہ ایمان یافت رفت اندر امان بہ کفر یاے باقیان شد در گمان بہ کفر صرف اولین باری نمازہ با مسلمانانی دباہی نشاندہ این بحیثیت آب دروغن کرد نیست این شلما کفر زہ نور نیست بہ زہ نبود جز زخیر نجس بہ زہ نبود شارق لانی قسم گفتن زہ مرادم دان خفہ بہ محرم دریائے این دم نفی بہ آفتاب نیز ایمان شیخ بہ گرتکاید رخ ز شرق جان شیخ بہ جملہ پستی نور دار و تاثرے بہ جملہ بالا خلد کرد و خضریٰ باو یکی جان داد و از نور نیر بہ او یکی تن داد و از خاک حقیقہ اسے عجب نیست او یا آن بگو کہ بہ اندم در شکل و ستیو بہ کردی اینست ای برادر چیست آن بہر شدہ انور او ہفت آسمان بہ کردے آنست این بدن ای دوست چیست بہ ای عجب زین دو کدہ نیست و کیست بہ اللغات چالیش حملہ و جنگ سطر بہ معنی سطر المعنی پھر وہی گبر اُس مسلمان سے کہتا ہے تمہارا ایمان کیا ہے مکروہ مجاز سے غیر اصل دوسرے کی راہ مارنے والا جیسے آواز اس ہانگ نماز کی لیکن بایزید کے ایمان و صدق سے بہت حسرتیں

میری جان و دل کو پہونچین ایسی جیسے ایک زن نے جمل کرتے گدھے کو دیکھ کر کہا کہ افسوس اس گدھے نے کیا سے اگر جمل یہ ہو جو گدھے کرتے ہیں تو یہ شوہر ہمارے تو ہماری کس میں ہرگہ رہتے ہیں ایمان کی داد بائزید نے پوری دی اور پورا اسکا حق ادا کیا ہزاروں آفرین ایسے شاہ یگانہ پر کہ یکتا ہی ایسا بڑا اُس کا ایمان ہو کہ اگر ایک قطرہ اُسکا سمندر میں جا پڑے تو اُس قطرے میں سارا سمندر ڈوب جائے معلوم بھی ہو جیسے ذرہ بھر آگ جنگلوں میں کہ اُس ذرہ بھر میں سارا جنگل بالکل فنا ہو جاتا ہے یا جیسے ایک خیال پادشاہ کے دل کا سیاہ کے ساتھ کہ ایک محلے میں تباہ و خراب کرتا ہو دیکھو ایک ستارہ ایمان کا نجم میں چمکا جس سے ہر گہر و سیود کا نفرنہ ہو گیا پھر کہتے ہیں بتائید صدر کہ ایک ستارہ توی و سطر محمد میں فوت باب ہوا کیسا کفر شرق و غرب کا مٹ گیا کہ جس نے ایمان پایا ایمان میں جا پڑا اور جو باقی رہ گئے اُنکے کفر شک و گمان میں رہے اول دفعہ میں تو کفر خالص نہیں رہا یا تو مسلمانی کے ساتھ بٹھا یا یا یہی بن کہ مراد جزیرہ وغیرہ سے ہے اور یہ کفر جزیرہ کا ایک حیلہ اور تکلیف ہو تیل پانی ملانا کہ اس قسم کے کفروں میں ذرہ بھر نور نہیں ہے نہ محض بے فروغ بس گویا کفر نہیں ہے اس لیے کہ ذرہ اُس چیز سے نہیں ہے جو جسم میں ای جسم دار اور ذرہ روشن کرنے والا اُسکا جو لایق قسم ہو یعنی بٹ نہیں سکتی ہے ایک لاشے ہی پھر ذرہ کس شمار میں ہو اور یہ جو بن ذرہ کہتا ہوں اس سے ایک خفی مراد میری ہے تو اس وقت محرم دریا کا نہیں ہے کہ کف ہو جو اوپر ہی اوپر ہوتا ہے نہ جسے وہ پوشیدہ مراد اپنی کیسے کہوں بس یہ کہتا ہوں کہ اگر آفتاب روشن ایمان شیخ کا مشرق جان سے اپنا رخ دکھائے تو ساری پستی تحت التری تک روشن ہو جائے اور ساری بلندی جہان سے جہان تک ہو خلد کی طرح سبز ہو جائے نیز صیغہ مبالغے کا ہوا ہے بسیار نور دہندہ اسی سبب آفتاب کو نورِ عظیم کہتے ہیں اور ماہ کو نورِ اصغر شیخ کی ایک توجان ہے جو نورِ منیر سے ہے اور ایک اُسکا تن ہے جو خاک حقیقہ سے ہے اب تعجب نہ ہو کہ یہ بتا دے یہ ہے یا دہ ہے یعنی خاک حقیقہ یا نورِ منیر کہ میں اس جس طرح شکل میں حیران ہوں اگر وہ یہ ہے یعنی خاک حقیقہ تو اسے برادر وہ نور جس سے ہفت آسمان بھرے ہوئے ہیں وہ کیا ہے اور اگر وہ نورِ منیر ہے تو اسے دوست یہ بدن کیا ہے یا تعجب ہو کہ ان دونوں سے وہ کون سا ہے اور کیا ہے

مثل لانا گیر کا بیان معنی صورت بائزیدین

قولہ بود مرے کہ خدا اور از نے بہ سخت دانا و پلید و رہزنی بہر چہ آوردی تلف کردیش زن بہر دم مضمطر گشتہ اندر تن زدن بہر مہمان گوشت آورد آن معیل بہ سوی خانہ باد و صد جہر طیل بہ زن بخوردش با شراب و با کباب بہر آمد گفت دفع ناصواب بہر و گفتش گوشت کو مہمان رسید بہ پیش مہمان نوست

مے باید کشیدہ گفت زن کا یں گرہ خورد آن گوشت را بگوشت خردید کرت باید ہلا بگفت اے ایک ترازو
 را بیا رتا کہ گرہ بر کشم گیر عیار بے کشیدش بود گرہ نیم من پس بگفتش مرد کاے محتالہ فن بگوشت افزون
 نیم من بدیک ستیرہ ہست گرہ نیم من ہم ای ستیرہ این اگر گرہ ہست پس آن گوشت کو بے در بود این گوشت
 بنما گرہ نو بے بازید را این بود آن روح چسیت بے دروی آن روحست این تصویر کیست بے حیرت اندر حیرت ست
 ای یار من ہا این نگار تست نے ہم کار من بے ہر دو او باشد ولیک این ربع وزرع بے دانہ باشد اصل کماہ او
 فرع بے حکمت این اضداد را بر ہم بہ بست بے ای قصاب این گردان یا گردنست بے اللغات تن
 زدن بس کرنا خاموش ہونا معیل عیل سے فاقہ کش لوت بالفتح نعمت ہلا کلمہ زبرد تنبیہ ایک بت مجازا
 معشوق ہر کشیدن تولنا ستیر وزن معروف جسکو سیر کہتے ہیں و بہنی سترہ ایک مرد صاحب خانہ
 تھا اور اسکی ایک عورت جو نہایت دانا اور نہایت پلید راہزن تھی جو کچھ محنت مشقت کر کے لاتا تھا
 عورت اسکو تلف کر ڈالتی تھی مرد پریشان تھا کمان تک صبر کرے اور خاموش رہے وہ بیچارہ فاقہ کش ایک
 دن کسی مہمان کے واسطے گوشت لایا سیکڑن طول طویل کو مشین کر کے عورت نے اسکو شراب و
 کباب میں کھا لیا جب مرد آیا تو اسکو ناصواب باتوں سے مثال دیا مرد نے پوچھا گوشت کمان پر مہمان
 آگیا اسکے سامنے نعمت لذت لگانا چاہیے گھڑین بلی تھی عورت نے کہا کلاس بلی نے کھا لیا اور جھڑک کے کہا
 اگر تمھکو گوشت چاہیے تو اور مولے آگیا اے ایک ترازو لا تو میں بلی کو تول کے امتحان کروں دیکھوں
 تیری بات کھری ہو یا کھوٹی اس مرد نے اس بلی کو تول لیا تھا اور سیر کی تھی بعد تولنے کے عورت سے کہا
 کہ امی محتالہ فن بلی آدھ سیر کی تھی اب آدھ سیر گوشت اس پر بڑھا تو سیر بھر کی ہوئی اور امی ستورہ یہ وہی آدھ سیر
 کی آدھ سیر ہو اگر یہ آدھ سیر بلی ہو تو گوشت کیا ہوا اگر گوشت ہو تو بلی کو بتا وہ کمان ہو ایسے ہی اگر بایزید یہ
 تو وہ روح کیا ہو اور جو وہ روح ہو تو یہ صورت اور تصویر اسکی کون ہو جھکواے میرے یار اس امین حیرت
 در حیرت ہو لیکن اسکا جاننا تیرا کام نہیں اور میرا کام بھی نہیں بس یہ جان لے کہ دونوں وہی ہے لیکن
 یہ محصول وزاعت جو جسم خاکی کی ہو ایسا ہی جیسے دانہ کا اصل ہو اور فرع اسکی بھوسہ اور گھانس جو جسم ہے
 اللہ تعالیٰ کی حکمت بالفہ نے ان دونوں ضدوں کو کہ ایک خاک حقیر ہو دوسری نور منیر با ہم متعلق کر دیا ہو
 دوسرا مصرعہ دو کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہو جیسے میں نے لکھا لیکن معنی کچھ سمجھ میں نہیں آتے ضرور
 غلطی کا تب کی ہو اور دونوں کتابیں جو بالفعل میرے پاس ہیں منقول اور منقول عنہ معلوم ہوتی ہیں پھر کیا
 اعتبار میری دانست میں یہ مصرعہ شاید یوں ہوا اے قصاب این کرد را پا گردنست بے قصاب شمع مردن قصاب
 گا ذرا اور قصاب بقیف و تشدید لیکن اسی کتاب میں بے تحقیق بھی آیا ہے اسی قیاس پر قصاب بھی

بہ تخفیف ہو سکتا ہے اگر کسی جگہ ران غلط یا گردن بمعنی پاک کردن بجنف کاف جیسے نہیں اور زمین میں ایک
 سیم محذوف ہے معنی یہ کہ اسے قصار اس گھر میں پاک کرنا ہے قولہ روح بے قالب تاندا کر دہ قالب بجان
 بود بیکار و سر دہ قالب بجان کم از خاکست دوست ہے روح چون مغرست و قالب بھی پوست ہے قابلیت
 پیدا و بجان بس نہان ہے راست شد زمین ہر دو اسباب جہان ہے خاک را بر سر زلے سر نشکند ہے آب را بر سر
 زلے بر نشکند ہے گرمی خواہی کہ سر باشکنی ہے خاک را د آب را بر ہم زلے ہے چون شکمی سر و د آبش با وصل
 خاک سوے خاک آید روز فصل ہے حکمتی کہ حق نمود از زدن و از بگشت حاصل از نیاز و از بجلج بے باشد
 انگار و دواجات و گرہ لاسم اذن و لاعین بصر ہے شنیدی اذن کی ماندی اذن ہے یا کجا کردی و گر ضبط سخن ہے گردید
 برف و بخ و خورشید را بے ازین بے دشتی امید را بے آب گشتی بیعروقی و بیکرہ ہے کہ ز لطف از بار دے گشتی زرہ ہے
 پس شدی درمان جان ہر درخت ہے ہر درختی از قد و شش نیک بخت ہے دان بختی بفسردہ در خود ماندہ پلاسائی
 ہر درختان خواندہ ہے یس یا لع یس یولف جسمہ بے نیست الاشع نفس قسمہ بے نیست ضائع زوشود تازہ
 جگہ لیک بنود پیک سلطان خضر اللغات آزدواج جفت ہونا لجاج بفتح ستیرہ اذن گوش خضر
 بفتحتمین تازگی و سبزی اسمعے پھر بتائید صدر رکھتے ہیں کہ روح بے قالب ہے کچھ کام نہیں کر سکتی اور قاب
 بے روح بھی بیکار و سر دہ ہے قالب بجان خاک سے کتر ہے بس روح اسے دوست مغز ہے اور
 قالب پوست ہے قالب تیرا جو ظاہر ہے اور جان پوشیدہ انھیں دونوں سے اسباب جہان کے ٹھیک
 ہوئے ہیں اگر جدا ہوتا تو کیا ہوتا مثلاً اگر کسی کا سر یا جسم توڑنا چاہے اور خاک کو اس کے سر پر
 مارے تو سر نہیں ٹوٹے گا ایسے ہی پانی کو جسم پر مارنے سے جسم شکستہ نہیں ہوگا اور جو اس کا سر توڑنا چاہتا ہے
 تو خاک و آب دونوں کو ملا کے خوب گوندھ لے اس آب و خاک سے سر ٹوٹ جائیگا اور جب تو نے سر توڑ دیا
 تو اب جو اس سر میں تھا اپنی اصل کو چلا گیا اور خاک بروز فصل جو روز قیامت ہے پھر اپنی خاک کی طرف
 آئیگی جیسا کہ فرمایا ہذا یوم افصل جمعنا کم والا ولین یہ دن فصل کا ہے جمع کرینگے ہم تم کو اور جو تم سے پہلے ہوئے ہیں
 فصل بدین وجہ کہ اس دن ایک دوسرا ایک دوسرے سے بھاگیگا وہ حکمت کہ حق تعالیٰ نے جسم و جان
 جفت کرنے سے کی ہے وہ انکے باہم گرد نیاز و لجاج سے حاصل ہوئی کہ ایک دوسرے کے محتاج بھی ہیں اور
 ایک دوسرے کی ستیزندہ بھی اسکے سوا اور بہت قسم کے اندولج ہیں کہ وہ اندولج مصداق اس
 حدیث کے ہیں لا سمع اذن ولا عین بصر کہ نہ کانوں نے منے اور نہ آنکھوں نے دیکھے بلکہ کان اگر انگوٹن پا
 تو وہ کان ہی کب رہتے یا جیسے اب باتیں جمع کرتے ہیں یہ جمع ہی کمان کرتے سب بھول جاتے
 جیسے برف و بخ نے خورشید کو نہیں دیکھا اگر دیکھ لیتے تو اپنے رخ ہونے سے امید اٹھا رکھتے بس پانی ہونے

جسمین نہ کوئی رگ ہو نہ گانٹھ ہو اور ہوا کے لطف سے ذرہ ہوتے جو صورت موج سے نمود ہوتی ہو اور اس حال میں یعنی بحالت آب ہر درخت کی جان کے علاج ہوتے اور ہر درخت اسکے اُسنے سے نیک بخت ہوتا ای مثل بزرگون اور خنثیوں کے بہر پوش آور آب جو میچ ہو ٹھٹھا ہوا اور خود ماندہ کہ جنش نہیں کر سکتا اور درختوں پر لاساس پڑھا ہوا مثل اس حدیث کے ہوا مومن من یالف ویولف بہ ولفاقی نایا لاف ولا یولف بہ یعنی مومن وہ ہو کہ آفت پکڑے خلق سے اور خلق اُس سے اور منافق وہ ہو کہ نہ آفت کرے خلق اس سے نہ وہ خلق سے لاساس یہ لفظ قارون کا کرتا تھا کہ مجھ کو مست چھوڈ میرے پاس مت آؤ سو جہ سے کہ جو کوئی اسکے پاس جاتا تھا یا اسکو چھوٹا تھا و دون کو تپ چھو آتی تھی بڑی ایذا و شدت میں پڑتے تھے بس تیخ کی قسم شیخ نفس کے سوا کچھ نہیں ہو شیخ نفس یعنی ایسی ذات کہ کسی کام کی نہیں شیخ کفرت کا ہو پھر فرماتے ہیں کہ تیخ چندان ضائع بھی نہیں ہوا بنی خلی سے جگر کوتاہ کرتا ہو لیکن قاصد سلطان خضر کا نہیں ہے سلطان خضر ہمار بلکہ مولد خندان پر گریز

حکایت اُس امیر کی جس نے غلام سے کہا شراب لا وہ گھڑا شراب کا لایا راہ میں ایک زاہد تھا کہ امر معروف بیان کر رہا تھا اسکا گھڑا ٹوڑ ڈالا امیر نے سنا اور قصد زاہد کے گوشمال کا کیا ناہد بھاگ گیا اور یہ قضیہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا تھا جب شراب حرام نہ تھی زاہد منع لذت و تنعم کا کرتا تھا

قولہ اے ایاز استادہ توبس بلندہ نیست ہر برجی عبورت را پسندہ ہر دفا را کی پسندہ ہمت بہ ہر صفارا کے گویندہ صفوت بہ بود امیرے خوش دلی میوزارہ بد کف ہر مخور و ہر بخارہ بشفق مسکین نوازی عادی بہ مکر می زربخشی دور یادے بہ شاہ مردان و امیر مومنین بہ راہ بان و رازدان و دوہین بہ دور عیشی بود وایام سنج بہ خلق دلدار و کم آزار و طبع بہ آمدش مہمان بنا گاہ آن شی بہ ہم امیر جنس ادخوش نہ ہی بہ بادہ می بایست شان در نظم حال بہ بادہ بود آوقت ما ذون و حلال بہ بادہ شان کم بود گفت ابا غلام بہ رو سپو پر کن بجا آور دادم انفلان را بہب کہ دار و خر خاص بہ تاز خاص و عام جان یا بد خلاص بہ جرعه زان جام را بہب آن کندہ کہ ہزاران جرہ و خمران کندہ اندران می را یہ نہا نیست بہ آن چنان کا نہر عباسا نیست بہ توبد بق پارہ پارہ کم نگرد کہ سید گردن داز بیرون و زربہ از براے چشم بد مرد و شدہ و زبرون آن لعل و داؤد شدہ گنج و گوہر کے میان خانہ ہاست بہ گنجما پیوستہ و دیرانہ ہاست بہ گنج آدم چون بویران بدرفین بہ گشت طینش چشم بند آن لعین بہ اللغات کف بالفتح غار نا ذون اذن کردہ شدہ طین مٹی جرہ باضمم سپو اسنے پہلے دون شعر تہید ہیں صفت ایاز میں پس سلطان کتا ہو کہ اے ایاز تو ایسی بڑی بلندی

پر گھڑا ہو کہ ہر بلندی و برج تیرے عبور کو پسند نہیں ہے یعنی تو ایسا عالی رتبہ ہو کہ ایسے وسیع مراتب تیرے
 رتبے کے لائق کب ہیں تو وہ وفادار ہو کہ تیری ہمت ہر ایک کی وفا کو کب پسند کرتی ہو اور تیری صفات ہر صفت
 کو کب اختیار کرتی ہو اس حکایت کو سن کہ ایک امیر تھا نہایت خوشدل اور بڑا میخوار چاہ ہر مخمور و میخارہ کا
 مشفق مسکین و از عادل کرم زربخش و ریادل ان سب میں حروف و آیات تعظیم کے ہیں اور لوگوں کا شاہ
 اور سردار مومنوں کا اور نگہبان راہ کا اور راز دان و دور میں اسوقت میں دور حضرت عیسیٰ اور زمانہ
 مسیح کا تھا جو خلق کے دلدار اور کم آزار و کمین تھے یعنی کلام ہانک رکھتے تھے اتفاقاً اس پادشاہ کے
 یہاں دفعتاً ایک سہان آگیا کہ وہ بھی امیر تھا اسکا ہجنس اور خوش مذہب شراب انکو اس وقت واسطے
 نظم حال اسے رفع غم و پریشانی کے درکار تھی کہ اسوقت میں مازون و حلال تھی جب شراب کم دیکھی تو غلام
 سے کہا کہ گھر لیجا اور شراب سے بھرا اور فلان راہب سے لے لے پاس شراب خاص ہوئی جو
 تاجہاری جان خاص و عام سے جھوٹ جائے خاص و عام دونوں کا غم غلط ہو جائے اسکی شراب کا جام
 ایسا ہو کہ اگر ایک گھوٹ اس کے جام کا پی لے تو ایسا ست ہو جائے کہ نہ ہر بدن گھڑے اور نہ ہر بدن گھڑے
 ڈاے اور گھڑے توڑے جیسا کہ شرابی بجا لست مدہوشی توڑ ڈالتے ہیں اس شراب میں ایک مادہ ایسا پوشیدہ
 ہے جیسے کالمین کی کلیم میں سلطانی چھپی ہوتی ہے تو ایسے لوگوں کے دلی پردہ پارہ کو مت دیکھو یہ مثل زر کے
 ہیں ظاہر سیاہ جیسے زر سے ہاتھ سیاہ ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں ہیں زریہ برکت رتبے واسطے ہیں جو
 دنیا کے شاہوں کو کمان نصیب بس اس لیے آپ کو مردود بنایا ہو تا چشم بد سے رحمت نہ پہونے اور واقعی
 ہیں لعل لیکن بظاہر مردود و خیاں تو کر گنج و گوہر گھروں میں کون رکھتا ہے ہمیشہ گنج ویرانے میں رکھتے ہیں
 انکے پاس بھی گنج معرفت الہی کا ہے پھر بظاہر آپ کو ویرانہ کیوں نہ بنائیں جیسے خزانہ آدم کا ویرانے میں
 چھپا ہوا تھا یعنی مٹی میں جو جسم خاکی انکا تھا کہ یہ جسم خاکی شیطان لعین کے حق میں چشم بند ہو گیا مٹی کو دیکھا
 گنج کو نہ دیکھا قولہ او نظرے کرد و طین مست مست ہجان ہی گفتش کہ کلیم سدرست بدو سبوسد غلام و
 خوش و ویدہ در زمان تا دیر رہا نہان رسید نہاد و بادا چون نہ خرید سنگ داد و در عوض گوہر خرید بادا
 کان بر سر شاہان جہد تلج زرب تارک ساقی بندہ فتنہ ہا و شور ہا انگھتہ بدنگان خسروان آیمینہ استخوانا رفته
 جملہ جان شدہ بدتخت و تختہ ازبان یکسان شدہ بدتخت ہشیدی چو آب و روغنندہ وقت سستی اچھو جان اندر
 تندہ چون ہر یسہ لحم و گندم عرق ہمہ بدیج سبتے نے در ایشان فرق ہمہ چون ہر یسہ گشتہ آنخافرق نے بد
 نیست فرقی کا نہ را نیجا عرق نے بدیج بین بادہ ہمہ ناک غلام دسوسے قہر آن امیر نیک نام بد پیش آمد نا بدے
 غمیدہ بدتخت مغرب و بلا چسپیدہ بدتن را کشمے دل بگداختہ خانانہ خیر خدا پر داختہ بدگوشت مال

مخت بے زینہارہ داغما بر داغما چندین ہزار دیدہ ہر ساعت خلش در اجتمادہ روز و شب پیچیدہ اور اجتمادہ سال و صبر در خاک و خون آمیختہ صبر و حلمش نیشب بگرچتہ نگفت زاہد و رسیو ہا چست آن نگفت بار گفت ہر کیست آن نگفت این زمان فلان میراجل نگفت طالب راجین باشد عمل طالب یزدان دان کہ عیش نوش بہادہ شیطان و انکہ تیز ہوش بہ ہوش تو بے چین پڑ مرده است بہ ہوش آن باید بران ہوش تو بست بہ تاج بہ ہوش تو ہنگام سکڑاے چومرغی گشت صید دام سکڑا اللغات سبقت بافتح بیشی سکڑا انغمستی و نشہ شراب اطمینان شیطانی سست سست نظر حضرت آدم کی مٹی پر کرتا تھا اور ان کی جان اس سے کہ رہی تھی کہ یہ مٹی میری تیرے لیے دیوار دلع ہو میری اصلیت سے واقف نہیں ہونے دیتی انقض اس غلام نے دو سو بچے اور تیز دھڑا ایسا کہ دم بھر میں دیر رہا نون پر پوچھ گیا زردیا اور شراب پوچھو اسے سرخ کہ زرد سرخ قیمتی ہوتا ہو خریدی گویا پتھر دیے اور عرض میں گو ہر خرید اس لیے کہ شراب کو بھی لعل نداب کہتے ہیں اسے لعل گداختہ آوردہ شراب جو پادشاہوں کے سر پر چڑھو کے کودے اور ساقی کے سر پر تاج زر رکھو کے لکنا پادشاہ بحالت کیف و سرور شراب پلانے والی کو تاج وغیرہ دیدیتے ہیں آوردہ شراب جس میں فتنے اور شور اٹھے ہوے اور بندے اور خسرو ملے ہوے جیسے کہ می نوشی کے وقت فتنے اور شور ہوتے ہی ہیں اور بندے اور شاہ نشے میں سب گڑبڑ ہو جاتا ہیں اور آپسے گڑبڑ ہو جاتے ہیں کہ گویا امنی استخوان نہیں رہے سب ایک جان ہو گئے اور اس وقت میں سخت و تختہ یکسان یعنی اعلیٰ ادنیٰ سب برابر اور دل سے یعنی جب ہشیار ہوتے ہیں تو مثل آب و روغن کے ہوتے ہیں آپ کو چید اور تہستی میں مثل جان در تن کے ہیں ایک دوسرے میں گھلے ملے جیسے ہر سیہ کہ وہ ایک علم ہو جس میں گوشت و گندم اور بعض عرق ملا کے پکاتے ہیں آوردہ سب مل کے ایک ہو جاتا ہو اور کسی کی بیشی کسی پر نہیں ہوتی نہ کچھ فرق ہوتا ہو سب مثل ہر سیہ کے مل جاتے ہیں وافر فرق نہیں بلکہ جملہ فرق انہیں غرق ہو جاتے ہیں اور معدوم ہیں ان تک صفت شراب کی تھی اب فرماتے ہیں کہ ایسی شراب وہ غلام نیک نام قصر شاہی کی طرف لیے جاتا تھا انکان ایک زاہد غمیدہ خشک مغز ہلا چسپیدہ کہ یہ سب صفات زاہدون سے ہو اس غلام کے سامنے آگیا اور کیسا زاہد کہ آتشوں اسے خواہشوں دل سے کہ یہ لوگ خواہشوں کو مارتے رہتے ہیں کچھلا ہوا سینے زار و خیف اور خانہ دل سواے خدا سے آراستہ کیا ہوا اکو بے عشق اسی واسطے اسکو اپر خشک مغز کہا ہو ایسی محنتیں جنگی پناہ نہیں خود انکا گوشمال تھا کہ انکی گوشمال کھایا ہوا ہزاران دل غر بردلغ اٹھایا ہوا انہی کوشش و اجتماد میں ہمیشہ خلش دیکھتا تھا اور رات دن اجتماد ہی میں لپٹا رہتا تھا ہمیشہ خاک و خون میں اکوہ صبر و علم تو اس سے آدھی رات سے بھاگا ہوا تھا جو ہر ادھپ کے بھاگنے سے ہی اور اشارہ

اسکی بے صبری وجہی علم سے جس نے اس غلام سے پوچھا کہ ان گھڑوں میں کیا ہو غلام نے کہا شتر
 پوچھا کس کے واسطے کہا فلان میرا جل کی ملک سے ہو زائد نے کہا وہ تو طالب خدا کا ہو اسکی ایسا عمل
 نچا بیٹے دو طالب خدا کا ہی پھر طالب خدا کو ایسی عیش و نوش کب مناسب ہو نہ یہ شراب شیطانی اور
 اسکے ساتھ دعوے تیز ہونے کا جب تیرے ہوش بے شراب کے ایسے سکون کے مڑھ جائے ہوئے
 ہیں کہ اپنے بہت سے ہوش لگا کے مدد ہو پوچھا تا چاہیے تو پھر نشے کے وقت میں تیرے ہوش کیا ہونگے تو تو
 مرغ کی طرح دام سکر میں پھنسا ہوا ہے

حکایت ضیاء بلخ و تاج الاسلام اور لطیفہ کہنا ضیا کا

قولہ ان ضیاء بلخ خوش الہام بودہ داور آن تاج شیخ اسلام بودہ از ہای علم خلقی پیش او بگشتہ راکم در
 ملازم درس چون تاج شیخ اسلام دارالملک بلخ بود کو تہ قدو کو چاک تہ فرخ ہاگرچہ تامل بود و فحل و ذوفنون بہ
 این ضیاء اندر ظرافت بدفزون ہاویسی کو تہ ضیاء از حد در اندیش بود شیخ اسلام را صد کبر و ناز و ہرین برادر رنگ
 و عارش آمدے ہاویں ضیاء ہم و عظمی بہر ہادے ہا روز مجلس اند سا ملائین ضیاء ہاگرچہ ہا قاضیان و اصفیا بہ
 کو تاج اسلام از کبر تمام ہا برادر را ضیاء نصف القیام ہا پس ضیاء چون دید کبر اندر سرش ہا انفعائے داد حائے
 در خورشید بگفت آری بس درازی ہا ہر روز ہا اندکی از قدر و تہ ہم ہا روز ہا پس ترا خود عقل گویا ہوش کو تہ
 تا خوری می ای تو دانش را عدد و روت بس زیبا ست نیلی ہم بکش ہا ضحکہ ہا شد نیلی ہا روی ہا بش ہا و تو نوری
 کے درآمدی غوی ہا تا قومی نوشی و ظلمت جو شوی ہا سایہ در روز ست جستن قاعدہ ہا و شب ابری تو سایہ جو
 شدہ ہا گر حلال آمد پے قوت عوام ہا طالبان دوست را آمد حرام ہا مشتاقان را یادہ خون دل بود ہا چشم شان
 بر راہ و ہر منزل بود ہا دینین راہ بیابان بخون ہا ای قلاؤ ز خرد ہا صد کسوف ہا خاک در چشم قلاؤ زان ہا
 کاروان را گرہ و ہالک کنی ہا نان جو حقا حرمست و قوس ہا نفس را در پیش نہ نان بسوس ہا دشمن راہ
 خدا را خوار و ارہ دنور انبر نہ ہا در دار ہا و ز در را تو دوست ہا بریدن پسند و ہر بریدن عاجزی و شش بہ بندہ
 ورنہ بستی دست اودست تو بست ہا ورتو بایش لشکنی پایت شکست ہا تو عدو را می دہی و شکوہ ہرچہ
 کو زہر نوش و خاک خرید و ز غیرت بر بسوسنگ و شکست ہا اوسبوانداخت از زائد بہر جہت اللغات
 داوڑ یعنی برادر و دوست فرخ جو زہ مرغ و بچہ ہر پند المعنی ہا ایک ضیاء نامے بلخ میں ہا خوش الہام ہا
 گویا کلام اسکا الہام تھا اور عجائی اسکا تاج شیخ الاسلام تھا اور قاضی خیا پوچھا واسطے تحصیل علم کے ایک مخلوق اسکا
 پاس آتی تھی اور ہمیشہ اسکا دروازے کی ملازم اور درس جو تاج شیخ الاسلام کو دارالملک بلخ کا تھا کو تہ قدر
 شگفتہ ایسا تھا جیسے مرغ کا چوڑا اگرچہ فاضل اور فحل علم اور ذوفنون تھا مگر ضیاء ظرافت میں بہت بڑھا ہوا تھا

تاج شیخ اسلام جیسا ٹھکانا تھا ویسا ہی ضیاء حد سے زیادہ لمبا اور شیخ اسلام کو اس سے سیکڑوں طرح کا غور و ناز تھا اس بھائی سے اسکو ننگ عادی ہوتی تھی اور یہ ضیاء بھی ایک واعظ باہدایت تھا ایک دن اسکی مجلس میں ضیاء بھی آیا کہ بارگاہ قاضیوں اور برگزیدہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی اس مجلس میں تاج اسلام نے بڑے غور سے اپنے بھائی ضیاء کا نصیحت قیام کیا یعنی پوری تعظیم نہ کی بس ضیاء نے جو دیکھا کہ اسکے سر میں کبر ہے اسی وقت اسنے اسکو اسکے لائق مذمت دی کہا فروری میں تو نہایت لمبا ہے کچھ ٹھوڑا سا قد سر سے بھی چڑھے اور جب تو فریاد دینے میں نہایت دلاوری تو تیری عقل کہاں ہے اور ہوش کہاں اسی سبب اسکو عقل کے دشمن شراب پیتا ہے تو ابھی بہت خراب صورت اسپر ایک خانیلی کھینچ ناظر نہ لگے اس لیے کہ حبش کی صورت کچھ خانیل ضخیم ہوتا ہے اسے خندہ و قہقہہ آواز کا تو نور ہو تو اسے مگر یہ کب رٹا ہو کہ شراب پیئے اور ظلمت ڈھونڈھے قاعدہ تو یہ ہو کہ دن میں سب سایہ ڈھونڈھتے ہیں تو شب اب کاسایہ ڈھونڈھتا ہے چنانچہ شرب بیون کو شب اب نہایت خوب ہو اور یہ کیفیت دوسرے اگرچہ شراب واسطے توت عوام کے حلال ہے لیکن جو طالب دوست کے ہیں پھر حرام عاشقوں کی شراب خون دل سے ہوتی ہے کہ انکی نظر راہ و منزل پر ہوتی ہے راہ کو بھی خوب پہچانتے ہوئے ہیں اور منزل کو بھی تو ایسے بیابان خوفناک کی راہ میں راہ نما خرد کے کہ وہ خرد بھی تیری باہر کسوٹ ہو راہ بتاتے والوں کی انگلیوں میں خاک ڈالتا ہے اور قافلے کو گمراہ و ہلاک کرتا ہے تو تم قسم کتے ہیں کہ جو کی روٹی بھی کہ نان گندم سے نہایت کمتر ہو نفس کے سامنے رکھنا حرام و فسوس ہے اسکے آگے تو جیسی کی روٹی رکھنا چاہیے اس لیے کہ یہ دشمن راہ خدا کا ہے جہاں تک ہو سکے اسکو خواہی رکھے یہ مذہب اسکے لیے عبرت رکھ اسکو سولی پر رکھ چیر کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اسکے ہاتھ کاٹنا ہی پسند کر اور اگر ہاتھ کاٹنے سے عاجز ہو تو اسکے ہاتھ باندھ اور اگر نہیں باندھے گا تو چان لے کہ اس نے تیرے ہاتھ باندھ لیے اور اگر اسکے پاؤں نہ توڑے گا تو سمجھ لے کہ اس نے تیرے پاؤں توڑ دیے تو دشمن کو شراب دیتا ہے اور شکر ایسا کیوں کرتا ہے اس سے کندے زہری اور خاک کھا پھر زاہد کا ذکر ہے بس زاہد نے غیرت میں آ کے ایک پتھر گھرے پر باد کے گھڑ توڑ دیا غلام نے گھر پھینک دیا اور زاہد کے پاس سے یاد شاہ کی طرف بھاگا

خبر پانا امیر کا اور خشم آلودہ زاہد کے پاس جانا

قولہ رفت پیش میر گفتش بادہ کو با جبر لا وقت یکیک پیش او میر چون آنش شد چہ جیت راست گفت
بنما خاند زاہد کجا است بتا بدین گرد گران کو ہم سرش بناد و سرید افش و مادر غرض بناد وچہ دائرہ معرفت از سگی بہ
طالب معرفت و شہر کے بتا بدین سلاوس خود را جا کند تا بجزیرے خویش را پیدا کند

اوندار خود ہنر الہمان بن کو تسلس می کند بامردان بن او اگر دیوانہ است و فتنہ کا وہ چارہ دیوانہ چہ بود گر گاوشہ تاکہ
شیطان از سرش بیرون رود بنے لت خرمندگان خرچون رود و میر بیرون جست دوسوی بدست بن
نیم شب آمد بزم ہنرمست بن خواست کشتن مرد از خشم بن مرد از بدگشت نہمان زیر ششم بن مرد از ہدی شنفید
از میراں بن زیر ششم آن رسن تابان نہمان بن گفت در دو گفتن زشتی مرد آئندہ تاند کہ روراحت کرد بن روی
باید آئندہ دارا ہنرمست بن تات گوید روی زشت خود بین بن اللغات بن عز بن قحبہ تسلس سائوسی مکاری
کرنا کا و کاویدن سی کھو نہا کرید نادوس تشدید باکر زاسلمعنی وہ غلام بھاگ کے میر کے پاس گیا میر نے
پوچھا شراب کمان ہو غلام نے سارا بجا دیا اُس کے سامنے کھاتے ہی آگ ہو گیا اور غصے کے مارے
سیدھا اٹھ کھڑ ہوا کما بتا زاہد کا کھر کمان ہو تا اس گزنگران سے اُسکا سر کچلن اور اس بحق مادر کا وہ سر ہیناش
توڑن وہ امر معروف کو کیا جانتا ہو کتے بن سے اپنی شہرت و معروفی کا طالب ہو تا اس مکاری سے رتبہ
بید کرے اور کسی چیز سے آپ کو ظاہر کرے کہ ظان بتانا ہدی بادشاہ کی شراب کا کھر توڑ ڈالا اٹھین سواسے
تسلس مکاری کے کوئی ہنر ہی نہیں ہو پس ہی تسلس ہو جو لوگوں سے کرتا ہو اگر دیوانہ ہو اور فتنہ کریدنے
والا اُسکا علاج ہی گزگاؤ ہو اور گزگاؤ وہ جو بصورت سر گاؤ کے بنایا ہو تا شیطان اُس کے سر سے
کھجائے معمول ہو کہ گدھا بدون گدھے مارے کے نہیں چلتا انھماصل بادشاہ گزہا تھین لیے مست
نیم شب کو نکلا زاہد کے پاس گیا اور غصے کے مارے چاہا کہ زاہد کو مار ڈالے مردانہ ہو گئے بچے چھپ گیا اب اس
آدن میں جو سستی بیٹنے والوں کی رکھی تھی چھپا ہوا سنتا تھا اور بادشاہ اُسکو برا کہہ رہا تھا اب مقولہ مولانا ج کا ہو
کہ بڑی بات کسی کی بڑائی سے کسی کے سامنے کمنایہ کام آئے گا جو اس لیے کاس نے اپنا اٹھ سخت
کر لیا ہو یعنی بے مدد ہو پس آئینے کی طرح رو سخت اٹھین چاہیے تو مجھ سے کہے کہ اپنی صورت
زشت کو دیکھ کہ کیسی ہے

حکایت بات کرنا و لقا کا سید شاہ ترمذ کو اور غصہ کرنا اس کا

قولہ شاہ بادلقک ہی شطرنج باخت بات کرش زد و خشم شہ تباخت بن گفت شہ شہ وان شہ کہہ
آورش بن یک یک آن شطرنج میز و بر سرش بن کہ بکیر اینک شہک اے قلبان بن صبر کرد گفت و لقا
الامان بن دست دیگر با خن فرمود میر بن او چنان لرزان کہ عود از دھریہ بن باخت دست دیگر و شہات شد بن
وقت شہ شہ گفتن و بیقات شد بن برجید آن و لقا و در گنج رفت بن شش نہا بخود فکند از ہم گفت بن
میر بادشاہ وزیر شش نہا بخن نہمان تار خشم شہ نہا بہ گفت شہ ہی چکر دی چیت این بن گفت
شہ شہ شہ اے شاہ گرین بن کے توان حق گفت بجزیر لحاف بن باجو خشم اور آتش سخاوت بن

نشاہد ہیں دوزخ و جہنم و در اندر شلم غصہ آن ہمراہیہا و غم بہ ہمراہیہا سے این دنیا خوش است بہ ہمارا سے
 تند خو و سرکش است بہ اللغات مقدم پیش کردہ شدہ نوح بالفہم بکمال بروزن ستارہ گنجین ہنرستان والا
 محل سرمد بوک ہوا و معرفت شاید و مکر مناج جگر او ٹھون کے بندھنے کی ضمیر بفتح اول کو سرجم سنگدل و غلگین
 اٹھنے جب محلہ بادشاہ کے شور و غل سے بھر گیا کہ دروازے پر زار کے لائین راستے تھے اور پھر پھر
 کر رہے تھے خلق اور سر و سر اپنے گھر دن سے جلدی نکل کے آئی اور کہا اور میر وقت حضور رضا کا ہر ششم
 جفا کا وہ خشک مغز عقل اسکی اسوقت میں چون کی عقل و فہم سے بھی کمتر ہی اسکو ضعف بر ضعف نے
 گھیرا ہی ایک تو ضعف زہر کا دوسرا ضعف پیری اور زہد میں کوئی کشود چاہیئے اور کشود رزق سودہ حاصل
 نہیں سرخ تو بہت اٹھا یا لیکن گنج یار سے نہ ملا کام بہت کچھ لیکن مزدوری کام کی نہ پائی یا تو اسکے کام کی
 کچھ اصل و نبیا و نہیں بے اصل ہی یا مقدار اتنی سے ابھی اسکے بد سے کا وقت نہیں آیا یا یہ کو شمش زہر کا
 ایسا ہی جیسے سنی جہود کی بیکار یا بدلا اسکا مقید بیعہ دگاہ ہر اسے وقت وعدہ اسکے لیے تو یہی درد و مصیبت
 کافی ہو کہ اس دیر نے پر خون میں تنہا و بیکس ہو پر خون اور ملک جسم پرورد ایک گوشے میں بیٹھا ہے
 منہ بگاڑے ہونٹھ دکائے نہ کوئی ایسا کمال کہ غنچہ اسکا بنے عقل بھی نہیں کہ اسکو کسی محل کے پاس لجا ئے
 اپنے ہی دہم و گمان کے موافق اجتہاد کرتا ہو کوئی اسکا پیرو بہتد نہیں ہو لہذا کام اسکا بوک میں پڑا ہوا ہے
 اسے شاید و مکر میں جو شعر بہ شک ہن دیکھیے نیک ہوتا ہو یا کیا اس سبب سے تو راہ اس کی دیدار
 دوست سے دور معلوم ہوتی ہو کہ اس میں مغز نہیں ہو جو عشق ہو غیر عشق سے پوست ہو کسی وقت تو خدا کے
 ساتھ غصہ کرتا ہو کہ ایسی جناب فیض آیا ب سے میرے حصے میں رنج آیا کسی وقت اپنے نصیب سے
 لڑتا ہو کہ سب بلمہ پر وادیاں کر رہے ہن میرے بازو کو تڑپے ہن اب مقولات مولانا رح کے ہن کہ جو
 کوئی رنگ و بو میں مقید و گرفتار ہو کیسے زہد میں ہو لیکن خود بخود تنگ ہی ہوگا اور جب تک اس تنگ
 مناج یعنی غصہ جگہ سے نہ الگ ہوگا نہ اسکی خوشنوش ہوگی نہ اسکا سینہ فراخ ہوگا اور صاحب ہمت
 و حوصلہ زاہدون کو تنہائی کے وقت میں قبل کشائش رزق سے استرہ و تیغ کچھ نہیں دینا چاہیئے کہ
 مبادا تنگدلی و غلگینی سے اپنا بیٹ نہ بچاڑ ڈالے اپنی ہیرادی و غم سے یہ نہیں جانتے کہ اس دنیا کی ہیرادیاں ہی

ابھی ہن اور ہمارا ہی تند خو اور سرکش ہو

بیان بیاطقی سالکون میں قبل کشود سے اور قصد کرنا مصطفیٰ کا آپ کو
 کوہ حرا سے گرانے کا وحشت حجاب سے اور ظاہر ہونا جبریل کا اور منع کرنا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بشارت دینا انکو

قوله مصطفیٰ را بجز چون بفرستی بنویش را از کوه اوانداختی بنانگفتی جبرئیلش بہن مکن نہ کہ ترا بس دولتست
 از امر مکن نہ مصطفیٰ ساکن شدی نازداختن نہ باز بجران آوردی تاخت نہ باز خورد اسرنگون از کوه اوہ میفکندی
 او غم داند وہ اوہ باز گشتی پیش پیداجبرئیل نہ کہ مکن تو این کہ شاہی بے بدیل نہ بچنین می بود تا کشف جیب نہ
 تا بیا بد آن گم را از جیب نہ بہر ہر محنت چو خود را می کشد نہ اصل محتماست این چو نش کنندہ از خدا سے
 مردمان را جبریتست نہ ہر یک از مافدای سیریتست نہ ای خنک آن کو فدا کردہ است نہ بہر آن کارزد فدای
 او شدن نہ باری آن مقبل فدای این نیست نہ کاندراں صدر زندگی دشتت نہ عاشق معشوق عشقش
 برو دام نہ در دو عالم بہرہ مند و نیکنام نہ بہر یک چو نگہ فدائی فنی است نہ کاندراں رہ صرف عمر کشتیست نہ کشتی
 اندر غریبی یا شروق نہ کہ نہ شائق ماند آنجانی مشوق نہ یا کرامی ارجمو اہل المومنین نہ شانم ورد التو
 بعد التو نہ نہ عفو کن ای میر بہ سختی اوہ در نگرد و در بد بختی اوہ تا نیریت ہم خدا عفو می کند نہ زلت را
 مغفرت در آئندہ تو غفلت بس بسویشکستہ نہ بر امید عفو دل بر بستہ نہ عفو کن تا عفو یا بے درجہ نہ
 مے شکافد و قدر اندر سزا نہ موشکافان قدر را ہوشدار نہ قصہ ملا تو نیکو گوشدار نہ اطمینانی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم بجز زور و شدت کرتا تھا تو وہ آب کو پہاڑ سے گراتے تھے جبرئیل اسنے کہتے تھے خبردار
 ایسا ست کر کہ تمہارے واسطے تو بڑی دولت ہو حکم کن سے آنحضرت ساکن ہو جاتے تھے اور نسکین
 باتے تھے اور آپکو گرانے سے رک جاتے تھے پھر پھر اپنے تاخت کرتا اور حملہ لاتا پھر یہ سرنگون پہاڑ سے
 گراتے مارے غم داند وہ کے پھر جبرئیل انکے سامنے پیدا ہو جاتے کہ ای شاہ ہمیشہ وہ بے بدل سیاست
 کروا کیسے ہی ہوتا رہا تا وقتیکہ پرے حجاب کے کھلین اس لیے کہ وہ گوہر جو انکی جیب میں رکھا گیا ہو اسکو
 پالین اب فرماتے ہیں لوگ دنیا کے ہر محنت میں اپنی جان مارتے ہیں لیکن وہ مختصین اور بہن اور محنت
 عشق کی سب محنتوں کی بڑی بڑی محنتوں کیسے اٹھا سکیں جو اسکا فدائی ہو اسکو دیکھ کے لوگوں کو بڑی حیرت ہو
 اور حال یہ کہ ہم میں سے ہر ایک فداے سیرت ہو اؤد کیسا خوش اور ٹھنڈا حادہ شخص ہو جس نے اپنے
 تن کو فدا کیا ہو تا وہ لائق اس پر فدا ہونے کے ہو جائے لیکن وہ خوش نصیب ہو جو اس فن پر فدا ہے وہ
 جانتا ہو کہ اس نار بجائے میں سیکڑوں زندگیاں ہیں وہ عاشق ہو اور اس کے عشق کا معشوق ہمیشگی و دوام
 والا اور دونوں جہان میں وہ عاشق بہرہ مند اور نیکنام نہ مختل ان عاشقوں فن دنیائے کہ ہر ایک
 فدائی ایک فن کا جو جسکی راہ میں عمر کا بھی صرف اور مارا جانا بھی موجود آب چاہے غروب میں ہو چاہے
 شروق میں بہر حال کشتن اس کے پیچھے لگا ہوا ہو اس لیے کہ جہان وہ ہے وہاں بھی نہ کسی چیز کی کوئی
 شائق مرنے سے پہلے نہ وہ چیز ہے جسکے وہ شائق تھے سب فنا ہوے سوئے عشق و عاشق کے کسی بقائیں

ابہ نظر وادید حال مردم کے التجا کرتے ہیں کہ امی بزرگ لوگوں کو ہمارے وقت کے ان حرص و ہوا والوں پر رحم کرو کہ ان کے حال پر ہلاکی برہلاکی وارد ہو چھراستیناف ہو نیچے امی اسیر معاف کر اُسکی سختی کو اور اُسکے درود بہ بخیتی کو دیکھ تو تیرے جرموں سے خدائے تعالیٰ تجھ کو معاف کرے اور تیری زلت و لغزش کو مغفرت میں بھر دے اُس نے غفلت سے تیرا سب توڑا تو نے بھی غفلت سے بہت سب توڑے ہوئے اور خطائیں کی ہوئی جنکے عفو کی امید لگائے ہوئے ہیں اس عفو کو تو تو بھی اُسکے بدلے میں عفو پائے اسوا سکتے کہ حکم الہی بڑا مو شکاف بال کی کھال نکالنے والا ہو لا بد مو شکافان قدر کا ہوش رکھو اور اس قصے کو ہمارے خوب کان لگا کے سُن

جواب امیر کا سفارشیوں کو اور سفارش نہ ماننا

قولہ بان بشنو قصۃ میران دگر نہ تابیا بے زین حکایت صد خبر نہ میگفت آن کیست تا سنگی زندہ بر سب سے ما سبورا بشکندہ بی چون گذر سازد بگویم شیر نہ ترس ترسان بگندہ با صد حذر نہ بلکہ بگندار دہم بیست پنج را نہ مور گرد و پیش قدم آرد با نہ بندہ مارا چرا آرد دل بگرد مارا پیش مہمانان نخل نہ شہریت کان بہ ز خون اوست ریخت نہ این زمان ہجر زمان ازما گر نیست نہ لیک جان از دست من او کی برد نہ گرشود چون مرغ و بر بالا پردہ تیر قمر خویش بر پرش زخم نہ پرو بال مردہ رنگش بشلغم نہ ور شود ما ہی اندر آب در نہ از نیب من شود زیر و زبر نہ ور رود در سنگ سخت از کو ششم نہ از دل سنگش کنون بیرون کشم نہ جان نخواہد برد از شمشیر من نہ و ر کند صد حیلہ و تدبیر و فن نہ من براغم بر تن او ضربتے نہ تا بود مرد دیگر ازما عبرتی نہ کار او ساوس و زرق حیلست نہ لیک مقصودش بیان شہوتست نہ باہمہ سالوس و با ما نیز ہم نہ داد او و صدیو او ایندم دہم نہ بر سرش چندان زخم گزران نہ کرتش بیرون رود گنج روان چشم خونخوارش شدہ بر سر کشتے نہ از دہانش سے درخشید آتشے نہ اللغات مردہ ریگ میراث و شے حقیر و نا چیز املعنے چہرہ دوسرا قصہ میر کا مکن جمع بنظر تعظیم کے یہ نیچے میران تو اس حکایت سے سو آگاہیاں پائے میر نے اُن شفیعوں سے کہا وہ کون ہو کہ تجھ ہمارے سب پر مارے اور سب توڑ ڈالے اُسکی کیا مجال اگر شیر نہ میری گلی میں آجائے تو ڈر تا ہوسیر کن خوف و بچاؤ کے ساتھ نکلے بلکہ ہیبت کے مارے بنجہ جو اسکا ہتھیار ہے چھوڑ بھاگے اور اگر آرد ہا ہو تو میری ہیبت سے مور ہو جائے اُس نے ہمارے غلام کو یوں آزد رہ کیا اور ہلکے ہمارے مہمانوں میں نخل کیا مہ شراب جو اُسکے خون سے بہتر تھی بہادی ادب ہمارے سامنے سے عورتوں کی طرح بھاگ گیا لیکن کیا ہوتا ہو ہم سے تو جان بچا نہیں پائے گا اگرچہ پر ندین کے آسمان پر اُٹ جائے میں اپنے قمر کا تیر اُسکے بیرون پر ماروں گا اور اُسکے پرو بال مردہ ریگ اے ناچیز و حقیر توڑ دوں گا اور

اگر تجلی بننے دریا میں گھس جائیگا تو وہاں بھی میری غارت و نیستی سے تہ اوپر ہو جائیگا اور اگر میری
 پوشش و تلاش کے خوف سے سنگ سخت میں جا گھسے گا بھی اُسکو تھکر کے دل میں سے نکال لوں گا
 غرض میری شمشیر سے ہرگز جان نہیں بچا سکے گا چاہے کتنے ہی حیلے اور دواؤ اور تدبیریں کرے میں اُسکے
 تن پر ضرور ضرب اپنی روان کروں گا تا اوروں کو عبرت ہو گا م اُسکا چا پلوسی اور مکر و حیلے ہیں لیکن
 اُنکے ضمن میں بیان اپنی شہوت و خواہش کا ہر سب سے ڈکر کرنا ہی تھا اب ہم سے بھی کر لایا
 بس اُسکو اور اُس جیسے سو کو ابھی سزا دوں گا آتے گزائے سر پر مار دوں گا کہ تن میں اُسکے جو خزانہ
 روح روان کا ہے کہ مراد روح نفسانی سے ہے جس کا مخزن دماغ اور خزانہ اُسکا مغرب
 نکل جائے گا یعنی بھیجا نکال ڈالوں گا اور اُنکھیں خو غوار اُسکی ایسی سرکش ہو گئی تھیں جن کے
 منہ سے آگ نکلتی تھی

ہاتھ پائون چومنا امیر کے سفارشیوں ناہد کا دوسری بار اور خوشامد کرنا
 سفارشیوں اور مہسایوں کا

قولہ آن شفیعان از دم دہیہای او بہ چند بوسیدند دست دپای اوہ کا می امیر از تو نشاید کین کشتے بہ
 اگر شہادہ توبہ بادہ خوشی بہ بادہ سراید ز لطف توبہ بد لطف آب از لطف تو حسرت خوردہ پادشاہی کن بہ
 بخشش سے رحیم بنای کریم ابن الکریم ابن الکریم بہ ہر شرابی بندہ این قدر دودہ جملہ ستارہ بودہ تو حسرت ہر حاج
 سے گلگون نہ بہ ترک کن گلگونہ تو گلگونہ بنای رخ گلگونہ ات شمس لعلی بہ اسے گداے رنگ تو گلگونہ نہا بہ
 بادہ کا نہ رخ ہم ہی جو شد نہان بہ ناشتیاق روے تو جو شد چنان بہ اسے ہمہ دریا چہ خواہی کر دہم بنای ہمہ
 استی چہ می جوئی عدم بنائے مہ تابان چہ خواہی گردو بہ اسے کہ خوردیش رویت روی زردہ تو خوشے و
 خوب کان ہر خوشی بہ تو چہ خودت بلوہ کشی بہ تاج کر مناست برفرق سرت بہ طوق اعطیناک ل ویریت بہ
 جو ہر ست انسان چرخ اور اعرض بہ جملہ فرع و سایہ اندو تو غرض بہ حلم جوئی از کتبہاے فسوس بہ ذوق
 جوئی تو ز حلائی سبوس بہ اسے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش بہ چون چینی خویش را از زان فروش بہ
 خدمت بہ جملہ ہستی مقروض بہ جوہری چون عجز دارد با عرض بہ بحر علمی درخی پیمان شدہ بہ در سہ گزرتن عالمی
 پیمان شدہ بہ اسے چہ باشد با جماع و با سماع بہ تا تو جوئی زان نشاط و انتفاع بہ آفتاب از زہ کے شد
 وام خواہ بہ زہرہ از خرہ کے شد جام خواہ بہ جان بے کیفی شدہ محبوس کیف بہ آفتابے جس عقدہ نیست
 سیف بہ اللغات نمرہ خم کو چک جو ہر قائم بالذات عرض قائم بالغیرا طعنے آن سفارشیوں نے
 غصہ اور شور اُسکا دیکھ کے چند بار اُسکے ہاتھ پائون چومے اور کہا کہ اے امیر تجھ کو کین کشی زیب

اور تیرے لائق نہیں ہو اگر شراب نہ رہی تو کیا غم تو بے شراب ہی خوشی مجسم ہو شراب سے جو خوشی بہوتی ہو وہ کیا چیز ہو تو وہ لطیف والا ہو کہ شراب سربایہ لطف کا نقشے حاصل کرتی ہو اور لطیف آب کا تیرا لطیف دیکھ کے حسرت کھاتا ہو تو بادشاہی کرو اور ای کہیم اسکو بخش دے تو خود دیکھ ہو اور کہیم کا بیٹا کہیم کا پوتا ہر شراب تیرے قروح کی غلام باعتبار ستانہ رفتاری کے خد کی غلام بنظر مگر خسارچی کے سارے مست بچہ حسد کرتے ہیں کہ ایسی البیل چال ہماری نہیں تو ذرا محتاج می گلگون کا نہیں ہو تو گلگون چھوڑ دے اس لیے کہ تو خود گلگون نہ ہو اسے پادشاہ تیرا رخ گل رنگ تو آفتاب پاشت کا ہو بیٹے ہر دم تیری پر سارے گلگون سے تیرے رنگ کے گداہین شراب جو خم میں پوشیدہ جوش کرتی ہو سو تیری ہی صورت کے اشتیاق میں جوش کرتی ہو اور خم سے نکلی پڑتی ہو ای کہ مروج تو جہنم دریا ہو تو تم کو کیا کو لگا اور تو بالکل ہستی ہو تو عمر کیا ڈھونڈ رہتا ہو ای کہ نوادہ تابان از وہ تیرے سامنے گرد ہی گرد اور مار تو دہر کہ پوشیدہ تیرے آسگروں میں تو خاص الخاص خوشی ہو اور خوب اور ہر خوشی کی کان بھر تو کیوں احسان شراب کا اٹھاتا ہو تیرے سروے تو اللہ تعالیٰ نے تاج کرنا کا سکھایا ہے وہ لڑکھائی آدم ہر ایک نہ بزرگی دی ہم نے بنی آدم کو اور طوق انا عینا کا انگوٹھ کا پہنایا ہے تحقیق عطا کیا ہم نے تھک کو کوشہ وہ کوثر تیری عقود عطا ہو اب تفسیر اسی کو نہاں کر کہ انسان جو ہر چیز اپنے نام کے ساتھ اصل مقصود اور چرخ جس سے ہر شے نازل ہوتی ہو عرض اسے قائم بافرینے انسان کے واسطے بس سب تیرے فرع ہیں اور سایہ اور اصل غرض سب سے تیرا اور حال یہ کہ تو علم ان کتابوں سے ڈھونڈ رہتا ہو جو بالکل فسوس ہیں اور متغیر و متزلزل وہ کتب حکما کی ہیں جن کا حال آسمانوں کا کھانا ہے جو تیرے عرض و سایہ ہو گویا جھوسی کے طوے سے مڑا رہتا ہے جیسے کہتے ہیں بکر کے لٹو اس لیے کہ جو ہر اور میدہ تو اککا تو خود ہے اسے مروج ساری عقل اور تدبیر میں اور ہوش تیرے غلام ہیں پھر باوصف ایسا ہونے کے آپ کو ایسا مست کیا کیونچہ رہا ہے تیری بندگی و اطاعت سارے موجودات پر فرض ہو پھر بھلا کوئی جو ہر اپنے تابع عرض کے سامنے کب عجز کرتا ہے تو جو بحر علم ہو ایک غم میں چھپا ہوا اور اس میں گز کے جسم میں تیرے ایک عالم پوشیدہ ہو اسے فلان یہ جال و سماع جنکو تو بڑے عیش و نشاط کی چیز جانتا ہو یہ کیا چیز ہو کیون ان سے طالب نشاط و نفع کا ہے بھلا آفتاب بھی ذرہ سے کبھی قرض خواہ ہوا ہو وہ نہ ہرہ جو لولی فلک ہو جسکی تاثیرات سے جملہ عیش و سرور دنیا کے ہیں اس نے بھی کسی خم خورد سے جام نالکا ہو جس جو جان کہ بے کیف حقیقی کے ہے ہی مفید کیف کی ہو تو آفتاب ہو کے گزرتا عقده کا ہو اعجب حیف کی بات ہے عقده جسکو اس ذنب کہتے ہیں اور یہ راس و ذنب تقاطع دو فلک یا دو خطوں سے حاصل ہوتا ہو جس جہان سے تقاطع

شروع ہوتا ہے اسکو اور جہان ختم ہوتا ہے دونوں کو عقد تین کہتے ہیں اور بیچ میں تقاطع سے جو شکل پیدا ہوتی ہے اسکو تین یعنی اڑوہا اور یہ دونوں عقد سے راس و ذنب اسے سر اور دم اس اثر ہے کہ بین بس جب ماہ اس عقد سے پڑتا ہے خسوف ہو جاتا ہے اور آفتاب ان عقدوں پر نہیں آتا اسکا کسوف ماہ کے درمیان میں آجانے سے ہوتا ہے

پھر جواب امیر کا واسطے دفع سوال سفارشیوں کے

قولہ گفت نے نے من حریف آن ہم پس بذوق این خوشی قانع نیم ہمارہیدہ از غم خوف و امید نہ کنوہمی
گردم ہر سو بچو بید نہ من چنان خواہم کہ بچو یا سمن ہا کہ شوم گاہے چنان گلہ ہے چنیں ہا بچو شاخ بید بازان
چپ دراست ہا کہ زیادش گوئد گزند نصہاست ہا آنکہ خورده است با شاد سے ہا بین خوشی را کے پسند
خواہم کے ہا انبیان زین خوشی بیرون شدہ کہ سرشتہ در خوشی حق بدندہ زانکہ جانسان آن خوشیہا
دیدہ بود ہا بین خوشیہا پیش شان بازی نمود ہا ہرگز اور حقیقہ رومو ہا کی شود قانع بتا ریکے دود و آنکہ
در جوع از طعام اند خورد ہا کی زنان و شور با حسرت بردہ و آنکہ باشد خفتہ اندر گلستان ہا میل گلشن کی کند
چون اہلمان ہا چون کند مستقی اناب اجتناب ہا چون کند مخمور دوری از شراب ہا سیر نو ہا بچ عاشق از حبیب
صبر نکند بچ بخور از طبیب ہا عاشق از معشوق کی باشد جہان ہا چون با و بند ہمہ کون و مکان ہا بچ بکس بر غیر
حق عاشق نہ شدہ واقف آن سر بجز خالق نشدہ بابت زندہ کسی کہ گشت یا نہ مردہ را کے در کشد اندر کنار
مردہ را کس در کنار آمد مگر نہ کوندار و از جہان جان خبر نہ اے ملعے یاد شاہ نے ان سفارشیوں کے جواب میں
کہا نہیں نہیں میں حریف و دوست اسی شراب کا ہوں اس خوشی پر جو تم کہ رہے ہو صبر نہیں کرتا میں خوف و
رجا دونوں کے غم سے چھوٹا ہوا ہوں بید کی طرح ہر طرف جھکتا چھکتا جیسے کہستی کا حال ہوتا ہے میں ہی
چاہتا ہوں کہ مثل و رخت سمن کے کبھی دھڑ ہوں کبھی ادھر یعنی جھومون جیسے نشے میں جھومتے ہیں اور
جیسے تلخ بید و دست درازی دائیں بائیں کرتی ہر بینی چلتی ہے اور ہوا کے سبب قسم قسم کے اسکو رقص ہوتے
ہیں اب بتاؤ کہ خورده اس شراب کی شادی کا ہو پھر اے خواجہ اس خوشی کو جو تو نے کہی کیسے پسند
کرے دیکھ انبیاء اس خوشی سے جو کلمہ کش ہوئے ہی سبب تو یہ کہ خورده اور سرشتہ خوشی حق ہیں کسوسط
کہ ان خوشیوں کو انھوں نے دیکھا تھا یہ خوشیاں ان کو کھیل و بازی معلوم ہوئیں ظاہر ہے جس کو نور
حقیقی اپنی صورت دکھائے وہ تاریکی اور دود پر کب قانع ہوگا جیسے جسکو جوع کے وقت طعام اللہ
کھانے کو ملے وہ روٹی شوربے پر کب حسرت کھائے گا اور جو گلشن میں سو رہا ہے وہ احمقوں کے مثل
گھورے کی رغبت کیوں کرے گا بھلا مستحق بھی کہیں پانی سے کنارہ کش ہوتا ہے اور غار والا بھی

شراب سے دوری چاہتا ہو کہین عاشق بھی اپنے معشوق سے سیر ہوتا ہو اور کوئی بیوا بھی طیب سے صبر کرتا ہے عاشق معشوق سے کب بھاگتا ہو اس لیے کہ اسکو کون و مکان کی دید و سوجھو اسی سے ہر کوئی شخص غیر حق عاشق ہوا لگے نہیں اس بھید کو جانتا اسکو وہ خالق ہی جانتا ہو جس نے اُس معشوق کو پیدا کیا کہ یہ کسا عاشق ہے اور جو شخص کہ معشوق زندہ کا جو فیقوم ہی عاشق ہوا پھر وہ ان مردہ صورتوں کا ہلکار کب ہوتا ہو مرد کے ہلکار وہی ہوتا ہو اُس سے خبر نہیں کہ وہ جہان جان کا ہو

اس آیت کے معنی میں ان دارالآخرۃ لے لے الحیوان لوکانو العلمون بیشک دار آخرت وہی حیات ہی اگر تم جانو تمام جہان زندہ سخن گو سخن شنو چنانچہ حدیث الدنیا جیفہ و طالبہا کلاب دنیا مردار ہے اور طالب اسکے کرتے

قولہ انجان چون ذرہ ذرہ زندہ اندہ نکتہ دامنہ سخن گویندہ اندہ در جہان مردہ شان آرام نیست نہ کین علف جز لائق انعام نیست نہ ہر کر گلشن بود بزم وطن نہ کی خود داد و دادہ اندر گو سخن نہ جای روح پاک عیسین بود نہ جای روح ہر نجس بحین بود نہ جای بلبل گلبن و سرین بود نہ گرم باشد کش وطن سر کین بود نہ ہر مخور خدا جام طہور نہ ہر منکوب شور پر نفور نہ ہر کر عادل عمر نمود دست نہ پیش او حجاج خوشے عادل ست نہ دختران را لعبت مردہ دہمند نہ کہ ز لعب زیر کان ناگند نہ چون ندارند از مروت زور دست نہ کہ وہ کا نہ تیع جوین بہتر ست کا فرین قلع نہ نقش انبیا نہ کان نگاریدہ است اندر دیر با نہ دان جہان مار چور و زوشینست نہ ہر جان پروا می نقش و سایہ نیست نہ آن کی نقشش نشست در جہان نہ دان و گر نقشش جو بر آسمان نہ این دہانش نکتہ گویان با جلیس نہ دان و گر با حق بگفتار و انیس نہ گوش ظاہر ضبط این افسانہ کن نہ گوش باطن جاذب سرار کن نہ چشم ظاہر ضابطہ حلیہ بشنو چشم سرچران مازغ ابصر نہ دست ظاہر سے کند داد و ستد دست باطن بردار نہ و صد نہ پاس ظاہر در صفت سجد صواب نہ پاس معنی فوق گردون در طواف نہ اللغات صواب در شتر جو قربانی کے لیے کھڑے ہوں اے معنی بتائید صدر فرماتے ہیں کہ وہ جہان جان جب دہان کی ذرہ ذرہ جملہ اشیا زندہ ہیں اور سب نکتہ دان اور سخنگو تو اس جہان مردہ میں آنکوں آرام نہیں ہو کہ سوا سٹے کہ یہ علف لائق انعام ہی کے ہی پینے چار پاؤں کے نہ انکے اور ہی بھی یہ کہ جسکی بزم اور جسکا وطن گلشن ہوا اسکے لائق بھاڑ یا گھوڑا کب ہو کہ وہ اُس میں پیچھے کے شراب کب پیے جسکی روح پاک ہو اسکی جگہ عیسین ہو یعنی اعلیٰ درجہ بہشت کا اور جو روح جنس کی ہو اسکا ٹھکانا بحین اے بہت ترین مقام کہ یہ ایک تھوڑی دیر میں بہشت دوزخ پر جیسے بلبل کی جگہ گل و سرین ہو اور جو کثیر ہو اسکا وطن گو یا دوزخ کین جو خدا کے عشق کی شراب کا

مختور ہوا کے لیے جام شراب طہور کا ہوا اور منکر کے واسطے کھاری پانی نفرتوں سے بھر ہوا جس نے کہ
عدل و عفو سے ہاتھ نہیں ملایا اور اس کے نہیں دیکھا اس کے سامنے حجاج خونی بھی عادل ہو گئے جنہوں نے اس
جہان جان کو جو نہیں دیکھا ہوا اسی کو اچھا جانتے ہیں جیسے لڑکیوں کو گڑیاں دیدیتے ہیں اس واسطے کہ وہ
نہیں دیکھ سکتے کھیل سے ناواقف ہیں لڑکوں کو تیغ جو بین ہی دنیا بہتر ہے اس لیے کہ اس کے ہاتھ میں قوت مروت
کی نہیں ہے جو پھر کیا عجب کہ بید مہرک مار دین کا فریگ انبیا کی تصویر ہی یہ قانع ہو گئے کہ ہمارے معبود میں بھی
ہوئی ہو اور وہ جہان ہوتا ہے واسطے روز روشن کی طرح ہو یعنی ظاہر کھلا ہوا ہو کچھ پر فاس جہان کی نقش
اور سایہ اس جہان کا جو نہیں ہو ایک تو ایسا ہے کہ وہ اپنا نقش اس جہان میں جملے ہو ہے اور
دوسرا ایسا جس نے اپنا نقش لہ کے مانند آسمان پر چلایا ہو اس کا وہاں تو اپنے جلیسوں کے ساتھ ٹکے گئے ہو اور وہ
اور سراجی آسمان کے ساتھ باتیں کرتا ہو اور اس کا ایسے ہی ترے ظاہر کے جوہر کان ہیں وہ تو اس افسانے کے
تصویر کو دیکھتا ہے ہیں اور باطن کے کان کھینچنے والے اسرار کن فیکون کے چشم ظاہر ضابط صورت انسان کی
کو دیکھ کر کچھ ہی ہو اور چشم باطن حیران بھید بانڈی البصر واطفی کی یعنی نہ کی کی بینائی نے نہ حد سے بڑھی ہو حق فیہ کا
دیکھتی ہو اور یہ بیان کیفیت آنحضرت کا ہر شب معراج رویت الہی میں یہ دست ظاہری تو ہر قسم کا لین دین
توڑتا ہے اور باطن کا ہاتھ دروازہ فرد صمد پر پھیلا ہوا ہے مصروف بدعا پائون ظاہر کے توصیف مسجد میں
نمازیں کے ساتھ قائم ہیں اور معنی کے پائون بالائے آسمان قبلہ عالم کے طواف میں ہیں تو لہجہ جود و جوش
تو بے شمار ہیں ہر دین درون وقت و آن بیرون بدین ہر ایک در وقت باشتہ تاہل ہوا ان دگر بارہ بد قرآن
ہر دست ایک ناستش ولی قبلتین ہر مان دگر ناستش امام الدولتین ہر خلوت در چاہہ ہر لازم نامہ ہر بیع ہر خرمے
ہر در عازم نامہ ہر چون الفت از استقامت شد ہر پیش ہر انداز ہر بیچ از اوصاف خویش ہر گشت فرداز
گسوت خواہے خویش ہر شد ہر نہ جان بجان افزای خویش ہر چون بر ہند رفت پیش شاہ فروہ شاہش از
اوصاف قدس ہر جامہ کردہ خلیفے پوشید از اوصاف شاہ ہر پرید از چاہہ بر ایوان چاہہ ہر بختین ہر شد ہر دورے
ہر گشت ہر انبیا ہر طشت ہر لای طشت ہر دین طشت ہر چہ بود اور دناک ہر غومی آمیزش اجڑی خاک
یہ ناخوش ہر ہر مالش بستہ بود ہر درہ او دراصل بس ہر بستہ بود ہر چون عتاب ہر طوطا گیتند ہر مجو ہر دیش نگون و بخت
الطفاست قبلتین بیت المقدس و کعبہ شریف دو کتیں حقیقت و معرفت اے مغنی قرآن ہیں جیسے
اور غضا کا بیان کیا ایسے ہی ہر ہر ہر اس کا تو شمار کرے کہ باطن تو درون وقت ہی یعنی وقت میں گھسا ہوا اور
ظاہر بیرون وقت یہ جو وقت ظاہر عبادت کے ہیں اور وہ ہر وقت نہ ایسے کہ جو وقت میں مقید ہیں کہ ہر
اصل ہی تک ہیں اور وہ انل سے ابد تک ایک نام تو اس کا ہر ولی قبلتین یا مالک و صاحب دونوں

قبولن کا اسے از حد شریعت و طریقت والا اور ایک نام اسکا ہوا نام اللہ و لیس ان پشوا و دو و لتون کا یعنی حقیقت و معرفت اسوقت میں خلوت و چلہ کچھ اسیر لازم نہیں ہر نہ کوئی عزم نہ اسکو عزم دلائے والا سب سے نکل گیا وہ مثل الف کے مجرد نقاط و اعراب سے بڑی راستی کے ساتھ اس کے سامنے ہی اور اپنے اوصاف بشری کے کچھ اس کے پاس نہیں سارے لباس اپنی عادتوں کے آثار ڈال کے فردا و ربہ ہنہ جان ہو کے اپنے جانہ ہر کے سامنے گیا جب یہ برہنہ ہو کے اس شاہ فرد و واحد کے سامنے گیا تو اس نے اوصاف قدسی کو اس کا لیا کیا آپ اس نے خلعت اوصاف شاہ کا جو قدس ہو چہنا اور چاہ پستی سے اس کے ایوان شاہ پر چاہیٹا یہ ایسا ہو کہ گاہ وہ طشت میں بیٹھی ہوتی ہو جہاں صاف ہوئی اور طشت کے گئی اور اس کی وجہ کہ یہ دروناک طشت میں کیون تھا یہ ہر کہ خوش است اجزائے خاک میں تھرا تھا اس یار ناخوش نے اس کے پر بازو باندھ رکھے تھے ورنہ دراصل تو نہایت برجستہ اور روح مجرد تھا جب تضاد قدر نے آدم کو بہشت سے نکالا اور عتاب قلندرا اہبطوا منها جمیعاً کا اٹھایا اور کہا اتر جاؤ تم سب پستی چاہ زمین پر تو ہاروت کی طرح اسکو اس کنوین میں سرنگون لٹکایا اور آتارے ہوؤں میں آدم و حوا اور شیطان و مار و طاؤس تھے قولہ یو ہاروت از طائفہ بیگمان ہذا اعتنائی شد معلق چہنان ہر سرنگون نزل شد کہ از سرور ماندہ خویش بار ساخت تنہا پیش رانہ آن سہر خود را چو پاز آب ویدہ کرد استغنا و از دریا بریدہ در جگر چون قطرہ آبش ماندہ بحر رحمت کرد اور بار بار خواندہ رحمت بے غلٹی بے خدتی ہر آید از دریا مبارک ساعت ہر انشا اللہ کرد و دریا باز گردہ گریہ باشند اہل دریا و دوسے زدہ تاکہ آید لطف و بخشایش گریہ ہر سرخ کرد و دوسے زدہ از گوہرے ہر زردی رو بہترین رنگما است ہر نازک اندام انتظار آن نقاست ہر لیک سرخی بر رخ کو لایع است ہر بہر آن آمد کہ جاننش قانع است ہر کہ طمع لاغر کند نہ و دلیل ہر نے زور و دولت آید او علیل ہر چون بہر بند روی زردی ہر سقم ہر خیرہ گرد و عقل ہر الینوس ہم ہر چون طمع بستی تو در انوار ہوہ مصطفی گوید کہ ذلت نفسہ ہر نور بے سایہ لطیف و عالی است ہر انشیکسا سایہ غرباے است ہر عاشقان عریان ہی خواہند تن پیش عریانان ہر جامہ ہر بدن ہر روزہ و زان ہر آن نان و خوان ہر ہر گس ہر چہ ابا چہ دیکدان ہر این سخن از حد امدادہ است بیش ہر اسے ایازا کنون ہر احوال خویش ہر اللغات آتہ در خشنہ سقم بختین ہر لیدی ہر گس گس کلان آبا شور باد و غیرہ ہر دوسے سالن اسٹے فرماتے ہیں کہ ہاروت بیشک فرشتوں سے تھا بسبب ایک عتاب کے معلق لٹکایا گیا سرنگون اس سبب سے ہوا کہ بھید کو نہ پہونچا اور آپ کو ساخت تنوں پر یعنی پیدائش انسان ہر چو چہ جانی ہے اور فرشتے زوری بے جسم فوق دراج کیا جب یہ آب بیہودگی کا اپنی ڈلیا میں بھرا دیکھا تو بی پروائی کر کے دریا سے جدا ہوا یہ نہ جانا کہ ڈلیا میں پانی کرنا کار میفائدہ ہر اور آدم کو بھی یہاں بھیجا لیکن جب

دوم کے جل کر آتشہ اور بے قطرہ آب کے پایا تو اس دریائے رحمت کی اور پھر اُسکو بلایا کیسی رحمت کہ بے علت و بے سبب ہے اور بنی خدمت و بے بندگی کے جب وہ اُس دریائے آبی ہو وہ ساعت کیسی مبارک ہوئی ہو اللہ اللہ کی تکرار بنظرِ مبالغہ تعظیم کے ہو کہ جب وہ دریا ایسا ہو تو اُسی دریائے گرو پھر اگرچہ اہل دریا روئے زرد ہوں کہ زردی علامتِ عشق کی ہو تا اُسکو لطفِ تیرے حال پر آئے اور رحمتِ تیرے زردی اُن کی گوہری سے سُرخ ہو جائے یعنی زرد روی سے سرخ روی حاصل ہو تو اس زردی کو ایسا ویسا مت جان یہ رنگ سب رنگوں سے بہتر اس لیے کہ یہ رنگ عشق کا ہو اور منتظرِ صورتِ معشوق کا اور اُسکے دیدار کا لیکن اگر کسی عاشق کے منہ پر سُرخ چمک رہی ہو یہ اس سبب سے کہ جان اُسکی قانع ہو نہ طامع کس واسطے کہ طمع ہی لاغر و زرد و ذلیل کرتی ہو وہ طامع درد و علت سے غلیل نہیں ہو اب اُسکا منہ تو زرد ہو اور کوئی علت و بیماری نہیں لہذا جالینوس بھی اُسکو دیکھ کے حیران ہو کہ کیوں زرد ہے انوارِ آبی جو ظاہر ہیں انکے ساتھ میں جس نے اپنی طمع بھی لگا لی اسی کی نسبت مصطفیٰ نے فرمایا ہو ذل من طمع لہو ابلع جسے طمع کی اسی پر تمثیل ہو کہ نور بے سایہ کے لطیف و عالی ہو اور وہ نور جو مشکبہ ہو اسے سایہ آمیز وہ غریبانی ہے عاشق ہمیشہ اپنے تن کو غریبان چاہتے ہیں بس اُنکے نزدیک جامہ اور بدن یکساں ہو دیکھ تو روزہ داروں کے لیے نان و خوان ہوتا ہے خرگس کے لیے جیسا ہو شور با ویسا ہی چوٹا کس واسطے کہ بخش چیز کھاتی ہو جو مردِ طامع سے ہو اور حریص سے اب فرماتے ہیں یہ سخن تو خدا و را ندازے سے زیادہ ہے اے ایاز بس اپنا حال تو کہ

پھر خطابِ شاہ کا ایاز کو

قولہ ہیں بگو احوالِ خود را سے ایاز نہ گریہ تصویرِ حکایت شد دراز نہ ہست احوالِ تو از کانِ نوے نہ تو بدین احوال کے راضی شوے نہ ہیں حکایت کن ازین احوالِ خوش نہ خاکِ براحوالِ درسِ پیچ و شش نہ حالِ باطنِ گرنمی آید بگفت نہ حالِ ظاہرِ گویمت در طاقِ وجفت نہ کہ ز لطفِ یا ر تلخ ہمای ماتِ بگشتِ بر جان خوشتر از قند و نبات نہ نانِ نبات اگر گودِ دریا بود تلخی دریا ہمہ شیرین شود نہ صد ہزار احوالِ آئند بختین نہ باز سومی غیب رفتند امی این نہ حالِ امروزے بدی مانند نے نہ پیچو جو اندر روش کش بند نے نہ شادے ہر روز از نوعِ دگر فکرت ہر روز دیکر اثر نہ المعنی پھر خطابِ شاہ کا ہو ایاز سے کہ خبردار ہو حالِ اپنا بیان کر اگرچہ تصویرِ حکایت کی رنگ آمیزیوں سے بہت بڑھ چکی تیرا حال تو کانِ نوی سے ہو اسے ہر دم تازہ تو ایسے احوالِ پر کب راضی ہو گا خبردار اس تازہ اور احوالِ خوش سے بیان کر اور یہ درس جو اس پنج و شش دنیا میں جاری ہو اس کے سر پر خاک ڈال اگرچہ حالِ باطن کا تو ایسا نہیں جو بیان میں آ سکے رہا ظاہر کا حال سو

طابق و جفت یعنی کھیل ہی کھیل میں تجھے کتنا ہون اس سبب سے کہ لطف یا رکا ایسا ہو کہ مات کی تلخیان اور ناگواریاں جان کو قند و نبات سے بھی زیادہ خوش آئی ہیں اور ایسی نبات کہ اگر کسی گروہ یا بین جا پڑے تلخی دریا کی ہمہ تن شیریں ہو جائے اب فرماتے ہیں ایسے ایسے لاکھوں احوال عالم میں آئے اور پھر راز میں غیب کے غیب میں چلے گئے چنانچہ جو حال کہ امروزی ہو وہ روز گذشتہ کے مثل نہیں ہے ایسا ہو جیسے وہ نہر کا میدہا نہیں کہ پانی اُس میں آیا اور چلا گیا ایسے ہی نہ شادی ہر روز کی ایک نوع کی ہو بلکہ دوسری قسم کی غلیظ غم و فکر ہر روز کا دوسرے اثر پر

تمثیل تن آدمی کی مہمان خانے سے اور تمثیل اندیشوں و خیالات کی مہمانوں سے اور عارف صابر اُس میں ایسا جیسے مرد مہمان دوست

قولہ ہست مہمان خانہ میں تن ای جوان بہر صبا حقیقت تو آید دران بہر غلط فہم کہ آید و سپید بہر صیف تازہ فکرت شادی و غم و میزبان تازہ روشوای خلیل و در بندہ منتظر شود و سبیل بہر چو آید نہ ہما غیب و ش بہ در دست ضیف ہست اور دار خوش بہرین لگو کہ ماند اندر گزشتہ کہ ہم اکنون باز پر دور ہم بہر المعنی فرماتے ہیں اے جوان یہ تن تیرا ایک مہمان خانہ ہے کہ ہر صبح ایک مہمان اُس میں وارد ہوتا ہے پھر کہتے ہیں نہیں میں نے جو ہر صبح کیا یہ غلط ہے بلکہ و سپید آتا ہے اور وہ مہمان تازہ فکر کا ہے خواہ فکرت شادی خواہ فکر غم کس تو بھی میزبان تازہ در خلیل کی طرح بن اور دروازہ بند مت کر اور منتظر راہ پر بیٹھ جیسے خلیل منتظر مہمان کے ہوتے تھے اور اسکی راہ تکتے تھے بس جو کچھ تیرے دل میں جہان غیب و ش سے آئے وہ تیرا مہمان ہے اسکو خوش رکھ یہ مت کہ کہ یہ میری گون کا بار ہو گیا کس واسطے کہ وہ ابھی کوئی دم میں عدم کو اڑا جاتا ہے حکایت مہمان و کد خدا و وزن کی اور بیان فضیلت مہمانداری

قولہ آن سیکے لہیکہاں آمد فوق بہ ساخت اور اچھو طوق اندر عنق بہ خوان کشید اور اگر امتہا نمود بہ آن شب اندر کوے ایشان سو بود بہ مردن را گفت بہ نہانی سخن بہ کا مشبای خاتون دو جامہ خواب کن بہ بستر بارا بگستر سوے در بہر مہمان گستران سوی دگر و گفت زن خدمت کنم فرمانم بہر سمع و طاعت اے دو چشم روشم بہر دہر گسترید و رفت زن بہ سوی خانہ سو کر دیا نجا دطن بہ ماند مہمان عزیز و شوہر ہر ش بہ نقل نہاوند از خشک و ترش بہ در سمر گفتند بہر دو منتخب بہ سر گذشت نیک و بد تا نیم شب بہ بعد از ان مہمان خواب اوسم بہ شد بران بستر کہ بدان سوے در بہ شوہر از بخت بہر و چیزے گفت بہ کہ مرا این سوست ایجان جاے خفت بہ و زبرائے خواب تو ای ہوا لگرم بہ بستران سوے دگر آنگندہ ام بہ آن قرارے کہ بزنا کو وہ بود و گذشت سیدل دان طرف مہمان غنودہ آن شب کجا سخت سراد گرفت بہ کز شکوہ اہر

شان آمد شکفت ہزن بیا مدبر قرار آنکہ شود سوسے در خفست است و آن سوی آئینہ رفت عریان در لحاف آمد
 عروس ہ داد مہمان را رغبت چند بوس ہ گفت مے ترسیدم ای مرد کمان ہذا پنچے ترسیدم آمد خود مہمان ہذا
 اللغات تنقہ بضمین مہمان جنتی گرون سور شادی و جشن ہستم قصہ عموگرہی و خواری و برادر پیر
 المعنی ایک شخص کے یہاں بیوقت ایک مہمان آیا اس نے اسکو بڑی محبت سے اپنی گردن کا طوق بنایا
 آٹوان لگایا اور بڑی عزت و خاطر کی اتفاقاً اُس رات اُس محلے میں ایک شخص کے یہاں شادی تھی
 اور جشن و سور تمام عورتیں اپنے اپنے بستر پر سو رہیں اور محلے کے وہاں جمع تھے اس صاحب خانہ نے
 پوشیدہ اپنی عورت سے کہا کہ اس رات اسے خاتون اپنے حسب معمول میرا بستر دو روازے
 کی طرف بچھا دے اور مہمان کا بستر اندر کو بچھا دے عورت نے قبول کیا کہ تیرے کہنے کے
 موافق اطاعت و فرمانبری کر دینگے سمعاً اور طاعاً اُسے دو چشم روشن میرے بس دونوں بچھونے بچھا کے
 عورت شادی والے گھر چلی گئی اور شادی مالون کی شریک ہوئی وہاں وطن کیا اب یہاں وہ مہمان
 عزیز اور اسکا شوہر رہ گیا اور خشک و تر نقل اُسکے سامنے رکھے نقل کھاتے تھے اور اچھے اچھے
 منتخب قصے اور سرگذشت اپنے اپنے نیک و بد کی آدھی رات تک کہتے رہے بعد اس کے مہمان بسبب
 یمند کے جو قصوں سے غلبہ کرتی ہو اُس بستر پر جو روازے کی جانب تھا چلا گیا شوہر نے شرم کے مارے
 اُس سے کچھ نہ کہا کہ اسے جان اس طرف میرے سونے کی جگہ ہی اور تیرے سونے کی جگہ اسے بوا کر م
 آدھری تیرا بستر آدھری بچھایا تو بس وہ قرار جو اُس نے عورت سے کیا تھا وہ مبدل ہو گیا اسکی جگہ وہ مہمان سویا
 اتفاقاً اُس رات وہاں سخت جاڑے نے آٹکھیر ایسا پر شکوہ ابرا کیا جس سے انکو بھی تعجب آیا عورت اُسی
 قرار پر کہ دروازے کی طرف شوہر سوتا ہی اور اس طرف وہ عمو ہوائی اور عریان اُسکے لحاف میں اُس وقت
 گھس گئی اور مہمان کو چند بار چوما کہا جس بات سے میں ڈرتی تھی مرد کمان آخر وہی بات ہوئی قول مرد
 مہمان گل و باران نشاندہ ہر تو چون صابون سلطانے باندہ اندین باران و گل و کی روو ہر سر و جان تو آن
 تاوان شود ہزد و مہمان جست و گفت ای زن ہبل ہد موزہ دارم من ندام غم ز گل ہد من روان گشتم شمارا خیر باد ہ
 در سفر یکدم مہار و روح شاد ہ تا کہ زو تر جانب معدن رود ہ کاین خوشی اندر سفر رہن شود ہ زن پیشان شد
 ازین گفتار سر و ہ چون رسید و رفت آن مہمان فردہ زن بسی گفتش کہ آخر اسے امیر ہ گزرا سے کردم او
 طیبیت گیر ہ لالہ و نای زن سودے نہاشت ہ رفت ایشان را دران حسرت گذاشت ہ جامہ
 از زق کرد از غم مرد و زن ہ صورتش دیدم شمع بے لگن ہ می شد و صحرانور شمع مرد ہ چون بہشت ظلمت
 شب گشت فرد ہ کہ مہمان خانہ خانہ خویش را ہ از غم و از بخت این ماجرا ہ در و درون ہرد و

اور از زمان بہر زمان گشتی خیال میمان کہ بدم یار خضر صد گنج جوہی فشاندم لیک روزی تان بنود بہ
اللفاف صابون سلطانی تونج یعنی تقسیم کرنا حاکم کا کسی چیز کو کسی جماعت پر مزاج دل لگی طیبیت
خوشطبعی لکیرے گرفت مکن اسلئے عورت نے اپنے شوہر کے دھوکے میں کہا کہ اب کیچڑ پانی نے
اس مہمان کو بہانہ جمادیا اور تجھ پر مثل صابون سلطانی کے رہا یعنی باعث تونج و پیریشانی آب اس
کیچڑ پانی میں کب جلے گا آخر تیرے سرو جان پر تادان پڑیگا یہ ہنسکر مہمان کو دہڑا دیکھا اسے عورت
چھوڑ میرے پاس موزے ہیں مجھ کو کچھ کا کچھ غم نہیں ہو کو میں جتنا تکو خدا خیر سے دے سکے اور میری روح کو
سفر میں دم بھر خوش نہ کرے تا جلدی اپنی معدن کی طرف چل دے اس واسطے کہ سفر کی خوشحالی
معدن کے جانے کی رہزن ہوتی ہر سارے مخلوق جو بہانہ میں سب سافریں اور خوشی بہانہ
رہنے کی راہ مار معدن کے راہ کی عورت ان ٹھنڈی باتوں سے پشیمان ہوئی جبکہ وہ مہمان فرد چلا گیا
بہت کشتی رہی کہ آخر اسے امیر میں نے خوشطبعی اور تسخیر کیا تھا تو اسپر گرفت مت کر اور بہت خوشامد و
زاری کی کچھ فائدہ نہ ہوا وہ چلا ہی گیا اور انکو حسرت میں چھوڑ دیا ان دونوں نے مردوں نے اُسکے
غم میں سیاہ کپڑے پہنے اور اسکی صورت کو ایسا دیکھا جیسے بے لگن کی شمع وہ تو چلا جاتا تھا اور صحرانور
شمع مرد سے ایسا ہو رہا تھا جیسے بہشت کہ ظلمت و تاریکی سے شب کی جڑا ہے اُس نے اُس
جملت و غم سے اپنے گھر کو مہا خانہ بنایا خانہ مراد دل سے ہو اور ان دونوں کے درون میں خیال
مہمان کا ہر دم یہ راز نہان کہتا تھا کہ میں یار خضر کا تھا اور سیکڑوں گنج جوہ والا کہ تیرا بٹوتا رہتا لیکن کیا کروں
اُس سے تمہاری روزی نہ تھی

تمثیل فکر و زینہ کی کہ دل میں آئی ہی مہمان نو کے ساتھ جو اول دن کسی کے
گھر آتا ہی اور اسکی فضیلت کرنا اور ناز اٹھانا

قولہ ہر زمان فکرے جو مہمان عزیزت اید اندر سینہ چون جان عزیزہ فکر لای جان بجائے خویش دان بہ
زانکہ شخص از فکر دار و قدر بان بہ فکر غم گراہ شادی میزندہ کار سازے ہائے شادی مے کندہ حنائے
میر و بد بہ تندے اور غیرہ تا و آید شادی تو وصل خیر مے فشاند برگ زرد از شاخ دل بہ تا بروید برگ
سبز متصل مے کند از بیخ سرو کندہ را تا خرامد سرو لافا ز اورا غم کند بیخ گزینو سیدہ را تا تا نایز بیخ رو پوشیدہ
را تا غم ز دل ہرچہ بریزد یا برویہ در عوض حاکم بہتر آورد بہ خاصہ آرا کہ یقینش با شدائیں بہ کہ بود غم بندہ
اہل یقین ہرگز نثر وئی نیار و برویہ رقیہ زریوز و از تبسمہاے شرق بہ سعد و غم و اندر دولت مہمان
چون ستارہ خانہ خانہ میر و دہا کن زمان کہ اور ہیں برج تست بہ باش ہیچون طالعش شیریں

و جست نہ تاکہ چون باہر شود او متصل بہ شکر گوید از تو با سلطان دل نہ ہفت سال ایوب با ضیعت خداوند بلا
خوش بود با صبر و رضا نہ تا چو اگر دو بلا سے سخت رو بہ پیش حق گوید بعد گون شکر او نہ کہ محبت با من محبوب کشش رو
نہ کرد ایوب یک لحظہ ترش نہ **۱** **۲** **۳** **۴** **۵** **۶** **۷** **۸** **۹** **۱۰** **۱۱** **۱۲** **۱۳** **۱۴** **۱۵** **۱۶** **۱۷** **۱۸** **۱۹** **۲۰** **۲۱** **۲۲** **۲۳** **۲۴** **۲۵** **۲۶** **۲۷** **۲۸** **۲۹** **۳۰** **۳۱** **۳۲** **۳۳** **۳۴** **۳۵** **۳۶** **۳۷** **۳۸** **۳۹** **۴۰** **۴۱** **۴۲** **۴۳** **۴۴** **۴۵** **۴۶** **۴۷** **۴۸** **۴۹** **۵۰** **۵۱** **۵۲** **۵۳** **۵۴** **۵۵** **۵۶** **۵۷** **۵۸** **۵۹** **۶۰** **۶۱** **۶۲** **۶۳** **۶۴** **۶۵** **۶۶** **۶۷** **۶۸** **۶۹** **۷۰** **۷۱** **۷۲** **۷۳** **۷۴** **۷۵** **۷۶** **۷۷** **۷۸** **۷۹** **۸۰** **۸۱** **۸۲** **۸۳** **۸۴** **۸۵** **۸۶** **۸۷** **۸۸** **۸۹** **۹۰** **۹۱** **۹۲** **۹۳** **۹۴** **۹۵** **۹۶** **۹۷** **۹۸** **۹۹** **۱۰۰**
رہتی ہی اس فکر کو اسے جان اپنے موقع پر جانے رہ اس سبب سے کہ خبردار ہو شخص انسان کا فکر ہی سے قدر
پاتا ہے اب اگرچہ فکر غم کی راہ مار شادی کی ہو مگر سازیان شادی ہی کی کرتی ہے تیرے خانہ دل کو بڑی تیزی
اور تندگی کے ساتھ غیر سے صاف کرتی ہے تو شادی تیری اصل خیر سے اس میں داخل ہو چوتھے زرد کہ
شاخ دل میں لگے ہیں انکو جھاڑتی ہے تا سب پر تے برابر اس سے ظاہر ہوں جسکو سر و کمانہ سمجھتی ہے اسکو جڑ سے
اٹھارتی ہے تا اس کے سوا سرفراہی جگہ تیرا مان ہوئے تو غم کو ایسا دیسامت جان یہ وہ جڑیں جو ٹھنڈی اور پانی
بوسیدہ ہیں انکو اٹھارتا ہے تا اس جڑ کو جو پوشیدہ رہا ہو ظاہر کرے غم تیرے دل سے جو کچھ بچائے یا دور کرے
قسم ہے خدا کی کہ اس کے عوض میں بہتری لائے گا خاص اسکو کہ جسکو یہ یقین ہے کہ غم بندہ اور غلام اہل یقین کا ہے
دیکھ لو اگر برق ترشروئی نہ کریں تو انکو رکاوٹ درخت شرق کے بشمون سے جل جائے امر کی ترشروئی اسکا
سکر اسما ہونا ایسے ہی برق کی ترشروئی اسکی تحریر میں جو چین ہوئی ہے اور قسم شرق کا کھلا ہوا ابر کا نونا سعد
عس کے خیال بھی تیرے دل کے ہمان ہوتے ہیں اور ستارے کی طرح خانہ بجا نہ بھرتے ہیں بس
جب تک کہ وہ تیرے برج میں قیام پذیر ہیں تو بھی مثل طالع کے شیریں اور حبت رہ ناگواری اور سستی
مت کر تو جو وقت وہ اپنے ماہ سے جو خدا تعالیٰ ہی متصل ہوگا تو تیری طرف سے سلطان دل کے سامنے
شکر گزار ہوگا کہ اس نے میری قدر کی غور تو کر ہات برس حضرت ایوب ہمان خدا کے ساتھ اس بلا میں خوش
رہے اور صبر و رضا اختیار کری اسی خیال سے کہ جب یہ بلا سخت لوٹ کے حق تعالیٰ کے سامنے
جائے تو میری شکر گزار ہونہ شاک اور کہ کہ مجھ محبوب کش سے ایوب نے ایسی محبت کی کہ کبھی غم بھر کو نہ
ترش نہیں کیا نہ ذرا بگاڑا محبوب کش اس سبب سے کہ محبوب چیزوں کے مارے جانے سے غم ہوتا ہے
قولہ ان و فاعلمت حکم خدا نہ بود چون شیر و عسل و در بلا و فطر و سینہ در آید و بنوہ خندان خندان پیش او تو
باز رو بہ کہ اعذنی خالق من شرہ بلا و تحرمتی اہل من برہ بہ رب او زحنی ان اٹکوا ارے نہ لا تعقب حرقہ
ان مضے نہ آن ضمیر و ترش رہا سادہ آن ترش را چون شکر شیریں شمارا ابر گرچہ ہست خطا ہر
رو ترش نہ گلشن بارندہ ہست و برو شورو کش نہ فکر غم را مثال ابر دان نہ با ترش تو رو ترش کم کن بدان نہ
بو کہ کن گو ہر ہر ہست او بود و ہر ہر کن تا از تو راضی او شود و نہ در نادر گوہر و بنوہ غنی بہ عادت شیریں خود
افزون کنے نہ جائے دیگر سودا در عادت نہ ناگمان رہے بر آید حاجت نہ فکر مت کر شادیت

مانع شود ان بامر حکمت صالح شود تو بخوان دو چار و انگشت سے جوان بے بو کہ بچی باشد و صاحب قرآن بے تو کو
فرعی است اور اصل گیر تا شوی پیوستہ بر مقصود چیرہ دور تو اور افرع گیری و مضرب چشم تو در اصل باشد منتظر
زہر آمد انتظار اند چشمش بے داکا در مرگ باشد زین روش بے اصل دان آرا بگیرش در کنار بے باز رہ دامن مرگ
انتظار بے **المعنی** اپنی وفا اور اس خیال سے کہ حکم خدا سے خجالت نہو یا وہاں ایسے ملے ہوئے تھے
جیسے شیر و شہد ہر دم سینے میں فکری نئی آتی ہو اور ہنسٹیس کے دوسری سے کہتی ہو کہ اب تو اسکے پاس
لوٹ جا جس نے مجھے بھیجا تھا اور کہتی ہو پناہ دے مجھ کو و میرے خالق اسکی شر سے اور محروم مت کر مجھ کو
اسکی نیکی سے اور اے رب میرے تقسیم کو مجھ پر کہ شکر کروں میں اسکا جو دیکھوں میں اور مت پیچھے لگا میرے
حسرت اسکی کہ گذر اس شعر میں تلخ ہر آیت کریمہ سے جو حضرت سلیمان نے دعا کی تھی رب اور غنی ان
اشکر لعمرتک اللہ العزت علی و علی والدی وان عمل صالحا ترخصہ و ادا علی برحمتک فی عبادک الصالحین یعنی
اے رب میرے تقسیم کر مجھ کو اس بات پر کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا وہ نعمت کہ انعام کی تو نے مجھ پر اور
میرے مان باپ پر اور یہ کہ عمل صالح کروں میں جن سے تو راضی ہوئے اور داخل کر مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے
صالح بندوں میں تو اپنے اس دل کی جو در ترش ہو خوب نگہبانی رکھ کہ ترشروئی نہ کرنے پائے اور جو ترشی
پیش آئی ہو اسکو شیرین جانے رہ دیکھ تو اب بظاہر اگرچہ روتش ہو یعنی چینین سٹنین پڑا ہوا لیکن گلشن و دینی
آرندہ ہو اور شور و کھاری کا مارٹانے والا تو غم کی فکر کو ایسی ہی مثال ابر کی جان اور اس ترش کے ساتھ
ترشروئی مت کر اس سبب سے کہ شاید وہ گوہر اسکی ٹھھی میں ہوا سو اسے کوشش کرتا وہ تجھ سے راضی
ہوئے اور اگر اسکے پاس گوہر نہیں ہو نہ وہ غنی ہو تو کیا بڑائی تیری عادت شیرین تو افزون و زیادہ ہوگی کہ وہ
عادت شیرین تیری دوسری جگہ مجھ کو فائدہ دے گی کہ ناگمان کبھی تیری حاجت نکل جائے فکر تیری اگر شادی
کی مانع ہوئی تو خالی نہیں رہے وہ حکم و حکمت صالح کے ہو تو اسکو اے جوان حقیر و کم دو چار انگ مت کہ
شاید کہ وہ کوئی ستارہ معظ صاحب قرآن ہو جس سے تجھ کو سعادت بر سعادت حاصل ہو قرآن جمع ہونا وہ
ستاروں سعد کا ایک برج میں جیسے ماہ و مشتری یا زہرہ و مشتری یا زہرہ اور ماہ یا مشتری و زحل کہ یہ وقت
سعید و اسعد ہوتا ہو تو یہ مت کہ یہ ایک فرع ہو بلکہ اسی کو اصل جانے رہ تو ہمیشہ اپنے مقصود پر غالب
رہے اس لیے کہ اگر تو اسی کو فرع اور مضر جانے گا تو تجھ کو اصل کا منتظر ہونا پڑے گا اور انتظار اپنے
مرے میں زہر ہے تو بس اس روش سے تو ہمیشہ گویا رگ ہی میں پڑا رہے گا جیسا کہ کہا ہے انتظار
اشد الموت لہذا تو اسی کو اصل بکڑے رہ کہ یہی ہے جو کچھ ہے اور اسی سے ہلکار ہو اور مرگ
انتظار سے چھوٹ جا

بار دیگر خطاب شاہ با ایاز اور نوازش کرنا پھر

قولہ اے ایاز پر نیاز صدق کیش بصدق تو ازجہ و از کوہ ست بیش بے بوقت شہوت باشد عتار بے
 رود عقل چو کوہست گاہ وار بے بوقت خشم و کینہ صبر ہا بے سست گرد و در قرار و ثبات ہا ہست
 مردے این زبان ریش و ذکر و در نہ بودی میر میران کیر خرم حتی کر خواندہ است در قرآن رجال بے کے بود
 این جسم را آنجا مجال بی روح حیوان از چہ قدرست ای پدہ آخرا ز بازار قصابان گذرہ صد ہزاران سر نہادہ بر شرم
 از رشتان از دہ و از گوشت کم بتا توانی بندہ شہوت مشوہ در پے شہوت مکن جانرا گروہ ورنہ شہوت
 خان ومانت بر کندہ زندہ ات دگور تار یک افگندہ روپے باشد کہ از جوان کیر عقل او موٹے شود
 شہوت چو شیرین اندرین معنی حکایت گویم بتادل از شہوت بکلی شومیت **اللغات** عتار بسر افتادن آرز
 ارزیدن سے بکنائیت رکھنا روپی زن فحہ اسے پھر خطاب ہوا ایاز سے کہ اے ایاز پر نیاز صدق کیش صدق
 تیرا جو کوہ و دونوں سے زیادہ ہو کہ دونوں میں نہیں سماتا تو وہ نہیں ہے کہ شہوت کے وقت تو سر کے
 بل گر پڑے اور تیری عقل بچو کوہ کاہ کی طرح اڑ جائے نہ جو وقت کہ خشم و کینہ کا ہے اس وقت میں تجھ کو جو صبر
 ان کے قرار و ثبات میں تو سست ہو جائے یہی مردی کی باتیں ہیں یہ مردی نہیں ہو جو ریش و فکر
 سے ہے اگر یہ ہوتی تو کیر خرم میرون کا میر ہوتا بتا تو حتی تعالیٰ نے قرآن میں کسکو رجال کہا ہو جیسا کہ فرمایا
 الرجال قوامون علی النساء مرد و زبردست ہیں عورتوں پر بس اسن جسم کی وہاں مجال کیا ہو جسم کا تعلق روح
 حیوانی سے ہو پھر غور تو کر روح حیوانی کی کیا قدر ہو ذرا قصابوں کی گلے میں ہو کے نکل دیکھ تو لاکھوں نے
 سر پیٹ پر جھکائے ہیں اور پیٹ کے بدولت قتل ہوئے ہیں اب ان روحوں کی قدر و قیمت کہاں کہ
 چمکتی اور گوشت سے بھی کم ہو کہ انکے لیے انکو فنا کیا تیس جب تک ہو سکے بندہ شہوت کا مت ہو اور
 شہوت کے پیچھے جان کو پلا میں مت پھانے ورنہ شہوت تیرا گھر بار خراب کر دے گی اور زندہ گور تار یک
 میں جھکو ڈالے گی وہ مرد مرد ہی نہیں ہو جسکی عقل مثل موش کے ہو اور شہوت مثل شیر کے وہ ایک
 روپی زن فحہ ہے اب اسی معاملے میں ایک حکایت تجھے کہوں بتادل تیرا شہوت سے

بالکل دھو دون

حکایت ایک خواجہ اور دختر کی جس نے دختر کو حاملہ ہونے سے منع کیا تھا

قولہ خواجہ بود و مرد اور دختر بنہرہ خدی مہرچی سین بری بگشت ہارغ داد و دختر را بشوہ شوہود اندر
 لغایت کفو اوہ خربزہ چون در رسد شد آہناک ہا کر تو شکافے تہ گشت و ہلاک ہا چون ضرورت بود
 دختر را بداد او ہا کفولیش از خوف فساد بگفت دختر را کہین داماد توہ تویش را پسین کن حامل مشوہ

کہ ضرورت ہو عقل میں گداز این غریب قرار ہو و باہاگمان بجد کند ترک ہمہ بہ بر تو طفل اوبماند مظلمہ بہ گفت
 دختر کے پدر خدمت کنم بہ ہست پندت دلپذیر بختم بہ بر دو روزے و سہ روزی آن پدر بہ دختر خود را
 بفرمودے حدیثہ این چنین قومی بعالم ہم بدند بہ کو چنین نوعی نصیب نگردد نہ حاملہ شد ناگمان دختر از وہ چونکہ
 بہر دو جوان خاتون دشو بہ از پدر آزار نہان میداشتش بہ پنج ماہہ گشت کودک پاکہ شش بہ گشت
 پیدا گفت بابا چہیست این بہ من ترا کفتم کہ دو دوری کہین بہ آن وصیتہای من خود ہا بدو بہ چون نکردت
 و عظیمہ ہم ایچ سودہ گفت بابا چون کنم بہ بہیز من بہ آتش و بہنہ است بیشک مردوزن بہ بہنہ سا پرہیز
 اناکش کجاست بہ پا و آتش کے حفاظت و تقاضاست بہ گفت فی کفتم کہ سوی اورویہ تو پذیرائی منی
 او دشو بہ و میان حال انزال و خوشی بہ خوشی را باید کہ از وی درکشی بہ گفت چون دامن کہ انزالش کیست
 این نہانست و بقایت دور دست بہ گفت چون چشمش کلا پیسہ شود بہ فہم کن کہ ان وقت انزالش بودہ
 گفت تا چشمش کلا پیسہ شدن بہ کو گشتست این و چشمش روشن نہیست ہر عقل حقیقہ بائد بہ وقت حرص و
 جنگ و کارزار اللغات کلا پیسہ بکان عربی تغیر ہونا آنکھوں کا شہوت و غیرہ کے مزے سے
 المعنی ایک خواجہ تھا اسکی لڑکی تھی زہرہ رخسار ماہ میخیمین بر وہ بالغ ہوئی اسکو جو اسے شوہر کے کیا کہن
 شوہر کفویت میں کفو اسکا نہ تھا اب مقولہ مولانا کا کہ ہر خربزہ جب پک جائے اور رس سے بھر جائے سوقت
 میں اگر اسکو نہ بھارت کا ٹوٹو وہ خراب ویر باد ہو جاتا ہوا ایسے ہی یہ لڑکی بھی رسیدہ اور آناک ہو رہی تھی ضرورت
 دختر کو خوف فساد سے ایک غیر کفو کو دیدیا اور کہا کہ اس شوہر سے آپ کو بچائے رکھنا حاملہ نہونا اسکو سسط
 کہ ضرورت تھی جو اس گدا سے یہ عقد ہوا یہ گدا غریب و خواہر و فادار نہ ہوگا یہ وہ ہر کہ ناگمان کو دھجائے
 اور سب کو چھوڑ دے بچہ اسکا تیرے لیے و بال واقف رہ جائے لڑکی نے کہا ای بابا میری طاعت
 کو نگلی تری نصیحت نہایت دلپذیر اور غنیمت ہر انقض جب دو تین دن گزر جائے تو وہ باپ اسکا لڑکی کو اس سے
 بچے رہنے کو کہدیتا تھا اب مولانا تعجب کہتے ہیں دیکھو ایسی قوم بھی جہان میں ہونی نہیں اور اس قسم کے نصیب نگ
 بھی ہو گئے ہیں اتفاقاً دختر اس سے حاملہ ہو گئی اس سبب کہ میان بی بی و دونوں جوان تھے دختر
 باپ سے اسکو چھپائے رہتی تھی اب وہ بچہ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا تو ظاہر ہوا باپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے میں نے
 تجھے نہیں کہا تھا کہ اس سے دور ہی رہنا وہ وصیتیں میری کیا بیہودہ تھیں جو بچہ کو میری نصیحت و ہند
 نے کچھ فائدہ نہ کیا کہا ای بابا میں کیسے بچ سکون کہ مردوزن آتش بہنہ میں اس میں کچھ شک نہیں بہنہ کو بھلا
 آگ سے بچاؤ گمان ہر یا آگ میں حفاظت و نگہبانی کب ہو گئی میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ اس کے
 پاس مت جانا اور اسکی منی کو مت قبول کرنا جسوقت میں کہ حال انزال و مستی کا ہو تجھ کو چاہیے کہ آپ کو

اُس سے روکے رہے اور کھینچے رہے کہ اس کیسے جانوں کہ انزال اسکو کب ہوگا یہ تو ایک پوشیدہ بات ہے جس پر قابو نہیں ہو سکتا کہ اسکی کلا پیسہ ہو جائیں سمجھ لے کہ یہی وقت انزال کا ہے کہ اسکی جب تک آنکھیں اسکی کلا پیسہ ہوں میری یہ دونوں آنکھیں روشن اندھی ہو جاتی ہیں پھر کیسے دیکھوں اب فرماتے ہیں کہ جو عقل حقیر و ناچیز ہے حرص اور جنگ اور کارزار کے وقت قائم نہیں رہتی

حکایت صوفی جو غرا کو گیا تھا

قولہ رفت یک صوفی بہ لشکر و غزا ناگمان آمد قطاریق و غابا ناند صوفی باہنہ خیمہ ضعاف بہ فارسان راندند باصف مصاف بہ مشطال خاک برجا ماندند بہ سابقون السابقون در راندند بہ جنگلما کردہ مظفر آمدند بہ بازگشتہ باغنام سودمند بہ ارغان داوند کامی صوفی تو نیزہ او بروں انداخت نہتہ پہ چہرہ پیش بگفتندش کہ خشمینی چرا بہ گفت من محروم ماندم از غزا نہان تلطف شیخ صوفی خوش نہ شد نہ کو میان غزو و خجروش نہ شد نہ پس بگفتندش کہ اور ہم اسیر نہ آن یکے را بر کشتن تو لیکیز سر برش تا تو ہم غازی شوے بہ اند کے خوش گشت صوفی دل قوی بہ آب را گرد و روضہ در کوشنیت بہ چونکہ آن بنود تمیم کردنیت بہ برد آن صوفی اسیر بستہ را بہ و پس مہر گاہ تا کہ در غزا ماند آنجا دیر صوفی با اسیر قوم گفتند اسے عجب چون شد فقیر بہ کافر بستہ و دوست او کشتنی ست بہ بملش را بموجب تاخیر چیست بہ شخص آمد در شخص انہیش بہ دید صوفی خفتہ زیر گیر خوش بہ بچو نہ بالای مادہ آن اسیر بہ خفتہ بچو نہ سیر بالای فقیر بہ دستہا بستہ نہ مخا میدا بہ از سر استیزہ صوفی را گلو بہ گیر نہ مخا میدا نہ اندان گلو بہ بصوفی افتادہ زیرش رفتہ ہوش بہ اللغات قطاریق شور و غوغا نہ بالضم اسباب ضعیف جمع ضعیف اے ایک صوفی لشکر کے ساتھ غرا میں گیا ایک ایک آواز شور و غوغا لڑائی کی آئی یہ صوفی اسباب خیمہ کے پاس ضعیفون میں رہ گیا اور سواروں نے گھوڑے صف لڑائی تک پہنچائے اتنی جو لوگ نقل خاک سے بھاری اور شغل ہو رہے ہیں او گرفتار تنہا ہیں وہ اپنی جگہ پر رہے اور جو سابقون السابقون ہیں وہ اپنے گھوڑے بڑھائے یعنی سبقت کرنے والے ان لوگوں پر جو سبقت کرنے والے ہیں آخر یہ لوگ لڑائی ان لڑکے مظفر و منصور آئے اور غنیمتیں سودمند لیکر لوٹے صوفی کو بھی کچھ تحفہ دیا کہ یہ تو نے اسنے پھینک دیا اور کچھ نہ لیا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تو کیوں غصہ ہی کہ میں غرا سے محروم رہا ان لوگوں کے تلطف سے صوفی خوش نہوا اس لیے کہ لڑائی میں خجروش نہوا تھا بس اس سے کہا کہ ہم قیدی پکڑ کے لائے ہیں ان میں سے ایک قتل کرنے کو تو لیلے اور سر اسکا کاٹ ڈال کہ تو بھی غازی ہو جائے اس بات سے صوفی کچھ خوش اور قوی دل ہوا جیسے

وضو میں پانی کے واسطے سیکڑوں نور و روشنیان میں اور جب پانی غوطہ ختم کرتے ہیں غرض صوفی اس اسم
 بستہ کو خیمے کے پیچھے لپیٹ لیا تو غرا کرے صوفی کو وہاں اس اسیر کے ساتھ بہت دیر ہو گئی تو قوم نے کہا اور عجیب
 اس فقیر کا کیا حال ہوا کہ فرکے دولوں ہاتھ بندھے ہوئے جسکا ہار ڈالنا دشوار زمین قابل کشتن ہو رہا ہے
 اسکے بسمل ہونے میں دیر ہی کیا ہے لہذا اس جستجو میں ایک شخص پیچھے اسکے آیا دیکھا کہ صوفی گہرے پیچھے
 چین سے پڑا ہوا دیر طرز اور ایسا اسکے پیچھے پڑا ہے جیسے رے کے پیچھے مادہ اردوہ اسیر اس فقیر کا وہ
 مثل شیر کے چڑھا ہوا ہے ہاتھ اسکے بندھے ہیں اور بڑی خصوصیت سے صوفی کے گلے کو چاب رہا ہے
 اور یہ حال کہ گہر تو اسکا گلہ چاب رہا ہے اور یہ بیہوش اسکے پیچھے پڑا ہے قولہ دست بستہ گہر بچوں گہر بستہ
 کردہ خلق ادبے حربہ بنیم کشتش کردہ از دندان اسیر و ریش او پر خون رطقت آن فقیر تجو کو کو دست نفس
 بستہ دست بہمچو آن صوفی نبون کشتی و پست بڑا ہی شدہ عاجز و تل کشش او نہ صدر ہزاران کو ہمارا دبش تو بڑین
 سرشتہ بمری از شکوہ بہ چون روئے بر عقبہ امی تجو کوہ غازیان کشتہ کا فرابہ تیغ بہمدران ساعت
 رحمت بیدریغ بہ مرغ صوفی ز دندان و گلاب ہوتا ہوش آمد نہ بیہوشی و تاب بہ چون ہوشش آمد
 بیدران قوم را بہ بس پر سید نہ چون شدہ ماجراۃ اللہ اللہ ایچہ حالت ای عزیزہ این چنین بیہوش کشتی
 از چہ چیز بہ از اسیر نیم کشتہ بستہ دست بہ این چنین مدہوش افتادی و پست بہ گفت چون قصد سرش
 کردم چشم بہ طرفہ درین ہنگرید آن شوخ چشم بہ چشم را و کردہ میں اسوی من چشم گردانید شدہ ہوشم زن بہ گردش
 چشمش مرا شکر نمود مے نیام گفت چون پر ہول بودہ قصد کوہ کن کران چشم این چنین پر قم از خود اوندام
 برین بہ اللغات تل پستہ درین بلند عقبہ کوہ دجاے دشوار و امر عظیم اے مجھے پھر بتطبیق صدر
 فرماتے ہیں کہ اس کا فروست بستہ نے بلی کی طرح بے حربے کے اسکے حلق کو زخمی کیا اور اس اسیر نے
 و انتون سے اسکو نیم کشتہ کر دیا کہ ڈاڑھی اسکی خون سے بھر گئی وہ فقیر اس اسیر دست بستہ سے ایسا عاجز
 و پست ہوا جیسے تو اپنے نفس کا فرکے ہاتھ سے عاجز و پست ہو اے فلان تو تو اسکے دین کے ادنی
 پستہ سے عاجز ہو گیا اسی سے نہ نکل سکا تیرے سامنے تو لاکھوں بہادر ہیں ان سے کیسے نکلے گا جب
 تو اسی سرشتہ سے نہ گذر تو مردانگی و شکوہ کے ساتھ ان عقوبت پر چمشل کوہ کے ہیں کیسے جلیکے غرض ان
 غازیوں نے اسی وقت بنظر حیت اسلام گہر کو تیغ سے بیدریغ مار ڈالا اور صوفی کے منہ پر آب و
 گلاب چھڑکا تو اس بیہوشی و تاب سے ہوش میں آیا اور اس قوم کو دیکھا اٹھوں نے پوچھا کہ کیا ماجرا گذرا
 اللہ اللہ اے عزیز تیرا کیا حال ہوا اور کس سبب سے ایسا بیہوش ہو گیا جو اس اسیر ادھر سے بستہ دست
 سے ایسا مدہوش و پست ہو کے گر پڑا کہما جب میں نے اسکا سر کاٹنے کا قصد کیا تو غصے کے ساتھ اسے

عجیب طرح سے مجھ کو دیکھا اپنے آنکھیں کھول کے میری طرف نکالیں اور ایسی پھیریں جنسے میرے ہوش اڑ گئے تن کی خبر نہ رہی تین تین کہہ سکتا کہ وہ آنکھیں پھیرنا کیسا پر ہول تھا اب زیادہ مجھے ست پوچھو بس یہی کافی ہے کہ میں اسکی آنکھ سے پیچہ دوہو کے تین برگہڑا

نصیحت مبارزون کی صوفی کو کہ اب لڑائی کے پاس مت جانا

قولہ قوم گفتندش بہ پیکار و نبرد با چنین زہرہ کہ تو فارسی گردہ گرد و مطیع گردانہ خانقاہ بتاؤ اگر رسوا نگر دے در سپاہ بیچون چشم آن اسیر بستہ دست بہ غرقہ گشتی گشتی تو در شکست پاپس میان حملہ شیران نہ کہ بود با تیغ شان چو گوے سر گہ ز طاقا طاق گرد نہ اندن بہ طاق طاق جامہ کوبان متہن ہر گہ ز فشا فشا تیر جانستہ ابر لڑاری خجل در امتحان ہر کے توانے کرد و در خون آشنا نہ چون نہ با جنگ مردان آشنا نہ بس تن بے سر کہ دار و اضطراب ہر بس تن بے تن بخون بر چون حساب ہر زیر دست دیاے اسپان در غراہ صد فنا کاں غرقہ گشتہ در فنا نہ اینچنین ہوشی کرا و موشی پریدہ اندمان صف تیغ چون خواہد کشید ہر چاشت این لوت خوردن نیست این بتا تو مردانی خوردن استین ہر نیست حمزہ خوردن اینجای تیغ ہر حمزہ باید درین صف آہنین ہر نیست لوت چرب تیغ و خنجر است ہر جان بباہر بخت چہ جای سرست ہر کار ہر نازک ولی بنو قتال ہر گہ گریزہ دار خیالی چون خیال ہر کار ترکانست فی ترکان ہر دہ جای مکان خانہ باشد خاموش غرقہ کے تانے کڑاں چشم اینچنین ہر رفتی از دست و فتادی بر زمین ہر اللغات طاقا طاق آواز شمشیر طاق جبہ و محراب و فرد صند بخت اور طاق طاق وہ آواز جو کسی سخت چیز کے سخت چیز پر لگنے سے نکلے متہن باہم خوار ابراہماری ابراہم حمزہ ترہ تیز کہ ایک ترہ سے ہر و نام عم رسول مقبل ترکان لقب زنان جیسے بی بی و دیگرہ و جمع ترک کہ وہ ایک قوم ہر جزا سپاہی پیشہ اے قوم نے صوفی سے کہا کہ جب تیرا ایسا دل جگڑو تو جنگ و نبرد کے پاس مت بھٹک کسی خانقاہ میں گرد و مطیع کے پھر دوبارہ سپاہ میں رسوا نہ ہو جب تو اس اسیر بستہ دست سے بیہوش ہو کے ڈوب گیا اور کشتی تیری جو مرد جسم سے ہر ٹوٹ گئی تو شیر زور کے حملہ کی وقت جنگی تیغ کے سانے سرگینہ کی طرح ڈھلکے ہر کبھی طاقا طاق آواز ضرب شمشیر سے جو گردن پر مارنے کے وقت نکلتی ہر وہ طاق طاق جو آواز گندی گردن کی ہر کبھی ٹوکھٹے کی وقت اس سے خوار و ذلیل اور کبھی فشا فشا آواز تیر جانستان سے ابراہم امتحان کے وقت شرمندہ کہ اس تیر باران کے مقابل میں کب برس سکتا ہوں تو خون میں کب پیر سکتا ہے جب کہ مردوں کی لڑائی سے آشنا نہیں ہر جنگ کی تو یہ کیفیت ہر بہت تن بے سر تو ٹپتے ہوتے ہر اور بہت سر بے تن خون ہر جاب کے مثل تیرتے ہر اور گھوڑوں کے ہاتھ بانوں کے نیچے لڑائی میں سیکڑوں فنا ہر کہ جو فنا کا ڈوبا ہوتا ہر اس فنا میں پڑا ہوتا ہر بس ایسے

ہوش جو ادنیٰ ہوش سے اڑ جائیں اُس صفت میں کیسے تیغ کھینچ سکتے ہیں یہ لڑائی ہی نعمت کا کھانا نہیں ہے جس سے مزے اُٹھائے اور استین پڑھا کے کھانے کو مستعد ہوئے یہاں تو تیر تلوار کا کھانا ہی خبردار ہو یہاں حمزہ یعنی ترہ تیزک کا کھانا نہیں ہی تیغ کھانا ہی اس کھانے کے لیے کوئی امیر حمزہ ساخت اس صفت میں ہو تیغ و خنجر چلنے پھرنے کھانے نہیں ہیں اسپر تو سر کیا چیز ہو جائیں کھلی جاتی ہیں لڑائی نازک دلوں کا کام نہیں ہو کہ ذرا سے خیال سے خیال کی طرح بھاگ جائے جیسے خیال دل میں آ کے نکل جاتا ہو تو جا لڑائی ترکوں کا کام ہے یعنی سیاہیوں کا نہ ترکان اے بیبیوں اور بیگمؤن کا ترکان کی جگہ خانہ ہو تو بھی خانہ نشین ہو تجھ کو قتال و جدال سے کیا کام تو غرا کب کر سکتا ہو جب تیرا یہ حال کہ ذرا انکڑ کھانے میں ایسے اپنے اختیار سے جاتا رہا اور زمین پر گر گیا کہ ہوش نہ رہا

حکایت عیاضی کی کہ تو سے دفعہ لڑائی میں گئے ہامید شہادت اور شہید ہونے آخر جہاد اصغر سے جہاد اکبر نفس میں مشغول ہوئے

تو کہ گفت عیاضی نو دبا را دم بد تن برہنہ کہ زخمی بایم بد بے زرہ رفتم میان تیغ و تیرہ تا یکے تیر بے خورم من جا لگیر تیر خوردن برگویا مقتلے بجز نیا بد جز شہید مقتلے بد و زخم یک جا لگہ بے زخم نیست بد این نم از تیر چون پر دیز نیست بد ایک بر مقتل نیا د تیر با بد کا رخت ست این نہ جلدی دد با پیچون شہادت رو کہ جانم نہ بود رفتم اندر خلوت و در چلہ زد و در جہاد اکبر اقلندم بدن بد در ریاضت کروں و لا غرضدن بد بانگ طبل غازیان اندر بگوش بد کہ خراسید نہ جیش غزوہ کوش بد نفس از باطن مرا آوا و داد بد کہ بگوش حس رسیدم ہامداد بد خیز ہنگام غرا آمد برو بد خولیش را در غرہ کردن کن گرد بد نفتم ای نفس خلیث بیوفا بد انجا میل غرا از انجا راست گواے نفس کا این جیلنگ نیست بد و نہ نفس شہوت از طاعت بر نیست بد و نہ کوئی راست حملہ آرمست بد در ریاضت سخت تر افشارست بد نفس بانگ آوردانکہ از درون بد و فصاحت بیدہاں اندر فسون بد کہ ہر روز ای بجائے کشی بد جان من چون جان گہراں مے کشی بد بچکش رائیست از حامل خبر بد کہ مرا توے کشی بخواب و غرہ و در غرا بجم یک زخم از بدن بد خلق بیند مروت و لہذا من بد اللغات کہ رکاف عربی بالفتح حملہ مقتل جائے قتل اور وہ جگہ جسم میں جہان کے زخم سے مر جائے مستقبل بالضم نیک بخت دہا بقع زیر کی آیتار جہا فردی المعنی عیاضی نے کہ ایک صحابی تھے کہ مکہ میں لے توے دفعہ حملہ ننگے بدن کیا اس امید پر کہ کوئی زخم شدید مجھ کو پہنچے بے ندہ میں تیغ و تیر میں گیا تا کوئی تیر ٹھکانے سے میرے لگ جائے لیکن کیا ہوتا ہی تیر لگے پر پا مقتل پر کہ جس سے مر جائے کھانا سواے شہید خوش نصیب کے اور کا حصہ نہیں ہی دیکھ تو میرے بدن میں کوئی جگہ زخم سے حالی نہیں ہی مار

تیروں کے جسم میں اچلی ہو رہا ہو لیکن یہ تیر قتل گاہ پر نہ لگے سو یہ کام مقسوم کا ہر جلدی وزیر کی کا نہیں ہے
بس جب دیکھا کہ شہادت سے میری جان کی روزی دھنہ نہیں ہے تو میں نے فوراً خلوت گزینی اور
چلہ نشینی اختیار کی اور جہاد صغیر سے جہاد اکبر میں اپنے بدن کو ڈالا اور زہد و ریاضت سے اُسکو لاغر کرنے لگا
ایک دن آواز نقارہ غازیوں کی میں نے سنی کہ وہ لشکر غزوہ کوش غزا کو روانہ ہوئے میرے نفس نے
میرے باطن سے بھٹک پکا کر دیا اور اُسکی صبح ہی میرے گوش حس میں پہنچی کہتا ہے کہ اٹھ غزا کو چل غزا کا
وقت آیا تو بھی جان اپنی غزائیں پھنسا میں نے کہا کہ اے نفس غیث بیوفا تو کمان اور رغبت غزائی کمان
بیچ بتا یہ کیسی تیری جیل گری ہو ورنہ نفس شہوانی تو طاعت سے ہری ہو اور اگر تو نے بیچ نہ بتایا تو میں
تجھ پر سخت حملہ کروں گا اور بڑی ریاضت کے ساتھ بچڑوں و دباؤں کا اسوقت نفس نے میرے درون
سے میدان فصاحت کے ساتھ فسوں کی آواز دی کہ تو بھٹک رہا روزیہاں مارتا رہتا ہو اور کافروں کے
مثل میری جان سختی سے کھینچتا رہتا ہو اور کسی کو میرے حال سے خبر نہیں کہ کیسا بیخواب و خور مارتا رہتا ہو
اگر غزائیں جادو لگا تو ایک زخم میں بدن سے نکلتا دنگا اسوقت میں ساری مخلوق میری مودی و جواغری کو
تو دیکھی کہ قولہ گفت ای سگ چون منافق نیستی ہم منافق میری تو جیسی نہ خوار و خود راے و مرانی بودہ
مدد و عالم نچینیں یہودہ نہ نذر کردم کہ ز خلوت بیج من نہ سر برون نارم چو زندہ است این بدن نہ زانکہ
در خلوت ہر پنج تن کند نہ ز برابرے روے مردوزن کند جنش و آراش اندر خلوتش نہ جز برابرے
حق نباشد نتیش نہ این جہاد اکبر است آن صغیر است نہ ہر دو کار رستمست و حیدر است نہ کار انگس نیست
این سودا و جوش نہ کو ز موش جنش کم کر دہوش نہ پچنان کس را باید چون زنان بد دور بودن ادمصاف و از
سنان نہ صوفیے آن صوفیے این اینت حیث بہ آن ز سوزن مردہ این را طعمہ سیف نہ نقش صوفی باشد
اور نیست جان نہ صوفیان بدنام ہم زمین صوفیان نہ برد و دیوار چشم گل سرشت نہ حق ز غیرت نقش صوفی
صد نوشت نہ تا بخر آن نقشہا جنباں شود نہ تعصاے موسوی نہاں شود نہ نقشہا را بخورد صدق صفاء
چشم فرعونست پر کردہ حصاۃ اللغات تیری اے میمیری مرانی ریا کا حصاۃ بفتح سنگریزہ المعنی کماے
کئے جب منافق ہو کے توجیا اور منافق ہی مارتا ہو تو پھر تو چیرہای کیا ہو تو خوار و خود راے اور ریا کار رہا ہو پس
دونوں جہان میں یہودہ ہی یہودہ ہو اب میں نے نذر جبکا ادا واجب ہو مان لی کہ کبھی خلوت سے سر
نہ نکالو لگا جب تک کہ بدن زندہ ہو اس سبب سے کہ خلوت میں جو کچھ ریاضت تن کرتا ہو وہ مردوزن
کے دکھانے کو نہیں کرتا ہو اسکی جنش و آرام خلوت میں جو کچھ ہو سواے حق کے اور نیت اسکی نہیں ہوتی
بس یہ جو میں کر رہا ہوں یہ جہاد اکبر ہے اور جو تو کہتا ہو جہاد صغیر جیسے آنحضرت نے وقت بونے کے

غزوات سے فرمایا یہ جتنا من جہاد الا صغریٰ جہاد الا کبریٰ کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کے
لیکن یہ دونوں جہاد کام آن لوگوں کے ہیں جو رستم اور حیدر ہیں اسکا کام یہ سودا و جوش نہیں ہے جسکے
موش اور اسکی جنبش سے موش گم ہو جائیں ایسے شخص کو تو جیسا بیٹے کہ عورتوں کے شل لڑائی اور سان سے
دور ہی رہے اب مقولات مولانا رح کے ہیں دیکھو ایک صوفی تو وہ تھا اور ایک صوفی یہ تھے کہ وہ
سوئی کا نار امر اور انکی خود سیف ہی خوراک ہو وہ ایک نقش صوفی کا ہوا اسمین جان نہیں ہے ایسے
صوفیوں سے اصل صوفی بھی بدنام ہوتے ہیں یہ جو قہر تن کا گل سرشت ہوا سکے درو دیوار پر حق نے
سیکڑوں نقش بہ سبب غیرت صوفیوں کے لکھ دیے اور غیرت یہ کہ چھوٹے بچوں میں نہ ملنے پائیں تو
وہ عصا جو ساحروں نے ڈالے تھے کہ وہ فقط بصورت و نقش عصا موسیٰ کے تھے سحر سے جنبان ہوں اور
وہ جو در حقیقت عصا موسیٰ ہیں چھپے رہیں لیکن صدق و صفا وہ چیز ہو کہ نقشوں کو کھا جاتی ہے
جیسے موسیٰ کا عصا ان جادو کے نقشوں کو کھا گیا اگر کیا کیا جائے فرعون کی آنکھوں میں کنکریاں ٹھسی تھیں
اسکو نہیں سوتھا

حکایت دوسرے مجاہد کی اور جانبازی اسکی

قولہ صوفیے دیگر میان صفت حرب بذا اندر آمد چند بار از ہر ضرب بہ بست زخم از دست کافر چونکہ
خوردہ بار دیگر حملہ آور دو نہر دہ تا نیر دتن بیک زخم گزاف ہوتا بخورد و اہل بست زخم اندر مصاف بذا
مسلمانان بہ کافر وقت کرنہ و اند گشت او ہا مسلمانان بفرہ حیفش آمد کو بر نئے جان و دہر بہ جان و دست
صدق او آسان دہد بہ اللغات کہ حملہ فرما ز گشتن المعنی ایک صوفی اور صف لڑائی میں چند بار
واسطے زد و ضرب کے گھسا بیٹل زخم جب کافر کے ہاتھ سے کھائے پھر بھی دوبارہ حملہ کیا اور لڑا اس
غرض سے کہ ایک ہی زخم بیہودہ سے میرا تن نہ مر جائے یہاں تک کہ بیٹل زخم اُس نے لڑائی میں کھائے
وقت حملے کے تو مسلمانوں کے ساتھ گیا اور وقت لوٹنے کے اُنکے ساتھ لوٹا نہیں آسوا سٹے کہ اُسکو
حیف آیا کہ ایک زخم سے کیا جان دیدن بلکہ جان کو صدق کے ہاتھ سے سہل و آسان دیدن اُسے
کہ صادق تھا ورنہ لڑ جاتا

حکایت اُس صوفی کی کہ واسطے نفس کشی کے ایک درم روز
دریا میں ڈالتا تھا

قولہ آن یکے بودش بکف در چل درم بہر شب انگندے یکے در آب یم بہ تاکہ گرد سخت برفس و بجائے
در تانے در دجا نگندن دراز بہ نفس او فریاد کردی ہر شبے بہ در فتادے ناز ورتا بوبتے بہ

کہ جانی نکلنی یکبار گے بہ شتیم در غصہ و بیچارگی بہ ہر حق یکبار کی بگناہ دین بہ نفس را الیاس احدی الراحتین بہ
اورہ بخشی ملتفت نفس را بہ پچنین کشتی مارا در عنایتا بمعنی ایک شخص کے پاس چالیس درم تھے
ہر رات ایک درم دریامین ڈالتا تھا اس واسطے کہ یہ بات اس نفس مجاز پر سخت گذرے اور اس تاملین
کہ ایک ایک ڈالون نہ کل ایک دفعہ سے اسکی جانکشی خوب بڑھی اس لیے کہ نفس کو یہ حرکت اسکی
ناگوار تھی گویا تر سائر سار کے مارتا تھا نفس اسکا ہر رات فریاد کرتا تھا کہ تو نے مجھ کو کیا خوار کیا ہے اور
تب و تاب میں ڈالا ہے کیون نہیں یکبار کی ڈال دیتا تو نے تو مجھ کو غصہ و بیچارگی سے
مار ڈالا خدا کے واسطے اکبار کی یہ قرض دریا کا ادا کر دے کہ یاس شے کی بھی نفس کے واسطے دو
راحتوں سے ایک راحت جب بھی ہر لینے اول راحت تو حصول مطلوب کی دوسری راحت یاس
قطعی کی کہ پھر خلیجان نہیں رہتا وہ کبھی نفس کی طرف ملتفت نہیں ہوتا تھا ایسے ہی اسکو

رخ سے مارتا تھا

حکایت ایک مجاہد و قتال کی

قولہ پچنین آن صوفی اندر وقت جنگ بہ ہر حق گرفتہ بد نفس تنگ بہ با سلمانان بکرو پیش رفت بہ
وقت فراوان گشت اخصم تفت بہ زخم دیگر خوردہ اندام بہ بست بہ بست کرت تیغ و رخ از وی شکست
بعد ازان قوت نامدا افتاد پیش بہ مقدر صدق او صدق عشق خویش بہ صدق جان دادن بودین سابقا بہ
از نبی برخوان رجال صدقوا این ہمہ مردن بمرگ صورتست با این بدن مروح را چون آفتست بہ
ای بسا خائے کہ ظاہر خویش رغبت بہ لیک نفس زمرہ آن جانب رغبت بہ آتش شکست رہزن
زمرہ ماندہ نفس زمرہ است ارجہ مرکب خون نشانہ بہ اسپ کشت و راہ اورفتہ نہ شد بہ جز کہ خام و
درشت و آشفتہ نہ شد کہ بہر خونریزی گشتی شہید کا فرشتہ بدی ہم بوسعدیت ای بسا نفس سعید مقم بہ
مردہ در دنیا چو زمرہ میرودنہ نفس رہزن مردوتن کہ تیغ اوست بہ بست باقی در کف آن غزوہ جوست
تیغ آن تیغست مردان مردیست بہ لیک آن صورت ترا حیران نیست بہ نفس چون مبدل شود این
تیغ تن بہ باشندہ دست صنع ذوالمنن بہ آن کی مردیست تو تش جلد دروہ دان پلے مردی تھی جان
ہمچو گردنہ اللغات بوسعدیت نام مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کہ شہید ہوئے بمعنی فرمائے
ہین جیسے اس صوفی نے اپنے نفس کو تنگ کیا تھا ایسے ہی اُس صوفی نے اپنے نفس کو خدا کے واسطے
وقت لڑائی کے تنگ کیا تھا جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو حملے کے وقت سب سے آگے گیا اور باز
کے وقت وہ دشمن گرا گرم سے نہیں پھرا اور نہیں لٹا اور ایک لمحہ یا اسکو بھی باز نہ پایا مرتبہ تیغ و نیزہ

اُس سے ٹوٹا بعد اسکے جب قوت نہ رہی تو اُسے کو گرگیا تانبہ

سبب سے مقعد صدق کو پہونچا جیسا کہ فرمایا ہوئی مقعد صدق عد

پادشاہ قدرت دے کے صدق کیا ہو جان دینا ہو دیکھ لے سابقہ فرمایا

رجال صدقوا اعمادہ اللہ علیہ فتمنم من قضیٰ عجبہ ومنہم من ینظر مومنون سے وہ نور

آئینوں کو فاکیا افتد سے سول بعض اُسے جہاد میں مارے گئے اُسکی محبت میں اور بعض اُن

شہادت کے یہ سب مرنا جو دنیا میں ہو موافق مرگ صورت کے ہو اور یہ بدن روح کے ر

اکت ہو سہل سے فلان اکثر ایسا حال خام کار کا ہوا ہے کہ ظاہر تو خون اُسکا کسی نے بہایا لیکن نفس

اُسکا زندہ بھاگ کے الگ جا کھڑا ہوا لا حرم آلہ تو ٹوٹ گیا اور راہ مار زندہ رہ گیا اگرچہ اُسکے مرکب نے

ایسی جان بازی کی کہ خون اپنا بٹویا مگر نفس زندہ رہا پھر خون نشانی اور مجاہد ت مرکب کی کس کام کی مرکب

جسم کہ روح اسکی را کب ہو کھوڑا تو مارا اور راہ ویسے ہی چلنے کو پڑی ہے پھر ایسا شخص سوائے خام

رشتہ داشتہ کے اور کیا ہوا اگر ہر کوئی ہر خون ریزی میں شہید ہوتا تو کافر کشتہ بھی بوسیدہ ہوتا اور جو نفس سعید

و معتمدین اور شہید و مردہ وہ زندہ کی طرح دنیا میں چلتے پھرتے ہیں جب نفس رہزن مر گیا تو یہ تن جو

اسکی تیغ ہو اُس جنگجو کے ہاتھ میں باقی ہو جو غازی ہو آب تیغ تو وہی تیغ ہو لیکن مردہ و مردنیں ہاؤ لیکن یہ

صورت تجھ کو حیران کر رہی ہو کہ یہ کیسی بات ہو یہ یہ بات ہو کہ نفس جب بدل جاتا ہو تو یہ تیغ تن کی ذوق

کے ہاتھ میں ہوتی ہو کس ایک تو ایسا مرد ہے کہ قوت اُسکا جملہ ورد ہے اور ایک مرد وہ ہے جو

جان سے خالی بالکل گرد ہی گرد ہے

حکایت خلیفہ مصر اور شاہ موصل اور بھیجنا لشکر کا بہ طلب کنیز جسکی

تصویر دیکھی تھی

قولہ خلیفہ مصر اعجاز گفت کہ شہ موصل بجورے گشت جغت بیک کنیزک دارد او اندر کنارہ

کہ بعالم نیست مانندش نگاہ در بیان ناید کہ حنش بجدست بانقش او نیست کاندرا کاغذست ب

نقش بر کاغذ چو دید آن کی قبا بخیو گشت و جام اندستش قناد بپہلوئی نے رافرستاد آن زمان بوسوے

موصل بای سپاہی بس گران بکرا گردید بتو آن ماہ را بمرکن از بن آن درو و گاہ را بوردید ترکش کون و مرد را بیاثر

تا کشم من بر زمین مرد و کنارہ پہلوان شد سوے موصل با حشم بباہنرا ان رستم صاحب علم ب

چون لہنما بعد بر کردشت بقاصد اہلاک اہل شہر گشت بھر کو اے منجینے از بند بچو کوہ قاف

او بر کار کرد بزنم تیر و سنگماہی منجین پیغمبر کرد چون برق بریق بہفتہ کو این چنین خونریز گرم ببرج سنگین

پیارے رسولؐ آپس فرستاد از درون پیشش رسولؐ بکہ چہ مخواہی
 بہ گرامرات ملک شہر موصلست بہ بے چنین خونریز نیست
 بہر اینک در آفتانگیر خون مظلومان ترابہ در مرادت گوہر و سیم
 بہر خود آسان ترست بہ ہر چہ می باید ترا از سیم و زر بہ فرستم چیست این
 معنی شاہ مصر سے ایک چغل نے کہا کہ شاہ موصل کے پاس ایک خورجودہ اس سے
 یہاں کنیز کے آغوش میں ایسی ہو کہ مثل اسکے دوسرا معشوق جہان میں ہے نہیں ایسا
 نہ اسکا بچہ ہو کہ بیان میں نہیں آتا اور تصویر اسکی یہ دیکھ اس کا غم پر ہو جب اس کی تباہی وہ
 تصویر دیکھی ایسا ہیوش و بیخود ہو گیا کہ جام اسکے ہاتھ سے گر گیا اسی وقت ایک پہلوان کو بڑی بھاری
 فوج کے ساتھ موصل کی طرف بھیجا اگر اس ماہ کو وہ تیرے حوالے نہ کرے تو اسکے در و در گاہ کو جڑ
 بنیاد سے اکھیر ڈال اور جو دیرے تو جانے دے اس ماہ کو آؤ زمین میں نہ ماہ کو اپنا بھگنا کر دین یہ
 پہلوان بڑی فوج و شمشیر لیکر موصل کو روانہ ہوا جس فوج میں ہزاروں رستم صاحب نشان تھے اور
 جنگل میں وہ لشکر بیشمار پٹری کی طرح چھایا ہوا اور قاصد ہلاک کرنے شہر کا ہوا ہر طرف منہیقین لڑائی کی لگائیں
 اور کوہ قاف کی طرح برسا کین آب تیروں کے زخم اور منہیق کے پتھر اور رنگی تلواریں بجلی سی چلتی ہوئیں
 ایک ہفتہ ایسی ہی خونریزی گرم کی آخر برج سنگین سے است اور مثل موم کے نرم ہو گیا شاہ موصل نے
 جب ایسی لڑائی ہولناک دیکھی تو اندر قلعے سے اس پہلوان کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ مجھ کو مومنوں کے
 خون کرنے سے کیا مقصود ہو اور کیا چاہتا ہو جو ہر روز اس جنگ سخت میں مومن مارے جاتے ہیں اگر
 مراد تیری ملک و شہر موصل لینے کی ہو تو یہ لے ابھی تجھ کو حاصل ہے میں ابھی شہر سے نکلا جاتا ہوں تو
 فراغت سے چلا آؤ تجھ کو خون مظلوموں کا نہ پڑے اور اگر مراد تیری گوہر و سیم و زر ہے تو یہ
 بات ملک و شہر سے جو میں چھوڑتا ہوں آسان تر ہو جو کچھ سیم و زر سے جس قدر تو چاہتا ہو میں
 بھیجتا ہوں پھر یہ شورا و رد کیوں ہو

دیدینا شاہ موصل کا کنیز کو تا خلیفہ کے پاس لیجائے زیادہ خونریزی ہو

تو کہ چون رسولؐ آمد ہمیش پہلوان بہ گفت پیغام ملک اندر زمان بہ گفت من لی ملک میخوام نہ مال بہ
 ایک میخوام یکے صاحب جمال بہ داد کا غذا کا نذر و نقش و نشان بہ گفت پیشش بر بگو اور اعیان بہ کا نذرین
 کا غذا نہ گرجہ صورتست بہ زود بفرستش کہ ملک و مال رست بہ این کنیز خواہم اور اطالیم بہ ہین بدہ و نہ
 ہم اکنون را غم نہ چون رسولؐ باز گشت و گفت حال بہ داد کا غذا و نمود آن مثال بہ گشت معلومش

چہ گفت اسے شاہ نرٹہ صورتے کم گیر و زود اور اپرین من نیم در عہد ایشان بت پرست بہت بر آن بت پرست
 اسے ترست بہا بتبرک داد و دختر را در بر و سوسے لشکر گاہ و در ساعت سپرین روی و دختر چون بدید آن پہلوان
 گشت عاشق بر جمالش در زمان بہ عشق بھرے آسمان سے یوسف بہ
 دور گردون راز موح عشق دان بہ چون ہووے عشق
 کے فداے روح گشتے نامیات با روح کی گشتی فداے
 بر جافردی همچون بخ کے شدی پیران و جویان چون بلخ سے جا قاصد پاس پہلوان کے آیا اور
 پیغام پادشاہ موصل کا بیان کیا آستے اسی وقت کہا کہ میں نہ ملک چاہتا ہوں نہ مال لیکن ایک
 صاحب جمال چاہتا ہوں اور کاغذ اسکو دیدیا جس میں اسکی تصویر تھی اور کہا اس کاغذ کو اس کے پاس لیا
 اور کھل کے کہدے کہ اس کاغذ میں دیکھ کس کی صورت ہے جلدی اسکو پھیر دے بس ملک و مال
 سب سے چھوٹ گیا اس کثیر کو میں چاہتا ہوں اسی کا طالب ہوں خبردار ہو اسی کو دیدے دین میں
 ابھی لڑائی پیراغب ہوں جب قاصد لوٹ کے گیا اور حال کہا کاغذ دیکر وہ تصویر دکھائی جس پادشاہ کو
 معلوم ہوا تو پادشاہ نے کہ صورت کا گرفتار نہ تھا قاصد سے کہا کہ صورت کو ناجیز سمجھو صورت کچھ چیز
 نہیں ہے جلدی اسکو لیا میں اپنے زمانے میں بت پرست نہیں ہوں وہ بت پرست ہو بس بت
 بت پرست ہی کے پاس ہونا نہایت بہتر ہے قصہ کچھ تبرک اس لڑکی کو دیا قاصد لینگیا اور اسی وقت
 لشکر گاہ میں اسے سیر کردی تبرک سے مراد قدرے قلیل اس پہلوان نے جو صورت اس دختر کی
 دیکھی اسی وقت اس کے جمال پر عاشق ہو گیا اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ عشق ایک دریا ہے
 اور یہ آسمان اس دریا کی جھاگھ ہیں کہ اسی دریا سے پیدا ہوئے اور زلیخا کی طرح عشق میں ایک یوسف
 کے جو خدا نے تعالیٰ ہی بتلا و مقید اور یہ در جو گردون کا یہ بھی موع عشق ہی سے ہو وہی اسکو گھماتا ہے
 اگر عشق نہ ہوتا تو جہان ٹٹھرا ہوا ہوتا کتب جمادی نبات میں نحو ہوتا اور کتب قوسین نامیہ روح پر فدا ہوتی روح
 آدم پر کتب فدا ہوتی جسکی نسیم سے مریم حاملہ ہوئیں واضح ہو کہ آدمی میں جمادی اور نباتی اور حیوانی تینوں
 صفتیں ہیں جماد جسم ہو اور نبات اس جسم کا بڑھنا اور جان ظاہر اور جب جان آدم کے جسم میں داخل
 ہوئی تھی تو انکو جھینک آئی تھی اسی جھینک کے مادے سے مریم حاملہ ہوئیں جو حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے
 نسیم اسی مادے سے اشاہ ہو غرض ہر چیز بخ کے مثل ٹٹھر کے اپنی جگہ پہنچاتی جیسے رخ سے پہا بھرے
 زمین اور بلخ کی طرح کہ یہ بھی پہاڑوں میں رہتی ہو کب جویان ویران ہوتی قولہ ذرہ عاشقان آن
 جمال سے شتابد در علو چون نہال نسیم شد بہت اشتاب شان بہ تنقین تن میکند از بہر جان بہ پہلوان

چہ را چورہ پنداشتہ بشورہ اش خوش آمدہ چپ کاشتہ چون خیالی دید آن خفتہ بخواب بہ جمع شد با او و ازوے
رفتہ آب بہ چون بحیست از خواب شد بیدار و دودہ دیدگان لعبت بہ بیداری بنودہ گفت بر بچ آب خود
بردم و بچ بہ عشت
کاشت بہ مرکب
عندے وجودے والتوسے ہا این

کہ عقل کو سیلاب آزدہ در خرابی کرونا خندہ دراز بنہ ایدے سدوسے خلف سدہ پیش و پس کے
بیند آن مفتون خدا آمدہ در قصد جان سیل سیاہ بہ تاکہ روبرو انگند شیرے بچاہ بہ از چہ بنمود معدومی خیال بہ
در چہ اندازد از داسود جمال بہ بچکس را باز نازان محرم مدارے کہ مثال آن چوپنبہ است و شرارتہ آتشی بالشتہ ستر
تاب حق بہ بچو یوسف مقصم اندر رہق بہ کز زینا کے لطیف سرو قد بہ بچو شیران خوشن را و اکندہ نفس
خود را کے توان کردن زبون بہ جز با دماغ عقل و دفتون بہ جانب اتمام قصہ باز ران بہ کاین سخن پایان نداد
پہلوان بہ املعے قدرہ زہ اس جمال کے عاشقون کا مثال نہال کے علوین دور تا ہی یعنی علوی طرف
رجوع ہوتا ہی اور یہ شباب اُنکا کیا ہی سچ شد ما فی السموات و ما فی الارض دہوا الغزۃ الحکیم تسبیح کرتی ہوا اللہ کی جو
چیز کہ آسمانوں میں ہوا و جو چیز زمین میں اور وہ بڑا غالب حکمت والا ہی یعنی بموجب الیہ یصدقہ کلہم الطیب
تسبیح اُنکی کیا صعود کرتی ہے گویا وہ درہ ہی صعود کرتے ہیں اور تن اُنکا جان کے واسطے صفائی کرتا ہی قصہ اس
پہلوان نے اس کنیز کو کہ حقیقت چاہتی سرمایہ ہال نکال لہ جانا اور اس لہ میں چلا اور کشت شورہ اُسکا اُسکو خوش آیا
لہذا دانہ اپنا اس شورے میں بویا کشت شورہ وہی ذات اُسکی نکلیں بیچ اب اسکا ایسا حال ہوا کہ جیسے
کسی سوتے آدمی نے سوتے میں کوئی خیال خواب میں دیکھا اور اُس سے جمع ہو کے منزل ہو گیا جب
خواب سے چو نکا اور جلدی سے بیدار ہوا دیکھا تو وہ لعبت جو خواب میں دیکھی تھی بیداری میں نہیں دیکھتا یا کہ میں
بیچ و بیہودہ پر اپنا آب خراب کیا اور افسوس فریب میں اُس فریب وہ کے آگیا اسی سبب سے
ہم کہتے ہیں کہ وہ پہلوان تن کا تمام دی اس میں نہ تھی نہ در حقیقت مرد تھا کہ تم مردی کا ریت کی زمین میں بویا
ایسا کھڑا اُسکے عشق کا سرکش تھا جس نے سیکڑوں لگائیں توڑیں اور نگرہ لا ابالی کا شل کبوتر کے مارتا تھا
یعنی جیسے کبوتر یادہ کے سامنے بکھرتا ہی اور بار بار بولتا ہی کہ خلیفہ کیا چیز ہو جس سے عشق میں ہیں مہجائون
میرے نزدیک مرا جینا وجود عدم کیسان ہی پھر فرماتے ہیں ایسا جلتا ہوا در گرم مت بوسینے جلدی نہ کر
کسی کا روان سے مشورہ بھی لے لیکن مشورت کہاں اور عقل کہاں جس وقت کہ سیلاب حرص کا
آیا اور اس نے خرابی میں ناخن بڑھالے اس وقت تو سامنے بھی ایک دیوار ہوئی ہی اور پیچھے بھی دیوار

آگے پیچھے کچھ نہیں اور جتنا پھر وہ عاشق رخسار یار کا پیش و پس کو کیسے سوچے خیال تو کسی کی جان کا قصد کر کے سیل سیاد اسے سیل سخت آئے اس وقت میں ادنیٰ رو بہ شیر کو کنوئین میں ڈالنے یعنی کسی کنوئین سے ایک خیال معدوم دکھائے اور اسی خیال سے کنوئین میں گر گئے کہ وہ خیال ایک کالی بجانسی ہے جیسے خرگوش نے شیر کو کنوئین میں خیال دکھائے گرایا تھا جس کا قصہ دفتر اول میں گزرا خیال وہ صورت جویانی و آئینہ میں نظر آتی ہے کیسی ہی کیوں نہ ہو خورتوں کا محرم اسکو مت بنا عورت و مرد کی ایسی مثال ہے جیسے پنبہ اور آتش ہاں اگر یہ آگ آب حق سے بجھی ہوئی ہے تو وہ یوسف کی طرح گناہ سے معصوم و پاک رہے گا کہ زلیخا جیسی لطیف دسر قد سے شیرون کی طرح آپ کو بچائے ورنہ اپنے نفس کو کون عاجز و زبون کر سکتا ہو سوائے اسکے کہ عقل و ذوق اسکی مدد کرے یہ سب اشعار سبب حال اس پہلوان کے فرمائے اب فرماتے ہیں کہ قصے کے تمام کرنے کی طرف پھر چل کسوائے کہ اس سخن کی تو اسے پہلوان کچھ اتنا نہیں

لوٹنا پہلوان کا موصل سے اور صحبت کرنا کنیز کے

قولہ بازگشت از موصل دی شد براہ بہ تافرو د آمد بہ بیشہ مرجاہ بہ آتش عشقش فروزان آن چنان بگم ندانست اوزمین از آسمان بہ قصد آن سرگرد اندر خیمہ و پد عقل کو د از خلیفہ خوف کو بہ چون زند شہوت درین وادی وہل بہ چہیت عقلت ای فحل بن الفحل بہ صد خلیفہ گشتہ کمتر از گس بہ پیش چشم شینش آن نفس بہ چون برون انداخت شلوار نشست بہ در میان پائے زن آن زن پرست بہ چون ذکر سوے مقربے رفت راست بہ رستخیز و غفل از لشکر نجاست بہ بر حیدر آن کون برہنہ سوے صف بہ ذوالفقار ایچو آتش او بکف بہ دید شیر اند سیہ از نیستان بہ برزہ بر قلب لشکر ناگمان بہ تازیان چون دیو در جوش آمدہ بہ صد طویلہ و خیمہ مار ہم زدہ بہ شیر زمیگر و گنبد از غنر بہ در ہوا چون موج دریا بست گز بہ پہلوان مردانہ بود و جیدر بہ پیش شیر اند چو شیر مست نہ بہ ذوالشیر و سرش را بر شگافت بہ زود سوے خیمہ مہر و بتافت بہ چونکہ خود را و ہدان حور نمود بہ مردے او چنان برابرے بود بہ باچنین شیری بپاش گشت جفت بہ مردے او ماند بر باد و خفت بہ اللغات مرنج بالفتح چرا گاہ فحل لفتجین بست و نامر و وجیز مقرر بفتح تدریگاہ گنبد بست لغز بضم اول و فین مفتوح سورخ پیچید ووش دشتے حوراجلی جمع حورے المعنی القصہ وہ پہلوان کنیز کے لیکے موصل سے لوٹا اور منزلیں طے کرتا ایک جنگل میں کہ چراگاہ و سبزہ نارتھا آٹرا آگ عشق کنیز کی ایسی جھڑک رہی تھی کہ زمین و آسمان جو مردانہ شیب و فلز زمانہ سے ہو کچھ نہیں ہو جھٹھٹھا آخر بقصد دس باب کے اسکے غمے میں گیا اب عقل کمان اور خلیفہ کا خوف کسان اور کیسے ہو

جبکہ شہوت نے اس مقدمہ میں توارہ بجایا تو پھر نامزد مرد کے بیٹے غفلت کمان شہوت کے لشکر سے کب
مقابل ہو سکتا ہو اسوقت میں سیکڑوں خلیفہ اسکی حتم آتشیں میں ایسے بھی نہیں جیسے ایک کچی حبیب
اسکا پا جامہ نکال کے وہ زن مرید اسکے پاؤں کے درمیان میں جماعت کے لیے بیٹھا اور جیہی ذکر قرار گاہ کی
طرف سیدھا جانے لگا کہ ناگمان ایک قیامت و شور لشکر سے اٹھایا ویسے ہی کون برہنہ لشکر کی طرف
چھپتا ایک ذوالفقار کہ وہ مثل آتش کے سوزان تھی اسکے ہاتھ میں تھی دیکھا کہ ایک شیر سیاہ جنگل سے نکل کے
ناگمان آیا پورا اور قلب لشکر پر حملہ کر رہا ہوا تمام گھوڑے دیو کی طرح جوش میں ہو رہے ہیں اور تمام طوطے اور
خیمے لوت پوت ہیں شیر زاپے بھٹ سے باہر نکلا ہوا جھین کر رہا ہوا اور موج دریا کی طرح ہوا
میں بیس گز رنگ اچھل رہا ہے یہ پہلوان مرد مردانہ و بیخوف تھا شیر کے سامنے شیرست نہ کی طرح آیا
اور ایک ضرب تلوار سے سر اسکا چیر کے فوراً اس ماہر و کے خیمے میں گیا جب پھر اس حور کے
سامنے ہوا تو مردی اسکی ویسی ہی کھڑی تھی حالانکہ حملہ اور لڑائی میں ایسے شیر غور کا جفت ہوا تھا
لیکن مردی قائم تھی سست و نائل نہیں ہوئی تھی قولہ ان بت شیرین نقاے ماہر وہ و عجیب
ماندار مردے اوہ جفت شد باو بشہوت ان زمانہ متحد گشتند حالے نفس و جان و اتصال این
و دجان با یکدگر بہ میر سنا ز غیب شان جانے دگر نہ غایا نہ طوق زادے دگر نہ باشد در علوقش بہ زنی
ہر کجا و کس بہری یا بکین جمع آید تائے زاید یقین با یک اندر غیب زاندا ان صور بہ چون رو سے
ان سو بہنی از نظر ان بتا کج کو قرانات تو زاد بہین مگر داز ہر قرینے زود شاوہ منتظرے باش
ان میقات را بہ صدق دان الحاق ذریات را بہ کو عمل زائیدہ اند و از علل بہ ہر یکے راصورت نطق
و کل بہ بانگ شان در میر سدا زان خوشخصال بہ کاس زمان فافل بلا زور تعال بہ منتظر و غیب جان
مرد و زن بہ مول مولیت چیست زودتر گام زن بہ راہ گم کردہ ازان صبح و دروغ بہ چون گیس افتادہ اند
دیگ دوغ بہ چند روز سے ہم برین بعد ازان بہ شد بشیمان از چنان جرم گران بہ اللغات علوق
بضمین حم جانا خون کار خیمین کل گنگ زبان بستہ بلا خبر بار باش تعال اے بیامول درنگ المعنی
جب اس بت شیرین نقا ماہر و نے اسکی مردی بدستور ایسا دیکھی تعجب میں ہوئی پھر اسی وقت
شہوت کے ساتھ اسکی جفت ہوئی تو زانفس و جان ایک ہو گئے آپ مقولات ان کے ہیں فرماتے
ہیں کہ جب دو جانیں مل جاتی ہیں اور ان میں وصل ہو جاتا ہو تو غیب سے انکے لیے دوسری جان
پہنچتی ہو اور وہ جان جننے سے پیدا ہوتی ہو اگر اسکے لطف و علقہ میں کوئی رہن یعنی غرابی ہو قاعدہ
ہے جہان کہیں دو آدمی محبت یا کینے سے جمع ہونگے قیسا ضرور ہی یقینا پیدا ہوگا لیکن وہ صورتیں غیب میں

پیدا ہوئی بہنِ حسب تو خیب میں جا لگا تو انکو اپنی نظر سے دیکھا وہ نتیجے جو تیرے آفات سے پیدا ہوئے
 میں یعنی جن چیزوں کا تو فریاد ہوا اور اُس کے نتیجے میں تو اُس فریاد سے شاد ہو کر جلدی ست پھر
 بلکہ اُس وعدے کے وقت کا منتظر رہا اور اس فریاد کے الحاق کو بیچ جان فرور تجھے لاحق ہو گئے
 جو تیرے عمل سے پیدا ہوئے ہیں اور جو تیرے سببوں سے انہیں ہر ایک کی صورت خواہ ناخاں ہے خواہ
 گنگ جیسا کہ فرمایا اللہین استوار تبعہم فریمہم بایمان الحسناءم فریمہم من علمہم من شئی یعنی وہ لوگ
 کہ ایمان لائے اور متابعت کی انکی انکی ذریت نے ایمان میں پہونچا لینگے ہم انکی ذریت کو اُنکے پاس سوا
 اسکے کہ درجہ صواب و عمل سے کچھ گستا دین اور اُن ذریات کی آواز چلی آتی ہو اُس شخصہاں سے
 کہ لے فلان تو ہم سے غافل ہو رہا ہو بہت جلدی آغیب میں دروزن کی جان تیری منتظر ہے
 تو نے دیر کیوں کر رکھی ہو جلدی قدم اٹھا اور ہمارے پاس آگے تو اس راہ کو سبب اپنی ہیج و روغ کے
 کہ اسکو بیچ نہیں جانتا یعنی ان ذریات کے الحاق پر تجھ کو صدق نہیں ہو لہذا راہ بھولا ہوا ہو اور اس مٹھے
 کی ہانڈی میں گیس کی طرح چڑا سر دھننا اور ہاتھ ملتا ہو قصہ مختصر چند روزہ پہلوان اسی طرح اُس چھو کری
 کے ساتھ رہا آخر اس جرم گران سے پشیمان ہوا

وصیت پہلوان کی کنیز کو واسطے خفا راز کے

قولہ داد سو گندش کاے بدرنیز کن حذر تاشہ نرود زین خبیثہ و شفاعت گفت کاے خورشید روٹ
 با خلیفہ ناخچہ شد چیزے لگوئے مختصر گویم بہر دان پہلوان بہ مرکنیک راسوی شاہ جہان پہونکہ دیداد کنیزک
 ست گشت بلبس زبام افتاد اور انیز طشت بدید صد چند ان کہ وصف اشنیدہ بودہ کے بو خود دیدہ
 مانند ستودہ وصف تصویر ست بہر چشم ہوش بہ صورت آن چشم دان دان گوش بیک مثالے گویم اکنون
 گوشدار فہم کن امثال معنی ہوشدار بہ اللغات طشت از بام افتاد شہور و بدنام ہونا اسے الحاصل
 بعد پشیمان ہونے کے چھو کری کو قسم دیکر کہ لگاے بدرنیز احتیاط کر کہ بادشاہ اُس سے خبردار ہونے پائے
 اور خدا و رسول کے واسطے دیکر کہ لگاے اور خورشید روئے جو کچھ خلیفہ سے مت کہنا آب فراتے ہیں طویل
 طویل کیوں کروں مختصر کمون کہ وہ پہلوان کنیزک کو بادشاہ کے پاس لے گیا بادشاہ بھی اسکو دیکھ کر
 مست ہو گیا اور وہ بھی اُسکے عشق میں شہور و بدنام ہوا اس لیے کہ جیسا اُسکو سنا تھا اُس سے
 اُسکو سو گونہ پایا اور در حقیقت ہر بھی یہ کہ دیدہ کی طرح شہورہ نہیں ہوتا تو اگر کسی کی تصویر دیکھے تو
 جو وصف اس تصویر میں آوے وہ تو چشم ہوش کے لیے ہے کہ چشم ہوش دیکھتی ہے اور خوبی اس کی
 ہوش میں سماتی ہو اور صورت اسکی ملک چشم گوش کی ہے کہ یہ اُس صورت کو دیکھتی ہیں اسب

اسکی ایک مثال تجھ سے کہوں اُسکو کان لگا کے سن ایسی ہی مثالوں کو سمجھ اور معنی کی طرف
 ہوش رکھنے اُس سے نکال

پوچھنا ایک شخص کا کسی سے فرق حق و باطل کا

قولہ کہ مردے از مخندانی سوال ہے حق و باطل جیست ای نیکو مقال بہ گوش را بگفت گفت این باطل ہے
 چشم حق است و یقینش بر اصل است بہ آن بہ نسبت باطل اندیش این بہ نسبت اغلب سخنما سے
 امین ہے آفتاب ارگرد خفاش است جواب ہے نیست محبوب از خیال آفتاب ہے خوف اور خود خیالے
 سے وہرہ دان خیالش سوے ظلمت سے بروہ آن خیال لور سے ترسانندش ہے برشب ظلمات
 سے چفساندش ہے از خیال دشمن تصویر است کہ تو بہ چفسیدہ بریار و دوست ہے ہوسیا کشف لعل بہر کہ
 فراشت ہے آن محفل تاب تحقیق داشت کہ مشورہ بیان کہ قابض ہے بر خیالش دلاورین رہ واسطہ ہے
 از خیال حرب نہر اسید کس ہے لا شجاعہ قبل حرب اے جان و بس ہے بر خیال حرب خیر اندر فکرت
 سے کند چون رستمان صد کروفر و نقش رستم کو بجاسے ہووہ قرن حملہ فکر خاے ہووہ این خیال
 سمع چون مبصر شود ہے حیرت ہو درستی مضطر شود ہے ہمدکن کر گوش و چشمیت رودہ این ہے باطل منیودت
 حق شودہ نان سپس گوشت بود ہم طبع چشم گوہرے گرد و گوش ایچو لیشم بلکہ جملہ تن جو آئینہ شود ہے جملہ چشم
 گوہر و سینہ شود ہے گوش انگیز خیال و آن خیال ہے ہست دلالہ وصال آن جمال ہے ہمدکن تا آن خیال
 افزون شود ہے تا دلالہ رہبر مجنون شود ہے آن خلیفہ گول ہم یکجند نیزہ ریش گاوے کرد خوش ہا آن کینزہ
 ملک را تو ملک شرق و غرب گید چون نمی ماند تو از برق گیرہ ملکتی کان سے ماند جاودان ہے اے دلت
 خفتہ تو از خواب دان ہے ناچہ خواہی کرد آن باد بروت ہے تا بگردد ہیچو جلا دان گلوٹ اللغات فنکر
 بفتحین بھی درست ہو جمع جمع لعل باد بروت کبر و غورا ملعے ایک مرد نے ایک سخن دان سے
 پوچھا کہ اویک مقال حق کیا ہو اور باطل کیا ہو اُسے کان پکڑا اور کہا کہ یہ باطل ہو اور چشم حق ہو کہ اُسکو
 یقین حاصل ہو اور کان آنکھ کے سامنے بسبب نسبت کے باطل ہوے اور وہ نسبت اغلب
 باتوں کی ہے کہ جن میں شک کا اے امین زیادہ خیال ہوتا ہو دیکھو آفتاب سے اگر خفاش نے حجاب اختیار
 کیا ہو تو وہ خیال آفتاب سے محبوب نہیں بلکہ اسکا خوف اُسکے دل میں ایک خیال کر دیتا ہے اس
 سبب سے وہی خیال اُسکو ظلمت میں لجاتا ہو اور وہ خیال نور کا ہو جو اُسکو ڈراتا ہو اور شب ظلمات
 اسکو چکاتا ہو بس ایک خیال سے وہ دشمن اُسکی تصویر کا ہو جو نہیں دیکھتا جیسے تو یا ر و دوست پر چکا ہوا
 اپنے خیال سے اب خطاب ہو طرف حضرت موسیٰ کے کہ اے موسیٰ تم نے جملہ تجھے کا کوہ طور

پہلے کیا اس خیال سے کہ وہ محلِ اُس تجلی کا ہو جائے گا لیکن وہ تخیل طاقتِ محفلِ تجاہلی تحقیق کی نہیں رکھتا تھا بس اسی سبب سے کہا کہ اس خیال پر فریقہ مت ہو کہ تو قابلِ اُس کے خیال کا ہو اور اس راہ سے داخل ہو جائیگا جب تک کہ دیکھ نہ لے خیال تو کر لڑائی کے خیال سے کون ڈرتا ہو مگر تجماع تو قبل لڑنے سے نہیں ہو جاتا جیسا کہ کہا ہو لاشعاعہ قبل الحرب شجاعت قبل لڑائی سے نہیں ہے خیز نامرد جب لڑائی کا خیال اپنی فکر میں باندھتا ہے تو کیسے اپنے کرو فراس فکر میں کرتا ہے وہ تصویرِ رستم کی جو جام میں ہوتی ہے وہ اس خام کی فکر سے بالکل نزدیک ہوتی ہے آپ کو دیسا ہی خیال کرتا ہے اور جب یہ خیال کان کے مبصر ہوتے ہیں اور دیکھنے میں آتے ہیں تو حیرت کیا اُسکا تو کام ہی اضطراب و خوف ہے بڑے بڑے رستم مضطرب و پریشان ہو جاتے ہیں اب تو ایسی کوشش کر کہ جو چیز تیرے کان میں پہنچتی ہو کان سے چشم میں پہنچے اور جو کچھ یہودہ باتیں یہ خیال تجھ کو دکھا رہا ہو سب حتیٰ ہو جائیں جب یہ نیست تیری ہوئی تو بعد اُسکے کان تیرے ہم طرح چشم کے ہوں اور جو یہ کان مثل سنگ چشم کے ہیں گوہر ہو جائیں بلکہ جملہ تن تو آئینہ ہو جائے اور ہمہ تن چشم اور گوہر اور سینہ بن جائے جو مخزنِ اسرار و الوار آئی ہے پھر کان جو خیال پیدا کرے اس خیال کو دلالہ وصال اُس جمال کا جان کس خوب جد و جہد کرتا اُس خیال میں ہر دم ترقی ہوتی رہے نہ کمی تا وہ دلالہ راہبر راہ مجنون کا ہو جائے جیسے مجنون لیلیٰ کے خیال میں کوسون چلا گیا تھا اور آخر لیلیٰ تک پہنچا تھا اب فرماتے ہیں کہ اس خلیفہ احمق نے بھی اُس کنیز کے ساتھ خوب حماقت کی حقیقت یہ ہو کہ اگر بادشاہ ہو اور اسکا ملک ہو کہ وہ اسکو ملک شرق و غرب کا جانتا ہو جب وہ ہمیشہ اپنے پاس نہیں رہتا تو یہ جان لے ایک برق ہے ع ذمے پیدا و دیگر دم نہا نیست پڑ جو ملک کہ وہ ہمیشہ نہ رہے اسکو از خفتہ دل خواب نہ سمجھے کہ خواب دیکھتا ہوں تو اس باوروت یعنی تلک و غرور کو کیا کرے گا کس کام کا ہو سوا اسکے کہ ایک دن جلاد کے مثل تیرا گلا بکڑے

در بیان ضعف عقل منکرانِ بعث

قولہ ہدیرین عالم بدان کہ بانیست بآرمناقی کم شنو کہ گفت نیست بختش نیست گوید ہر دے پڑ گریبے چیزے دگر من دیدے پڑ گریبہ بند کو دے احوال عقل پڑ علقے ہرگز کنان عقل نقل پڑ ورم بند عاقلے احوال عشق پڑ کم گردہ نیکو فال عشق پڑ حسن یوسف دیدہ انخوان ندیدہ ازدول یعقوب کے شدنا پدید پڑ مرصدا چشم موسے چوب دیدہ چشم غیبی افعی و آشوب دیدہ چشم سرا چشم سر در جنگ بودہ غالب آمد چشم سر حجت مند چشم موسی دست خدا دست دیدہ پیش چشم غیب نورے شد پدیدہ این سخن پایاں

ملا رہا دھرم کمال پہ پیش ہر محروم باشد این خیال پہ چون حقیقت پیش او فرج و گلوست بکلم بیان کن پیش او
اسرار دوست پہ پیش ما فرج و گلو باشد خیال لا جرم ہر دم نماید جان جمال نہر کرا فرج و گلو آئین و دوست پہ
آن لکم دین ولی دین ہر اوست پہ با چنان انکار کو تہ کن سخن نہ احمد اکم گوے با گبر کن پہ المعنی قرآن کے ہیں
منافق کہتا ہو کہ اسی جہان میں ماومن ہو یعنی بعد مرنے کے پھر پھر نہیں ہو ماومن ہو کما جاء فی القرآن ما ہی
الاحیاء تا الدنیا موت و خیال و ما یسلکنا الا الدہر و ما لہم بذلک من علم ان ہم الا یخرون یعنی نہیں ہو یہ مگر
ترسگی ہماری دنیا کی کہ مرتے ہیں ہم اور زندہ ہوتے ہیں اور کوئی نہیں ہلکوا ہلاک کرتا ہے مگر زمانہ اور انکو
اسکا علم نہیں ہو پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں ہیں وہ مگر جھوٹے لا جرم تو اسکی اس بات کو مست
سُن جو کہتا ہو کہ عالم عقلم نہیں ہو بڑی حجت اسکی یہ ہو کہ اگر اسکے سوا اور کچھ بھی ہوتا تو میں بھی دیکھتا
پھر کیوں نہیں معلوم ہوتا ہم کہتے ہیں اگر لڑکے عقل کے احوال کو نہ دیکھیں تو عاقل عقل سے کبھی
بھی نقل کرتے ہیں یعنی خلاف عقل نہیں کرتے اور اگر عاقل احوال عشق کا نہ دیکھے تو عشق نیک کا
ماہ کم نہیں ہو جانا اگر دیدہ اخوان نے حسنِ یوسف کو نہ دیکھا تو کیا ہوا یعقوب کے دل سے تو ظاہر
ہوا موسیٰ کی چشم ظاہر نے تو عصا کو چوب دیکھا اور چشم غیبی نے انعی اور آشوب دیکھا وہی عصا تو تھا
چشمِ سراپ پوشیدہ چشمِ سرینے ظاہر کے ساتھ لڑتی تھی آخر چشم پوشیدہ غالب آئی اور حجت
دکھا دی چشمِ موسیٰ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا اور چشمِ غیب کے سامنے اُس سے
نور ظاہر ہوا اے بیضایہ سخن تو اپنے کمال میں بے پایاں ہیں لیکن جو اس سے محروم ہو اُس کے
سامنے یہ خیال بے وجود ہے جیسے اور خیال لایعنی آتے رہتے ہیں اور جب کہ وہ حقیقت کی باتیں نہیں
سمتا اور فرج و گلو کو حقیقت سمجھ رہا ہے یعنی شہوت رانی و تن پروری اُس کے سامنے اسرار
دوست کے مست بیان کرنا ہمارے سامنے فرج و گلو خیال ہیں لا جرم ہلکوا جان ہر دم اپنا
جمال دکھاتی رہتی ہے پس جسکا کہ قاعدہ اور عادت فرج و گلو ہو اسی کے لیے لکم دینکم ولی دین
آیا ہے یعنی تمہارے لیے تمہاری روش ہو میرے لیے میری روش یعنی اے احمد جب منافقوں کو
ایسا انکار ہے تو تو اپنے سخن کو کوتاہ کر اور یہ پُرانے کافر ہیں ازلی ان سے بات مت کر یہ

شعر گویا تفسیر شعر صدر کی ہو

انا خلیفہ کا پاس اُس زن کے واسطے شہوت رانی و جماع کے

قولہ چون خلیفہ کرداے اجماع بدسوی آن زن رفت از ہر جماع بد ذکر او و ذکر بر پاسے کر وہ قصد
لحفت و خیز مہرا نراے کر وہ چون میان پاسے آن خاتون نشست بد پس تضا آمد بد ہمیشہ شش بست

خشت خشت موش در گوشش رسیدہ شفت مروی شہنوش کی رسیدہ وہم آن کرنا رہا شد آن صریح
کہ ہی جنبہ بہ تندی از حیرت الطعناست شفت ز حیرت جملہ شفت نام آواز کا غزو جہانہ وغیرہ صریح
آواز قلم مطلق آواز حمیرہ لوریا لعلیہ سبب خلیفہ نے اُس سے واسطہ آجملہ کی کی اور جماع علیا ست
اُس عورت کے پاس گیا ذکر جماع کا کہ کہ ذکر کر رہا تھا وہ کیا اور تھک جوارح مہر افرا کا کیا جب در میان بین
پانوں اُس خاتون کے بیٹھا پس ایسی گردش فلکی ہوئی کہ اُس کے عیش کی راہ بند کردی کہ ناگمان
خشت خشت آواز چہ ہے کی اُس کے کان میں پہونچی پہونچتے ہی مردی اُس کی سوگی اور شہوت کی
بھاگ گئی اسکو یہ وہم ہوا کہ بیان کمین سانپ ہے جس کی آواز سے یہ موش بہ تندی تمام
بور سے سے نکل بھاگا ہے

ہنسنا کنیزک کا ضعف شہوت خلیفہ پر مقابل تو تہ شہوت پہلوان کے اور پھر جانا
خلیفہ کا اور پوچھنا سبب خندہ کا

قولہ زن چو دید آن مستی انداز شفت بہ انداز رفتہ خندہ شفت زنت بیادش آمد مردی آن پہلوان بہ کو
بگشت آن شیر و اندازش چنان بہ غالب آمد خندہ زن شد و از ہمدی کردنی شد لب فراز بہ شفت می
خندید ہچون بنگیان بہ غالب آمد خندہ برسوزریان بہ ہرچہ اندیشید خندہ می فرو و ہچون بند سیل ناگاہان شہوت
گریہ و خندہ غم و شادی دل بہ ہر یکے را بعد نے فان تغل بہ ہر یکے را خزن و مقلح آن بہ اسے برادر
در کف قنار دان بہ ہیچ ساکن سے نشد آن خندہ زوید پس خلیفہ تیرہ گشت و تند خو بہ زود شمشیر سے
چو دلتش در کشیدہ گفت سر خندہ را گوا می پلید بہ و در دم زمین شدہ تلخی او قنار و راستی گو خندہ متواضع و او بہ در
خلاف راستی بفریم بہ یا بہانہ چرب سے آری دوزم بہ من بدافقہ دہل من بہ شہنشاہت بہ ہدایت حق آچہ
گفتنی بہ و در دل شاہان تو دان رہے سبطہ گر چہ کہ شد ز غفلت نہیر بہ یک پرست بہست
و در دل وقت گشت بہ وقت ششم و حص اندر زیر طشت بہ آن فراست این زمان یا من بہست بہ
اگر کوئی آچہ حق گفتست بہ من بدین شمشیر ہم گردنت بہ سودے نہد بہانہ گردنت بہ این زمان بہ شتم ترا بہ
ہیچ شک بہ تیغ را کرد و حالہ گفت نک بہ و رہ گوی راست آزادت کہم بہ حق یزدان کشمت شادت
کہم بہ ہفت مصحف در زمان بہ ہم نہاد بہ خورد سو گند و چنین تقریر و ادب اللغات مستقل تنہا کسی کم پر
کھرا ہونے والا لعلیہ فرماتے ہیں عورت نے جوہ شہنوش خلیفہ کی دیکھی متعجب ہو کے ٹھٹھا
مارا اور منہ سے اسکو گھیر لیا اور اُس پہلوان کی مردی اسکو یاد آئی کہ ایسے شیر کو جس نے سار سے
شکر کو لٹ پٹ کر دیا تھا مارا اور مردی اسس کی ویسے ہی استادہ تھی اُس خیال سے اسکو

بڑی لمبی ہنسی آئی ہر چند رد کرتی تھی اور کوشش کرتی تھی مگر پھیلا ہی جاتا تھا اب بند نہیں ہوتے تھے بنگیوں
 کی طرح جیسے انکا ہنسی کا تار بندھ جاتا ہو نہایت ہی ہنسنے جاتی تھی سود و زیان دونوں پر ہنسی اسکی
 غالب ہو گئی تھی نہ پر دافع کی تھی نہ غم نقصان کا یہاں تک کہ ہنسی کے ٹٹلنے کو اور فکر دن میں آپ کو
 دالتی تھی مگر جو کچھ سوچتی تھی اُس سے ہنسی ہی بڑھتی تھی گویا ناگمانی ایک اہل ہنسی کا اسپرٹ پڑا تھا
 آپ فرماتے ہیں کہ رونا اور ہنسا اور غم و شادی دل کی ان سب کا ایک خزانہ مستقل جانے رہ کہ یہ ہر ایک
 ایک محسن ہیں اور کبھی ہر ایک کی اسے برادر قنات کے ہاتھ میں پھر اسکے کھوے ہوئے کو کون
 بند کر سکے یہ بھی ہر چند چاہتی تھی مگر وہ خندہ اسکا ذرا بھی اُس سے نہیں دیتا تھا آخر خلیفہ قصہ اور تندہ ہوا
 اور جلدی تلوار کے ہجو آتش فشا کرنے والی تھی کھینچ کے کہا کہ ہاں اسے پلید اس ہنسی کا بھید بھلو بتا کیوں
 ایسی ہنسی ہو تیرے دل میں اس ہنسنے سے ایک گمان پیدا ہوا ہے بیچ بتا دھوکا بھلو نہیں دے سکیگی
 اور اگر خلاف راستی کے بھلو فریب دے گی اور چکنے چپڑے بہانے اور انسون کرے گی تو وہ بھی میں جان لوں گا
 اس لیے کہ میرے دل میں ایک روشنی ہو لہذا بھلو چاہیے کہ حق بات کہ وہ جو کنا چاہیے یہ جان لے
 کہ پادشاہوں کے دل میں بڑا ایک ماہ سطر ہوتا ہے چاہے کبھی بھی انکی غفلت سے وہ زیر اثر ہو جائے جو
 مراد عقل و فراست سے ہو پھر کہتا ہے کہ انکے دل میں وقت سیر اور گشت کے ایک چراغ ہوتا ہے
 جسکی روشنی سے ہر کسی کا حال دریافت کرتے ہیں اور یہی چراغ وقت حوض و شتم کے زیر طشت
 ہو جاتا ہے کہ اُس وقت کچھ نہیں سوچتا بس وہی فراست اس وقت میری مددگار ہو رہی ہے اگر کوئی
 وہ بات نہ کہی جو حق کہنے کا ہو تو میں اسی تلوار سے تیری گردن کا سٹھ ڈالوں گا تیرے بہانے جیلے
 کچھ بھلو فائدہ نہ کر سیکے کچھ شک مت سمجھ اسی وقت مار ڈالوں گا اور تلوار اسکی طرف اٹھا کے کہا یہ دھیہ
 موجود ہے اور یہ اگر کہہ دے گی تو اتنا دکر دے گا اور قسم حق کی ماروں گا نہیں بلکہ نل شاہ و کرون کا اور اسی وقت
 سات قرآن بنظر مزید تاکید قسم تلے اوپر رکھ کے یہ تقریر ادا کی اور قسم کھائی کہ ماروں گا نہیں قولہ زن
 چو عاجز گشت گفت احوال را بدو سے آن رستم صد زال را بدو شرح آن گردک کہ اندر راہ بود
 ایک بیک با آن خلیفہ و انموذہ شیر کشتن سو سے خیمہ آمدن بدوان ذکر قائم جو شاخ گردن بدو بدان
 قوت کہ از شیر شکار رہے بیچ تعییرش نہ شدید بر قراستہ تو بدین سستی کہ چون کردے بگوشش بد
 خشت خشت مو شکے رفتی از ہوش بدین بدیدم از تو این دازو سے آن بدین سبب خندیدم
 ای شاہ جہان بد را ہار می کند حق آشکارا چون بخاہد رستم تخم بد مکارا بدین بہار تو ز بعد برگ ریزد
 بہان بر وجود ستیخ پناش و بادا برو آب و آفتاب بد راز ہار سے بر آند از تراب بد

دربہاران سر برآید اشد و ہرچہ خورد دست این زمین رسوا شود و ہر دم آن از دہان و از لبش بد تا پید آید
ضمیر و نہ ہمیشہ سرخ ہر درخت و خورش بد جملگی پیدا شود آن ہر سرش بد ہر غمے کز دے تو دل آزر دہ
از خمارے بود کان خوردہ بد لیک کے دے کہ آن بد خمار بد از کدے سے برآمد آشکارا بد این خمار
اشکو نہ آن دانہ است بد آن شناسد کا کہ و فرنا نہ است بد شاخ اشکو نہ تمام دانہ را بد لطف کے مانند تر بر نانہ
را بد است مانند میو لا با اثر بد دانہ کے مانند باشد با شجر بد اللغات گردک بالضم گرد یعنی پہلوان و
کاف براے تعظیم گردن ہندی گینڈا برگریز خزان ہیو لا مادہ ہر شے واصل ہر چیز اے ملے آکا حاصل
عورت جب عاجز ہوئی تو اس نے سارا احوال کہا اور مردی اس رستم کی کہ وہ رستم تو ایک ہی زال
سے پیدا ہوا تھا اور یہ گویا سوزال سے پیدا تھا بیان کی اور نیز شرح اسکی کہ اس پہلوان بزرگ سے
راہ میں جو کچھ ہوا تھا جدا جدا خلیفہ کے آگے ظاہر کی یعنی شیر کا مارنا اور لوٹ کے غمے میں آنا اور
ذکر کا گینڈے کے سینک کی طرح کھڑ ہونا اور کہا کہ میں نے جو خیال کیا اسکی قوت کو کہ ایسے
شیر کے شکار سے کچھ اسکو تغیر نہوا جیسا تھا ویسا ہی برقرار رہا اور تیری سستی کو کہ تو نے جو چاہیسا کی
چون چون سستی اپنے ہوش سے جاتا رہا جب تجھ سے یہ دیکھا اور اس سے وہ دیکھا تھا تو اس سبب سے
اے شاہ جہان میں ہنسی بس یہ وجہ ہنسنے کی ہوئی اب مقولات مولانا رح کے ہیں کہ حق تعالیٰ پر
جملہ بھید کھلے ہوئے ہیں اور سب کو وہ ظاہر کر دیتا ہے اور جب تو جاننا ہو کہ بویا ہوا جتنا ہے تو تخم بدست ہو
یہ جو بہار بعد خزان کے ہوتی ہے ہی بڑی دلیل قیامت کے وجود پر ہے کہ ضرور ہوگی جیسے آگ
اور ہوا اور آب و آفتاب یہ سب ان اسرار کو جو زمین میں چھپے ہیں ظاہر کر دیتے ہیں جب
بماری ہے تو تمام بھید ظاہر ہو جاتے ہیں جو کچھ اس زمین کا کھایا ہوا ہوتا ہے سب رسوا ہوتا ہے
اسی زمین کے لب و دہن سے جن سے کھائی ہے اٹھیں سے جم اٹھتا ہے لب و دہن زمین
کے کنارے کڑھے تا اسکا یعنی زمین کا بھید و مذہب ظاہر ہو کہ امین ہے یا خائن ایسے ہی ہر خست
کی جڑ کا بھید کہ اس نے کیا خورش کھائی ہے سب اس کے سر پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میوہ ہر کھلے ہذا
جو تخم کہ اس سے تو آزر دہ دل ہوئے وہ خمار اسی شراب کا ہے جو تو نے کھائی ہے یعنی ہر عمل کا
وہ بدلہ ہے لیکن تو اس بات کو کب جانے کہ وہ خمار کون سی شراب سے ہے اور کس سے
ظاہر ہوا اور نہیں جانتا کہ یہ خمار کون سے دے کا شکوہ ہے ہاں اسکو وہ جانتا ہے جو کہ خبردار اور داناک
اور کیسے جانے کسوا سے کہ شاخ شکوہ کی مشابہ دے کی نہیں ہوتی نہ لطفہ مشابہ حق مردانہ کے
جو دونوں اصل شاخ و تن کی ہیں مگر دونوں ہیو لا کی طرح جو مادہ شے کو کہتے ہیں با اثر زمین

اور نہ دانہ ماتہ شجر کے کب ہوتا ہے کہ لطف ازنان است کے مانند بنان ہر دم از لطف است کے باشد
 جنان شب بخت انارست کے مانند بنارہ از بخار است ابر کے مانند بخارہ از دم جبریل شدیو سا پدیدہ کے
 بصورت بچو او شد ناپدیدہ آدم از خاک است کی مانند خاک ز چرخ انگور سے بنی مانند بتاک ہ کے بود عکاس
 جو خلد پائدارہ کے بود و ز سے بشکل با سے نار بچ است است اندازہ پس ندانی اصل رنج و
 درد ستر ایک ہے اصل نندارین بنارہ بیگماری کی رنج اندازہ بنارہ بنارہ اندازہ است او کشتہ ہر شمسیت ہ
 گر نمی مانند بوسہ ہم از ویست پس بدان رجعت نتیجہ لایست ہ است این شمسیت از شمسیت ہ گر
 ندانے این گنہ را از اعتبارہ زو زاری کن طلب کن اعتقارہ سجدہ کن صد بار سیکو اسے خدا نیست
 این غم غیر در خود و سزا ہے اسے تو سبحان پاک بے ظلم و ستم ہ کے ہی بیہر جان را درد و غم ہ من معین
 سے ندانم جرم را بیک ہم جرمے بباہد کرم را ہ چون ابو شیدی سبب را از اعتبارہ دانگا آن جسم را
 پوشیدہ دارہ کا این جزا اظہار ہر من بودہ در سیاست و زویم ظاہر شود ہ باز گردم سوے تو بہ شاہ
 بارہ تا شود علوم اسرار نیاز ہ اللغات اعتقار مغفرت کرم بالفہم کائنات عربی غم و اندوہ اسے
 پھر بتا یہ صدر فرما تے ہیں کہ لطفہ روئی سے پیدا ہوتا ہے اور روئی کے مانند نہیں ہے اور آدمی لطف سے
 ہے لیکن ایسا نہیں جیسا کہ لطفہ ہی جن نار سے ہے لیکن نار کی طرح کمان ابر بخار سے ہے مگر بصورت
 بخار نہیں حضرت جبریل کے دم سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے لیکن عیسیٰ ظاہر انکی طرح ناپید کب ہیں
 آدم خاک سے ہو گا شاہ خاک کے کب ہیں نہ کوئی انگور شاہ تاک کے طاعت کسی کی کمان خلد کے
 مثل پائدار ہے نہ کوئی چو شکل پائون دار کے غرض کوئی اصل وہیو لا ایسا نہیں ہے چو بصورت
 اس کے اثر کے ہو اسی سبب سے تو اصل رنج ندر دوسری نہیں جانتا لیکن ہے یہ کہ بدلایے اصل
 کے نہیں ہوتا نہ خدا سے تو ابے بیگناہ کسی کو رنج دیتا ہے جو کچھ جسکی اصل ہے وہی کشندہ
 ہر نفس کی ہے اگرچہ وہ مثل اس کے نہیں ہے مگر ہوا کسی سے بس اگر رنج جھکو ہو تو خوب جان لے کہ یہ نتیجہ
 میری ہی ذات و نفس کا ہے اور آفت اس ضربت کی میری ہی شہوت سے اور اعتبار کی راہ سے
 اس گناہ کو تو نہیں جانتا تو جلدی زاری کر اور مغفرت ڈھونڈو سجدے میں سر رکھو اور سیکڑوں بار
 کہ اسے خدا یہ غم جو چھپر کیا ہے میرے لائق سزاوار ہے کیسے کمون کہ سزاوار نہیں اسے خدا تو
 پاک سبحان بے ظلم و ستم ہے تو بے جرم کے جان کو درد و غم کب دیتا ہے لیکن من معین و
 مقرر کر کے اس جرم سے واقف نہیں ہوں مگر خوب جانتا ہوں کہ ہر غم و اندوہ کے لیے ایک
 جرم ہے بے جرم کے غم و اندوہ نہیں ہوتا اب تو نے جو سبب کو از راہ عبرت چھپا لیا ہے

تو ہمیشہ اپنے کرم سے اسکو ایسا ہی چھپا رکھ کس واسطے کہ اگر بدلا اس جرم کا وہ کاتو وہ جرم ظاہر ہوگا کہ ضرور کوئی جرم کیا ہو جب تو اس کے بدلے میں گرفتار ہے اور اس تنبیہ سے چوری میری ظاہر ہو جائے گی اب فرماتے ہیں کہ میں اس پادشاہ کے جس کا ذکر تھا تو یہ کے بیان کی طرف لوٹا جس سے جھکو بھید نیاز کے معلوم ہوں کہ نیاز اسکا نام ہے

غم کرنا پادشاہ کا بعد وقوف اس خیانت کے کہ اسکو عفو کروں اور چھپاؤں اور چھو کر اسی کو دیدوں اور جاننا کہ یہ فتنہ بدلا اسی کے ظلم کا تھا جو شاہ موصل پر کیا تھا کہ من اسناد فعلیہا یعنی جس نے بُرا کام کیا وہ اس کے ذمے ہے

قولہ شاہ باخود آمد استغفار کرد پاد جرم و ذلت و اصرار کرد و گفت باخود اپنے کرم باکسان بد شد جزاے آن بجان من رسان بد قصد جفت دیگران کردم بجاہ بد من کہ آن واقعا دم بجاہ بد من در خانہ کسری گیر زدم بد او در خانہ مرا ندلا جرم بد ہر کہ با اہل کسان بد شد نسق جہنم اہل خود را دان کہ تو دست او بد لڑکھ مثل او خراے او شود بد چون جزاے سیئہ مثلش بود بد چون بسبب کردے کشیدی سوے خویش بد مثل آنرا چون تو دیوئے زہیش بد غصب کردم از شد موصل کثیر غصب کو و عدا من آن را ندو تیرہ ادا میں من بدے لالاے من بد خائنش کرداں غیا تھاے من بد نیست وقت کین گزارے نامقام بد من بدست خویش کردم کار نام بد گر کشم کینہ ازان میر و حرم بد آن تقدے ہم بیاید بر سر دم ہچنان کین ظلم آمد در جزا بد از مودم باز نہ یایم و را بد در صاحب موصل کردن شکست بد من و گراں را نیارم نیز جفت بد او حق مان از مکافات آگے بد گفت ان عداتم بد عدنا بد بد ہر فرزندے کردن انجا سو نیست بد غیر صبر و محنت محمود نیست بد رہنا ناظمتنا سہو رفت بد رحمتے کن اے رحیمات رفت بد عفو کردم تو ہم از من عفو کن بد انکہا ہاں تو جرم کہن بد گفت اکنون اے کنیک و اگو بد این سخن بد کہ شنیدم من ز تو بد پاس دادو بر کسے عرضہ کن بد اپنے گفتے اے کنیک زین سخن بد ہا امیرت جفت خواہم کرد من بد اھذا اللہ زین حکایت دم مزین بد تاگردا و ز رویم شرسا کہ یکے بکرو نیکی صد ہزار بار یا سن امتحانش کردہ ام بد خوبتر از تو بد و بسپر وہ ام بد امانت یافتہ اور تمام بد این قضاے بود کہ ما سلام اللہ علیہا تو بد شد بد او دلال و بے عزت و قلبتان لالا غلام اے فرماتے ہیں پادشاہ کنیز سے سب طالع سن کے ہوش میں ہو گیا اور استغفار کیا اور اپنے جرم و لغزش و اصرار کو یاد کیا اور سوچ کے کہ جیسا میں نے لوگوں کے ساتھ کیا اسی کا بدلہ میری جان کو ملا میں نے اپنے رتبے کے زور پر قصد

اور دن کے جفت کا کیا وہ میرے ہی اوپر پڑا جس سے میں خود چاہ میں گرائیں نے دوسرے آدمی کے
گھر کا دروازہ بجایا اُس نے میرے گھر کا دروازہ بجایا سچ ہو جو کوئی لوگوں کے اہل پر فسق جو ہوا خوب جانے
کہ انہی اہل کا دلال و قلعیان ضرور ہوا سو اسے کہ اسے فعل کا بدلا ویسا ہی ہوتا ہو جیسا وہ فعل ہے جیسا کہ
فرمایا ومن جاء بسینۃ فله مثلما جویا کسی بُرائی کے ساتھ پس واسطے اسکے مثل اسی بُرائی کے ہر جب
تو نے اپنے فعل کا سبب پیدا کیا تو گویا اس بد فعلی کو اپنی طرف اپنے واسطے کھینچا اس لیے کہ تو پہلے
سے دیوث ٹھہرا ہوا ہی تین نے موصل کے پادشاہ سے کنیز اسکی بھینچی لوگوں نے مجھے اسکو بھینچا اور
کیسا جلدی چھینا اور ایسے شخص نے جو میرا امین اور میرا غلام تھا کہ اسکا کیا تصور نہ میں خیانت دوسری
کرنا نہ وہ میرا خائن ہوتا میری ہی خیانت نے اسکو خائن کیا اب وقت کیسے پورا کرنے اور بدے کا
نہیں ہے میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کا کام کیا اگر یہ کینہ اُس امیر اور حرم سے نکالوں تو وہ حد
سے تجاوز کرنا پھر میرے ہی سر پر پڑے گا جیسا کہ اُس ظلم کا بدلا میرے سر پر آیا اب جو ایک دفعہ
آزما لیا تو دوبارہ کیوں آزماؤں یہ اسی صاحب موصل کے درد نے میری گردن توڑی اب میں اس
درد کو دوبارہ کیسے ڈھونڈ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ہلکوا سکے بدے سے خبردار کر دیا جیسا کہ
فرمایا ہر علمی سلیمان بر حکم دان عدم عدلیغنی قریب ہو کہ خدا تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر جاؤ گے ہم بھی
پھر جائینگے جس ہر قسم کی زیادتی کرنا کچھ فائدہ نہیں ہو نہ سوائے صبر و رحمت کے کوئی امر محمود اب
کتا ہو ربنا انا ظلمنا انفسا یعنی اے پروردگار رہا رہا ہے ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور ہم سے
سہو ہو گیا تو رحیمی کر تیری رحیمیاں بڑی زلفت و سبط ہیں تین نے ان سے یہ جرم عفو کیا تو اپنے عفو سے
میرے لئے بڑے جملہ گناہ عفو کر دے یہ سب با تین سوچ کے کنیز سے کہا کہ اب تو بھی اس بات کو
جو میں نے تجھ سے سنی خبردار کسی سے مت کہ خوب نگہبانی اسکی کر اور کسی سے عرض مت کہ جو کچھ
تو نے اسے کنیز کہ مجھ سے کہا ہو میں تجھ کو اسی امیر کا جفت کر دوں گا اللہ اللہ اس حکایت سے
پھر دم مت مار تجھ سے مت نکال اس سبب سے کہ وہ مجھے شرمائے گا اگرچہ یہ ایک بُرائی
اُس سے ہوئی مگر لاکھوں نیکیاں بھی تو ہوئی ہیں میں نے بارہا اسکا امتحان کیا کہ تجھ سے بہتر اور
خوب تر اسکے سپرد کردی ہیں اور امانت میں اسکو پورا ہی پایا ہو بھی ایک مشیت ایزدی تھی جو یہ
بُرائی اُس سے ہو گئی

ہلانا خلیفہ کا پہلوان و کنیزک کو اور عقد کر دینا دو نوں کا
قولہ پس بخود خاندان امیر خویش را بیکشت در خود شتم قمر اندیش را بکردار ایک بہانہ دلپذیر

کہ شدت میں کینک بس نفیر زان سبب کہ غیرت در شک کینک مادر فرزند دارد و صد غریب مادر فرزند را
 صد حق است باوند و خورد چنین جور و جفاست در شک و غیرت سے برو خون سے خورد و زمین کینک
 سخت تلخی سے برد و چون کسی را داد و خواہم این کینک پس ترا و لے ترست این اسے غریب و چون تو جانبا
 نمودے بہرا و خوش نہا شد دادن اور اجز ہوتا عفت کردش با امیر اور او داد و چشم ما و حرص را لیکو
 نما و کرب سے سستی زری خزان و بود اور مردے پیغیران و ترک ششم و شہوت و حرص
 اور سے بہست مردے درگ پیغیر سے با لکھے پا و شاہ نے وہ باتیں جو او پر مذکور ہوئیں سوچ کے
 اس امیر کو اپنے پاس بلایا اور اپنے محلے قہر اندیش کو اپنے ہی آپ میں مارا اور ایسا ایک ہسانہ
 جسکو اسکا دل قبول کرے اس سے کیا کہ جھکوا اس کینک سے نہایت نفرت ہو گئی اس سبب سے
 کہ اسکی غیرت در شک سے مادر میرے فرزند کی بیضے اصل بی بی سیکڑون قسم کے تالے
 اور فریاد کرتی ہو اس کے میرے اوپر سیکڑون حق ہیں بس دھلائی ایسے جور و جفا کے نہیں ہے
 وہ نہایت رشک و غیرت کرتی ہو اور خون اپنا کھاتی ہو اور اس کینک کے سبب سے نہایت
 تلخی اٹھاتی ہو میں آخر یہ کینک کسی کو دے ہی دوں گا بس سے غریب شخصے اولی اور بہتر کون ہو تو نے اس کے
 واسطے بڑی جانبازی کی ہو لہذا میرے سوا اور کو دیدینا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا لا جرم اس امیر
 کے ساتھ اسکا عقد کر کے اسے دیدی اور اپنے خشم و حرص کو الگ رکھ دیا آب مولانا ج کا
 مقولہ ہے کہ اگرچہ وہ مردی میں مست تھا اور گدھون کی سی نرمی اس میں نہ تھی مگر اس میں
 مردی پیغیران کی تھی اس لیے کہ ترک خشم و شہوت اور حرص آدمی ہی مردی اور رگ
 پیغیری کی ہو نہ گدھون کی سی نرمی

در بیان سخن قسمنا کہ کسی کو قوت و شہوت گدھون کی سی دیتا ہو اور کسی کو
 صفات و صفوت فرشتوں کی شعر چمنما یکہ شہوتے نبود و برا و حسن
 قیامتے نبود و شعر سبز ہوا تا فتن از سرور سے است و ترک ہوا
 قوت پیغیران سے مست

قولہ مردے خرگو باش اندر گش بہ حق ہی دانداغ بکری کش ہر وہ با شتم بن حق بگر و بہ ازانکہ زندہ ہاشم
 دور و دور و مقرر سے این شناس دہوست آن و آن بود و در درخ ماین در جنان بہ حفت الجنہ
 مکارہ مار سید بہ حفت النار از ہوا آندیدیدہ اسے ایازرہ شیر و دیوکش و مردے خرگ فروں
 مردے ہش و پنج چندین صدر اور اکش نکر و بہ لعب کو دک بود پیشیت اینت مرد و

اسے بدیدہ لذت امر را بہ جان سپردہ بہرام مرد و فانیہ ایک از تعظیم امرش آگئی باین حکایت گوش کن گر
 وای بہ داستان امر و ذوق چاشنیش بہشت و اکنون در بیان معنوی اللغات آغ بگرگ نام
 پادشاہ ترکستان صدرالانشین والد بکسر لام عاشق چاشنی مزہ و لذت اسے فرماتے ہیں
 جب رگ پیگیری کی اُس میں ہر مردی خرمی کو اُسکی رگ میں نہوحتی قہارے تو اسکو آغ بگر بکلی پادشاہ
 جلیل القدر جاتا ہے میں مردہ ہوؤن اور حق تبارے بھگو بنظر رحمت دیکھے اُس سے بہت اچھا کہ
 زندہ ہوؤن اور اُس سے دور و مرد و مردیوں معزم مردی کا یہی ہو جو مذکور ہوا اور وہ مردی ظاہری پست
 اسکا ٹھکانہ دوزخ ہو اور اُسکی جگہ جنت تو نے نہیں سنا کہ جنت کو مکروہات گھرے ہوے ہیں اور
 دوزخ کو خواہشیں نفس کی یعنی ناگوار یاں نفس کی جب تک نہ اٹھائیگا جنت نہ پائے گا بخلاف اسکے
 دوزخ کا ملنا نفس کی گوارا چیزوں میں ہے آپ پھر مخاطب طرف ایاز کے ہوے کہ اسے ایاز شیر نہ
 دیو کش مردی خرمی کہ ونا چیز ہو اور مردی ہوش کی بڑھ کے یعنی ہوش داے ہی مرد ہیں وہ چیز جسکو
 بہت سے بالانشینوں نے دریافت نہ کیا تیرے سامنے لکون کا کھیل تھا تو ایسا مرد ہے
 اسے ایاز تو نے میرے امر کی لذت دیکھی اور تو نے میرے امر کے واسطے جان سوچ دی کہ
 اسکو وفا کروں بس اسے غلام تو کہ اُسکے امر کی تعظیم و عظمت سے آگاہ ہو اور اگر عاشق امر کا ہو تو اس حکایت
 کو سن اور داستان امر کی اور ذوق اُسکی چاشنی کا لے اب بیان معنوی سے اٹھایہ اشعار ایاز سے
 یہاں تک تمہید اسی حکایت کی ہیں
 دینا پادشاہ کا ایک گوہر وزیر کے ہاتھ اور کتنے امیرون کو کہ اسکو توڑو اور نکالو
 اسے توڑنے سے

تو کہ گفت روزی شاہ محمود غنی بہ آن شہ نرین سلطان سنی بہ یک صباحی جانب دیوان شتافت بہ
 جملہ ارکان زادمان دیوان بیافت بہ گوہرے میدان کشید دستینہ پس نہاد آن زود برکت وزیر گفت
 چونست دچہ ارزد این گہر گفت بیش از دزد خروار زر گفت بشکن گفت چو نش بشکنم
 نیکخواہ مخزن و ملت نمہ چون روادام کہ مثل این گہر کہ نباید در ہما گرد و ہرہ گفت شایش و
 بدادش خلعتی بہ گوہر ازوے بست آن شاہ فتنے بہ کرد ایثار وزیر آن شہ ز جود ہر لباس و جملہ کو پوشیدہ
 بودہ ساعے شان کرد مشغول سخن بہ از قضیہ تازہ و لو کہ سن بہ بعد اثنان داوش بدست جابجے بہ کہ جو
 ارزد این بدست طالبے بہ گفت ارزد این نہ نیمہ مملکت بہ حافظش باد خدا از مملکت بہ گفت
 بشکن گفت اسے خورشید تیغ بہ بس در بے است این شکستن بس در بے اللغات سنی بزرگ

مستیر روشنی یافتہ ہر نقصان حاجب و رہبان اسلئے لہنے لگا ایک دن شاہ محمد غنی کو وہ پادشاہ غریب و کا
اور سلطان بزرگ تھا ایک صبح دیوان خانے کی طرف گیا حملہ اراکین کو وہاں حاضر کیا ایک گروہ شہید
لگا لالا اور جلدی وزیر کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا یہ گوہر کیسا ہی ندر کس قیمت کا کہا سو گون زر سے
زیادہ قیمت کا ہو کہا اسکو توڑ ڈال کہا کیسے توڑوں کہ نہ کھوہ تیرے مال و خزانہ کا ہوں پھر کیسے رو رہا ہوں
کہ اس قسم کا گوہر جو ملے گا نہیں قیمت سے گھٹ جائے گا شاہ باش اور خلعت دیا اور گوہر اس سے اس
شاہ جعفر نے لیلیا اور اپنی بخشش وجود سے اس زیر کو جو لباس و حلہ کہ پہنے تھا عطا کیا بعد اس کے قحویہ پیر
باتون میں مشغول کیا اور نئے پرانے قصبے بیان کر کے اس گوہر کو دربان کے ہاتھ میں دیدیا اور پوچھا کہ
اگر کسی طالب کے ہاتھ میں جائے تو کیا قیمت ہوگی کہا اودھی سلطنت اسکی قیمت ہو اشد تعاسے
اسکو مملکت سے محفوظ رکھے اس سے بھی پادشاہ نے کہا توڑ ڈال سنے کہا اور غریب بیع نہ جس سے
ہر ایک کی آنکھ جھپکتی ہو اسکا توڑ ڈالنا تو نہایت افسوس ہی افسوس پر قولہ قیمتش بلکہ زمین تاب مع نہ
کہ شدہ است این نور و زوار تابع و دست کی چند مراد و کسر او کے خزانہ شاہ را با شتم عدو
شاہ خلعت دادا و مارش فرو و ہا پس زبان و دہج عقل و کشود و بعد یک ساعت بدست میراد و در
را کا بن امتحان کن باز دیا و اودھی گفت وہمہ میران ہین ہر یکے راخلعتی دادا و شین ہ جا لکھا شان ہے
افرو و شاہ ہ و ان خیاں را بروازہ بچاہ و چہین گفتند فخر شہت میر ہ جملگان یک یک بتقلید
وزیر ہ گرچہ تقلید است استون جہان ہ ہست رسوا بر نقلد ز امتحان ہ شاہ چون کرد امتحان جملگان ہ مال
خلعت بد ہر یک بیکران ہ ہچنان در و در گروان شد گر ہ تابہ دست ان ایاز ویدہ ویدہ آخرین ہما و در
گفت ایاز ہ گفت اورا کا سے حریت دیدہ باز ہ یک بیک دیدند این گوہر تو ہم ہ و شاعش در نگرا می
محترم ہ اللغات جا لگی وزیر و را بہ استون ستون اسلئے چھرا سی دیوان کا قول ہو کہ قیمت کو
اسکی جانے دے اسکی روشنی و جگہ ہی کو دیکھ جکے نور کا تابع نور روز کا ہو رہا ہ و پھر اسے گوہر کے
توڑنے کو ہاتھ کسی کا کیسے ہلگائیں توڑ کے کیا خزانہ پادشاہ کا دشمن بنوں پادشاہ نے اسکو بھی خلعت
دیا اور ساتھ بڑھایا اور اسکی عقل کی بہت سی تریف کی بعد ایک ساعت کے اور ایک امیر کو وہ گوہر
دیا اور کہا کہ اسکا امتحان زیادتی سے کر چنے قیمت سے وہ بھی ہی کہتا تھا اور امیر بھی ایسے
ہی ہر ایک کو قیمتی خلعت دیے اور سب کے راتے روز نے بڑھاتا تھا اور ان ناچیزوں کو راہ سے
کنوین میں لیے جا تھا کا انجام اسکا نہایت ہوا ایسے ہی پچاس ساٹھ امیر و نئے وزیر کی پر دی سے
ہی کہا اب مولانا فرماتے ہین اگرچہ تقلید ستون جہان کی ہو اور خلافت میں ہر طرح خرابی کہ ص

امتحان ہوتا ہے تو قلعہ پر سوائی پڑتی ہے ایسے ہی پادشاہ نے جب سب کا امتحان کیا تو سب نے مال و خلعت بیکراں پایا آپ وہ گوہر پھرتے پھرتے ایاز دیدہ ور کے ہاتھ میں جو نیش والا تھا آیا آخر کو اسکے ہاتھ پر بھی رکھ دیا اور کہا کہ اسے حریف بصر وں کے سب سے تو اس گہر کو دیکھا تو بھی تو او گھرم اسکی شعاع کو دیکھ اور غور کر

ہو بخینا اس گوہر کا بعد دور ہاتھ میں ایاز کے اور بیان کیا است ایاز کہ اسے مال و دولت پر دھوکا نہ کھایا اور تقلید اور وں کی نہ کی اور توڑنا اسکا اس گوہر کو اور تشنیع اور وں کی اسکی نسبت

قولہ ای ایاز کنون بگوئی کا میں کہ چند سے ارزد بدین تاب و ہنر گفت افزون انچہ تا تم گفت من ہ گفت کنون ندو خوردش در شکن ہ سنگما در استین پوش شتاب ہ خورد کرد و پیش او این بد صواب ہ تا اتفاق طالع بادوش ہ دست داد آن لحظہ نادر حکمتش ہ یا بخواب این دیدہ ہو آن با صفا ہ کردہ ہو اند بفل ووسفک را بہ ہچو یوسف کا ندون قعر چاہ ہ کشف شد پایان کارش ازالہ ہ ہر کر فوج و ظفر پیغام داد ہ پیش او یک شدم ادو نام داد ہ ہر کہ مانند آن وے شد فضل یار ہ از چہ ترسد از شکست کارزار ہ چون یقین گشتش کہ خواہد کرد مات ہ فوست اسب و پیل باشد ترہات ہ گرد ہ پیش ہر آنکہ اسب جوست ہ اسب او گوئی کہ پیش آہنگ دوست ہ مرد را با اسب کے خوشی بود ہ عشق اسبش از پہ پیشی بود ہ ہر صورت ہا مکش چندین رحیم ہ بے مدد ہ صورت معنی بکیر ہ ہست زاہد را غم پایان کار ہ تا چہ باشد حال اور روز شمار ہ اگھے پادشاہ نے کہا اسے ایاز اب تو بتا کہ یہ گوہر با وصف اس تاب ہنر کے کس قیمت کا ہے کہا جو کچھ میں کہ سکون اس سے برہم ہو کے ہو کہا ابھی اسکو چور کر کے توڑ ڈال اسکی آستین میں پھر تھے فوراً اس نے اسکو ریزے ریزے کر ڈالا اور اسکے نزدیک یہی بہر تھا اسکا طالع بادولت جو اس سے موافق تھا اسی وقت طالع کی حکمت نادر نے اس سے ہاتھ ملایا اس با صفا سے یہ بات خواب میں دیکھی تھی اسی سبب دو تھیں بفل میں دبا لیے تھے جیسے حضرت یوسف کو قعر چاہ میں انجام کار حکم آکر سے

علوم ہو گیا تھا کہا جاوے القرآن فلما ذہبوا بہ واجموا ان یجعلوہ فی غیابۃ الحب قاضینا الیہ تنبئہم بامر ہم ہذا ہم لایسرون پس ہر گاہ کہ لیکے اسکو اور متفق ہوے اس بات پر کہ ڈالیں اسکو قعر چاہ میں سو وحی کی پہنچے اسکی طرف کہ ضرور ضرور خبر دار کر دینگے ہم انکو اس کے کام سے امدد حال یہ کہ وہ نہیں جانتے پس جس کسی کو فتح و ظفر نے پیغام کیا کہ میں تیرے واسطے ہوں اسکا

سامنے مراد و نام او یکساں ہوتی ہو ایسا بے غم ہو جاتا ہو اور جسکو فضل یا رکاب مانند اس کے ملک کے ہو گیا وہ ژرائی کی شکست سے کب ڈرے گا سو اسے کہ باوجود فضل یا رکاب کے شکست ہی کب ہوگی مثلاً جب کسی کو یقین ہو گیا کہ میں مات کروں گا تو اس کے سامنے اس پیل کا مرنا بیہودگی اور بے افسوسی ہوگی اگر اسے اس کا وہ لیجائے جو کہ اسے جو ہو یعنی اس فکر میں کہ اس کا اسے بھجوا لیا جائے تو وہ اسے اس کا پیش آہنگ و نقیب ہو جائیگا واسطے فتح و ظفر کے اس کو اس سے اپنے کب محبت ہوگی وہ تو اپنا مات سمجھے ہوئے ہو اس کو تو عشق اسے کافقہ واسطے اپنے غلبہ و بیشی کے تھا کہ بچائے ہوئے تھا بس فرماتے ہیں صورتوں کے واسطے اتنی بے چین اور دردمست اٹھا بدون در دوسر صورت کے معنی کو حاصل کرنا ہر کوئی غم اس بات کا ہوتا ہے کہ دیکھتے قیامت کے دن میرا انجام کار کیا ہوتا ہے قولہ عارفان ناخاکز گشتہ ہوشمند از غم و احوال آخر فرزند بود عارف را غم و خوف در جاہ سابقہ در پیش خردان ہر دورا بدید کو سابق زراعت بود ماش و اندامی داند چرخان بود چاش بد عارفست او باز رست از خوف و بیم ہے ہوا کو تیغ حق و دیم بداد را ہم واسید از خدا بد خوف فانی شد عیان شد آن رجاء خوف نے شد جملگی امید شد نور گشت و تالیخ نور شد شد نہ امتحان شاہ بود آگہ ایادہ و در فریب شد نہ گمراہ ایادہ خلعت داد را زنا ہش نبرد کرد گوہر را زامر او خرد و مرد و چون شکست او کو ہر خاص آن زمان بہ زبان امیران غاصت بس ہانگ و فغان بہ کاغچہ بیباکیست و اندک کافرست بہ ہر کلامین ہر گوہر را شکست بہ زبان جماعت جملہ از جمل و غمی بہ در شکستہ در امر شاہ را بد قیمت گوہر نتیجہ مرود و بہرجنان خاطر چہ پوشیدہ شد اللغات سابقہ وہ امر جو پہلے سے وسیلہ انجام کام کا ہو و معرفت و شناخت زمانہ چاش غلہ از گاہ مجد کردہ شدہ آداس و خیفہ خرد و ناچیز و بد شد بد محبت و دوستی اسے یعنی ناہ تو خوف و رجائین ہیں اور عارف ابتدا ہی سے ہوشمند ہو رہے ہیں کہ غم و احوال آخر سے فارغ ہیں عارف کو بھی غم و خوف و رجاء کا تھا مگر اس کا جو سابقہ معرفت کا در گاہ الہی میں تھا اس نے ان دونوں کو پہلے ہی کھالیا اس نے جو دیکھا کہ سابق زراعت ہماری ماش تھی یعنی بکری اور متفرق کہ کہیں جمائیں نہیں جاکہ ایسی زراعت کو اس ملک میں اڑوہ بونی کہتے ہیں تو وہ جانتا ہے کہ وقت گہائی کے کیا نکلے گا بس وہ عارف اس بات کا ہے اس واسطے وہ خوف و بیم سے بچٹ گیا اور اس کی ہائے ہو کو تیغ حق نے دو ٹکڑے کر ڈالا اس کو بیم و امید خدا سے تھی جب خوف فانی ہو گیا تو رجا ظاہر و عیان ہو گئی اب امید ہی امید رہی اور وہ نور ہو کے تابع اپنے خورشید کا ہوا اب پھر ذکر یاد کا ہے کہ ایاز امتحان شاہ سے آگاہ تھا کہ یہ امتحان کرتا ہے

لہذا فریب دھوکے شاہ سے بھکانہیں ناسکو خلعت و وظیفہ نہ بھٹکا سکا اسے اُس گوہر کو خود مرد کر ڈالا
جسوقت اسنے اُس گوہر خاص کو توڑ ڈالا اسی وقت ان امیرون سے شور و فغان برپا ہوا کہ یہ کیسی
بیباکی ہوئی واللہ جس نے اس پر نور گوہر کو توڑا وہ کافر ہے اگر ایسے جاہل ادا فرمے کہ گوہر نہ توڑا سکے
پادشاہ کا توڑا تجب ہی قیمت گوہر بیچے محبت و دوستی کی انکی خاطر دن سے کیسے چھی یہی قیمت
اُس گوہر کی تو خوب کرتے تھے

جواب تفسیر امیرون کا کہ کیوں ایسا گوہر توڑے توڑ ڈالا

مخبر کہ گفت ایازا سے ستران نامور و امیر شہ بہتر قیمت یا کہ پڑا امیر سلطان بہ بد پیش شہا یا کلین نیکو
اگر بہر خدا اسے نظر تان برگر بر شاہ سے بنے قبلہ تان غولست دجاہ راہ نے چمن پر شہ برنگ و اقم نظر
من چہ شرک روئے نام و در حجر بنے گر جانیکہ رنگین سنگ را بہ بزرگ زیند پس ہند او امیر شاہ بہ بیت
سے بہت گل رنگ کن بہ عقل در رنگ آورندہ رنگ کن پڑا اندر اور جو سبہ بر سنگ زن پڑا ش
اندہ بود اندر رنگ زن پڑا گر نہ در راہ دین از رہر تان پڑا رنگ و بو میرست مانس زن تان پڑا
گوہر امیر شہ بود اسے ناکسان پڑا جملہ بشکستید گوہر اعیان پڑا چون ایازا دین را در بر صحر اقلندہ جملہ ارکان غار
گشتند و شہ نہ سرفرازا نا خستند آن مردان پڑا عذر گو یاں گشتہ زمین نسیان بجان پڑا زول
ہر یک دو صد آہ آن زمان پڑا بچہ دو دے سے شدے بر آسمان پڑا کرد اشارت شہ بجلاد
کہن پڑا کہ ز صد دم این خسان را پاک کن پڑا اسے المعنی ایازا نے کہا اے سردار دن نامور بتاؤ تو امیر شاہ
کا قیمت میں بہتر ہے یا گوہر اور خدا کے واسطے یہ تو کو تھارے سامنے امیر سلطان
کا نظریں اچھا عیاں یہ خوبصورت گوہر اسے لوگو تھاری نظر گر یہ تھی پادشاہ پر نہ تھی تھارا قبلہ غول تھا
تم نے اسکی طرف توجہ کی نہ جاوے ندہا پر تین پادشاہ کے ہوئے کسی طرف نظر ہی نہیں پھرتا میں
شرک کی طرح پتھر کی طرف منحہ نہیں کرتا کیسی بے گروہ جان ہے کہ رنگین سنگ کو
جو سنگ راہ ہے اختیار کرے اور حکم پادشاہ کو پیچھے کر دے تجھ کو چاہیے کہ بہت گل رنگ
پشت کر اور جو رنگ و بوی پیدا کرنے والا ہو اس میں عقل کو حیران کر تو خاص نہر میں گھس پڑ گھر سے کو
پتھر سے لہو دے اور رنگ و بو دونوں میں آگ لگا دے تو تو راہ دین میں رہزفون سے ہی
اگر نہیں ہے تو بتا مثل عورتوں کے رنگ و بوی کی پرستش کیوں کرتا ہے عورتیں ہی رنگ
و بو پر بہت منہ دیتے ہوتی ہیں اسے ناکسو گوہر دہی تھا جو امیر شاہ کا تھا جسکو ظاہر و برز لا تم
سب نے توڑا انفرض جب ایازا نے یہ راہر ملا کیا متا ہی ارکان ذلیل و خوار ہوئے

سب سرداروں نے سر جھکا لیے اور جہانِ دول سے غدا اپنے نسیان کا کرنے لگے ابھو سیکڑوں آہیں
انکے دل سے اٹھیں جنکا دھواں آسمان پر جاتا ہو بس پادشاہ نے جلا وطنی سے اشارہ کیا کہ میری

مسند سے اس کوڑے کو صاف کر دے

قصہ کمرناشاہ کا واسطے قتل میروں کے

قولہ این خسان چہ لائق صدر مندیہ کر پئے سنگ امرارا بشکندہ امرابیش چین اہل فساد بہر رنگین
سنگ شد خوار و کساد بپس ایاز مہر افرا بر جسد پیش تخت آن الخ سلطان و ویدہ سجدہ کرد و بس گلوے
خود گرفتہ کا کے قباد کے کوڑے چرخ آرد شکستہ اسے ہمائے کہ ہمایون فرخے از تو دارندہ
سختاوت ہر سٹے اسے کوئی کہ کر ہماے جہان بہ خود پیش ایثار نہان بہ اسے لطیفے کہ
گل سرخت چو دیدہ از خجالت پرہیز بر خود دریدہ از غفوری تو غفران چشم سیر بہ دوہان بر شیراز عدل
تو چیسرہ غیر غفور کردار و مسند بہ ہر کہ با امرے تو بیبا کے کندہ غفلت و گستاخی این مجرمان بہ
از خود غفور تست اسے عفوران بہ دائم غفلت ز گستاخی و دیدہ کہ برد تعظیم از دیدہ رہ نہ
غفلت و نسیان بہ آموختہ بہ زائش تعظیم گرد سوختہ بہ سبتش بیدارے و فطرت دہد بہ سہو
نسیان از دولت بیرون جہد بہ وقت غارت خواب ناید خلق را نہ تانہ بریاد کہے زودلق را بہ خواب
چون در میرزا بیدار دل بہ خواب و نسیان کے شود با ہم خلق بہ لا تو اخذان نینا شد گواہ بہ کہ بود نسیان
بہ بھی ہم گناہ بہ ناکہ استکمال تعظیم او نہ کردہ ورنہ نسیان در نیا در دے نہر بہ گرجہ نسیان
لابد و ناچار بود بہ در سبب و رزیدن او مختار بود بہ گوتا و ان کرداد تعظیما بہ تاکہ نان نسیان
شدہ سو و خطا بہ اللغات الخ بضمین کلاں و بزرگ تہادن سستی اسلئے پادشاہ
کتاب ہے کہ یہ خس کب لائق اسکے ہیں کہ میری مسند کے پاس رہیں جو پتھر کے واسطے میرے امر کو
ٹوٹتے ہیں ایسے مفسدون کے سہنے امر ہمارا ایک رنگین پتھر کے واسطے خوار اور کھوٹا ہوا یہ سن
کے ایاز مہر افرا جھپٹا اور سہنے تخت اس پادشاہ بزرگ و کلاں کے اگر سجدہ کیا اور پتھر گلا اپنا
پڑا کہ یہ کہتا ہو کہ اسے پادشاہ تو وہ قباد ہو کہ آسمان بھی باوصف ایسی قوت و زور کے کہ کسی کو
اسپر قادی نہیں ہو تجھے شکست ملے اور اسے پادشاہ تو وہ ہمایون فرخ زیبا رہو کہ ہر سخی کی سخت
بھی سے ہو اسے تو ایسا کریم ہو کہ سارے جہان کے کرم تیری بخشش کے سامنے مٹ کے پوشیدہ
ہو گئے اور اسے تو ایسا لطیف ہو کہ گل سرخ نے جو جھک دیکھا تو شراب کے اپنا پیرہن سرخ بھاڑ ڈالا تو ایسا
غفور ہو کہ تیری غفوری دیکھ کے خود غفران سیر چشم ہو گئی اب کسی کی غفوری کو نہیں نکلی اور

تیز و تند ہونے پر غالب ہیں جو شخص تیرے امر سے بیباکی کرے تو سوا تیرے عفو کے
 اسکو بھروسہ ہی کیا ہے بس ان مجرموں کی غفلت و گستاخی بھی اسے عفو جاری کرنے والے تیرے ہی
 ہونے سے ہو ہیئتہ گستاخی سے غفلت پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ تعظیم ایسی چیز ہے کہ دیدے کے
 رونما کے آنکھیں کھول دیتی ہو غفلت اور نسیان بڑھ سکا ہو اسارا تعظیم سے سب سوختہ ہو جاتا ہے اور
 یہی تعظیم سے بیداری و دانائی حاصل ہوتی ہے سو و نسیان کل تیرے دل سے نکل جاتا ہے و دیکھو جب
 لوٹ پڑتی ہو تو مخلوق کو نیند نہیں آتی تا کوئی اُس سے دلق نہ چھین لیجائے بس جب خواب خوف
 سے جھاگ جاتا ہے پھر خواب اور نسیان ہم کے ساتھ کب مخلوق ہونگے یعنی خوف و نسیان کا کیسے
 ساتھ ہو سکے گا جیسے خواب و خوف کا نہیں ہوتا لیکن ایک وجہ سے نسیان بھی گناہ ہے جس پر
 یہ آیت کریمہ گواہ ہے رہنا لا تو اخذنا ان نسینا اسے رب ہمارے مت ماخوذ کر تو چلو اگر نسیان کیا ہم نے
 اس سبب سے کہ تکمیل تعظیم کی نہ کی جب تو نسیان اُس سے لڑائی لایا اور نہ تعظیم کے سامنے ٹھہری کب
 سکتا اگرچہ نسیان ایک امر لابد و ناچار ہے کہ انسان کو اُس سے بچا و نہیں مگر نسیان کے جو سبب ہیں
 اُنکے اختیار میں تو مختار ہے اور وہ سبب یہ کہ اُسکی تعظیم میں اس نے مستی کی اسی سبب سے
 نسیان و سہو و خطا و توسع میں اُسے قولہ بچو مستی کو خرابیاں کندہ گوید اہم خود و بود میں ز خود نہ گوید ش
 لیکن سبب ای زشت کار ہے از تو بد و در رفتن دی اختیار بے بخودی نامد بخودش خواندہ اختیار از خود نہ
 شدتش راندہ بگر رسیدی مستی عجب تو بد حفظ کردی ساقی جان عہد تو بے پشت دارت ابدی و عذر خواہ
 سن غلام زلت مست آکہ بخوبی ہای جملہ عالم ذرہ بے عکس عفت اسے ز تو بر بہرہ عفو ہا گفتہ شناسے
 عفو کو بہت کفوش ایہا الناس اتقوا جان شان بخش و ز خود شان ہم مران ہا کام شیرینداز تو کامران
 رحم کن بر آنکہ اوروے قودیدہ فرقت تلخ تو چون خواہد چشیدہ از فراق تلخ سے کوئی سخن نہ ہرچہ خواہے
 کن ولیکن این مکن نہ در جہان نبود بتر زین ہجر باریہ این سخن از عاشق خود گو شدارہ صد ہزاران مرگ
 تلخ از دست تو بہت مانند فراق مست تو بے تلخی ہجر اند کور و ازانات باد و در ادای مجرمان را
 سقافات ہر امید و وصل تو مردن خوشست بے تلخی ہجر تو فوق آتش ست ہلکری گوید میان آن سقہ
 چہ غم بودے گرم بودے نظر بکاں نظر شیرین کندہ رہنا است ہا سحر از خونہای دست و پا است
 اسلئے جیسے کوئی مست کہ وہ خرابیاں کرے اور کہے کہ میں معذور و بخود تھا لیکن سبب اس سے
 گستاخی کہ امجد کا اس کام ہو جانے میں تیری طرف سے اختیار تھا تو نے بہ اختیار خود کیا ہے بخودی تیرے
 پاس آپ سے نہیں آگئی تو نے آپ اسکو بلایا اختیار تیرا آپ نہیں چلا گیا خود تو نے اسکو ہانک با آہ مستی

تیری بلا جہ تیرے ہوتی اور منجانب اللہ تو ساقی جان کا جو جان کو پلا کے مست کر دیتا ہے وہ تیرے شہد کی بھی حفاظت ضرور کرتا وہی ساقی تیرا مددگار ہوتا اور تیرا غدر خواہ اس حال میں جو کو غدر خواہ ہے ایسا جس سے کب قابل قبول ہے لہذا میں تو غلام لغزش مست خدا کا ہوں پھر استیغاف ہے سارے جہان کے عفو ایک ذرہ تیرے عفو کے ہیں اور ملے مدوح تیرے ہی عفو کے عکس سے سب پرہیز ہیں پھر اپنی طرف مخاطب ہیں تو نے عفو کا وہست بیان کیا کچھ شائع ہوئی نہ کی وہ ثنا کمان ہے پس ہی ثنا ہے کہ اس کا کفو یا یہاں الناس القوا ہے اسے تقویٰ دہر ہیز گاری اس کی کفو ہے پھر یاد کرتا ہے کہ جان بھی ان کی بشارت اور اپنے پاس سے انکو نکالے بھی مست تھی سے یہ شیریں کام ہیں اور تھی سے کامران تو اس پر رحم کر جس نے صورت تیری دیکھی وہ تیری فرقت تلخ کیسے چکے گا تو فراق تلخ کی باتیں کہتا ہے لیکن جو چاہے سو کر بھی مست کہ جہان میں ہجر بار سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے اس بات کو تو اپنے عاشق سے سن لاکھوں مرگ جو بڑی تلخ چیز ہے اگر تیرے ہاتھ سے برابر ہوں تو وہ تیرے ایک عفو سے فراق کے مقابل نہیں ہیں یعنی ادنے فراق تیرا لاکھوں مرگ کی تلخی رکھتا ہے تلخی ہجر کی بڑی سخت چیز ہے لہذا علی العموم دعا کرتا ہوں کہ اسے مستغاث اس تلخی ہجر کو جملہ مردوزن سے دور رکھ کہ تو ہی غرمون کا فریاد پس تیرے وصل کی امید بردر جانا بہت اچھا ہے تلخی تیرے ہجر کی آتش سے بھی بڑھ کے سوزان ہے گہو بھی تو اس سفر میں یکساں ہے کہ اگر اس کی نظر چھپ جاتی تو جھکا اس آگ سے کیا غم ہوتا کس واسطے کہ اس نظر سے جملہ رنج شیریں ہو جاتے ہیں اور کیسے ساحرون کے ہاتھ پاؤں خونہا ہو گئے تھے جیسا کہ فرعون نے ان ساحرون کے ہاتھ پاؤں کاٹے تھے اور وہ کہتے تھے لا ضیرانا الی ربنا منقلبون یعنی کچھ ڈر نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹے والے ہیں چنانچہ خود فرمایا

در معنی لا ضیر اور خطاب فرعون کے ساحرون کا فرعون کے ساتھ وقت سیاست کے کہ لا ضیرانا اے ربنا منقلبون

قولہ نوہ لا ضیر بشیہ آسمان ہے چرخ کوئی شد ہے آن صولجان ہے ضربت فرعون مارا نیست ضیر لطف حق غالب بود بر قبر غیر ہے گردانے سر ماراے مفضل ہے میر بانی ہاں زرنج ای کو ردل ہے ہیں بیا این سو بین کان ارغنون ہے میزند بالیت توے یلمون ہے مادار افضل حق فرعون ہے ہے چنین فرعون ہے بے عوبے ہے سر بر آرد ملک بین زندہ جلیل ہے اسے شدہ غرہ بملک معدو نیسل ہے اگر تو ترک این نجس خرقہ کنی ہے نیل مار نیل جان غرقہ کنی ہے ہرین ہمارا ز مہر ہے فرعون دست ہے در میان مہر جان صد مہرست ہے تو نار ہے ہم کوئی مدام ہے عاقل اندام است این ہر دو نام ہے

رب پر مریوب کی لڑان بودیہ کے انا دان بند جسم و جان بودیہ تک انا مایم رستہ انا ناہ انا ناہ انا ناہ سے
 پیر عناہ انا سے بر تو ای سگ شوم بودیہ درختی دولت مضموم بودیہ گرنو دے این انا سے کینہ کش بہ کی
 زدی بریا چنین اقبال خوش به شکر آن کردام فانی میر میم بہ بر سر این دار پندت مید میم بہ اللغات
 لافیراے باکی نیست مضل سے گراہ مضموم خمی و قطعی صو کجان چوکان کا معرب المعنی یعنی جس وقت
 کہ نمرود لافیراے آسمان نے سنا تو چرخ اُس نعرے کے چکان کا گیند بن گیا یعنی اُسکے وجد سے
 ڈھکا ڈھکا کھڑا تھا گتے تھے ضربت فرعون کی ہمارے لیے خوف و باک نہیں ہے جس سے
 ہم ڈر جائیں لطف حق کا قہر غیر پر ہمیشہ غالب ہوا ہے فرعون گراہ اگر تو ہمارے بھید کو جان جائے
 تو تجھ کو معلوم ہو کہ کورنج نہیں دے رہا ہی بلکہ رنج سے چھڑا رہا ہو خبردار ہوا دھر کو آدھ رسن سے
 وہ بھید کیسا ارغنون یا لیت قوی یعلون کا بجا کے کہ رہا ہی کاش اسے قوم میری تم سکو جانتے تو فرعون
 کیا ہی فرعون جو مراد پادشاہت سے ہی خدا کے فضل نے ہکودی کہ وہ فرعون تیری سی منہ عونی
 بی عونی کی نہیں ہو کا سکی مدد سے معراہی ذرا سر اٹھا اور ہمارے ملک کو دیکھ کیسا زندہ اور بزرگ ہو
 تو اتنے ہی سے ملک مصر اور نیل پر مغرور ہو گیا ہاں اگر تو بھی اس نجس خرقہ تن کو چھوڑ دے تو تیری جان کا
 نیل ایسا عظیم الوسع ہو کہ یہ نیل اس میں ڈوب جائے معلوم بھی نہو کمان تھا خبردار ہوا ہے فرعون
 اس مصر کو ترک کر تیری جان کے مصر میں ایسے ایسے سیکڑوں مصر میں تو ہمیشہ انا رب کتا رہتا ہے
 اور ان دونوں ناموں کی ماہیت سے غافل ہو چکی جانتا کہ اگر تو بھلا ہے اسے پروردگار تو مریوب
 جو کفر یہ ہے کیون لڑان ترسان ہے جو مراد سلطنت سے ہے کہ ایسا نہو موسے چھین لین دیکھ تو
 جو رب ہو وہ کب ڈرتا ہو اور کب ایسا ہو سکتا ہے کہ انا بھی ہو اور قید جسم و جان کی بھی ہو یہ تو
 اتایت کے خلاف ہے دیکھ لے انا ہم ہیں جو اس انا سے کہ پیر بلا پیر عنا ہی چھوٹے ہوئے ہیں وہ
 انا سے سگ تجھ پر محسوس ہوئی اور ہمارے حق میں دولت خمی و قطعی ہوئی اگر یہ انا کینہ کش ہم میں نہونی
 کہ ہمارے کینے کو ہم سے نکال دیا تو ایسے اقبال خوش میں ہم کیسے پڑتے شکر کہ اب ہم اس
 دام فانی سے چھوٹے ہیں اور تجھ کو اس دار کے سریر سے نصیحت کرتے ہیں قولہ دار قتل
 ما براق رحلتست بہ دار ملک تو غور و غفلت ست بہ این خیائے خفیہ در نقش رمات بہ دان محانی
 خفیہ در قشر حیات بہ سے نماید نور نار و نار نور بہ در نہ دنیا کے بدی دار انور بہ میں کن تعجیل اول
 شوبہ چون غروب آرسے برآرد شوق ضو بہ زبان انا کے در اول و تنگ شد بہ زین ناہل
 بہر دو جان دنگ شدہ انا چون رست خدا کنون انا بہ انسرین بلکن انا سے بے عناہ

نانا انا کے بے عنا خوش گشت جان بد شد جہان اوزان انا سے لہ جہان بد اگر نژان وانا اندر پیش
 میر و د چون دید ویرا نے ویش طالب اوئی نگر و طالبت بد چون بمری طالبت شد مطلبت بد زندہ کے
 مردہ شو شوید ترا طالبے کے مطلبت جوید ترا بدترین بحث از مردہ بین ہری و فرمازی را ز دار وین بری
 یک چون من لم یبق لم یدر بود عقل و حیثیات او حیرت فرود بد کے شود کشف از تفکر این انا ای انا
 کشف شد بعد انا بد سے فتد این عقلم اور نقادہ در مخاک حلول و اتحاد اے ایا دگشت فانی را تراب بد
 و چو اختر در شعاع آفتاب بد بلکہ چون لطف مبدل توین بد ز حلول و اتحاد مفتن بد عفو کن ای عفو در صندوق
 تو بد سالی لطف و ما سبق تو بد اللغات و قشر ہا کسر پوست اقتاد نامو چو د کرنا اور کم شدہ کو ڈھونڈنا
 اور مہربانی کرنا حلول بغضتین فرو آمدن اور اہل حکمت کی اصطلاح میں خصاص کسی چیز کا کسی چیز سے بدین
 حیثیت کہ ایک کے ساتھ عین اشارہ دوسرے کی طرف ہو جیسے سوا چشم اور بد قسم ہے سرکاری ہو
 طریق سرکاری یہ کہ اجزاء حال یعنی حلول کرنے والے کے اجزاء محل میں داخل ہو جائیں اور طریقانی
 یہ کہ اجزاء حال کے اجزاء محل میں داخل نہوں بلکہ مجموع مجموع میں داخل ہو محل وہ چیز جس میں کوئی چیز حلول کرے
 اتحاد ایک ہو جانا و دیگر کا اقتراب نزدیک انا مفتن بالضم فتہ انگختہ شدہ و درفتہ انداختہ اے
 یہ دار جو ہمارے قتل کے واسطے ہو یہ براق ہماری بھلت گا ہی جو ہماری ساری کو آیا ہے بدیر اجداد
 ملک ہے وہ غور و غفلت ہے یہ ایک حیات ہے نقش ثبات میں بھیجی ہوئی سینے بظاہر موت
 اور درحقیقت زندگی اور وہ ثبات ہی خفیہ پوست حیات میں اے بظاہر زندگی و در باطن موت
 جھکو نور نار و نار نور معلوم ہوتا ہے اور اگر ایسا نہوتا تو دنیا دار الغرور کیوں کہلاتی اے دھوکے کا گھر
 خبر دار ہو جلدی مت کر پہلے نیست تو ہوے اس لیے کہ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تب شرق
 سے روشنی چکا تا ہی اس انا سے روزانہ میں و لشک ہو جیسے کہ شیطان نے کہا انا خیر منہ اور یہ وہ
 انا ہی جس سے دل بخود ہوا اور جان حیران ہوئی جیسے انا الحق منصور کی یہ وہ انا ہی کہ جب اپنی انا سے
 چھوٹا ہو تو یہ انا حاصل ہوئی ہو بس ایسی انا بے عنایہ کہ میں ہر اس انا بے عنا سے جان خوش ہوئی اور وہ
 اس جہان کی انا سے بھاگ نکلا اب وہ تو بھاگتا ہی اور انا اس جہان کی اس کے پیچھے دوڑتی ہی اس نے
 ویرانی اسکی دیکھ لی ہو اس سبب بھاگتا ہی انا اس جہان کی یہ ہی کہ ہم اس کے مالک ہیں انفرج جب تک
 تو طالب اس جہان کا ہی طالب تیرا نہیں ہو اور جب تو مر گیا اور نیست ہوا تو جو تیرا مطلب ہو وہ خود تیرا
 طالب ہو جائے گا تو تو بھی زندہ ہو مردہ شو تجھ کو کیسے نہلائے ایسے ہی جب بھی تو طالب ہی تو طالب
 تیرا تجھ کو کیسے ڈھونڈھے اب فرماتے ہیں اس بحث میں خود کو راہ نہیں ہو اگر اسکی خود راہ بین ہوتی

تو فخر الدین رازی بھی رازدار دین کے ہوتے جہاں علم کلام کے ہیں اور علم کلام وہ ہے جس میں مقدمات نقلی یعنی منقول کو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہیں لیکن یہ فخر الدین رازی جو لم یبق ولم یدرکھے یعنی نہ اسکا مزہ چکھا نہ چانا لہذا عقل و تخنیلات نے اسکی حیرت بڑھادی اور حیرانی میں ڈال دیا یہ اتنا ایسی نہیں ہے جیسے مثلاً منصوبہ سے ہونی کہ اسکا کشف فکر سے ہو سکے فکر اسکو کب کھول سکتی ہو یہ اتنا بعد فنا کے کھلتی ہے اور یہ جو عقلیں اہل علم و خرد کی ہیں یہ تو افتاد میں پڑ جاتی ہیں جیسے کوئی گئی ہوئی چیز کو دھوڑھٹا ٹھوٹا پھرتا ہو کہ یہ منوہ نہ ہو اور حلول و اتحاد میں پڑتی ہیں کوئی حلول ٹھہراتا ہے کوئی اتحاد لینے کوئی کتا ہے کہ فلان چیز میں خدا کے تقاضے نے حلول کیا تھا جیسے ایک فرقہ شیعہ کا حضرت علی شیر خدا کو کوئی اتحاد کہ نہیں نہ جسم و جان وہی ذات پاک تھی پھر رجوع طرف ایاز کے ہوئے لینے اے ایاز تو بہ سبب قربت کے ایسا فانی ہو رہا ہے جیسے ستارے شعلہ آفتاب میں فنا ہو جاتے ہیں بلکہ ایسا جیسے لطف تن سے بدل جاتا ہو اور یہ تبدیل تیری نہ حلول سے ہے نہ اتحاد فتنہ انداز سے تو عفو کر کہ عفو تیرے ہی صندوق میں ہو لینے تیرے ہی اختیار و ملک میں بس تو ہی لطف سابق میں ہر اور پیشوا اور ہم سب مسبوق و تابع

مجرم جاننا ایاز کا آپ کو اس سفارش میں اور عذر اس جرم کا چاہنا اور اس عذر خواہی میں آپ کو مجرم جاننا اور یہ فروتنی شناخت عظمت شاہ سے کہ اعلیٰکم باللہ اختتام من اللہ انما یحیی اللہ من عبادہ العلماء

قولہ من کہ ہاشم کہ گویم عفو کن ہا کے تو سلطان خلاصہ امر کن ہا من کہ ہاشم کہ ہوم من یا منت ہا سے گرفتہ جملہ منہا دانست ہا منکہ ام رحم ظلم آوود را ہرہ غنائم علم حلم اندود را ہا صد ہزاران صفحہ طارنا نیم گز زبون صفحہا گرا نیم ہا من کہیم یا پیشست اعلامے کہم ہا یکہ دایادت دہم شرط کرم ہا انکہ معلوم تو بنود چہ بود آن ہا وانکہ یادت نیست چیست اندر جہان ہا اے تو پاک از جہل و علمت پاک از ان ہا کہ فراموشی کند دیر انہا ہا بیچ کس ما تو کسی انکاشت ہا بچو خورشید شہنور افراشت ہا چون کسم کہ دے اگر لایہ کونم مستمع شد لایہ ام را از کرم ہا انکہ از نقشم چو بیرون بردہ ہا آن شفاعت ہم تو خود را کردہ ہا چون زرخست من تہی گشت این وطن ہا تر و خشاک خانہ بود آن من ہا ہم دعا از من روان کردی چو آب ہا ہم ثباتش بخش و گردان مستجاب ہا ہم تو بودے اول آرمندہ دعا ہا ہمتو باش آخر اجابت را رجا ہا تا دم من لاف کان شاہ جہان ہا بہر بندہ عفو کرد از جہان ہا اللغات اعظم بالکسر آب غلیظہ کہ ناک سے نکلتا ہو صفحہ بالفتح سیلے اے ان اشعار میں کاف جو

بعد میں سبب تھیں کہ میں نے یہ کیا چیز ہوں جو کمون کہ تو عفو کر اور تجھ پر اکر دین تو تو جو لوگ
خلاصہ اکر کن کے ہیں انکا سلطان ہر نیچے خلاصگان موجودات کا بادشاہ پھر کہتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں کہ
تیری من کے ساتھ اپنی من لگاؤں اور اس صفت میں تیرا شریک دسواہم ہوں اس واسطے کہ جتنے
من ہیں سب تیرا ہی داسن پکڑے ہوئے ہیں اور میں کیا چیز ہوں کہ کسی ظلم کو وہ دوستے ہوئے پر یعنی
کہ اکثر دنیا آدمی ضرور ظلم آلودہ ہوتا ہے رحم کر دین اور تیرے علم کا جو ظلم سے مدد دہ ہے رہنما ہوں میں تو
خود ناگھون سلیمون کے قابل ہوں اگر تو مجھ کو سیلی سے دبانا چاہے میں کیا کمون کہ تیرے سامنے
مجھ کو کسی کے حال سے آگاہ کروں تو خود ہی عالم ہے یا شرط کرم کی یاد دلاؤں تو دے ہی کریم ہے
جو کچھ کہ مجھ کو معلوم نہیں ہو رہا کچھ ہی نہیں ہو اور جو مجھ کو یاد نہیں ہے وہ جہان میں ہر ہی کیا یعنی تجھ سے پھر
پوشیدہ نہیں ہے آئے مدوح تو جہل و نادانی سے پاک ہو اور علم تیرا اس سے پاک کہ فراموشی
کچھ بھی اس سے چھپانے پائے میں ایک تھیکس تھا جسکو تو نے کس لائق والا جانا اور مثل خورشید کے
نور سے بلند و بالا کیا جب مجھ کو تو نے ناکس سے کس بنایا اگر میں اسکی خوشامد کروں تو اپنے کرم سے اسکو
سُن بھی نے اس سبب سے کہ جب میرے نقش سے مجھ کو تو نے کھو دیا ہے اور میری خودی کو ایسا
مٹا دیا کہ خود تو ہی ہو گیا ہے تو بس وہ شفاعت جو میں نے کی ہے خود تو ہی نے کی ہے اسکا پاس بھی تھی پر لازم ہے
ظاہر ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے دامادہ کے ورثہ مالک ہوتے ہیں پھر اس مردے کا کچھ
نہیں رہتا ایسے ہی جب میں نے اس تن کے وطن کو اپنے اسباب سے خالی کر دیا اور تو ہو گیا تو اب
تو رو خشک اس گھر کا جو کچھ تیرا ہی ہے میری ملک کچھ نہیں ہے تو ہی نے مجھے دعا و زاری جاری کی تو ہی
اسکو ثبات دے اور تو ہی اسکو مقبول کرتا لائے بے معنی نہو جائے تو ہی اول میں اس دعا کا
لانے والا ہے لہذا آخرین بھی اسکو ایسا کرو کہ اجابت کی امید ہو جائے جس کی سب اسیدین
اسید وار ہیں تا میں بھی شیخی ماروں کہ ایک ناچیز بندے کے واسطے بڑے مجرموں کے جسم
معاف کر دیے قولہ در بدوم سر بسرین خود پسندہ کرد شاہم داروہر در و مندہ دوزخے بودم پُر از
شور و شرے ہر کہ دوست فضل اویم کوثرے ہر کہرا سوزید دوزخ در قودہ من بردیا نم دگر بار از
جسد ہر کار کوثر حیت کہ ہر سوختہ ہر گرد از دے نابت و از دختہ ہر قطرہ قطرہ او منادے کرم ہر
کا پچہ دوزخ سوخت من باز آورم ہر مجرمو ہم ہر سر زخم عفن ہر نیت محاجدینا خالصا ہست دوزخ
ہر سوائے خزان ہست کوثر چون ہمار گلستان ہست دوزخ ہر برگ و خاک گورہ ہست
کوثر ہر مثال نفع صورتہ امی ز دوزخ سوختہ اجسام تان ہر سوی کوثری کشد کرام تان ہر چون خلقت الخلق

کی پریم علی باطلت کو فرمودا ہے کیوں ہے بلالان ارج علیہم جو دست ہے کہ شود و جملہ ناقصا درست
عفو کن زمین ناقصان تن پرست و عفو از رویای عفو اولی پرست بلالغات تو دو تفتین قصاص ثابت
رویا نندہ درویندہ اسلئے چہ قول ایاز کا ہو کہ میں خود پسند سر بسور دی در دھاپا دشاہ نے مجھ کو
دور دور در دمنہ کا بنا دیا میں ایک دوزخ پر از شور و شر تھا اگر اس کے دست فضل نے مجھ کو ترک کر دیا اب
میری یہ کیفیت ہو کہ جسکو دوزخ نے گناہ کے پرے میں جلا یا ہو میں اس کے جسم کو پھر سے جمادون
چنانچہ منقول ہو کہ کوثر میں ڈالنے سے دوزخوں کے جلے ہوئے جسم پھر درست ہو جائیں گے
جیسا کہ خود فرمایا کہ ترکام کیا ہو یہی کہ ہر سوختہ اس سے رویندہ اور برابر وختہ ہا آب و تاب ہو جائے
کوثر کا قطرہ منادی کرے کہ ہا ہا کہ جو کچھ دوزخ نے جلا دیا ہو میں اسکو پھر لوٹا لاؤں گا جیسے مرہم
کہ جب شرب ہوئے زخم پر رکھا جاتا ہو تو گوشت تازہ خالص صاف جمادیتا ہو دوزخ ایسا ہی جیسے
جاڑا خزان کا جسکی برف غوثی سے ہاتھ پاؤں گر جاتے ہیں اور جہان پڑ جاتا ہو اس عضو کو کھلا دیتا ہو
کوثر ایسا جیسے بہار گلستان جس سے تمام روئیدگی جم اٹھتی ہے دوزخ ایسا ہی جیسے مرگ اور
خاک گور کہ وہ جان کو لیتا ہو اور یہ جسم کو کھالتی ہو کوثر ایسا جیسے نفخ صور کہ ہر نا پیدا پیدا ہو جائیگا
بس اسے لوگو یہ جسم تمہارے جو دوزخ کے جلے ہوئے ہیں سو تم کو اکرام اسکا کوثر کی طرف کھینچتا ہے
جیسے کہ فرمایا ہو خلقت الخلق کی پریم علی لا لان ارج علیہم یعنی پیدا کیا میں نے مخلوق کو تا بھر سے
نفع اٹھائیں نہ اسوا سے کہ میں ان سے نفع اٹھاؤں لا جرم اسے مدوح یہ تیرا جو ہو تا جملہ ناقص اس سے
دست ہو جائیں شرع بیہ تمثیلاً ہو تا غیر مروط ہوئے بس ان ناقصوں تن پرست سے جو کچھ ہوا کہ
معاف کر دے اس لیے کہ عفو دریاے عفو ہی سے بہتر ہے ایسے ویسے کا عفو کس شمار اور کس
تظار میں ہے قولہ عفو خلقان مجھ جوے اوچو سیل و ہم بدان دریا ہی تازید خیل و عفو ہا شرب
ازین دل پارہ و چون کبوتر سوے تو آید شہا و باز شان وقت سحر پران کہنے و تاب و شب محبوب
ایں بادلان کہنے و پر زان بار و گرد و وقت شام و بے پرند عشق آن ایوان و ہام و تاکہ از تن تار
وصلت نگسلند و پیش تو آیند کو کو مقلند و پر زان امین زرج سرنگون و در ہوا کا ناالیہ راجون و
بانگ مے آید تعالٰی از کرم و بعد از حجت ماند درد و غم و پس غریبیا کشیدید از جہان و قدس دست
باشید اے مہمان و زیر سایہ امین و ختم مست ناز و ہین بیند ازید پا ہلے دما و پاہاے پر عشا
از ہر وین و بر کنار دوست حوران خالیدین و حوریان گشتہ مغر مہربان و کر سفر باز آمدن لیل صوفیان
صوفیان صافیان چون نور خور و بدستے افتادہ بر خاک و قدر و بے اثر پاک و

قندہ بانہ اندر نہ چھو نور شہزادہ سے قصر بلند بزمین گروہ مجربان ہم اسے مجیدہ جملہ سراستان بدیوار سے رسیدہ
 بر خطا و جرم خود واقف شدہ گزیر جہات کعبستین حق بدینہ اللغات تعالوا ہا یہاں یہ رجعت لوٹنا مغز غمزہ
 کسندہ قدر کعبستین نجاست کعبستین دو پاسے شش پہلو کہ ہر ایک پر ایک سے چھ تک نقش
 ہوتے ہیں اسلئے پھر ایاز کہتا ہے مخلوق کا غوا ایسا ہے جیسے ایک چھوٹی سی نہر اور دریا کا غفو مثل
 سیل کے بس اس دریا ہی کی طرف اے مخلوق دوڑتے رہو یہ جو دل پارہ لوگ ہیں انکے دلوں سے
 ہر رات غفو کیو ترون کی طرح اڑاڑ کے اے شاہ تیری طرف آتے ہیں پھر تو صبح کو انھیں اڑا دیتا ہے
 اور انکے بدنوں میں رات تک مقید کرتا ہے دوسری بار پھر شام کے وقت اس ایوان و بام کے
 عشق میں اڑتے ہیں اور پر مارے ہوئے اوپر ہی کو جاتے ہیں جیسے شام کی اڑان پر ندوں کی
 شوق آشیانہ میں پریشان ہوتی ہو اور یہ خاصیت انکی جب تک یونہی ہر کہن سے تار و صلت
 جان کا قضا و قدر نہ توڑ دین ہی عادت انکی ہو کہ تیرے پاس آتے ہیں اس لیے کہ تجھی سے خوش
 اقبال و نیکبختی پائی ہو اور یہ تیز پر مارے رجعت سرنگوں سے نچت ہوا سے شوق میں
 و نالہ و نالہ راجعون کتے چلے جاتے ہیں یعنی ہم واسطے اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف
 لوٹنے والے ہیں رجعت سرنگوں کی نسبت فرمایا ہو فلکبت وجہ ہم فی النار یعنی اوندھے منہ آگ
 میں گرائے جائینگے جو دوزخ ہو اسوقت اسکے کرم سے نلا اٹکوا آئی ہو کہ آؤ اب اس رجعت کے
 بعد درد و غم نہیں ہو تمہیں اے سردار و بہت سفر جہان سے اٹھائے ہیں اور اسکی سختیاں اور میری
 قدر و منزلت خوب چھپائی ہو اب میرے اس درخت کے سائے میں مست ناز ہو کے پاؤں
 پھیلاؤ اور چین سے سوؤ اس لیے کہ دین کے واسطے تمہارے پاؤں نے بہت ریخ اٹھائے
 ہیں اب یہ پاؤں گود پر اور ہاتھ پر حورون خالین کے رکھو تا وہ دہائیں سہلائیں اب حورین
 بھی ان سے غمزے کرتی ہیں اور مہربان ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ صوفی سفر سے لوٹے ہیں یہ وہ صوفی
 صافی ہیں کہ نور آفتاب کی طرح ایک مدت گھوڑہ نجاست پر پڑے رہے ہیں جو مراد دنیا سے
 اب اس سے بے اثر اور پاک نجاست سے ہو کے لوٹے ہیں جیسے نور آفتاب کا اپنے
 قصر بلند کی طرف لوٹتا ہو ایسا ہی حال اے مجیدان مجرموں کا ہو کہ ان سب کے سر تیری بلبل کو
 پہونچے ہیں اور تیری دیوار سے سر ٹکراتے ہیں اور اپنی خطا و جرم سے واقف ہو گئے اگرچہ
 بحقیقت مات کھائے ہوئے کعبستین حق کے ہیں کعبستین حق کے قضا و قدر جن سے جملہ
 کام جاری ہوتے ہیں انکی خطا اور اکا جرم بھی انھیں سے تھا تو کہ وہ تو کہند اکون

آہ کنان ہیکہ لطف مجرما نزارہ کنان پناہ دہ آلودگان را بجل بدو فرات عفو وعین مغفل ہوتا کہ
 غسل آرمندان جرم درازہ وصف پاکان رزندان نمازہ اندرین صفہا نمازہ برون پغہ وکان نور
 سخن الصافون ہچون سخن در وصف آن حالت رسید ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید ہجر را
 پیچیدہ اسکرہ بشیر را ہشت ہرگز نہ بگرچا است برون زدا حجاب ہتا بہ بی پادشاہی عجب ہ
 گرچہ ہنگستند جامت قوم مست ہانکہ مست از تو بہ و عذریش ہست ہستی ایشان باقبال و بمال ہ
 نہ زیادہ تست ای نیکو خصال ہامی شمنشہ مست تخصیص تواریخ عفو کن است خدای عفو مندہ لذت
 تخصیص تو وقت خطاب ہان کہ نہ ناید از صدم شراب ہچونکہ مست کردہ صدم مزین ہشرع ستان را نیارد
 حدزون ہچون شوم ہشیار لگا ہم بزین ہکہ خواہم گشت خود ہشیار من ہہرکہ از ہم تو خورد اے ذوالمنن ہ
 تا ہرست از ہش و از حدزون ہاللغات آہ مخفف آہ اسکرہ کاسہ کلی عجب شگفت المعنی ہچہر ایا ز
 کتا ہکہ یہ سب تیری طرف متوجہ ہین او آئین کر رہے ہین بس اے مدوح تودہ ہکہ تیر لطف مجرمون کو
 بلاتا ہان آلودہ گناہون کو جلدی فرات عفو اور چشمہ محل غسل میں راہ دے تا اس لیے جرم سے غسل
 کر کے پاکون کی صف نمازین داخل ہون کس واسطے کمان صفون میں بے اندازہ لوگ نورین ڈوبے
 ہوے ہین اور کہتے ہین کہ ہم صف میں کھڑے ہونے والے ہین اب فرماتے ہین کہ جب مسلم
 وصف اس حالت میں پہونچا تو قلم بھی ٹوٹ گیا اور کاغذ بھی پھٹ گیا کہ ہم سے اُس حالت کا وصف
 نہیں ادا ہو سکیگا بھلا کسی پیالے کے بھی سمندر کو ناپا ہڈ اور برے نے بھی شیر کو اٹھایا ہوتیرے سامنے
 اگر حجاب ہو تو تو اس عجب سے نکل تو یا دشاہی عجیب و غریب دیکھے اگرچہ قوم مست نے مستی سے
 جام تیرا توڑ ڈالا تو انکو عذر بھی ہکہ مست بھی تو تھی سے ہین انکی وہ مستی نہیں ہجو مال و اقبال سے ہوتی ہر
 کہ وہ شنیع ہر انکی مستی تو نے نیکو خصال ہچہر سے ہچہر شمنشاہ یہ مست تیری تخصیص کے ہین تو نے
 انکو ہخصوصیت بخشی ہچہر اسنے انکو مست کر دیا ہر بس اپنے مست کیے ہوے کے جرم بھی معاف کر کہ تو
 صاحب عفو بھی تو ہر جس وقت تو تخصیص کے ساتھ کسی سے خطاب کرتا ہو تو اسکی وہ لذت ہوتی ہجو شراب
 کے سیکوٹن خم سے حاصل ہوا اس قدر یہ اس خطاب کی لذت سے مست ہو جانے ہین ہچہر جب تو ہی نے
 مجھکو مست کر دیا ہر تو ہچہر حد و سنرا کسی شرع میں مست ہر حدک رواہی مان جب ہشیار ہو جاؤن تو حد
 ماریو سوین ہشیار ہی نہونگا اس لیے کہ اے ذوالمنن جس نے تیرے جام سے شراب پی ہر وہ
 ابد تک ہشیار ہونے اور حد مارنے سے چھوٹ گیا قولہ خالدین نے فناد اسکرہ ہم من یفاسنے فی
 ہواکم لہ یقرہ فضل تو گوید دل مار کہ روئے اسے شہ در دوغ عشق مارگو ہچون گس در دوغ ما متاود ہ

تو ہست اسے لکس تو بادہ پڑ کر گسان مست از تو گردند اسے لکس پڑ چونکہ بر بحرِ غسل مانی فرس پڑ کو ہما
چون ذرہ ہا سر مست تو پڑ نقطہ و پرکار و خط و دوست تو پڑ فتنہ کہ لرزند از ان لرزان تست پڑ ہر گران قیمت
گہر از ان تست پڑ کہ خدا دادی مرا یا نصیبان پڑ گفتمی شرح تو اسے جان جہان پڑ یکر زبان دامن آنم منکسر
از خجالت از تو اسے دانائے سر منکسر تر خود نباشم از عدم پڑ گرد ہا نش آمد ستند این احم پڑ صد ہزار آثار
غیبی منتظر پڑ از عدم بیرون جہد از لطف دبر پڑ از تقاضاے تو لے کر دوسرے پڑ اسے بردہ من پڑاے
آن کرم پڑ رغبت ما از تقاضاے تو ست پڑ جذبہ حق مست ہر جا ہر دست پڑ خاک بے بادی ببالا کی
جہد کشتی بے بحر و درہ بندہ پیش آب زندگانی کس پڑ پڑ پیش آب حیوان مست دردناک المعنی
یعنی ہمیشہ ہین فنا میں مستیان انکی اس لیے کہ جو فنا ہوتا ہے تھارے شوق میں وہ ہرگز نہیں سیدھا
ہوگا تیرا فضل ہمارے دل سے کتا ہے کہ جاے فلان تو ہمارے دوع عشق میں پھنسا ہوا ہے اور کس
کی طرح ہمارے دوع میں پڑا ہوا تو مست نہیں ہو تو شراب ہو اور کاست کرنے والا اسے
لکس تو وہ ہو جس سے بڑے بڑے کر گس مست ہو جاتے ہیں جس وقت تو شہد کے دریا پر اپنا
گھوڑا چلائے کہ مراد تکلم سے ہو بڑے بڑے پہاڑ اڑنے زردن کی طرح تیرے مست ہین نقطے اور
پرکار و خط سب تیرے اختیار میں نقطہ قطب پرکار و فقدان خط خطوط آسمانی استواء و معدل النہار وغیرہ
کہ اس سے عبارت سارے عالم سے ہے کہ فتنہ مخلوق جس سے کاپیتی پڑ وہ تجھے کا پیتا ہے جو گوہر کہ
بڑھ سے بڑھ قیمت والا ہے وہ تیرے آگے ارزان ہے اگر خداے تعالیٰ تجھ کو پانہوز بایں دیتا تو میں و جان جہان
تیری خمیوں کی شرح کرتا اب کیا کروں صرف ایک زبان ہے سو بھی ٹوٹی چھوٹی اور تجھ سے اچھوٹا ہے راز
شرابی ہوئی اب زیادہ شرمندہ میں عدم سے نہوں کس واسطے کہ اس کے منہ سے ایسے گروہ بھی تو لے
ہین چٹکے لاکھوں آنا غیبی منتظر ہین کہ ب وہ لطف و نیکی کے ساتھ عدم سے نکلیں اور طور کرین پھر
عدم کا کیا تصور جو اس سے شہاؤں کہ کیوں تجھ کو ایسا منکسر کیا تیرے مقتضائے کرم سے سر میر حرکت
کرتا ہے اسے ممدوح تو وہ کو کم ہے کہ تیرے پاس کرم کے بیچ میں مرا ہوا ہوں اور ہماری گفت تیرے
ہی تقاضا سے ہے اس لیے کہ جہان کوئی روندہ راہ خدا کا ہے وہاں جذب حق بھی ہے کہ وہی اس کو
کھینچے لیے جاتا ہے ایسے ہی تیرا تقاضا ہماری رغبت کا باعث ہے جہاں خاک بھی بے ہوا کے کہیں ادب
چھستی ہے اور کشتی بھی کھی بے دریا کے قدم راہ میں رکھتی ہے کوئی آب زندگانی کے ہوتے بھی مرا ہے
اور تو تو وہ ہے کہ تیرے آب کے سامنے آب حیوان درد و گاہر قولہ آب حیوان قبلہ جان دوستان پڑ
ناب باشد سیر و خندان بوستان بدرگ آشا مان عشقت زندہ اند دل ز جان و آب جان بر کند اند

آب عشق تو چہ بار دوست دادہ آب حیوان شدہ پیش ما کسا و نہاب حیوان ہست ہر جان مانوسہ
 ایک آب آب حیوانی توئی ہر دے مرگے و حشرے وادیم نہ تا بدیم و ستر و آن کرم ہمچو خفتن گشت
 این مردن مرا بہ زاعتما و لغت کردن اے خدا بہ ہفت دریا ہر دم اگر دوسرا بہ پگوش گیری اوریش ای
 آب آب بہ عقل ترسان اناجل دان عشق شوخ بہ سنگ کے ترسدر باران چون کلوخ بہ از صحاف
 ثنویے این نجم ہست بہ دربروج جرج خان چون انجم ہست بہ رہ نیاید از ستارہ ہر حواس بہ جز کہ کشتیان و
 استارہ شناس بہ جز نظارہ نیست قسم دیگران بہ از سعوش غافلند و زاتر آن بہ آشنائی گیر شبہا
 تا بروز بہا چنین استارہاے دیوسوز بہ ہر یکے در دفع دیو بدگمان بہ ہست لفظ انداز قلعہ آسمان بہ
 اختار بادلو ہچون عقرب ہست بہ مشترے را و ولی الا قرب ہست بہ توس کے از تیر و زو دیور
 دیو پر آب ہست زرع و دیو را بہوت اگر چہ کشتی خے بشکند بہ دوست را چون تور کشتیے کشد بہ
 شمس اگر شب را بدر چون اسد بہ لعل را ز و خلعت اطلس رسد بہ صورت طرحنگ اگر چہ کجروست بہ
 ہیئت میزان از دیورن شوست بہ پیشہ مرغ اگر خوریزے ست بہ از دیورن شارق تبریز لیست بہ
 اگر چہ در تاثیر نخس آمد زحل بہ وقت فکری آمد ازوے در عمل بہ اللغات صحاف با سرج جمع صحیفہ بمعنی کتاب
 حسد و اتزان نزدیک ہونا لفظ ہندی رال اور ایک قسم روغن اختراع حکما جسکے دانے سے
 زمین جل اٹھتی ہے عقرب گزوم اور نام برج کہ بصورت عقرب کے ہوا ایسے ہی توس کمان اور دو
 ہندی ڈول حوت پھلی نور گا و اسد شیر خرچنگ ہندی لگنا میزان ترا زویر سب بھی نام برجوں کے
 ہین جواٹھون شکون کے ہین قسم ہا لکسر حصہ میوہ مخفف میوہ شارق روشن و تابان و بمعنی آفتاب
 اے معنی پھر بتاؤ صدقہ فرمایا کہ آب حیوان تو انکا قبلہ ہے جو لوگ کہ جان دوست ہین اے جان
 کے دوست رکھنے والے اور پانی سے بوستان سبز و خندان ہوتا ہے لیکن جو تیرے مرگ عشق کے
 جام پینے والے ہین وہ زندہ ہین انھوں نے جان سے بھی دل اپنا الگ کر لیا ہے اور آب جان سے
 بھی کہ وہی آب حیات ہے جب سے تیرے آب عشق نے ہم سے ہاتھ ملایا ہے آب حیوان ہمارے
 سامنے کھوٹا ہو گیا کسو اسطے کہ اسکی زندگی تو چند روزہ ہے اور اسکی زندگی دوام وابدی آب حیوان سے
 تو ہر جان کو تازگی و نوی ہوتی ہے لیکن آب حیوان کے لیے آب تو ہی ہے اسکی زندگی پھر سے ہے
 ہر دم ایک مرگ اور ایک حشر تو نے بھکودیا ہے کہ ہر دم مرتا ہون اور ہر دم زندہ ہوتا ہون تو دوسرے
 تیرے کرم کی دیکھون کہ کیسا زندہ کر دیتا ہے بس تیرے کرم سے اے خدا یہ مرنا بھکودیا ہوا کیسا ہے
 سونا س بھروسے پر کہ تو بھکودیا پھر بھوت کرے گا اور مین کیا ہون تجھ کو وہ قدرت ہے کہ اگر ساتون

سمندر سوکھ کے سراب و دھوکا ہو جائیں تو اسے آب کے آب یعنی زندگی آب کے تو اس آب کو کان
 پکڑ کے لاسکتا ہے عقل تو اجل سے ڈرتی ہے اور عشق ایسا بیباک کہ یہ ہرگز نہیں ڈرتا جیسے منہ سے پتھر
 نہیں ڈرتا مٹی کا ڈھیلا ڈرتا ہے کہ گل ہو جائوں آب فرماتے ہیں کہ شفیعی کے صحیفوں سے یہ پانچواں صحیفہ
 ہے اور ایسا ہے جیسے چرخ جان کے برجون میں انجم و سیارے جنگلی گردش کی راہ سوا کشتیاں
 و ستارہ شناس یعنی نجومیوں کے کوئی نہیں پاسکتا اس واسطے کہ کشتیاں و نجومی ہر وقت امن کو
 دیکھتے رہتے ہیں اور پچانتے ہیں اور سوائے ان لوگوں کے اور جو ہیں انکو بجز دیکھنے کے اور حصہ
 نہیں ہر وہ انکی سعادت و اقبال سے غافل ہیں ایسا ہی حال میرے ان انجم کا ہے کہ جو جانتے ہیں
 جانتے ہیں تجھ کو چاہیے کہ ان ستاروں سے ہمیشہ راتوں کو دن ہونے تک آستنائی اختیار کر اور انکی
 گردش دیکھ کہ یہ سب ستارے دیوسوز یعنی شیطان کے حق میں شہاب ثاقب ہیں کہ دور ہی سے
 اُسکو جھکاتے ہیں ہر ایک ان سے واسطے دفع دیو بدگمان کے لفظ انداز ہے مثل لفظ انداز قلعہ آسمان
 کے کہ وہ فرشتے شہاب ثاقب مارنے والے ہیں جیسے دنیا کے قلعہ دار اپنے غنیمت پر لفظ اندازی
 کرتے ہیں اور قلعہ کے پاس جھے باروت کے مار مار کے نہیں آنے دیتے اگرچہ اُسکے اخترا دیو کے
 ساتھ عقرب ہیں یعنی سخت غص و ایذا رسان لیکن جو مشتری اور سعد اکبر ہے اُسکے بڑے دوست
 بڑے قریب و اقرب اسکا قوس اگر دو پر تیر لگاتا ہے پیر میں ایہام ہے کہ عطار کو بھی کہتے ہیں
 تو دلو اسکا پانی سے بھرا ہوا ہے تا زراعت کو سبز اور میوے کو پر آب کرے یعنی رس سے
 بھر دے حوت اسکا اگرچہ کشتی گراہی کی توڑتا ہے جیسے سمندر میں کشتیاں مچھلی کی ٹکر سے ٹوٹ
 جاتی ہیں لیکن دوست کے واسطے مثل ثور کے ڈھیر کے ڈھیر ڈھوتا ہے جیسے ثور بوجھ ڈھوتا ہے
 کشتی بالفتح بسیاری و انبوہی از ہر چیز یا اس میں تغیم کی ہے اور کاف فارسی کا شمس اسکا اگرچہ شیر کے
 مثل بھار ڈالتا ہے لیکن جو مل ہیں انکو اُس سے خلعت اطلس کا پہنچتا ہے اور رنگ دیتا ہے صورت
 سرطان کی اگرچہ کج رہے کہ اُنسا سیدھا دونوں طرح چلتا ہے یعنی آگے کو بھی پیچھے کو بھی لیکن
 ہیئت میزان کی اُس سے جدا ہونے والی ہے یعنی جو میزان کی ہیئت ہیں کٹے پئے وہ اس
 کج روی سے الگ ہو جاتے ہیں اور جو مرغ کی طرح غص و خوریز ہیں جیسے مرغ کا پیشہ خوریزی ہے
 کہ جلا دھلک کہلاتا ہے وہ شارق تبریزی سے دیا ہوا ہے شارق تبریزی حضرت شمس تبریز کہ اکثر ان کا
 فکر اور ان کی مدح اس کتاب میں ہے اور ایک کتاب سے ثابت ہوا کہ وہ ان کے پیر بھی ہیں
 اور جو کہ اپنی تاثیر میں رحل غص اکبر ہے پس عمل میں اُس پر جو وقت فکر کی پیش آئی ہے وہی

اسکی تاثیر خمس ہے قولہ ہر وجودے کہ عدم ہیود سر بہ بریکے زہرست دہر دیگر شکوہ تاہم از مہر از دو کف
بر ہم زندہ زہرہ ہوو زہرہ را نام زندہ بل عطار خانہ خود کم کند و زجنون ادوز جونا بشکند و مشتری را
دست لرزد و دل طپد و سر آب او فندہ چون سبدہ نہر طائر را بریزد و زہر شرم و در طبع متین شود
چون موم نرم و دختران نقش آبتن شوند و مجتمع گشتند و دستک زن شوند و در گذر زین رمز ہایکا ہ
شدہ کمکستان از سنبلہ پرکاہ شدہ آفتاب از کوہ سرزد و اتفاقا بلیک تلخ آہد ترا این گفتگو تو عدوی
وز عدو شہد و لبین بے تکلف زہر گرد و در دہن و دوست شود و خوے ناخوش شو برے و
تا زخمہ زہر ہم حلوا خورے و زنان بشد فاروق را زہرے گردند کہ بد از تریاق فاروقیش قند ہین
بجو تریاق فاروق اے غلام و تا شوے فاروق دوران و السلام و اللغات جونا نام برج جسکو
دوپیکہ کہتے ہین اور نیز نام ایک شکل کا اشکال فلکی سے کہ بہ شمشیر حمل کیے ہوے نہر طائر بھی ایک
شکل ہے بصورت گدھا اڑتے ہوے کے تنین بکسر و تشدید نون از دہا و تنین فلک وہ صورت
جو تقاطع فلک شہر و مثل حمل مائل کے پیدا ہوا اس کے سر کو اس دم کو ذنب کہتے ہین و
دختران نقش بنات النعش کو وہ سات ستارے ہین ہمیشہ گرد قطب کے پھرتے ہین
دستک زدن تالیان بجانا کمکستان وہ سفیدی لمبی کہ رات میں آسمان پر بصورت راہ کے معلوم
ہوتی ہے سنبلہ نام برج کہ بصورت خوشے کے ہے خمرہ خم کو چک فاروق لقب حضرت عمر
تریاق فاروق نام تریاق کہ واضع اسکا فاروق نام ایک حکیم ہے المعنی فرماتے ہین ایسے ہی
جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہر وجود ہے جس نے کہ عدم سے سر نکالا ہے کسی پر وہ وجود زہر ہے اور کسی پر
شکر ہے میرا ماہ اگر مہر و محبت سے تالیان بجائے زہرہ کا ایسا زہرہ کہاں کہ دم مار سکے ماہ مراد میری دست
میں سخن سے ہو اور مہر و ماہ دونوں بصورت کف کے ہین اور مشہور ہے کہ تالی دونوں ہاتھ سے
بجھتی ہے زہرہ کا لقب لولی فلک جس کا کام تالیان بجانے کا اور نیز مطربہ فلک کہتے ہین سارے
عیش و طرب دنیا کے اسکی تاثیر سے ہین ایسی شے کی مجال نہیں جو میرے سخن کے طرب کے
آگے دم مار سکے وہ دجد و طرب اس میں ہو اور جو ماہ اپنے سخن کو کہا ہے اور اس کے ساتھ مہر کو بھی
لگایا ہو سو اسے نور و فروغ کے رنگینی و بختگی جمالی و جمالی کیفیت بھی ملحوظ ہے اسو اسطے کہ ماہ صبل غ
فلک ہو اور جمالی اور مہر طربخ فلک اور جمالی پھر فرماتے ہین زہرہ کیسا ہے بلکہ عطار کہد کہ نشی فلک ہو
ایسا حیران و سرگردان ہو جائے کہ گھر کی راہ بھول جائے اور ایسا دیوانہ بن جائے کہ جوز
جونا کا توڑ ڈٹاے اور جو نہ جونا ہین توڑ دینے سے کچھ بھی نہیں رہتا عطار دا اپنے جسم میں

نہایت کم نور و ضعیف ہو اور نیز خستہ ستیہ سے کہ یہ ستارے اکثر اپنی گردش میں حیران ہو جاتے ہیں اور خانہ بھول جاتے ہیں اور رجعت کرتے ہیں یعنی جدھر سے آتے ہیں اُدھر ہی کو لوٹ جاتے ہیں اسی وجہ سے خانہ گم کند فرمایا جو مشتری کہ قاضی فلک ہو اور بعد ماہ کے سب ستاروں سے نورانی تر اُس کا یہ حال ہو کہ حکم احکام عمدہ قضا کے سب بھول جائے ہاتھ کا پٹنے لگیں دل ٹھپنے لگے اور ماہ کا یہ حال ہو کہ گویا مرکب پر ایک ڈلیا تیرتی ہے اے محض بے نور و ضیا نسر طائر جو بڑے علو و بلندی پر اڑتا ہے اس کی شرم سے پر اُس کے گرہین اور تنین فلک لایع کے مارے نرم ہو جائے ساری سختی و نحوست چھوڑ دے کہ شاید میں بھی کچھ ہرہ یاب ہوں دختران بنات النعش جو شوہر سے خبردار زمین ہیں سب اس کے فیض سے مثل مریم کے عیسیٰ نفسوں سے حاملہ ہو جائیں اور جمع ہو کے تالیاں بجائیں آب فرماتے ہیں کہ ان رموز و کنایوں سے درگزر کرو اور چھوڑ دے اُس لیے کہ تیری کمکشان سنبلا کی کاہ سے بھر گئی یعنی راہ پر کاہ ہو گئی بہ سبب تعالیٰ کے دیکھتا نہیں آفتاب نے کوہ سے سر نکالا اور کہتا ہوں باتوں سے بچو لیکن تجھ کو یہ گفتگو تلخ معلوم ہوئی آفتاب مراد شمس تبریز سے اور اُنھوں نے مولانا کو اس علم ظاہری سے منع کیا تھا اول میں مراد معلوم ہوا تھا مگر یہ نہیں جانتا کہ تو دشمن ہے اور دشمن کا شہد و شیر بے تکلف ہر دہن میں نہر ہو جاتا ہے تو سب کا دست بن اور خوے ناخوش سے بیزار ہو تو نہر کے خم سے بھی شیریں چیز کھائے دیکھو کہ حضرت فاروق کو نہر نے کچھ زندہ نہ ہو چکا جیسے کہ نقل مشہور ہے کہ شاہ روم نے ان کو بطور سوغات ایک شیشی دہر بلا ہل قاتل کی بھیجی تھی جس سے خوردہ فوراً مر جانا اُنھوں نے سب پی لی کچھ اُتر نہوا اس واسطے کہ تریاق غادوق سے قندان کے پاس مقایفے شکر گفتار و شیریں مقال تھے اور اپنے عدل سے حق و باطل میں فرق کیے ہوئے اسی سبب سے فاروق ان کا نام تھا خبردار اے غلام تو بھی تریاق فاروق ڈھونڈھ لیے اُنھیں کی سی خوب تو تو بھی فاروق زمانے کا ہو جائے بس آگے سلام

خاتمۃ الشرح

اے شہنشاہِ دینِ مہمان بہ صاحب کون و مکان دلا مکان بہ فیض سے تیرے ہر ایک شے مستفیض بہ اے عظیم فیض نایض و مفیض بہ اے عظیم المن بے من و اذ بہ دو سر امین تجھ سے کب دو سرا نہ یہ سرا میرا از سر تا پایا بہ ایک پتلہ ہو ترے احسان کا بہ چشم و گوش و جان و دل نطق و زبان بہ میں یہ سب نعمت تری اے جان جان بہ یہ تو میں سب داخلی انکے سوا بہ خارجی لامنتہی بے انتہا جو پنج حس ظاہر کی اور باطن کی پنج بہ فائدہ دن سے کیسی ہیں بر گنج گنج بہ واسطے اور رابطے اور فائدے بہ

اور قوانین و ضوابط قاعدے بنانے جو قانون تن میں ہیں رکھے بنائے افلاطون جھلا پاؤسکے بیچ جس میں درک کو ہے امتیاز نیدن تو ہے ہر اک پہ باب ناز باز بندرک کو دی میرے تو نے روشنی بچس سے لکھی ہیں نے یہ شرح سنی بن شنوی کا پانچواں دفتر ہے یہ بیچ اختر جرج کا انفریہ پانچواں دفتر اسکے ہیں لب لباب بنگو کیا اک پنج سورہ مستطاب بن لفظ ہیں گو غیر معنی تو ہیں ایک بن دیکھ تودل کی نظر سے نیک نیک بن اسے خوشادہ جسکے یہ خوش سخن بن چاہے کوئی تو ہو چاہے ہو کس بن مشوے مولوے معنوے ہست قرآن در زبان پہلوی بن ہیں مصنف اسکے مولانا سے روم بن ملک معنی جن کے زیر مہر موم بن تنکی مسند فقر و فنا بن مشقتی لذت صدق و صدا بن حال ان کا حال ہے لیکن مقام بن اس کا کیا کہنا کہ ہے مالا کلام بن ذات انکی ہے صفات حق میں محوہ اور زبان جام طور سکر و صحت ہیں فصاحت اور بلاغت بیگمان بن پیچھے پیچھے انکے خامے کے دو ان بن محسنات شعر کی ہرچہ امام بن بے تکلف بے تصنع بے کلام بن خالدین خلد سے ہو انکی روح بن روح و رحم ایزدی سے پر فتوح بن اسے خدا بر محمد مصطفیٰ بن حامد و محمود و احمد مجتبیٰ بن واقف اسرار کل کن ہر کن بن صاحب علم لدنی بے سخن بن رحمت عالم امام انبیاء بن ملک و ملاک و ماکان ابابہ اور طفیل آل و اصحاب کرام بن جو دعائے دین کے ہیں او توام بن تنکی اخلاص و خلوص و اختصاص بن شہر ہیں در میان عام و خاص بن ذات پاک انکی نہیں محتاج بن صفت بن کیونکہ ہر فی نفس معراج و صفت بن ہومری تحریر حضرت میں قبول بن گو کہ فرمایا مجھے تو نے جہول بن ای مجید حافظ ابابو وطن بن ہے جو بیکی بھیت پیش مرد وزن بن سامنے تیرے کھڑی ہے اک کھڑی بن سخت و سخت اور کھڑی اندر کھڑی بن ہوگی وہ ساعت نہ کچھ ساعت سے کم بن کیسا تو بیغم ہے غافل خفتہ دم بن یاد آئے گرسختے وہ وقت سخت بن جہول جائے بلکہ رخت و بخت و تخت بن جب قضا اگر یکبار سے الاجل بن انکھن کھن جائینگے اسے طول الال بن اور اسکے ساتھ شیطان نرند بن تاک میں تیری ہے باہر ریشخند بن اللہ اللہ اسے خدا سے پاک تو ہے بغیث اور میں مغاث و داد و داد دے بیداد سے اسکی بچا بن داد ہے تیری نہ جائندر نہ جا بن شہد شہد سے تو ہو شیرین زبان بن اور مصدق اس شہادت کی ہو جان بن راہزن بن فکر نے تشویش ہو بن ریشخند اسکا اور اسکی ریش ہو بن میں شکر خندی کروں تیرے حضور بن زہر خند اس کی ہو قسمت اسے غفور بن

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

رہروان باد یہ معرفت الہی اور سیاحان قدوم ناپید کنار حقائق ناقصا ہی ثوب فاققت و آگاہ ہیں کہ از ابتدا
 خلقت آدم تا ایند مثنوی شریف حضرت مولوی روم قدس سرہ کا مشن و نظیر نہیں ہوا اور نہ آئندہ قائم کیا جاسکتا
 ہوگا معارف و حقائق اور روشنگاری اسرار و انجیل میں یہ کتاب برکت انتساب اپنی آپ ہی نظیر و جسکی شان میں
 یہ بیت گواہ ہے مثنوی مولوی معنویؒ ہے استقرآن در زبان پہلوی پندہ وہ متن متین عرفان اور حصن
 حصین الیقان ہے جسکی حد ہا شرحیں مطول و مفصل علماء دین میں اور دشت نور دان منازل یقین سے
 یادگار ہیں مگر کیا ہی حقیقت مطالب مثنوی شریف پر کیا حقہ کوئی مطلع ہو سکا اور ہر ایک بزرگ والا مقام نے ہر
 استعداد اپنی عقل و فہم کے توضیح مطالب میں باخدا و شتی زور آزمائی کی پھر آخرین اللہ علم حقیقہ بحال فرمایا بطلان ابیات
 مثنوی شریف ایسے سہل منتعین کی وجہ فہم رسا غور کرتی ہر ایک نیا مطلب باقدا آتا ہے اور میر و فیاض سے ہر ایک
 شاعر علام اپنا اپنا حصہ جدا گانہ پاتا ہے یہی باعث ہے کہ کسی فرد بشر کو دریافت مطالب مثنوی شریف میں بہرہ و فی
 اس قدر شرفی متعدد کے سیری زمین ہوتی اور ہر ایک نئی تحقیق اور جدید نصیبت کا خاہان و جہان رہتا ہے فہم
 مطالب مثنوی شریف میں علی العموم یہ امر اور بھی سنگ راہ ہے کہ فی زمانہ جو شرحیں اور جوہرین اور اکثر ان میں سے مشن
 طبع میں اگر اشاعت پذیر بھی ہوئی ہیں یہ سب بزبان فارسی میں ہیں ظاہر ہے کہ ایسی شرحوں کا فیض عام نہیں
 ہو سکتا اس لیے کہ اصحاب کم استعداد و کم انجین کا طرہ زیادہ تر ہے دریافت غوامض ابیات مثنوی شریف میں بہرہ
 عبارت فارسی شرح عاجز رہ جاتے ہیں۔ اسپر طرہ یہ کہ اکثر حضرات نے اپنی اپنی شرحوں میں مقدمات مشککہ سیٹھ
 ابیات معنی بند مثنوی شریف کے حل مطالب میں نہیں معلوم کس مصلحت سے طریق بیان بعبارت پھیر چھپا
 فرمایا ہے جس سے ادراک معانی دائرہ الایہم فالایہم میں داخل ہو گیا ہے بعض شراحین بالکمال نے اکثر ابیات مثنوی شریف
 کے جنکو کہ ہم لوگ مشکل جانتے ہیں اور انکے دریافت مطالب میں دست پاچہ رہتے ہیں انھوں نے ادراک یقین حاصل
 ان ابیات کو شاید سہل تصور فرما کے انکے حل مطالب کو بالکل قلم انداز کر دیا ہے پس کوئی شرح ایسی نہیں ہے جس میں
 کسی کسی مقام پر محل اعتراض نہ ہو یا دریافت حقائق مثنوی شریف میں علی العموم کافی طور پر ملح بحث ہو۔ اور حق بھی
 یہی ہے کہ جس زبان میں متن ہوا اسکی شرح اُس سے کمتر زبان میں چھپی عام فہم ہوتی ہے موافق متن کی زبان میں
 ہرگز ممکن نہیں اب ارباب شوق و ذوق کو قرہ ہو کہ آپ حضرات کی جملہ مشکلیں رفع ہو گئیں و اعتراضات اٹھ گئے
 اور شاہ مقصود سے سر بازار ملاقات ہو گئی یعنی کمال احسان و فضل و حمید و عارفی بقول و منقول فرید و بہ فی التعمق
 اطلال اصول کعبۃ العلماء ارازمین قبلہ اکملہ الرحمنین مرادہ مستقر قاف بجار اسرار سبحانی پیتھوے سہل کار ہادیہ نورانی

مرشد سالکان منانل عرفان جناب مولوی عبد المجید خان صاحبناکین بلی بحیثیت نے کمال جان فشانہ اور
عرق ریزی سے شتوی شریف کی زبان اردو عام فہم نہایت سلیس کمال تحقیق سے شرح فرمائی اور نام کا بوستان معرفت
لکھانی الحقیقت اس مصنف علام و فرام نے وہ کار نمایان کیا ہے کہ قابل قدر صاحبان علم و دست ہر اول تو یہ شرح
بالاستیعاب ہے یعنی کوئی بیت شتوی شریف کی حل مطالب سے باقی نہیں رہی دوسرے طرز اس شرح کا نہایت عمدہ ہے
یعنی پہلے ابیات شتوی شریف کے لکھے ہیں بعدہ بس قدر ابیات لکھے ہیں ان کے لغات کا بیان کیا پھر ان کے مطالب کو
نہایت صاف طور سے ظاہر کر دیا پھر ان اشعار کا لفظی ترجمہ بتدریج لکھا پھر حداثہ نسخ اور اختلاف شارحین کو
بیان کر کے مزاج و مرجع کو بیان فرما دیا پھر اپنا اجتہاد ظاہر کر دیا غرض کہ اس شرح میں اس طرح کا بیان صاف صاف
جس میں کسی طرح کا خدشہ باقی نہیں رہتا اور بغور مطالعہ تسکین حاصل ہو جاتی ہے صد ہا اشعار جنکی آج تک تحقیق
پورے طور پر نہ ہوئی تھی اور ان کے معانی میں شبہ باقی تھا اس شرح تاد کے دیکھنے سے ان کے معانی اصلی آئینہ
ہو گئے۔ یہ بھی واضح ہو کہ موافق شتوی شریف کے اس شرح کے بھی پچھ دفتر ہیں جو کئی مرتبہ مطبع ہند میں چھپ کر نذر
ناظرین ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اب باہر بارہ کشتان فحانہ معرفت و حقیقت کل دفترون کے
طبع کی پھر نوبت آئی لہذا یہ دفعہ پنجم کتاب شتخاب برکت انتساب بوستان معرفت شرح شتوی مولوی روم
قدس سرہ کا باہتمام تام مطبع نامی و نگرامی مشہور نزدیک دور منشی نو لکشور واقع لکھنؤ میں حسب الحکم آقا
نادر اسے بہادر بابو پرگ نرائن صاحب مالک مطبع ہند بامہ اگست ۱۳۱۱ عیسوی مطابق ماہ رمضان
۱۳۱۱ ہجری حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر حائل گلوے خاص و عام ہوا۔

اعلان

چونکہ مصنف مرحوم نے حق تصنیف و تالیف اس شرح کا بحق مطبع منشی نو لکشور واقع لکھنؤ عطا کر دیا ہے
لہذا حق تصنیف اس شرح شتوی زبان اردو کا بحق مطبع ہند لکھنؤ ہے

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۲۰	مثنوی اللہ نام چورس (۲) پریم نامہ شاہ ولی	۵ رب	رسالہ شرافت مولفہ منشی نادر حسین غزنوی گرامی
۱۳۰	تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ عبد الصمد		کثر الاسرار ترجمہ اُردو نظم مثنوی شاہ بوعلی قلندر
	اسرار الحروف ہندی - از فتح علی شاہ	۱	قدس سرہ ہوزن مثنوی از مولوی سید غلام حیدر خان
۱۳۰	قادر بی بطور تصوف -		چشمہ فیض - نظم ترجمہ اُردو ہند نامہ عطار کلام
	در پیر راہ حق - مجموعہ فراہم کردہ حاجی زرد آواز		عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ -
	صاحب پیرزادہ رسالہ (۱) پیر راہ حق (۲)	۱۲۰	از مولوی عبد الغفور خان بہادر -
	رسالہ مرغوب القلوب از حضرت مس تبریز (۳)		مثنوی الکلام معروف بہ چارہ بنظیر مصنفہ حضرت
	مثنوی شاہ بوعلی قلندر (۴) مثنوی بے سر نامہ	۱۲۰ پ	محمد بنظیر شاہ صاحب قادری -
	(۵) مثنوی چشم بکشا (۶) پریم نامہ شاہ ولی (۷)		کشف الاسرار - اُردو ترجمہ بیابان پند پند
	مثنوی اللہ نام چورس (۸) بھجن از حضرت	۱۲۰	راجہ راجیو راد صاحب اصغر -
	شاہ عبد الصمد (۹) الف بے وجہن (۱۰)		حدیقۃ الاخلاق - اُردو ترجمہ بیابان پند پند
	تحفۃ العاشقین (۱۱) مثنوی حضرت شیخ بہلول	۱۲۰ پ	راجہ راجیو راد صاحب اصغر -
۱۲۰	(۱۲) رموز الحقیقت (۱۳) ترجیع بند عارف		مذاق العارفین - ترجمہ احیاء علوم الدین عربی
۱۲۰	اُردو ترجمہ ریاض ضوان شرح گلستان فارسی	۱۲۰ پ	ہر چار جلد کامل درد و جلد کاغذ سفید ولایتی -
	یہ شرح مشہور و معروف از تصنیفات مولانا	۱۲۰ پ	ایضاً حسب مراتب مذکورہ کاغذ معمولی ہر چار جلد
	ریاض علی مروج درس و تدریس طلبہ ہر کسب کا		گلشن سروری - نظم بین تہذیب و اخلاق کا
	ترجمہ مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی نے	۱۲۰	بیان مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری -
۱۲۰	بجارت فصیح اُردو فرمایا -		اکسیر ہدایت - ترجمہ اُردو کیمیائے سعادت
۱۲۰	پند نامہ وحید مصنفہ منشی واحد علی وحید -	۱۲۰ پ	جامع ثمرات حقیقت - ترجمہ مولوی خیر الدین احمد -
۱۲۰	مجموعہ تصوف تصنیف حقائق اکاہ شیخ برہنہ صاحب	۵ رب	نصیحت نامہ - اسم باسمی مترجمہ دی پر شاہ
۱۲۰	حزبان الانوار ترجمہ گنج الاسرار از مولوی محمد یوسف علی	۵ رب	ترجمہ رشحات - ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
۱۲۰	بودھ پرکاش مصنفہ منشی بشیر دیال سنگھ -		تہذیب احسانی مولفہ حکیم احسان علی -
۱۲۰	نہدات منظوم - عربی با ترجمہ اُردو شعر		مجموعہ توحید - از شاہ عبد الصمد عرف در کتب خانہ
۱۲۰	ونظم از شیخ احمد بن علی -		شامل چار رسالہ (۱) الف بے وجہن (۲) بھجن (۳)

فہرست	نام کتاب	فہرست	نام کتاب
۱	موسوم برآۃ المذنبین وصلی علیہ وسلم فی حبسہ	۱	گلشنہ چمن آردو - شرح بسیط گلستان سعدی
۲	عبداللطیف مہین - کاغذ سفید گندہ -	۲	از سید رزاق بخش -
۳	ایضاً - کاغذ حنائی -	۳	ششوی سحرچی - حلیۃ صوفی از سید شاہ عطاء حسین
۴	گلشن اسرارہ صوفیہ از مولوی دافو علی -	۴	ہند نامہ حبیبی - فصاحت و انداز از محمد حبیب علی خان
۵	کیمیائے سعادت - از امام غزالی معروف منقول	۵	شعارات الانوار المعروف بہ گلشنہ معجزات
۶	ہدایت المومنین - رسالہ در بیان بہت صالحین	۶	بہشتی و در سبلی سید امیر از زبان چچائی معتمد
۷	از ملا معین الدین صاحب -	۷	مولوی غلام رسول -
۸	مطالعہ رشیدی - از حضرت شاہ تاجی قلندر صاحب	۸	گلشن دانش - ترجمہ زبان آردو کتاب عبادت
۹	رسالہ معرفتہ السلوک - از حضرت شاہ محمد خوش زبان	۹	از سید احمد راجپور راؤ -
۱۰	نفحات الانس - مع حواشی مفیدہ از	کتاب تصوف فارسی	
۱۱	ملا عبد الرحمن جامی -	۱۰	دیوان خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی
۱۲	انوار الرحمن - در ملفوظات از مولانا شاہ	۱۱	محررہ عبادتہ شمس الدین شمس الدین فتح قلم کاغذ سفید
۱۳	عبد الرحمن جدید الطبع -	۱۲	دیوان حافظ - جدید الطبع کاغذ سفید و حنائی
۱۴	لمعۃ الانوار المعروف بہ ہدایت المومنین	۱۳	ایضاً متوسطہ طورہ شیخ ابوالبرکات خوشنویس کاغذ سفید
۱۵	حضرت شاہ محمد ہمدی -	۱۴	ایضاً - کاغذ سفید و حنائی -
۱۶	نغمۃ عشاق - قرآن و حدیث سے ثابت	۱۵	انیسول لادھراج - از حضرت شیخ معین الدین چشتی
۱۷	کیا گیا جو از مولوی نور احمد مرحوم -	۱۶	کلمہ الحق - از شاہ عبد الرحمن مع شرح و توضیح از ملا
۱۸	مصباح الہدایۃ - ترجمہ عوارف از حضرت	۱۷	بہشتی در بیان حدیث و جود مع دلائل و دفع شکوک
۱۹	شاہ محمود کاشانی	۱۸	مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین بک میری
۲۰	خواجہ سعدیہ از قاضی تقی علی خان تصوفین	۱۹	مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین بک میری
۲۱	ہند نامہ عطار - از حضرت شیخ فرید الدین -	۲۰	مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی -
۲۲	تذکرۃ اللہ - احوال شاہ مظفر علی قدس سرہ	۲۱	مطلع الانوار - نظم از مولیٰ ہند امیر خسرو دہلوی
۲۳	از مولانا ابوالحسن صاحب فرید آبادی -	۲۲	بہشتی مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
			حلیۃ حکیم سنائی معروف بلکی نامہ شرح جہت